

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۰۵۰۱ - Accession No. ۵۷۶۵۹ ۷۶۵۹

Author ن. ق. لطیف بدایونی

Title

فارس الشجر

This book should be returned on or before the date
last marked below.

قاموس المشابیر

checked 1978

جلد اول

مترجم

نظامی بدایونی

مطبوعات اسلامی پبلیشرز

۱۹۲۴ء

ایک ہزار روپے

جلد اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دباحت

علم تاریخ مثل دیگر علوم کے قوموں کی زندگی قائم رکھنے اور ان کی افوا میں اُلوالعزمی بہت اور اہتمام کی روح پھونکنے کے لیے ایک ضروری چیز ہے۔ آج دنیا کی بڑی بڑی نسلیں فنیشیں۔ یونانی، رومی، کادانی، ہیری، پارسی، عربی۔ صفحہ عالم پر اسی علم کی بدولت زندہ نظر آتی ہیں۔ جو قومیں اپنی پھلی روایتوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہیں کرتیں وہ اپنے وجود کو زیادہ عرصے تک قائم نہیں رکھ سکتیں۔

اسلام سے قبل تاریخی واقعات مسلسل نہ تھے ان کی ایسی مثال تھی جیسے کوئی شاہراہ مختلف سیلابوں کی طغیانی کے سبب جا بجا سے ناموار ہو گئی ہو یا ریگستان میں واقع ہونے کی وجہ سے ریت کی چادروں نے کہیں کہیں اُس کو اپنے بروج میں چھپا لیا ہو۔ تاریخ کے اس میدان کو ہوار کرنے میں ابتداً مسلمانوں کو نہایت کوشش کرنی پڑی۔ انھوں نے فنِ درایت کو پیش نظر رکھ کر اُس کے چند اصول قائم کیے اور ہر واقعے کو جو ان تک پہنچان اصول کی رو سے دیکھا جہاں تک ممکن ہوا انھوں نے واقعات کو اہم سے تمیز کیا۔ مختلف کہتوں اور کردہ کیے ہوئے پرانی دھات کے پتروں سے جو دستیاب ہوئے واقعات کا پتہ لگایا جو غیر مسلسل طریقے سے ان تک پہنچے تھے ان کو سلسلہ وار کیا۔ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں نے علم تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے خواہ وہ کسی قوم اور کسی فرقے کے کیوں نہ ہوں ایک بنیاد قائم کر دی۔ علم تاریخ کے متعلق آج کل جو بڑی بڑی عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں وہ سب قدیم مورخین اسلام کی زیر بار احسان ہیں مسلمان مورخین نے سوانح عمری کو بھی علم تاریخ میں داخل کیا اور اس دلچسپ شاخ کو مکمل کرنے کے واسطے بڑے بڑے دماغ صرف کیے گئے جن کی کوششوں کا نتیجہ آج بھی ضخیم کتابوں کی صورت میں منہدب

ممالک کے کتب خانوں کی زینت ہو۔ بلا ذریعہ جس کا انتقال ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۵ھ عیسوی میں ہوا۔
 بغداد میں پیدا ہوا اور وہیں رہتا تھا اس فن میں اُس کی تاریخ فتوح البلدان بڑے پایے کی کتاب ہو۔
 ہمدانی جیسا مورخ تیسری صدی ہجری کے آخر اور چوتھی صدی کے شروع میں دنیا نے تصنیف میں ایسا اُس نے
 جنوبی عرب کی ایک صحیح اور مختصر تاریخ لکھی جو جس میں اُس عہد ملک کے مختلف اقوام کے حالات اور
 اُن کی بربادی و تباہی کے قصے درج ہیں۔ بین کے حالات اور بین کا جغرافیہ بھی شامل ہو۔ مسعودی طبری
 ابن الاثیر ابن خلکان وغیرہ کی تصانیف دیکھنے اور اُن کے حالات پڑھنے سے اُن کی اسلئے داعی
 قابلیتوں کا پتہ چلتا ہو۔ ابوالفضل البیرونی اور ابن خلدون بھی بڑے مورخ گزرے ہیں۔ ان لوگوں کی
 تصانیف کے ذریعے سے آج ہزاروں قابل اشخاص کے نام جو اپنے اپنے زمانے میں سائنس فلسفہ
 قانون۔ علم ادب۔ نظم و شعر تہذیب و تمدن غرض ہر شعبے میں آفتاب و مہتاب گزرے ہیں زندہ
 نظر آتے ہیں۔ یورپ کی متعدد اقوام نے بھی جنھیں علوم و فنون کی تحقیق اور اشاعت کا شوق ہو۔ عربی
 فارسی کی مبسوط کتابوں سے مشرقی مشاہیر کے کارناموں کو اپنی ملکی زبان میں لکھ کر اپنی قوموں کو معراج
 ترقی پر پہنچانے کا ذریعہ بنایا ہو کیونکہ وہ اس اصول کو خوب سمجھتی ہیں کہ دنیا کی تاریخ بڑے آدمیوں کے
 کارناموں کا مجموعہ ہو۔ یاد دوسرے لفظوں میں یہ سمجھنا چاہیے کہ مشاہیر دنیا کی سونے عمریوں کا مجموعہ ہی کا
 نام دنیا کی تاریخ ہو۔

آج یورپ کی قوموں نے تہذیب و تمدن میں جو ترقی کی ہو اُس کی بڑی وجہ یہ ہو کہ انھوں نے دہر جہانے قومی
 مشاہیر کے حالات کو ملکہ ہر ملک اور ہر قوم کے ناموروں کو اپنی زبان میں زندہ کر دیا ہوتا کہ اُن کی آئندہ نسلیں یہ علوم
 کر سکیں کہ کس شخص نے کس طریقے سے کس شعبہ زندگی میں ترقی کر کے انسانی نسل کے عروج میں مدد دی یورپ والے
 صرف اسی پرس نہیں کرتے کہ اپنے مشاہیر کے حالات میں ضخیم کتابیں تصنیف کرتے ہوں اور اُن کے اہل ملک اُن کو سر
 آکھوں پر لگا دیتے ہوں بلکہ تقریر و تحریر نظم و شعر، افعال و حرکات وغیرہ جن ذرائع سے بھی ممکن ہوتا ہو وہ اپنے مشاہیر کی
 خوبیاں ظاہر کر کے اپنی قوم کے دلچسپ کرتے ہیں تاکہ آئندہ نسل میں اُن مشاہیر کے اوصاف پیدا ہوں اور ہر نسل میں ممکن
 جائے کہ برک انیکسپیریشن، اینین، نیلسن، ویلنگٹن، ڈارون، ملنگٹن پیدا ہوتے ہیں۔ فی الواقع مشاہیر پرستی جس کو
 انگریزی میں "ہیرودیسٹ" کہتے ہیں یورپ کی سوسائٹی کا ایک جزو بن گئی ہو۔ اُس کو وہاں کی تمدنی ترقی میں زیادہ دخل
 یورپی اقوام اپنے مشاہیر کی جن قدر عزت و احترام کرتی ہیں اُس کو پتا اس مشہور قول سے چلتا ہو کہ انگلستان کو نہ رستا
 جیسی بڑی سلطنت کھو دینا گوارا دی گئی نہ ملکہ کے مہر و کیسپر کا کھوا منظر دینے کا جسٹس ہالٹن جیسے مصنفین کے اوٹو گرائٹ

(دو خط و تحریر کے بدلے میں لاکھوں پونڈ دینا وہاں ایک سو بیس ہستہ اس نکتے کو خوب سمجھتی ہیں کہ کسی قوم کا نشانہ غنی
 اس وقت تک بن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مشاہیر کے حالات سے واقف ہو کہ گزشتہ تجربات سے
 فائدہ اٹھانے کے سامان بہم نہ پہنچائے یہی وجہ ہے کہ فواد شاہیر کی سوانح عربیوں مختلف مصنفین کے قلم سے
 لکھے جانے کے علاوہ وہاں قریب قریب یورپ کی ہر زبان میں اس وقت ایسے مجموعے موجود ہیں جن میں ہر
 طبقے کے مشاہیر کے مختصر حالات کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ مجموعے ایسے لوگوں کو جن کے پاس ہر نامور شخص کی سوانحی
 کے متعلق پوری ضخیم کتاب پڑھنے کے لیے وقت نہیں ہوتا یا ان طلباء کو جو اپنی کتابوں میں بعض اوقات ذیل کے بڑے
 آدمیوں کے ناموں کا حوالہ دیکھ کر ان کے مختصر حالات معلوم کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں نہایت مفید ثابت ہوتے
 ہیں اور وہ بڑے بڑے مدارس اور کالجوں کے کتب خانوں میں "ریفرنس بک" (حوالے کی کتاب) کا کام دیتے ہیں۔
 ہماری ملکی زبان میں اس وقت تک کوئی ایسا مجموعہ موجود نہیں جو اس مقصد کو پورا کر سکے اور جس میں تمام مشاہیر کے
 خواہ وہ شاعر ہوں یا عالم بادشاہ ہوں یا وزیر مجتہد ہوں یا محکم ادیب ہوں یا نحوی بلیب ہوں یا مهندس۔ نحوی
 ہوں یا فلسفی حالات آسانی سے مل سکیں اس لیے مجھے پچھیز نے باوجود اپنی کم مائی کے اس میدان میں قدم رکھنے کی جرأت
 کی ہماری زبان میں خاص خاص طبقوں کے مشاہیر کے حالات میں علیحدہ علیحدہ کتابیں ملی ہیں لیکن ایک ایسا مجموعہ جو
 تمام اس الاعلام کا کام دے اور جس میں ہر طبقے کے مشاہیر کے حالات درج ہوں اب تک طبع نہیں ہوا اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر
 میں نے سلفاء عین مشاہیر کے حالات پر اعتبار حروف تہجی ترتیب دینا شروع کیے۔ **قاموس المشاہیر** کے
 نام سے اس مجموعے کو موسوم کیا۔ کتاب کا حجم بڑھ جانے کے خیال سے اختصار کو ہر موقع پر مدنظر رکھا۔ قدامت سے لیکر موجودہ
 زمانے تک کے مشاہیر کا حال درج کیا۔ (۱) صرف ان مشرقی مشاہیر و علماء کو لیا گیا ہے جن کو عربی، فارسی، اردو و ہندی
 بھاشاؤں کے علوم و فنون یا زبان سے تعلق ہے۔ اگر کسی نامور کا سنہ ولادت یا وفات نہیں ملا تو مگر اس کی کوئی تالیف و تصنیف
 مل گئی ہو تو اس کی تصنیف کے ذکر پر لکھا گیا ہے (۲) اہل علم کے سوا سادہ اہلین و والیان ملک کو بھی ان کی شخصیت کے لحاظ سے
 جگہ دی گئی ہے (۳) مشاہیر میں ایسے لوگ جن کو کسی کسی اہم تاریخی واقعہ سے تعلق ہے شامل کر لیے گئے ہیں (۴) تاریخ ولادت
 و وفات اور زمانہ زندگی کو جتنی الوسع انزما لکھا گیا ہے وہ، کتاب کی تدوین اختصار کی طرح بہ ترتیب حروف تہجی کی گئی ہے
 اور جس نامور کا حال درج کیا ہے اس میں زیادہ تر اس کے اصلی نام کے حروف کا لحاظ لیا گیا ہے گو وہ بالکمال جو اپنے تخلص یا
 کنیت یا خطاب سے زیادہ مشہور ہیں ان کو عرف عام کی ترتیب میں شامل کیا گیا ہے۔

اردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اور ایک کمزور کوشش واحد کا نتیجہ ہے اس لیے آئندہ اس کا نقش
 ثانی اگر کسی ذرہ مست تو سکتا رہا گیا تو یقیناً وہ زیادہ مکمل ہوگا۔ لیکن بایں تہم مجھے خبر ہے کہ میری ادنیٰ کوشش نے اردو

کے قابل مصنفین کے سامنے ایک نوذمیش کروایا، مجھے اعتراف ہو کہ اس مجموعہ میں زیادہ تر ہندوستان اور اُس کے بعد فارس اور عرب کے مشاہیر کا تذکرہ ہو۔ دوسرے ایشیائی ممالک کے علماء کو اپنا ادبی حصہ نہیں ملا، یہی اس کی وجہ ظاہر ہو کہ یہ کتاب ایک ہندوستانی کے قلم سے لکھی گئی۔ ہندوستان کے لوگوں کے لیے لکھی گئی اور اُس ذخیرے سے لکھی گئی جو ہندوستان میں دستیاب ہو سکا۔ اس کتاب کی ترتیب میں مختلف تاریخیوں کی ورق گردانی کرنی پڑی ہو۔ مثلاً۔

(۱) ابن خلکان (۲) ابن خلدون (۳) بطری (۴) اخبار الاخبار (۵) تاریخ فرشتہ (۶) سیر المتاخرین (۷) منتخب التواریخ (۸) آئین اکبری (۹) دربار اکبری (۱۰) طبقات اکبری متعدد (۱۱) تذکرۃ الاولیاء (۱۲) مآثر الامراء (۱۳) مآثر الملکرام (۱۴) خزائن حارہ (۱۵) نفائس المآثر (۱۶) سروآزاد (۱۷) سجدۃ المرجان فی آثار الملک و ہندوستان (۱۸) مفتاح التواریخ (۱۹) آتش کدہ (۲۰) المامون (۲۱) الفاروق (۲۲) سیرۃ النعمان (۲۳) تاریخ خلفاء (۲۴) یادگار غالب (۲۵) حیات سعدی (۲۶) صحیفہ ذریں (۲۷) تمدن عرب (۲۸) تمدن ہند (۲۹) بدیع بیضا (۳۰) سفرنامہ روم و مصر و شام علامہ شبلی (۳۱) تاریخ ہندوستان مولوی ذکا اللہ (۳۲) ہستان آصفیہ (۳۳) امر لے ہنود (۳۴) آثار العنقا دید (۳۵) تاریخ الاطباء (۳۶) ازمیل بایوگنیکل ڈکشنری (۳۷) امپریل گزیٹر (۳۸) امپریل کاروشن دربار (۳۹) شارٹ ہسٹری آف سرانژ امپریل۔ (۴۰) ہوشان اودہ (۴۱) سیرۃ ابنی (شبلی) (۴۲) الہی والا سلام (۴۳) تذکرہ میر تقی عثمان (۴۴) انسائیکلو پیڈیا برطانیکا (۴۵) محبوب الزین (۴۶) محبوب الوطن (۴۷) محبوب ذی اہن (۴۸) مخزنہ جاویدہ نظام الملک طوسی۔

اس مجموعے کے دوران تالیف میں مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ یہ ایک دشوار کارِ عمر جا رہی اور اس کو آسانی سے طے کرنا مجھ جیسے بے بضاعت شخص کا کام نہیں ہو۔ لیکن میں نے اس اندیشے کو بالائے طاق رکھ کر استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہو کام جاری رکھا۔ بدایوں میں کتب خانہ موجود نہ ہونے سے میری مشکلات میں اضافہ ہوا میں نے اس تالیف کی تکمیل کے شوق میں کئی گڑھ۔ رات پور۔ چیدر آباد کا سفر کیا اور وہاں کے کتب خانوں میں جا کر اکثر کتابوں سے مدد لی۔ مجھے اعتراف ہو کہ بعض قابل احباب کی امداد بھی اس تالیف میں میرے لیے نہایت قیمتی ثابت ہوئی۔ اس کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہو۔ اس وقت صرف جلد اولیٰ تاخرین کے سامنے پیش کی جاتی ہو دوسری جلد کے بھی شائع ہوجانے کی جلد امید ہو۔ میری شبانہ روز کی مسلسل سعی اس بابے میں جاری ہو۔ خدائے امید ہو کہ وہ میری سعی کو مشکور کرے گا۔ الشیء منی والاعتصام من اللہ تعالیٰ

عسکرا

نظامی بدایوں

بدایوں (روہیل کھنڈ) ۲۰ ستمبر ۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلياً

روایت الف

آبیتین۔ زبیدوں کے باپ خاندان پیش وادیاں
فارس کے ساتویں بادشاہ کا نام جو جیشہ بادشاہ
فارس کی نسل سے تھا۔

آپرو۔ شاہ نجم الدین عرف شاہ مبارک۔ شاہ محمد غوث
گوالیار کی اولاد میں تھے۔ طبقہ اول کے مشہور شعراء
میں شامل ہیں۔ صاحب دیوان تھے لیکن سب کلام
غدر میں تلف ہو گیا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کا زمانہ پایا
تھا۔ سلسلہ میں انتقال ہوا۔

آپا صاحب۔ رنگوبی بھونسلہ کا بھتیجا اور پسر رام
بھونسلہ کا چچا صاحب کے نام سے تاریخ میں مشہور
ہی چچا زاد بھائی تھا۔ بالا صاحب سلسلہ میں پڑائیں
تخت نشین ہوا۔ لیکن وہ اپنی انتہائی ناقابل بیست
اور بد عقل ہونے کے سبب سے انارویا گیا۔ اور آپا
صاحب کارکن مقرر ہوا۔ اُس نے غبنہ طور سے بالا
صاحب کو قتل کر دیا اور اس راز کے انشاء ہونے پر
وہ سلسلہ میں گرفتار کر کے زندہ سی ہی لایا گیا لیکن

اپنے خاققوں کو رشوت دیکر راستے سے فرار ہو گیا
اور پنجاب پہنچا اُس نے راجہ رنجیت سنگھ کی فیاضی
پر اپنی زندگی بسر کی۔ اُس کے معزول ہونے پر
اوس کا پوتا راگوبی بھونسلہ گدی پر بیٹھا۔

آپا صاحب۔ درین راجہ ستارہ کا تیسرا بھائی تھا۔ اور
سلسلہ میں اپنے بھائی کی معزولی کے بعد انگریزی
گورنمنٹ نے اُس کو ستارہ کی مسند پر بٹھایا اور پہلی
سلسلہ کو فوت ہو گیا۔ اپنی وفات سے قبل اُس نے
خواہش ظاہر کی کہ وہ ایک لڑکے سمی بلونت راؤ
بھونسلہ کو تنبیہ کرے لیکن یہ تجویز نامعلوم ہوئی۔ اور
ستارہ انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔

آتش۔ خواجہ جہد علی آتش فلفل۔ خواجہ علی حسن کے بیٹے
لکھنؤ کے رہنے والے شیخ سمنی کے شاگرد تھے۔ ناسخ کی
ہمعصر تھے۔ ہر کار لکھنؤ سے انشی روپیہ ماہوار بطور وظیفہ
ملنے لگے۔ ناسخ کے انتقال کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا۔
کیونکہ اُن کی نظر میں پھر کوئی داد دینے والا نہیں رہا۔

سپاہیانہ وضع تھی ۱۳۲۷ء میں انتقال کیا ان کا دیوان
ان کی حیات میں شائع ہو کر مقبول مام ہو چکا تھا۔
ان کے شاگردوں میں رندہ صاحبہ دوست علی مل
اور ہڈت دیانکر تیر وغیرہ مشہور گزرے ہیں۔

آٹھ۔ حنیفہ اللہ کا تخلص، رملاحظہ ہو حنیفہ اللہ شیخ،
آدم علیہ السلام اول البشر سب سے پہلے
انسان اور بشر تھے آپ کے بعد حضرت عوا پیدا
ہوئیں اور واقعہ ہجرت نبوی ؑ ہزار سال قبل
جنت سے دنیا میں بھیجے گئے اور ان دونوں سے
اولاد کا سلسلہ جاری ہو کر نسل انسانی کا نیا ورہوا۔

آدم جی پیر بھائی اسراہیلی کا مشہور تاجر تھا۔ اصل
وطن دھوراجی ریاست گونڈل کا ٹھیکہ دار تھا۔ قوم
بواہیر کے ایک غریب خاندان میں ۱۳۱۳ء مسیح
کو اپنے وطن میں پیدا ہوا۔ ۱۰ سال کی عمر میں بمبئی چھوڑ کر
تجارت شروع کی جس کی ابتدا ٹھیکوں وغیرہ سے
ہوئی خیمہ دوزی کا کارخانہ قائم کیا جو اس وقت
خاص شہرت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک کارخانہ
دباغت چرم کا بھی کھولا جو مغربی ہند میں ہمسایہ
کارخانہ تھا۔ غریب تینوں کے واسطے سو امین لاکھ
روپے کی لاگت سے پونے چھ سو فیٹ طویل عمارت
تعمیر کی جس میں مسجد اور ہسپتال بھی ہے۔ یہاں تینوں
کی بود و باش اور تعلیم پر پرورش کا انتظام ہے۔ اپنے
وطن میں ایک لاکھ کے صرف سے ایک مدرسہ
جاری کیا۔ ملی گڑھ کالج کو گراں بہا چھبے دے دیے
کی نیرات کا اندازہ پچاس لاکھ کیا جاتا ہے۔
پبلک خدمات کے صلے میں بمبئی کا شریعت مقرر ہوا۔
سر کا خطاب پایا۔ ۱۱ اگست ۱۹۰۷ء کو بارسا
ذات العجب انتقال کیا۔

آدم خاں۔ قوم گھگر کے سردار کا نام جو اس کے ملک

اصل مالک اس کا بیٹا کمال خاں تھا جو قید ہو گیا
تھا اور جب اس پر شاہنشاہ اکبر کی غنایت مبذول
ہوئی تو اس نے اپنے پورے مالک کی خدمت کی
استدعا کی بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ نصف ملک تو
کمال خاں کو دیا جائے اور نصف پر آدم خاں کا بیٹا
رہے لیکن آدم خاں نے اس حکم سے سرتابی کی اور
افواج شاہی سے مقابلہ ہوا۔ قلعہ بیلان میں جو کہ
جلیان والے کے جنوب میں واقع جو ششہ میں
ایک جنگ عظیم ہوئی لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔
سلطان آدم خاں گرفتار ہو کر قید ہو گیا اور قید ہی
میں فوت ہوا۔

آدینہ بیگ خاں۔ چوآریہ کا لڑکا تھا۔ سرک پور
میں لاہور کے نزدیک پیدا ہوا دہلی میں مغلیہ خاندان
میں پرورش پائی اور سپاہی ہوا لیکن اس نے فن
حساب میں مہارت حاصل کی جب کہ در شاہنشاہ
نے ہندوستان پر حکم کیا تو یہ سلطان پور کا حاکم تھا۔
بعد پنجاب کا حاکم ہو گیا۔ ششہ میں اس نے
افغانوں کو لاہور کے نزدیک شکست دی۔ اس کے
بعد خان پور میں ہوشیار پور کے نزدیک مر گیا۔ اور
کوئی جانشین نہ چھوڑا اس کا شاندار مقبرہ اب تک
موجود ہے۔

آذر۔ لعل ملی بیگ مصنف تذکرہ آتش کدہ۔ یہ تخلص
ہو ایک مشہور ایرانی شاعر تھا۔ اس نے یہ تذکرہ
میں جمع کیا جس میں شعرا کے بارے میں حالات دیے ہیں
سلسلہ کے قریب انتقال ہوا۔

آذری رازی۔ فارس کے مشہور شاعر کے راہنے والا
سلطان محمود غزنوی کے دربار کا شاعر تھا۔ ایک تنو
سلطان نے اس کو ایک مختصر قصیدے کے صلے
میں ۱۴ ہزار درہم انعام دئے تھے۔

آذری شیخ - (اسفہانی)، اصلی نام جلال الدین محمد تھا۔
خراسان کے رہنے والے باخدا مسلمان اور ایک
اچھے شاعر تھے۔ سلطان احمد شاہ دلی ہنسی کے وقت
میں ایک دفعہ مسند میں دکن آئے اور غفر قیام کے
بعد اپنے وطن کو واپس گئے اور وہیں ہر ۸۲ سال تک
مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔ بہت سی تصنیفات
چھوڑیں جن میں سے جواہر الاسرار، طغرائے ہمایوں،
ثمرات مشہور ہیں۔ ایک دیوان ۳۰ ہزار اشعار کا ایک
دو۔ بہمن نامہ منظوم بھی انھیں کی تصنیف ہے۔ ان کا تہر
اسفہان میں موجود ہے۔

آرا - و صوبہ الہ آباد میں موضع کوڑا جہاں آباد ضلع فتح پور کا
نہیں دانتھا جس نے محمد شاہ کے عہد میں سلطنت کی
مزدوری سے فائدہ اٹھا کر نواب جاں شاہ کو جو
وہاں کا چنگلہ دانتھا مسند میں بٹل کر دیا تھا جاں شاہ
خان کے بیٹے نے اس کے مقابلہ کو کئی مرتبہ فوج لیکر پڑھائی
کی مگر شاہ کی لڑائی میں سادات خان صوبہ دار اور
نے آرا کو مہارادالا اور سرتر واکر محمد شاہ بادشاہ
دلی کے پاس بھیج دیا۔

آرام بانو بیگم - بادشاہ اکبر کی دختر شہنشاہ جہاںگیر کی
ہن تھی۔ بہ عمر ۲۰ سال مسند مطاق مسند میں
فوت ہو گئی بمقام سکندرہ ضلع آگرہ اکبر کے مقبرے میں
دفن ہوئی اس کی ماں کا نام بی بی دولت شاد تھا۔ اور
ہن کا نام شکر النساء بیگم تھا۔

آرام شاہ (سلطان)، اپنے باپ سلطان قطب الدین
ایک بادشاہ دلی کے بعد مسند مطاق مسند
میں تخت نشین ہوا مگر ایک سال حکومت کرنے کے
بعد اس کو ہمتش نے جو قطب الدین کا پسر تھی اور
داماد تھا، مغرول کر دیا اور خود شمس الدین ہمتش کے
نقب سے تخت نشین ہوا۔

آرزو - (دیکھو سورج الدین علی خاں آرزو)
آریا بھٹ - ہندوستان میں علم نجوم کا آدم ناما جاتا ہے
پیدائش مسند عربس بمقام پتلی پتر یعنی پٹنہ ہوئی۔ نجوم
میں ہندوستان کی سب سے زیادہ قدیم تصنیف
چار رسالوں پر مشتمل تھی جو سدھانت کہلاتے تھے۔
آریا بھٹ نے ان اصول اور مسائل کو ایک نئے
علی اور جامع پیر میں آراستہ کیا اس کی تصنیف
آریا بھٹا کے نام سے مشہور ہے۔ آری بھٹ کا نام
ہمیشہ یادگار رہیگا۔ کیونکہ وہ زمین کی محوری گردش
کا معروف و مؤید تھا اس نے اسباب کسوف - اور
خسوف کی بھی توضیح کی ہے۔

آرا - مولوی محمد حسین نام دہلی کے باشندے۔ مولوی
باقری کے بیٹے ذوق کے ارشد تلامذہ میں تھے۔
مسند کے آخری زمانہ میں اپنے اہل و عیال کے
ہمراہ لکھنؤ پہنچے مسند میں لاہور آکر دوا کر کرشت
تعلیم کے وقتیں ملازم ہونے ایک سرکاری اخبار
تالیف پنجاب کے سب ایڈیٹر بھی رہے۔ سرکار
انگریزی سے شمس العلماء کا خطاب پایا۔ استاد ذوق
کا ایک دیوان خاص طور پر مرتب کیا۔ ان کی تصنیفات
سے تذکرہ آب حیات نیز نگ خیال بخندانی رس
دربار اکبری - مجموعہ نظم آرزو - جامع القواعد فارسی
وغیرہ مشہور ہیں۔ مسند کے آسے جنوں کی ابتدا ہوئی
جس نے مرتے دم تک ساتھ دیا۔ اس حالت میں
بھی وقت تصنیف و تالیف کرتے رہے حالت
جنوں کی ایک تصنیف سیاس و نمائے مشہور ہو
۲۲ جون مسند مطاق ۱۰۰۰ھ میں مسند کو انتقال کیا
آرزو - میر غلام علی بلگرامی کا تخلص ہے مسند میں
پیدا ہوئے۔ ان کے باپ سید فوج نے مسند
مطابق مسند ۱۱۷۵ھ میں انتقال کیا۔ میر عبد الجلیل

مگر ای کے نواسے تھے آزاد کا شمار شعراء کے طبقہ اعلیٰ میں ہوتا تھا۔ نفعانیت عربی اور فارسی میں چھوڑ کر دنیا قصائد غزلیہ بہتہ المرحان خزانہ عامرہ اور تذکرہ سرود آنا مشہور ہیں۔ مشاعرہ مطابق سلسلہ میں وفات پائی آزاد خاں۔ گورنر کشمیر قوم افغان سے تھا۔ اس کا باپ حاجی کریم داد خاں ابتداً احمد شاہ ابدالی کے خدام میں داخل تھا۔ تیمور شاہ نے احمد شاہ ابدالی کی وفات پر حاجی کریم داد خاں کو اس صلیہ میں کہ اس نے امیر سابق گورنر کے زلفیہ کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ کشمیر کی حکومت تنویر علی کی حاجی مذکور کے انتقال کے بعد آزاد خاں جانشین ہوا۔

آسا اہر ایک گڈ رہا تھا۔ لوٹ مار کیا کرتا تھا۔ تقریباً دو ہزار آدمیوں کی جمیعت اس کے ساتھ تھی۔ وہ ایک پہاڑی پر رہتا تھا۔ جاں اس نے ایک قلعہ بنایا تھا جو اسیر گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور ہندوستان کے سب سے زیادہ مشکل علاقوں میں اس کا شمار ہے۔ آسا کو ملک ناصر خانامی نے قتل کر دیا اور سیلے سے اسیر گڑھ کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ دو صدی کے بعد اکبر کے زلفیہ میں صرف قلعہ اسیر گڑھ باقی ایک ماڑ سلطنت متعلیہ میں شامل ہو گیا۔ مشاعرہ میں یہ حصہ ملک برٹن گورنمنٹ کے قبضے میں آیا۔

آسکرن پچھو اہا راہہ باری لکچھو اہا کا بھائی تھا۔ اور اس کے ساتھ ملازم مت اکبری میں داخل ہوا۔ مسئلہ جلوس اور کر رہ سلطنت میں راہہ بدھکر کی لڑائی کے واسطے روانہ ہوا۔ سنگٹیں صوبہ داری اکر آباد کے معزز محمد سے سر بلند ہوا۔ سرحد میں وفات پائی آسنا۔ مرزا محمد طاہر ابن نواب غفر خاں الخاطب بہ غیایت خاں کا تخلص ہے۔ مشاعرہ مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔ اس شاعر نے شاہجہاں اور داراشکوہ کی مع

میں اکثر قصائد لکھے ہیں۔ اس کے مجموعہ کلام کلیات آشنائیں ملتے ہیں۔

آشوب۔ محمد بن لکھنوی کا تخلص ہے آصف الدولہ اور اس کے باپ شجاع الدولہ کے عہد کا شاعر تھا۔ صاحب دیوان ہے۔

آصف۔ تمردات ایران کا باشندہ شاہجہاں کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

آصف الدولہ۔ اسد خاں کا خطاب ہے (ملاحظہ ہوا اسد خاں)

آصف الدولہ۔ نواب شجاع الدولہ والی اودھ کا حلف اکبر تھا۔ شجاع الدولہ کی وفات پر چوری مشاعرہ مطابق مشاعرہ میں جانشین ہوا۔ بجائے فیض آباد کے لکھنؤ کو دار السلطنت بنایا۔ ۲۳ سالہ شاہ سلطنت کی اور ۱۲ برس مشاعرہ مطابق ۱۲ برس الاصل کو فوت ہوا اور اپنے امام باڑے میں جو بیچ تک لکھنؤ کی عہدہ شاہی عمارتوں میں سمجھا جاتا ہے اور آصف الدولہ کے نام سے مشہور ہے دفن ہوا۔ وزیر علی جو اس کا سب سے بڑا بہن بھتی تھا وصیت کے مطابق مسند نشین ہوا لیکن چار ماہ بعد اس کو سر جان شور گورنر کلکتہ نے معزول کر کے سعادت علی خاں کو جو آصف الدولہ کا بھائی تھا مسند نشین کر دیا۔ آصف الدولہ کی تصنیف سے ایک اردو فارسی کا دیوان موجود ہے۔ خلاوت اس حد کو پہنچی تھی کہ یہ مثل زبان زد خاص و عام ہو۔ جسے نہ بے مولیٰ اسے دی آصف الدولہ

آصف جاہ۔ شیخ شہاب الدین سرور دی کی اولاد سے تھے۔ خواجہ عابد خاں نام تھا۔ مرتضیٰ شاہجہاں کے زلفیہ میں ہندوستان آئے۔ اور رنگ زیب کے زلفیہ میں جب سوتے سے واپس آئے عہد

صدا رت کے صدر نشین ہوئے اور پھر قلعہ خاں کے خطاب اور منصب پنج ہزاری سے سرفراز کئے گئے جب تاج شاہ اور عالمگیر میں لڑائی ہوئی اس وقت ان کے زخم کا یہی لگا۔ فرخ سیر کے عہد میں الموعود مراد آباد کے ناظم رہے۔ سید عبدالرشید خاں اور سید حسین علی خاں بادشاہ گران کے دشمن ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے دکن کا رخ کیا اور اپنی قابلیت کے اظہار کا یہاں موقع پایا۔ دکن کی حالت اس وقت متزلزل تھی۔ آصف جاہ نے فوج فراہم کر کے یہاں نظام قائم کیا اور دغورختار حکومت قائم کر لی۔ سلطان حسین امیر گڑھ کا قلعہ حاصل کر کے اپنی طاقت کو زبردست کر لیا۔ بادشاہ کو بھی وقت متفرقہ پریشانیں بھیجتے رہے تیس سال تک دکن میں کامیاب حکومت کی۔ محمد شاہ اور نادر شاہ کی لڑائی میں موجود تھے۔ فرماں روا بن حیدر آباد کے مورث ہیں۔ محمد شاہ کی وفات کے ۳۰ دن بعد تاریخ ۲۳ مئی ۱۷۴۷ء مطابق ۱۱ جمادی الثانی ۱۱۵۷ھ انتقال کیا۔ برہان پور میں دفن ہوئے۔ ان کے بڑے بیٹے ناصر جنگ جانشین ہوئے۔ اور نواب ناصر جنگ سلطان میں پابند پوری کی لڑائی میں شہید ہوئے نیش رو منہ خلد آباد میں پہچانی گئی۔ وہیں آپ کا خزانہ نواب مظفر جنگ تحفہ نشین ہوئے۔ بیکرین دواہ کی حکومت کے بعد یہی شہید ہو گئے۔ نواب مظفر جنگ آصف جاہ اول کے نواسے تھے

ان کے بعد آصف جاہ اول کے تیسرے فرزند نواب سید محمد خاں صلاحیت جنگ مسند نشین ہوئے لیکن احمد شاہ بادشاہ دہلی کی طرف سے جہانگیر علی خاں۔ آصف جاہ ثانی کی صوبہ داری کا فرمان پہنچا تو آپ ۱۴ رذی الحجہ ۱۱۵۷ھ کو گوشہ نشین ہو گئے اور سلطان میں بمقام سیدر وفات پائی۔ ایک لیان

ان سے یادگار ہے جو سلطان ٹپو کے کتب خانہ میں ملتا تھا۔

آصف جاہ ثانی

نواب میر نظام علی خاں بہادر یکم شوال ۱۱۵۷ھ کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ تاج محل نامی غلط الدین ہے۔ دربار شاہان دہلی سے خاں بہادر اس جنگ کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۴ رذی الحجہ ۱۱۵۷ھ کو اپنے بھائی صلاحیت جنگ کو معزول کر کے تخت نشین ہوئے ۲۲ سال حکومت کر کے ستر برس ۶ ماہ ستروہوم کی عمر میں ۱۱۸۰ ربیع الثانی ۱۱۵۷ھ کو دنیا سے رحلت کی اور کچھ عہد میں دفن ہوئے۔ آپ نہایت شجاع اور صاحب تدبیر تھے۔ نواب ناصر الدولہ شہید اور نواب مظفر جنگ کا بدلا پٹھانوں سے بڑی اہم العری کے ساتھ لیا اور اکثر لڑائیاں آپ کے زمانے میں ہوئیں۔ مرہٹوں نے آپ کے ملک کا بہت بڑا حصہ دہلیا تھا۔ آپ نے بلندہ حیدر آباد کو اپنا دار الحکومت قرار دیا۔ نواب سکندر جاہ ان کے صاحب زادے جانشین ہوئے۔

آصف جاہ ثالث

سکندر جاہ۔ نواب میر اکبر علی خاں بہادر آصف جاہ ثالث یکم رجب ۱۱۵۷ھ کو حیدر آباد میں تولد ہوئے ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۵۷ھ تخت نشین ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ کی تجدید کر کے ان کا دفاع کیا تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ اکثر جدید محلات کے ملاوے نواب میر عالم و محلہ علوانہ قریب عید گاہ جدید آپ کے عہد میں تیار ہوا۔ نہایت وسیعہ اور خوش بیان فخر مولوی عبدالکریم کے عہد میں مرہٹوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ہمدوی حاجی البید کئے گئے۔ ۲۵ محرم ۱۱۵۷ھ کو آپ کی صاحب زادی فیروز النساء

نے انتقال کیا۔ اس صدمے سے آپ کو دق ہو گئی اور ۱۰ ذی قعدہ ۸۸۷ھ کو ۲۶ سال سلطنت کر کے ۶۲ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مگر مسجد میں دفن ہونے آصف جاہ رابع

فرخندہ علی خاں میر نواب ناصر الدولہ بہادر خطاب سلسلہ آصفیہ سے دکن کے چوتھے حکمران سکتے۔ جاہ آصف جاہ ثالث کے بڑے فرزند اور بھائی تھے مشہور عالم ہیں پیدا ہوئے ۲۰ ذی قعدہ ۸۸۷ھ میں ۱۰۰ کو تخت نشین ہوئے۔ ان کے زمانے میں ایٹ اٹھاپنی سے جدید عہد نامہ ہوا۔ حیدر آباد میں روڈ ویسی کا مشہور پل چادر گھاٹ انھیں کے زمانے میں تیار ہوا۔ نواب سرسالا جنگ اعظم ان کے مشہور وزیر تھے بہت سی اصلاحیں ان کے زمانے میں عمل میں آئیں۔ صوبہ برار کا تحکیم انھیں کے عہد میں انگریزوں کو دیا گیا۔ ۸۸۷ھ میں انتقال ہوا۔ مگر مسجد میں دفن ہوئے۔ نواب میر الملک اور راجہ چند دال اور سرسالا جنگ اعظم آپ ہی کے عہد کے مشہور دارالہمام ہیں۔ عربوں اور ہندوؤں اور سنی و شیعہ کے فساد آپ ہی کے وقت میں ہوئے آصف جاہ خامس

نواب میر تمیم علی خاں بہادر آصف جاہ خامس افضل الدولہ نواب ناصر الدولہ بہادر آصفیہ رابع کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ۳۰ ربیع الاول ۸۸۷ھ کو پیدا ہوئے۔ ۱۰ ذی قعدہ ۸۸۷ھ کو افضل الدولہ کا خطاب پایا۔ ۳۰ رمضان ۸۸۷ھ کو تخت نشین ہوئے۔ غدر سے ایک موقع پر آپ نے انگریزوں کی دے دے دے تھے ہر طرح سے مدد کی یہاں تک کہ ہندوستان میں دوبارہ سلطنت انگریزی کی بناؤ لال۔ ۲۲ صفر ۸۸۷ھ کو کلہ منظر دکنور یا نے

جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور تمغہ دیا اور مخالفت بھی ارسال کئے۔ افضل علی فضل المساجد شہادۃ افضل جمع وغیرہ متعدد علامات آپ کے عہد میں نیا ہوئیں آپ کی سخاوت اور جسمانی قوت کے متعلق متعدد روایات زبان زد ہیں۔ فقراء تک آپ کے عہد میں جاگیر دار ہو گئے۔ ۱۲ سال حکومت کر کے ۶۲ برس کی عمر میں ۱۳ ذی قعدہ ۸۸۷ھ کو انتقال کیا مگر مسجد میں دفن ہوئے۔

آصف جاہ سادس

حضور آصف جاہ مخیر الملک نظام الدولہ نواب میر محبوب علی خاں بہادر فتح جنگ فرماں رواے حیدر آباد وکن۔ پیدائش ۱۸ اگست ۱۲۶۶ فروری ۱۲۶۷۔ ۱۰ نومبر ۱۳۰۱ میں نواب افضل الدولہ آصف جاہ خامس کی تجاویز تخت نشین ہوئے۔ شروع سخن سے آپ کی طبیعت کو خاص مناسبت تھی حضرت داغ دہلوی سے مشورہ و سخن کرتے تھے ایک دیوان غیر مطبوعہ چھوڑا۔ ۲۹ اگست ۱۲۶۷ کو انتقال ہوا۔ آپ کے ۶۲ عہد میں بہت سی عمارات و باغات وغیرہ تعمیر ہوئے۔ ٹون ہال و سرکین بنائی گئیں۔ قطب شاہی غاندان کے متبار کی مرمت کرائی گئی۔ میر عثمان علی خاں بہادر موجودہ نظام آپ کے بھائی ہیں۔

آصف جاہ سابع

نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سادس کے فرزند اعظم ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۸۷ روز شنبہ کو ۹ ربیع الثانی کے پیدا ہوئے۔ ۲۹ رمضان ۱۲۸۷ھ کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ ریڈ وڈ ہنٹر کے دسبارتا چوٹی میں دہلی گئے و صفر ۱۲۸۷ھ کو آپ کا عقد مرشد زادہ جہانگیر بادشاہ

کی صاحبزادی سے ہوا۔ ۲۹ اگست ۱۸۵۷ء مطابق
 ۱۲ رمضان ۱۲۷۵ھ یوم سبت کو اپنے والد ماجد
 کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوئے۔ یکم جنوری ۱۸۵۸ء
 مطابق ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ کو باج پنجم کے دربار تاجپوشی
 میں مقام دہلی شرکت فرمائی۔ جنوری ۱۸۵۸ء میں
 برٹش گورنمنٹ کے معزز خطاب، ہزارگانہ اٹینڈ ہنس
 کا آپ کے ساتھ خطابات پڑھائے گئے۔ ستمبر ۱۸۵۸ء
 میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے
 لکھنؤ میں جامعہ عامہ منعقد ہو کر بھی المائے والدین کا
 خطاب پیش کیا گیا۔ جس کو اعلیٰ حضرت نے شکریہ کے
 ساتھ قبول فرمایا۔ آپ کے عہد حکومت کی برکات
 بے شمار ہیں۔ علماء و مشائخ مساجد و مدارس
 اور ہر مذہب کے عبادت خاں کو آپ کے دیار
 سے مقبول امدادیں ملتی ہیں۔ آپ کے عہد میں شہر
 حیدرآباد کی از سر نو تعمیر ہوئی۔ ہر محلے میں جدید
 اختانات و اصلاحات ہوئیں۔ بالخصوص محکمہ
 امور مذہبی آپ کے عہد میں اس قدر اصلاح پذیر ہوا
 کہ گویا مکمل جدید محکمہ بن گیا۔ صنعت و حرفت کی ترقی
 کے علاوہ سب سے زیادہ قابل قدر تعلیمی ترقی ہو جو
 آپ کے دور حکومت میں ہوئی۔ عثمانیہ اردو یونیورسٹی
 موسومہ جامع عثمانیہ قائم ہوئی۔ علوم جدید کی کتابوں
 کے ترجمے انگریزی پیسے زبان اردو میں ہوئے ہیں
 جن کی بدولت زبان اردو علم بن کر رہی اسی
 یونیورسٹی میں کل علوم اردو میں پڑھائے جاتے ہیں
 انگریزی بطور زبان ثانی درجہ میں داخل ہوئی۔ دنیاویات
 کی تعلیم بھی داخل نصاب ہوئی۔ رولائے وکن مسکرات
 کی بدولت تباہ و برباد تھی آپ نے اس کا افسہ ادا کیا
 جنگ عظیم میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ جس اعلیٰ
 و فطوری خلوص اور فیاضی کا عملی ثبوت دیا وہ زمانے میں

اندر من اٹھیں ہو۔ آپ اردو فارسی دونوں زبانوں
 میں شعر کہنے کا اعلیٰ ملکہ رکھتے ہیں۔ چند دیوان طبع
 ہو چکے ہیں۔ سوخت سیریا رائے دکن ہیں
آصف خاں اول۔ اس کا اصل نام عبد الحمید تھا
 سلطان اکبر کے عہد میں ایک سردار تھا۔ سرفراز
 مسلمانوں میں عزت کوٹا کی ریاست کو جو بنید کھنڈ کی
 سرحد پر دریائے نرید کے کنارے واقع قلعہ تھا۔
 اس ریاست پر اس وقت درگاہ دکن حکمران تھی۔
 اس رانی نے ناب تہا بملہ لا کر اپنے آپ کو خیرے
 ہلاک کر ڈالا۔ اس کا خزانہ بہت قیمتی تھا جو آصف خاں
 کے ہاتھ آیا اس نے قلعہ کی طبع میں بغاوت اختیار کی
 لیکن کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے قصور معاف کر دیا
 چتور کا ملک فتح ہونے پر بطور جاگیر اس کو عطا ہوا۔
آصف خاں دوم۔ مرزا غیاث الدین علی خردوبی
 کا خطاب ہو۔ آقا لکھنؤ اور آصف خاں جفریک
 کا بھتیجا تھا۔ اکبر کے زمانے میں بخشی گیری کے عہدے
 پر مقرر ہوا۔ فتح گجرات کے بعد جو مسلمانوں میں
 واقع ہوئی بہت سے کار نمایاں کئے اور عباس
 خاں کا خطاب پایا۔ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۵ھ میں
 بنگالہ مجرات فوت ہوا۔ اور اس کا بھتیجا جفریک
 جانشین ہوا۔

آصف خاں رابع۔ اس کا اصل نام ابو الحسن
 تھا۔ اعتقاد خاں و بین الدولہ وغیرہ کے خطابات
 سے ممتاز تھا۔ وزیر املا و الدولہ کا اور نورجہاں
 بیگم کا بھائی تھا۔ شاہنشاہ جہانگیر نے سلطانہ طابع
 مسلمانوں میں وزیر مقرر کیا اس کی دختر ارجمند
 باویگم المعروف بہتار محل کی شادی شہزادہ
 شاہجہاں سے ہوئی۔ ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۷۰ھ
 شہجہاں سلطانہ کو بہ عمر ۷۰ سال انتقال ہوا۔ شہر لاہور

تصنیف سے ہیں۔ ایشیا تک سوساطی بگال ہیں
اس نے قابلِ قدر راہی خدمات انجام دیں۔ مدرسہ
مالیہ کلکتہ میں پروفیسر فارسی بھی رہا جو پشاور
میں انتقال ہوا

آغا حسین خوانساری۔ (حسین خوانساری دیکھو)
آغا خاں اول۔ حسن علی شاہ نام۔ پیدائش بمقام برٹن
سنہ ۱۲۰۰ میں بمقام مہی گورنمنٹ کے زیر سایہ
ایران سے آکر آباد ہوئے۔ نسباً تھے خاندان
فاطمیہ کے خلیفہ جو مصر کے حکمران رہے ہیں ان کے
مورثوں میں تھے۔ زمانہ سکونت ایران شاہنشاہ
فتح علی شاہ کے وقت میں کران کے حاکم مقرر ہوئے کچھ
عرصہ تک بادشاہ ان سے خوش رہا۔ اس کے بعد
ان کے خلاف سازشیں ہوئیں جن کی وجہ سے
بادشاہ ناخوش ہو گیا اور انھیں ہندوستان کو ہجرت
کرنی پڑی۔ وہ زمانہ تھا جب کہ پہلی جنگ افغانستان
جاری تھی۔ اسی زمانہ میں ہندوستان آتے ہوئے وہ
افغانستان سے گزرا اور برٹش گورنمنٹ کا ساتھ دیا
سندھ کی لڑائی میں بھی جنرل نیپئر کی ماتحتی میں انھوں نے
برٹش گورنمنٹ کی خدمات انجام دیں برٹش گورنمنٹ
نے آغا خاں کا خطاب دیا جو نسلاً بعد نسل جاری رہا
سنہ ۱۲۵۰ میں فوت ہوئے۔

آغا خاں دوم۔ سنہ ۱۲۵۰ میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے
یہ جس مینو کو نسل مہی کے ممبر رہے کے سی۔ آئی۔ ای کا
خطاب پایا۔ سنہ ۱۲۵۰ میں فوت ہوئے۔

آغا خاں سوم۔ درباری نژاد، سلطان محمد شاہ نام
پیدائش سنہ ۱۲۵۰۔ ماں ایرانی شاہ زادی تھیں۔
اس وجہ سے درباری نژاد خطاب ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ
سے جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب ملا۔ دیگر شاہان
یورپ و شاہ فارس نے بھی اعزاز و خطاب دینے

کے مقابلہ دیے۔ راوی کے کنارے دفن ہوا۔
چارلرٹ کے شاہنشاہ خاں۔ مرزا بیچ۔ مرزا حسین اور
نوشہ نواز خاں چھوڑے۔

آصف خاں جعفر بیگ۔ مام طور پر مرزا جعفر بیگ
کے نام سے مشہور ہے۔ آصف خاں مرزا جعفر بخشی
یعنی بھی کہلاتا ہے۔ مرزا بدیع الزماں کا بیٹا۔ اور
آقا ملا قزوینی کا پوتا تھا۔ قزوین سے سنہ ۱۲۶۰ م
سنہ ۱۲۷۰ میں ہندوستان آیا۔ اپنے چچا مرزا غیاث
کی سفارش سے جوشاہنشاہ اکبر کے دربار کا ایک
سرور تھا اور جس کا خطاب آصف خاں تھا۔
دربار شاہی میں باریابی حاصل کی اور اپنے چچا کی
وفات کے بعد بخشی گیری کا عہدہ اور آصف خاں
کا خطاب سنہ ۱۲۷۰ مطابق سنہ ۱۲۷۰ میں حاصل کیا۔
دیگر قابلِ انخاص کے ساتھ شاہنشاہ اکبر نے تاریخ
الہی کی تالیف پر اس کو بھی مامور کیا تھا شاہ بھی
تھا جعفر تخلص تھا۔ کتاب شیریں خسرو اس کی مشہور
تصنیف ہے۔ شاہنشاہ اکبر نے اس کو سنہ ۱۲۷۰ م
مطابق سنہ ۱۲۷۰ میں دیوان خاص کا عہدہ عطا کیا
اور جہاں گیر کے عہد میں وزارت کے اعلیٰ عہدے پر
مامور ہوا۔ سلطان علی مطابق سنہ ۱۲۷۰ میں انتقال ہوا
آصف خاں کا ایک لڑکا بھی تاریخ میں جعفر کے
نام سے مشہور ہے جو سنہ ۱۲۷۰ مطابق سنہ ۱۲۷۰ م
میں بہید عالمگیری فوت ہوا

آغا احمد علی۔ تخلص احمد رضا کے کارہننے والا فارسی شہرت
دنو کا ماہر تھا۔ سوید برہان و شمشیر تیز تر کا مصنف ہے
جس میں مشہور کتاب برہان قانع کی تائید میں مرزا
غائب کے خلاف بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ
رساؤں مستحق و تراز و مہنت آسمان اور فارسی کے
ہوب میں صنعت ششوی کی تاریخ بھی اس کی

ہیں جبکہ آٹھویں برس میں تھے بحیثیت امام
فرقہ اسماعیلیہ ان کے باپ نے ان کو اپنا باضابطہ
جانشین بنا دیا تھا۔ اس فرقہ کے اڑتالیسویں
امام ہیں۔ نوح بیٹی وغیرہ میں ان کے مرید کثرت
پس جو جو چاہے کہلاتے ہیں۔ ایک قوم جو گپتی کمالات
ان کو اپنا امام مانتی ہو۔ اس کے علاوہ اسماعیلیہ
فرقہ کے لوگ جو آغا خاں کی امامت پر اعتقاد
رکھتے ہیں۔ ایران۔ افغانستان۔ روس
وسط ایشیا چین۔ ترکستان۔ ساہرا بمصر
شمالی افریقہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ مشرق
سے جبکہ نواب محسن الملک کی تحریک سے پہلی
مرتبہ انھیں علی گڑھ کالج دیکھنے کا موقع ملا انھوں
مسلمانوں کے قومی معاملات میں دلچسپی لینا
شروع کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ آل انڈیا مسلم
یوکیٹل کانفرنس۔ ندوۃ العلماء وغیرہ میں شرکت
کی علی گڑھ کالج کو گرانڈ راجیہ دیے۔ سب سے
بڑھ کر یہ کونسل ہوئی ورٹی کی اسکیم کو عمل میں لانے
کے لیے مختلف مقامات کے سفر کیے۔ اور اس
تحریک کو زندہ کرنے کا فرما حاصل کیا۔ ان کا زیادہ
وقت مالاک بورپ کے سفر میں گزرتا ہے۔ ملی
قابلیت ضرب الملش ہے۔ وقتاً فوقتاً کونسل کی
ممبری بھی کی سلسلہ میں مسلم یوکیٹل کانفرنس
دہلی کے صدر ہوئے آج کل فرانس اور انگلستان
کی سیاحت میں مصروف ہیں۔ سیاسیات منہ
پر انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے جو ماہ جون سنہ ۱۹۰۶ء
میں ولایت سے شائع ہوئی ہے۔

آغا محمد داؤد۔ آپ کے اجداد قطب شاہیوں
کے زمانہ میں غلام دکن آکر جلیل القدر عہدوں
پر مرفوز ہوئے اور جاگیریں پائیں وہی سلسلہ

اب تک قائم رہا اگر آپ مادر زاد دہلی تھے
کبھی دولت دنیا کی طرف توجہ نہ فرمائی نہایتیک
کہ شروع شباب میں ترک ملازمت کر کے
ریاضت و عبادہ میں مغموم صرف فرادی۔
بسا اوقات عالم جہد میں صوفیوں کی فرمائے
تھے۔ ایک مدرسہ بنائی کے لیے کام کیا بیویوں
کی خوراک و پوشاک کا انتظام مدرسہ کی جانب سے
تھا۔ مدہ جسبہ آباد دکن میں آپ کی وفات
۱۰ اربع الاول سنہ ۱۳۲۷ھ یوم پنجشنبہ چار بجے دن
م سنہ ۱۳۲۷ھ میں واقع ہوئی آپ کا تخلص تھوٹھا
کلام صوفیانہ تھا۔

آغا ملا۔ بادشاہ کے یہاں سے دوات دار کا خطاب
تھا۔ ہر سہ آصف خاں جنھوں نے اکبر اور جہانگیر
کی ملازمت کی اسی کی اولاد میں تھے۔
آغا میر۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ کا وزیر تھا
متمذالہ ولخطاب تھا سلسلہ مطابق سلسلہ
میں معزول ہو گیا بروز دوشنبہ ۱۰ مئی سنہ ۱۳۲۷ء
مطابق ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۷ء وفات پائی۔ لکھنؤ
میں آغا میر کی پوٹھی کے نام سے ایک محلہ
اب تک موجود ہے۔

آفتاب۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی کا تخلص ہے۔
(دیکھو شاہ عالم)

آفتاب احمد خاں۔ صاحبزادہ۔ نواب کچ پورہ
کے خاندان سے ہیں۔ آپ کے والد نواب
غلام احمد خاں مرحوم ریاست گوالیار میں ممبر
کونسل تھے۔ آپ مئی سنہ ۱۳۲۷ء میں پیدا ہوئے
سنہ ۱۳۲۷ء میں علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے
مئی سنہ ۱۳۲۷ء میں انجینئر بن گئے اور کیمبرج میں بریٹری
پاس کر کے انور سنہ ۱۳۲۷ء میں واپس آئے اور

علی گڑھ میں پریکٹس شروع کی۔ بڑا ناہنجاری و مہم جو
 تھیں۔ انھیں قاضی کی جس کی بدولت سلمان علیہ السلام کو
 لاکھوں روپیہ و طاقت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ زمانہ
 پیرشہری میں بھی اپنا زیادہ وقت کالج کی خدمت
 میں صرف کرتے تھے۔ سید کے انتقال پر سن ۱۹۰۷ء
 میں اولڈ پوائنٹ ایسوسی ایشن میں سیکریٹری مقرر ہوئے
 تین سو روپیہ ماہانہ کالج کو حبیب خاص سے دینا
 شروع کیے۔ سن ۱۹۱۰ء تک سیکریٹری رہے۔ سن ۱۹۱۱ء
 میں کالج کے متعلقات اپنا مکان بنایا۔ کالج کے مختلف
 شعبے مختلف اوقات میں زیرِ نظر لگائی رہے۔ مثلاً
 عمارات، تعلیم وغیرہ۔ سن ۱۹۱۲ء سے سن ۱۹۱۳ء تک
 جین ایجوکیشن کانفرنس کے جو انٹ سیکریٹری رہے
 سن ۱۹۱۴ء میں انڈیا کونسل کی ممبری پر آپ کا انتخاب
 ہوا اور انکوائنڈ روائز ہو گئے۔ وہاں ہندوستان
 کے اہم مسئلے پر زبردست یادداشتیں لکھیں معاملات
 ترکی میں غیر معمولی حصہ لیا۔ بعد واپسی دسمبر ۱۹۱۴ء
 میں کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے ساتھ جب سید
 نوعیت کی نمائندگی قائم کی۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۵ء کو آپ
 انتخاب مسلم یونیورسٹی کی وائس چانسلری پر ہوا۔
 یکم جنوری ۱۹۱۶ء سے مستقلاً پانچ چھ مہینے دفتر میں
 دیگر کام کرتے ہیں۔

آفتیں۔ حیدرآباد کاؤس کا خطاب تھا۔ بعد اودے
 خلیفہ المعظم باشندہ کا سپر سالار ترکی اہل تعلقینہ
 کے دربار میں بطور غلام پرورش پائی اور ترکی فوج
 میں انتظام قائم کر رکھنے پر تقرر ہو گیا۔ اُس نے ایک
 بڑے پکتان کی حیثیت سے خوب شہرت حاصل کی
 مگر خلیفہ نے اس جرم پر کہ وہ اُس کے دشمنوں سے خط و
 کتابت رکھتا تھا سن ۱۹۱۷ء میں قتل کرا دیا۔

آئی۔ احمدی خاں نام۔ فارسی میں اس کی ایک نظم مشہور ہو

جس کا نام ثنوی مکرز خیال ہوا اور جس میں شاہزادہ
 اور گدا کی کہانی ہے۔ یہ نظم سن ۱۹۱۷ء میں لکھی گئی تھی
آقازخی۔ ایران کا ایک شاعر تھا جو ہندوستان
 میں بھی آیا تھا۔ مطابق سن ۱۹۱۷ء میں
 اپنے وطن میں واپس جا کر انتقال کیا۔

آقا محمد خاں قاجار۔ فارس کا بادشاہ خاندان
 قاجار سے تھا اس کے باپ کا نام محمد حسن خاں قاجار
 تھا جو مازندران کا حاکم تھا۔ عادل شاہ نے بہ زور
 طفولیت اس کو اپنے خواجہ سراؤں میں داخل کر لیا
 تھا۔ عادل شاہ کے مرنے پر اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا
 اس کے باپ کو کریم خاں نے بادشاہ فارس نے
 قتل کر دیا آقا محمد نے اپنے آپ کو اس کے وکیل کر دیا
 تھا بادشاہ نے اس کو شیراز میں قید کر دیا جسے تک
 شہر سے باہر جانے کی اجازت نہ ملی۔ تھوڑے دنوں
 کے بعد شکار کے لیے باہر جانے کی اجازت مل گئی ایک
 روز کریم خاں کی سخت علالت کی حالت میں شکار
 کے جیلے سے فرار ہو گیا اور اپنے وطن مازندران میں
 جا کر دم لیا۔ وہاں اعلان کر دیا کہ میں دعویٰ تخت
 فارس سے ہوں۔ علی مراد خاں بادشاہ فارس کے
 فوت ہونے پر سن ۱۹۱۷ء میں خاموشی کے ساتھ
 اصفہان اُس کے قبضہ میں آ گیا لیکن اس کو طعنے علی
 خاں آخری بادشاہ خاندان زندہ سے کئی سال تک
 لڑنا پڑا بالآخر سن ۱۹۱۷ء مطابق ۱۴ محرم ۱۳۳۶ء کو
 طعنے علی خاں کے قتل کے بعد سار فارس آقا محمد
 خاں کے قبضہ میں آ گیا۔ اس نے بیس سال تک فارس
 کے بڑے حصہ ملک پر سلطنت کی ۶۳ سال کی عمر تھی
 کہ سن ۱۹۱۷ء میں اپنے دو دامادوں کے ہاتھ سے قتل
 پھانسی کا حکم دیا تھا قتل ہوا۔ موجودہ خاندان قاجار
 مکران فارس کا مورث تھا۔ فتح علی شاہ اس کا بیٹا

جانشین ہوا جو ۱۳۳۵ء مطابق ۱۹۵۶ء میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد محمد شاہ ابن عباس مرزا تخت نشین ہوا جو ۱۳۳۷ء میں فوت ہو گیا۔ بعد اُس کا پسر ناصر الدین شاہ کو کچا دار ایران کا بادشاہ ہوا۔

ناصر الدین کے بعد مظفر الدین شاہ قاجار تخت نشین ہوا اور اس نے ستم و فساد میں اپنے فز و ذمہ عملی شاہ کو سلطنت اور اپنی رعایا کو پارلیمنٹ عطا فرمائی جو پارلیمنٹ نے محمد شاہ کو سزول کر کے اس کے باغ فز و ذمہ شاہ کو سزا دیس تخت نشین کیا دوسری

چالیں اس وقت تک ایران میں بدامنی پھیلاتی رہیں جب تک کہ سلاطین یورپ کی جنگ عظیم نے عورتوں کو تھکے حبیبیت نہ کر دیا۔ سلاطین روسیوں نے بدامنی کی آڑ میں جس وقت اپنی فوجوں کو ایران میں اتارنا اسی زمانے میں بین عاشورہ کے مرحلے دنیاوی فوج نے تبریز کے علما و مجتہدین کو بے گناہ شہید کر دالا اور مشہد مقدس میں روضہ امام علی رضاؑ کے جو کھروں روپیے کی مالیت تھی لوٹ لیا۔ اس بادشاہ کے وقت میں واقعی طور پر اس سلطنت ہلاکی کا جزیرہ سورس سے سسلا نوں کے قبضے میں تھی خاتمہ ہو گیا اس واقعہ برائے نام باغ بادشاہ حکماء ہو

۵۔ مولوی محمد باقر کاغص اس کے والدین بچا رہے

آگاہ۔ نواب سید عمر رضا غفران احمد مرزا خاں خلف نواب
معظم الدولہ محمد خاں منظور شاہ مہم فرما کر ہاتھ بٹام
دہلی پیدا ہوئے۔ حضرت غالب کا بڑا دوست تھا۔
سے تھے۔ حضرت خلیفہ مرحوم کے برادر نسبتی تھے

مذہبِ اسلام میں دلی سے جتنے بُرے اور اُردھمار،
رام سنگھ کے روایت داروں میں شامل ہوئے۔
بقیہ عنایت وضع واری کے ساتھ دیں بسر کی
تقریباً ۱۳۲۵ء میں وفات پائی۔ کلام میں اپنے
استاد کا رنگ زیادہ تر نفع صاحب دیوان
غیر ملبوس تھے۔

آگاہ خاں۔ شاہنشاہ شاہجہاں کا عہد سمراتھا
 وریج الاول ~~شاہجہاں~~ میں وفات پائی اس کا
 مقبرہ آگرہ میں تاج محل کے قریب ہے۔

آل احمد - حضرت پیر شاہ شمس الدین آل احمد عرف
اچھے میاں صاحب ۶۷ - صاحب سجادہ برکاتیہ
مارہرہ - آپ پیر شاہ حمزہ صاحب رحمہ کے خلف
تھے مولانا مطلق سرین تولد ہوئے۔ پانے
وقت کے قطب الانقلاب تھے۔ آپ کی کڑنیں
بہت کچھ زبان زد خاص و عام ہیں۔ مولانا شاہ
عبد المجید مین الحق پلائی آپ ہی کے خلیفہ تھے
جن کے خاندان میں اب تک پیری مریدی اور
درس و تدریس کا شعل جاری ہوئے ان کے عبادت
اور خلعت بھی نامور ہوئے۔ حضرت کا وصال
۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء میں بمقام مارہرہ ہوا
خزار مبارک درگاہ برکاتیہ میں ہے۔

آل عمران: خطیب جامع مسجد تھمیدہ بدایوں۔ علوم
ظاہری میں صاحب تکمیل ہونے کے علاوہ نسبت
باطنی کے لحاظ سے زبردست ماعتدایہ بزرگ تھے
ہمیشہ وجدانی کیفیت ظاہری رجحانی تھی۔ شیعوی
مولانا درویشؒ کے مع تمام مالک و اعلیٰ کے حافظ تھے
درس کے وقت غیب و غریب نکات و رموز
اسرار و حقائق کا انکشاف فرماتے۔ مسیحی لادہیں
وصال ہوا جامع مسجدیں، صحن کے شرعی کتاتے

آپ کا مزار ہو۔ ”امروز علم سنوی مرد“ آپ کے وصال کی تاریخ ہو۔

آٹھا اول۔ یہ دونوں بھائی مہوہ ضلع میرپور کے راجہ تھے اہل ہندو میں اپنی بہادری کے باعث مشہور ہیں۔ مسلمانوں سے لڑے تھے۔ ہنود کا یہ عقیدہ کہ انھوں نے نہ صرف اپنی بہادری کی وجہ سے بلکہ کالکا دیوی کی مدد سے مسلمانوں پر فتح پائی۔ اس فتح کی یادگار میں اوران کی بہادری کے متعلق بھاسا میں ایک نظم ہو جو اسی راجہ کے نام سے آٹھا مشہور ہو گئی ہو۔ عوام ہند و اس کو تبرک سمجھ کر گاتے ہیں۔

آل محمد۔ حضرت سید شاہ آل محمد بہرہوی سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ سلالہ مطابق ۱۶۹۹ء میں قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے۔ اٹھارہ برس ریاض و مجاہدہ میں مشغول رہے تین برس اعتکاف کیا۔ جس دم اس قدر کمال کو پہنچا کہ اس ضمن میں تین ماہ تک ایک ٹھہر پانی نہ پیا۔ ۱۷ رمضان ۱۱۰۰ھ مطابق ششوار کو بمقام ماہرہ وصال فرمایا۔

آلی (ملاحظہ ہو شیخ بہاد الدین آلی)

آ۵۔ مولوی غلام نبین نام۔ ابونصر کنیت۔ اصل وطن دہلی۔ مگر قیام زیادہ تر کلکتہ میں رہتا تھا۔ بہت کم سنی میں جدید عالم ہوئے۔ مصر اور لبنان میں انجیل علوم معقول و منقول کی تخریر و تقریر و ترویج میں سحر جانی کا ملکہ حاصل تھا۔ کلکتہ سے ایک رسالہ الصبح نامی جاری کیا تھا۔ علاوہ شرکے نظم میں بھی خاصی دستگاہ تھی۔ نواب فتح الملک داغ دہلوی سے تلمذ تھا۔ اس ہونما رہنما جوان نے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء میں رحلت کی۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا ابوالکلام آزاد باوجود کم سنی

فی زمانہ علماء ہند کی صف اول میں شمار کیے جاتے ہیں۔

آئمہ۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی بی بی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ و مہرب بن عبدالنات کی دختر تھیں۔ اپنی قوم میں ممتاز خوب صورت ہوشیار اور نیک بخت خاتون بھی جاتی تھیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے ۶ سال کے بعد ۳۵ھ میں وفات داتع ہوئی۔

ایاکر مرزا۔ سلطان بن شاہ رخ مرزا بن امیر تیمور اپنے بھائی مرزا نواع بیگ کے حکم سے ۸۵۳ھ مطابق ۱۴۴۷ء میں قتل کیا گیا۔

ایاقا آل۔ ایاقا خان یا ایاقا خاں بادشاہ فارس یا تاتاریوں کے خاندان سے چنگیز خاں کی اولاد میں تھا۔ فروری ۱۱۹۹ھ مطابق ربیع الثانی ۷۷۹ھ میں اپنے والدہ لاکو خاں کے بعد جانشین ہوا۔ اس نثرادہ کے مزاج میں دلیری اور دانائی کے ساتھ اعتدال پسندی رچ اور انصاف بھی تھا ۱۲۱۸ھ میں لائس کے مذہبی اہلے میں اس بادشاہ کے سفیر موجود تھے۔ بہت المقدس کے عیسائی اس کو اپنا ایک مہیب ہمسایہ سمجھتے تھے۔ اس بادشاہ کے دربار کی سازشوں نے اس کی حکومت کے آخری ایام کو تلخ کر دیا تھا۔ کم اپریل ۱۲۲۸ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۸۱۳ء میں انتقال کیا۔ مشہور ہو کہ اس کے وزیر خواجہ شمس الدین نے اس کو زہر دیا تھا۔ اس نے عیسائی شاہنشاہ قسطنطنیہ کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ اس کا بھائی نکودرخاں اس کا جانشین ہوا جس نے مذہب اسلام قبول کر کے احمد کا لقب

مقتلہ بیچاک وغیرہ۔

ابراہیم بن حریری - تاریخ ابراہیم اس کی تصنیف
ہو جو ابتدائی زمانے سے لیکر بارشاہ کی فتح ہند
تک ہندوستان کی تاریخ کا خلاصہ ہے۔ ۵۱۵ھ
مسلک میں یہ کتاب بارشاہ کو نذر کی گئی۔

ابراہیم بن رئیس موسیٰ ابو عمران - ابو الحسنی ابراہیم
بن رئیس موسیٰ بن میمون - اس کا مقام پیدائش
مصر کا شہر قضاہ ہے وہ ایک فاضل طبیب تھا۔
قاہرہ کے شاہی شفاخانہ میں مہتمم اور طبیب اعلیٰ کے
عہدہ پر ممتاز تھا۔ مسلک کے بعد مصر میں فوت ہوا
ابراہیم بن علی - مجمع الانساب کا مصنف ہے۔ اس
کتاب میں ایران کے مختلف خاندانوں کا حال
مسلک مطابق مسطور ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ - اپنے زمانے کا نامور طبیب تھا
بقراہ میں یوحنا بن ماسویہ کی صحبت اور اس کے
درس سے مستفید ہوا اور وہیں مطب سے
فرغت حاصل کی مگر احمد بن توون حاکم مصر کا
طبیب رہا اس نے تقریباً مسطور
ذات پائی۔

ابراہیم بن محمد - راصلی اللہ علیہ وسلم بنی مریم قبیلہ
سے ایلن سے قبیلہ مطابق مسطور میں پیدا ہوئے
اور پندرہ ماہ کی عمر میں صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں
نفات پائی پیدائش سے ساتویں دن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کا حقیقہ کیا یعنی دو بکرے ذبح ہوئے
بچے کا سر منڈا لیا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی
جزت کی گئی عتیقہ کی رسم مسلمانوں میں آج تک جاری ہے۔

ابراہیم بن نیال - طزل بیگ کاموں تھا غفان
شاہ اول شاہزادہ سلجوقی خاندان پر ایک
لڑائی میں غالب آیا اور غفان شاہ کو قید کر کے

اندھا کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابراہیم مسطور
مطابق مسطور میں طغان شاہ کے چچا
طزل بیگ نے قتل کر دیا۔

ابراہیم بن ولید ثانی - خاندان بنی امیہ کا خلیفہ تھا
جائے اپنے بھائی یزید ثالث کے مسطور ۶۰
مسطور میں جانشین ہوا صرف ۱۰ دن حکومت
کو گزرے تھے کہ معاویہ ثانی نے اس کو معزول
کر کے قتل کر دیا اور خود تخت شام پر بیٹھ گیا۔

ابراہیم پاشا - محمد علی پادشاہ مصر کا جتنی تھا
مسطور میں پیدا ہوا مسطور میں وہابیوں
کی شورش رنج کر کے اپنی بہا درمی اور سپہ سالاری
کا پہلا ہوت دیا اس کے بعد چند اور فتوحات
کیں مسطور میں جب محمد علی حکومت کرنے کے
مقابل ہو گیا۔ ابراہیم قسطنطنیہ چلا گیا اس کو باجالی
نے عید مصر کا نائب تیلکلیکھ نشان بھی لیا۔
وہاں چھوڑے عرصہ ٹھہرنے کے بعد قاہرہ آگیا
۹ نومبر مسطور کو انتقال کیا۔

ابراہیم حسین خواجہ - شہنشاہ اکبر کی ملازمت
میں ایک مشہور خوش نویس تھا۔ ۱۵۹۹ء
مطابق مسطور میں فوت ہوا۔ ملا عبدالقادر
بداونی نے اس کی تاریخ وفات دو ابراہیم حسین
خواجہ سے نکالی ہے۔

ابراہیم حسین لودی سلطان - اپنے باپ
سکندر شاہ لودی کے بعد فروری مسطور
مطابق ذی قعدہ مسطور میں اگرہ کے تخت
پر بیٹھا ۱۷ سال حکومت کی۔ بارشاہ نے
اس کو تاریخ ۱۰ اپریل ۱۵۵۷ء مطابق ۱۰
رجب مسطور بروز جمعہ پانی پت کے
میدان میں قتل کیا اور شکست دی۔ اس

لڑائی سے لودی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور سلطنت
منلیہ کی بنا پڑی۔ ہمایوں اس کا جانشین ہوا۔ لیکن
افغانوں نے ہمایوں کو چین سے نہ بھیجے دیا۔
یہ سشیہ خاں افغان باغی ہو کر شیر شاہ بن گیا۔
بنگالہ اور آگرہ وغیرہ فتح کر لیا۔ ہمایوں ہندوستان
چھوڑ کر ایران کی جانب سفر ہو گیا۔ ۱۶ برس بعد
ہمایوں پھر ہندوستان آیا اور ۱۶ برس بعد
کے مشہور لڑائی کے بعد اس نے دوبارہ ہندوستان کو
فتح کر لیا۔

ابراہیم حسین مرزا۔ شاہنشاہ ہمایوں کا داماد تھا
اُس کے چار بھائی اور چھ بھائی کے زمانے میں اپنی
بد اعمالی کی وجہ سے قید کر دیئے گئے۔ لیکن سلطان
میں حبیب شاہ اکبر مالوہ کی تم پر گیا تو اُن سب کو
فرار ہونے کا موقع ملا۔ اور چنگیز خاں نامی سردار
بھڑوچ کے پاس پناہ لی اور اُس کی مدد سے چھاپا
سورست اور بھڑوچ پر حملہ کیا اُس نے قبضہ کر لیا اور
اس کے گرد و نواح میں بد امنی پیدا کر دی۔ سلطان
میں قید کر دیا گیا جس کے تھوڑے ہی دن بعد چنگیز
خاں حاکم ملتان نے اس کا سر اُتار کر شاہنشاہ
کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بھائی مسعود حسین مرزا
کو قتل کر لیا گیا۔ جہاں کچھ دست برد
وہ مر گیا۔

ابراہیم خاں۔ مشہور امیر الامرا علی مراد خاں کا بیٹا۔ عالمگیر کے
نظام میں پنج ہزاری منصب دار مقرر ہوا اور مختلف
اوقات میں کشمیر، لاہور، بنجال بہار اور دیگر مقامات
کا ناظم رہا اور بہادر شاہ کے عہد میں فوت ہوا۔
ابراہیم خاں سوز۔ غازی خاں ناطق میاں کا بیٹا۔ محمد شاہ
علی کا بہنوئی تھا۔ ۲۰ فروری ۱۷۵۷ء مطابق
ہرجادی الاول ۱۱۵۷ء میں اس نے دہلی اور آگرہ

پر قبضہ کر لیا۔ ہندو تخت پر بیٹھے بھی نہ پایا کہ شیر شاہ کا
بھتیجا احمد خاں پنجاب میں اس کے مقابلے پر آمادہ
کھڑا ہوا جس نے اس کو شکست دیکر سنبھل کو چنگا
دیا اور خود آگرہ و دہلی پر قبضہ کر کے مسعود شاہ
سور کے نام سے نئی سلطنت میں بادشاہ بن گیا
سیماں بادشاہ بنگال نے مسعود شاہ کو شکست
میں اُڑسید کی لڑائی میں قتل کر دیا وہیں مدفون
ہوا اس کے زمانہ کا مشہور واقعہ یہ کہ آگرہ اور اُردیا
گیا کہا جاتا ہے کہ پھر اور دیواریں کو سونے کے گڑے
پڑیں اور صید ہند گان خدا ہلاک ہو گئے۔

ابراہیم خاں فتح جنگ۔ قسیم خاں ہیرہ شیخ سلیم
پشتی کی جگہ وہ سلسلہ جلوس جاناگیری مطابق
سلطان مطابق سلطان میں دربار میں رہا
واپس ہو کر حکومت بہار پر سر فرما کر گیا۔ اور
منصب چار ہزاری عطا ہوا۔ لڑائی کی لڑائی میں
شاہ جہاں اور اُس کے باپ جہاں گیر کے باہم
سلطنت میں ہوئی تھی کہ ابراہیم خاں کی بی بی راجہ
خانم عہد عالمگیری زندہ تھیں۔

ابراہیم سلطان۔ سلطان مسعود اول غزنوی کا بیٹا تھا
جگائے اپنے بھائی فرخ زاد کے سلطانہ مطابق
مسعود میں جانشین ہوا۔ نیک قیاس اور عادل
بادشاہ تھا۔ پہلے سال حکومت میں اس نے
سلطان بخر سلوٹی سے صلح نامہ کیا اور اُس کے
بیٹے مسعود نے سلطان بخر کی بہن اور ملک شاہ
کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس طرح دو قوموں کے
درمیان سلسلہ اتحاد قائم ہو گیا۔ بعدہ وہ
ہندوستان آیا اور بہت سے قلعے فتح کیے
اس وجہ سے فاتح کا خطاب پانچ مختلف یوہوں
سے ۴۶ بیٹے اور ۴۰ لڑکیاں ہوا دیں ہوئیں۔

ابراہیم سلطان ترکی - ترکی بادشاہ احمد کا بیٹا اپنے بھائی مراد رابع کے بعد سلسلہء مطابق سلسلہء میں بادشاہ ہوا۔ اس کی توجہ زیادہ تر جنگ کوٹ میں مصروف رہی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ سلسلہء مطابق سلسلہء میں اپنی عیاشی اور ظلم کی وجہ سے قتل ہوا۔ اس کا بیٹا محمد رابع تخت نشین ہوا۔

ابراہیم شاہ شرقی سلطان - اپنے بھائی مبارک شاہ کی وفات کے بعد سلسلہء مطابق سلسلہء میں جون پور کا بادشاہ ہوا اس نے اپنے زمانے میں ادب کو بہت ترقی دی اور اُس وقت جب کہ ہندوستان لڑائیوں اور خونریزیوں سے پائمال ہو رہا تھا۔ جون پور تھلک کا مرکز تھا۔ سلسلہء میں ۳۰ سال حکومت کے بعد انتقال کیا یہ بادشاہ رعایا میں ہر دل عزیز تھا اس کے مرنے سے رعایا کو عام طور پر بہت رنج ہوا۔ محمود شاہ شرقی اُس کا جانشین ہوا۔

ابراہیم شیخ - شیخ موسیٰ کا بیٹا اور شیخ سلیم شیخ کا بیٹا تھا۔ ابراہیم کے زمانے میں جنگی مہمات پر مامور رہا اور جب ابراہیم نے بھائی محمد حکیم کی وفات کے بعد کابل جا رہا تھا۔ شیخ ابراہیم ساتھ تھا تاہم شیخ میں وہ بیمار پڑا۔ ستمبر ۱۰۰۰ء مطابق شوال ۱۰۰۰ء میں فوت ہو گیا۔ لیکن صاحب اثر الامرانے لکھا ہو کہ شاہنشاہ نے اس کو واپسی میں آگرہ چھوڑ دیا اور قلعہ آگرہ کا اہتمام اس کے سپرد کیا تھا جہاں وہ سلسلہء مطابق سلسلہء میں فوت ہو گیا۔

ابراہیم شیخ قادری - سید تھے۔ حضرت محمد غوث کو ایسا ہی کے خلیفہ نے غوث الاولیاء کا خطاب دیا تھا تیس سال تک روزانہ جنگل سے کلوں کا گٹھا سر پر لاتے اور فروخت کرتے اپنی او

اپنے مرشد کی قوت لایموت میں صرف کرتے برہان پور کی مسجد خانقاہ میں گیارہ سال امامت کی اور وہیں سلسلہء مطابق سلسلہء میں رحلت کی

ابراہیم شیخ - ابن مفتاح الصوری تاریخ الکندرہ و لغت الکامی و وزیر الخضر عربی میں اس کی تصنیف ہے

ابراہیم شروانی شیخ - نویں صدی ہجری میں شروان کا حاکم تھا۔ مولانا کاہنہ اسی کے زمانہ میں گزرے ہیں سلسلہء میں فوت ہو گیا۔

ابراہیم عادل شاہ اول - بن امین عادل شاہ اپنے بھائی لموک عادل شاہ کے بعد سلسلہء مطابق سلسلہء میں بیجا پور کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے مذہب اثنا عشری چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا۔ حساب کا دفتر جو فارسی زبان میں تھا اس کو عربی زبان میں تبدیل کیا۔ ۴۰ سال حکومت کر کے سلسلہء مطابق سلسلہء میں فوت ہوا علی عادل شاہ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ ثانی - بیجا پور کا بادشاہ تھا۔ علی عادل شاہ کی وفات کے بعد اپریل ۱۰۰۰ء مطابق صفر ۱۰۰۰ء میں تخت پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر نو برس کچھ مہینے کی تھی۔ کمال خاں دکنی اور چاند بی بی یوہ شاہ سابق نابالغ بادشاہ کے ولی اور سرپرست رہے اور کل امور سلطنت انجام دیتے رہے۔ کچھ عرصے بعد چاند بی بی نے کمال خاں کی گستاخی سے ناراض ہو کر کمال خاں کو قتل کر دیا اور حاجی گشت خاں کو اُس کی جگہ مقرر کیا اُس کے قتل کے بعد اخلاص خاں وزیر اختیار ہوا لیکن اس کو بھی دلاور خاں نے قید کر کے انکھیں منکھ لیں اور وزیر بن بیٹھا بادشاہ دے سلسلہء میں وہی رہتا وہ دلاور خاں کے ساتھ کیا جو کہ دلاور خاں

اخلاص خان کے ساتھ کیا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ
۱۱ سال حکومت کر کے مستعفی ہو کر گیا۔
عمر عادل شاہ اس کا جانشین ہوا بیجا پور میں مقیم
ابراہیم عادل شاہ ایک اعلیٰ درجے کی کارکن
اس مقبرہ میں ایک خوش لباس اور چتر کے
چوڑے پر ایک حوض بنا ہوا۔ سنگ موتی پر
عربی عبارت میں آیات قرآنی کندہ ہیں۔

ابراہیم علی خاں۔ نواب ٹونک۔ مشہور پٹنہ اردوں
کے سردار امیر خاں کے پوتے ہیں سرکار انگریزی
نے بد نظمی کی وجہ سے ان کے والد محمد علی خاں کو
مزعول کر دیا اور جوڑی مستعفی کو ان کی رسم
مستثنیٰ ہوئی۔ بی۔ سی۔ آئی کا خطاب ہو حافظ
کلام مجیب ہیں تحصیل ٹونک۔ ٹونک ایک چھوٹی
ریاست ہے جس کی سالانہ آمدنی ۱۱ لاکھ روپیہ ہے
ابراہیم قطب شاہ۔ سلطان قلی قطب شاہ بادشاہ
گول کنڈہ کا چھٹا بیٹا تھا مستعفی ۱۱ سال ۱۱

میں پیدا ہوا۔ قلعہ دیو کنڈہ میں اپنے باپ کے حکم سے
سکونت پذیر تھا۔ سلطان قلی کے مرنے پر اس کا بھائی
جیش علی تخت پر بیٹھا جس نے ابراہیم کو قید کرنا
چاہا راجہ رام علی والی بیجا پور کے یہاں جا کر پناہ لی جیش
علی کے مرنے پر سبھان قلی اس کا بیٹا بادشاہ ہوا
جس کی عمر اس وقت سات برس کی تھی۔ لیکن ایک
گرد نے سبھان قلی کو قید کر کے ابراہیم کو بیجا پور سے
لا کر بادشاہ بنادیا۔ ۱۱ برس مستعفی ۱۱ سال

جولائی ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال
زمانہ سب سے بڑی لڑائی راجہ رام علی والی
بیجا پور سے ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال
کو ہونی میں ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال ۱۱ سال
کو شکست ہوئی اور قتل ہوا اس لڑائی میں سلطان

کو اپنے ملک کا وہ حصہ جو رام راج نے دیا تھا وہیں
مل گیا۔ قلعہ ورمل بھی اسی کے زمانے میں فتح ہوا۔ اس
بادشاہ کے عہد میں بہت سی عمارتیں تعمیر ہوئیں جن
میں سے سنگین حصار قلعہ گول کنڈہ۔ تالاب حسین ساگر
پرانا پل وغیرہ حیدر آباد میں اب تک موجود ہیں۔ مگر
بارہ امام اور عرس کوہ مولیٰ اسی بادشاہ نے قائم
کیے۔ نسل صاحب بے جا پور سے اسی کے زمانہ میں
لائے گئے۔ ابراہیم ۱۱ سال کی کامیاب حکومت
کے بعد یکایک بروہی بخشندہ جون سلاطین مطابق
۱۱ ربیع الثانی ۱۱ سال ۱۱ سال کی عمر میں فوت
ہوا اس کا بیٹا محمد قطب الدین شاہ بادشاہ ہوا۔

ابراہیم مرزا (ملاحظہ ہو اوپر)
ابراہیم مرزا۔ بدخشاں کے مرزا سلیمان ثانی کا بیٹا مستعفی
مطابق مستعفی میں پیدا ہوا۔ جب اس کا باپ فتح کو
فتح کرنے کے ارادہ سے واپس گیا۔ ابراہیم اس کے ساتھ
تھا پیر محمد خاں حاکم بننے کے حکم سے گرفتار ہو کر ستمبر ۱۱
مطابق ذی الحجہ مستعفی میں قتل ہوا

ابراہیم نظام شاہ۔ اپنے والد بدخشاں نظام شاہ ثانی
تھے۔ احمد نگر دکن کا اپریل ۱۱ سال ۱۱ سال مطابق شعبان
میں بادشاہ ہوا۔ چار مہینے کے بعد بیجا پور کے بادشاہ
ابراہیم عادل شاہ ثانی سے جنگ کی۔ اسی لڑائی میں
۱۱ سال ۱۱ سال مطابق ذی الحجہ مستعفی میں قتل ہو گیا
میاں محمود وزیر مملکت نے نظام شاہی خاندان کے
اجمنی اردی کے کو تخت پر بٹھایا۔

ابن ابوسعید موقوف الدین ابو العباس احمد بن
الغسانی مہقات الاماآت کی عربی میں تصنیف ہے
تیرہویں صدی کے آغاز میں مصنف نے اس کتاب
کو سنسکرت سے ترجمہ کیا۔ اس کتاب کے ابراہیم
باب میں ہندوستان کے تمام اطباء کے حالات

ہیں سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔
ابن ابی رستم تمیمی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں علاج اور جراحی میں مشہور تھا۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دونوں شانہ بٹھے مبارک مایں مہر نبویؐ کو دیکھ کر گھما کر یہ کوئی مسایا داغ ہو حضورؐ انورؐ سے عرض کی میں طبیب ہوں اجازت ہو تو اس داغ کا علاج کر دوں۔ اُن حضرت صلعم نے فرمایا: لم ذنبک ہو ابو طبیب اللہ جل جلالہ! ہو۔
ابن ابی صاوق۔ شہر نیشاپور کا باشندہ ایک فاضل طبیب تھا۔ فصیح اور زباں داں بھی تھا۔ حسین بن اسحاق کی کتاب المسائل پر ایک مفصل شرح لکھی اور تقدیر المعرفۃ اور الفضول پر حاشیہ لکھا جالینوس کی کتاب شافع الاعضاء کا بھی شایع ہوا اور کتاب التلخیص بھی اسی کی تصنیف ہو۔

ابن ابی طر۔ کتاب الروشتین کا مصنف ہو۔
ابن اٹال۔ دمشق کا نامور عیسائی طبیب تھا۔ امیر سرعہ کی طاز مسیح میں داخل تھا۔ اس کو نہر ملی ادویات کی تیاری اور شناخت میں بڑا ملکہ تھا۔ اپنے فن کی مہارت کے سبب امیر معاویہؓ سے تقرب ہوا۔ کہا جاتا ہو کہ اسی کے ذریعے سے مسیح سے خطرناک دشمنوں کا کام تمام ہو کر آتا تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

ابن الجحر۔ ابو جعفر احمد نام قزو ان کا باشندہ اور خاندانی طبیب تھا خلیفہ مد عباسی کا عہد پایا۔ اس کی تصانیف سے پچیس کتابیں یاد گار ہیں۔ شفا علی علاج الامراض الاعضا۔ کتاب التریب۔

تعیج الایض وغیرہ
ابن الخشاب۔ ابو محمد اسد نام تھا خوش نویس تھا

سلسلہ مطابق سلسلہ میں بنیام بغداد انتقال کیا
ابن السویدی عزالدین۔ ابو اسحاق نام سنیہ میں بنیام دمشق پیدا ہوا اپنے زمانہ کا ایک جلیل القدر حکیم اور علامہ وقت تھا۔ دمشق کے مشہور شفاخانہ نوری میں عرصہ تک مامور رہا۔ خوش نویس بھی تھا۔ کتاب ابابہری ابو اسد اور کتاب تذکرۃ المادیہ والذخیرۃ لکھا۔ بڑے پائے کی طبی تصانیف چھوڑیں۔

ابن النجم۔ ابن بن محمد بن اسمع نام کنیت ابو اسحاق وطن غناطہ۔ خلیفہ الحکم اموی اندلس کے زمانہ میں ایک طبیب اور مشہور مصنف تھا۔ درجب کچھ کچھ ہندو مقام غناطہ بجز وہ سال فوت ہوا۔ علم ہند اور دیگر علوم میں اس کی قابل قدر تصانیف ہیں
ابن الشبل بغدادی۔ ابو علی کنیت حسین بن عبداللہ بن شبل نام۔ مقام پیدائش بغدادی۔ فیلسوف حکیم۔ فاضل منکلم۔ ادیب و شاعر تھا۔ سنیہ مطابقت سلسلہ میں مقام بغداد فوت ہوا۔
ابن الصلاح۔ ابو عمر عثمان بن عبدالرحمن نام کو شافعی مذہب تھا قزو ائے ابن الصلاح اس کی تصنیف ہو سلسلہ مطابقت سلسلہ میں انتقال کیا۔

ابن الصغائر۔ احمد بن عبداللہ بن عثمان طراغہ عدا واند ہند۔ نجوم میں محقق کمال تھا۔ امیر المجدد حامری کے پای تخت شہر دہلی میں بد فساد و فساد کوکونف اختیار کی۔ کتاب زیج سندھ و کتاب العمل بالاصول اس کی اور تصانیف ہیں۔

ابن الصلاح۔ نجم الدین ابو القزوح احمد بن محمد البصری نام زمانہ شیخ وقت علوم حکمیہ میں ماہر فصیح و ذباں داں تھا اصل وطن ہمدان تھا۔ لیکن بغداد میں بود و باش اختیار کر لی تھی آخر میں دمشق کو چلا گیا

جمال مشہورہ مطابق سہلہ میں فوت ہوا۔
صوفیہ میں مدفون ہو۔

ابن العیین زرنی۔ اس کا مقام سکونت عین زرنی
جو مصر کے نزدیک ایک گاؤں ہو۔ ابن زرنی ادیب
اور شاعر بھی تھا۔ شطرنج طلب سیاسیات میں اس
کی تعنائیت موجود ہے۔

ابن المقوی (قاضی)۔ ایک بڑا عالم تھا اس نے اپنا
کتب خانہ اپنی وفات سے پہلے قاہرہ کے اس
مشہور مدرسہ کو جو ملک اشرف نے قائم کیا تھا۔
دیہ یا تھا۔ بدر الدین زینی مورخ نے اس کا صرف
اسی قدر حال لکھا ہو۔

ابن الحجاز۔ اصل نام حافظ محمد بن محمد بن
آپ چھٹی اور ساتویں صدی کے علماء میں مشہور عالم
ہوئے پیدائش سہلہ مطابق مشہور ہیں یعنی
اور سہلہ مطابق سہلہ میں وفات پائی۔

علم حدیث۔ تاریخ اور دوسرے کئی علوم میں صحیح
معلومات تھیں۔ احادیث طبیہ کی سماعت کے واسطے
شام۔ مصر۔ حجاز۔ صحنان خراسان۔ نیشاپور
ہرات مرو وغیرہ کا سفر کیا۔ خلیف بغدادی کی خدمت
بندہ کا تہہ لکھا جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ بہت سی
اور کتابیں بھی مختلف علوم میں لکھیں مثلاً کنز الامام
فی معرفت اہل الاحکام۔ نسبت الحیثین الی الاباء
والاہلاد فیہ النظمین۔ فی معرفت التابعین۔ الکمال
فی معرفت الرجال۔ القریب فی مسند الجعفر۔ اسعد
العائق فی عیون اخبار الدیاء و حاشیہ تاریخ الخلفاء۔
الازہار فی انواع الاشجار۔ جس کی کچھ جلدیں ہیں۔

اخبار اللغات فی اخبار المشائخ۔ الشافی فی طب وغیرہ
ابن الحجاز کے نام سے بعض اوصاف تعریف بھی مشہور ہیں
ابن المشیم۔ اس کا وطن بصرہ تھا۔ لیکن بعد کو مصر چلا گیا

اور وہیں اپنی بقیہ عمر صرف کی۔ اقلیدس۔ ہندسہ
علم الامداد۔ حساب متناظرہ۔ مریا جبر و متقابلہ
مساحت اصولی۔ علم آراء قبلنا۔ دھوپ گھردی
عرض البلد۔ طول البلد اور جبر الجہ کے شائق اس
کی پچیس کتابیں ہیں۔ علم طبائع اور علم ہیست میں
چوالیس کتابیں ہیں۔ خوش نویسی بھی تھا۔ طب میں
بھی کمال حاصل کیا تھا مگر کبھی طب کو پیشہ نہیں بنایا۔
بادشاہ مصر کا حکام ہمارا سند فاطمی کا عہد پایا۔
ابن الور و ابن عربی زبان میں مختصر جامع التواریخ کا مصنف
ہے جس میں سہلہ سے مسند احمد تک کے جامع
حالات لکھے گئے ہیں۔

ابن اثیر۔ نام ابو الحسن محمد بن علی ابن ابی الکرم پیدائش
سہلہ۔ مقام قریہ ابن عربی تعلیم قریہ بیت رسول
میں ہوئی۔ حافظہ علم حدیث تھا۔ علم انساب کا امام
سمجھا جاتا تھا۔ کتاب کامل التواریخ کا مصنف اور جو
۱۲ جلدوں پر منقسم ہے اس میں ابتدا سے آخر تین
سے اپنے زمانے تک کے حالات درج کیے ہیں
سہلہ میں سب سے پہلے لندن میں شائع ہوئی
اس کے بعد مصر میں بھی چھپی۔ دوسری کتاب السنۃ
ہے جس میں صحابہ کرام کی سوانح عمری لکھی گئی ہے اسی
مضمون پر پانچ جلدوں میں ایک دوسری تعریف
چھوڑی جو سنہ ۱۱۰۰ میں مصر میں چھپی۔ جو سمعی کی
کتاب الانساب کی تصحیح اور اس کا اختصار بھی
کیا جس کی تین جلدیں ہیں سہلہ میں مقام رسول
انتقال ہوا۔ ابن اثیر کے نام سے دو مصنف اور
بھی گزرے ہیں لیکن یہ سب سے زیادہ مشہور تھا

ابن اعرابی ابو عبد اللہ محمد بن زیاد کوئے کا ساکن
مشہور ریاضی تھا۔ لغت۔ ادبیات اور اشعار میں
مسند تھا۔ اس کے استادوں میں ابو معاویہ ضرر

کسانی جیسے نوحے امام ہیں اور نیز ان سب کے طلب
جیسے بڑے لوگ اس کے بڑے شاگردوں میں ہیں۔
دور دور سے لوگ آکر اس کے درس سے نفع حاصل
کرتے تھے۔ دسی کتب ان پر یاد تھیں اس کو نیز مطالعہ
کے شاگردوں کو پڑھاتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے
شاگردوں میں کچھ نزاع ہوئی اس پر اس نے ان کی
سکونت کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک مشرق
اٹھی اس سے اسپین کا اور دوسرا بلاد مغرب
میں سے اندلس کا رہنے والا جو اس قدر عیسید
فصلوں سے آنے والے شاگردوں کا حال معلوم
کر کے متعجب ہوا۔ پیرائش مشہور اور وفات
سلسلہ مطابقت سے مقام سرمن رائے ہوئی
تصانیف میں سے کے نام یہ ہیں کتاب النور
"کتاب الانوار" "کتاب صفت النخل" "کتاب
صفت الزرع" "کتاب النبات" "کتاب الخيل"
"تاریخ القبائل" "مناقب الشعر" "تفسیر الامثال"
"کتاب الاغاط" "کتاب نوادر بن فقس" "کتاب
الذباب" وغیرہ۔

ابن انباری۔ ابو بکر محمد بن محمد ابن انباری پیدا انش
سلسلہ مطابقت سے وفات سلسلہ مطابقت
سلسلہ آپ کا اعتبار قوت حافظہ کے ایک مشہور
شخص گزرے ہیں۔ خواہر ادبیات میں اپنے زمانے
کے زو تھے علم و تفسیر حدیث میں بڑے پائے کے عالم تھے
آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے
"غریب الحدیث" نامی ایک کتاب اور "چینا المیزان"
مغویں پر لکھی گئی تھی۔

ابن بالویہ (دیکھو ابو جعفر محمد بن علی بن بالویہ)

ابن باجہ۔ ابو بکر محمد بن محمد بن صالح، اندلس کے حکما
نور احیاء اور دس سلسلہ کے قریب شہر تیبیہ،

میں پیدا ہوئے۔ حالت جوانی میں تین یا چھ
سال کی عمر میں سلسلہ مطابقت سلسلہ مطابقت
قریب انتقال ہوا۔ چھوٹی سی عمر میں بہت سے
تصانیف کیں۔ یہ کتابیں مختلف علوم میں ہیں۔ ان
میں سے بعض کے نام یہ ہیں "شرح کتاب السیاح" "طب
الارسطا طیس" "قول علی بعض المقالات الاخری من
کتاب الحیوانات" "کلام علی بعض کتاب النبات"
"کتاب الاتصال بالنفس بالانسان" "کتاب تدبیر
الموت" "تعلیق علی کتاب ابی نصر فی صناعة
الذہنیہ" "فصول قلبیہ فی سیاست المدینہ و کیفیت
المدرن و حال التوحید فیہا" "جواب المسائل علی سبیل
والہدایہ" "کتاب التقریرین علی ادویۃ ابن وافرہ"
"کلام فی الغایۃ الانسان" "علوم فلسفہ حکمت
ریاضی۔ طبیعیات۔ طب میں اپنے وقت کا
امام تھا۔ ابو الحسن علی بن امام غزالی والے نے
اس کے مختلف رسالے ایک جگہ جمع کیے ہیں اس
مجموعہ کے دیباچے میں لکھا کہ اہل اسلام میں
فارابی کے بعد ابن باجہ سے بڑا کوئی شخص پیدا
نہیں ہوا اور اس کو ابن سینا اور امام غزالی سے
افضل قرار دیا ہے اور وجہ ترجیح کی بتائی کہ ابن
باجہ کے دلائل لا جواب ہوتے ہیں۔ مگر قسمتی سے
علم و فضل اس کے لیے باعث مصیبت ہوا یعنی
بہت سے حاسد پیدا ہو گئے۔ حتیٰ کہ مشہور ہو
کہ زہر دیکر اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کی اکثر کتابوں کا
ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا۔ اور یہ کتابیں مدتوں یورپ
میں رائج رہی ہیں۔ لاطینی میں اس کا نام آون
باجہ مشہور ہو۔

ابن باندری (دراخت الدین ابو القاسم ہیتہ الشہرین
نعم الدین حموی۔ شہر حایا حاکمہ شام کے ایک شہر کا

نام و وہاں قاضی تھا۔ کئی عہدوں میں دست گاہ تھی۔
 ابو الفاضل جو ایک مشہور روح گزراؤ۔ ابن بازی کا
 شاگرد تھا۔ اس کی تصانیف میں سے ایک تفسیر دو
 جلدوں میں ہو۔ جس کا نام کتاب البیان ہے۔ علم
 حدیث میں بارہ جلدیں ہیں اس کی ایک کتاب
 روایت البیان الحمیم ہو۔ یہ جلدوں میں ایک دوسری
 کتاب حدیث کی تفسیر من السند ہے ایک کتاب فقہ
 میں تیسرا الفوائد ہے اور دیگر متعدد کتابیں بھی
 چھوڑیں۔ شاعر بھی تھا۔

ابن بطوطہ۔ ایک عربی سیاح تھا۔ جس کو محمد توفیق نے
 قاضی القضاۃ بنادیا تھا۔ سفر نامہ ابن بطوطہ اس کی
 مشہور تصنیف ہے جس کا پادری۔ ایس کے بی۔ ڈی
 ہاکس نے بمقام لندن مشہور عربی سے انگریزی
 میں ترجمہ کیا ہے۔ ابن بطوطہ نے ۷۳۳ھ مطابق ۱۳۳۱ء
 میں حج بیت اللہ کیا۔ اپنے حج اور سفر حجاز کا حال
 بھی اُس نے اپنے مشہور سفر نامے میں لکھا ہے لیکن زیادہ
 تر یہ سفر نامہ ہندوستان کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور
 محمد شاہ توفیق کے وقت میں دہلی کی بربادی کا حال
 اس میں نہایت تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

ابن ببطار۔ محمد ضیاء الدین عبد اللہ بن احمد نام جو علم
 نباتات میں مصنف بے مثل گزرا ہے۔ اس علم
 و تحقیق کی وجہ سے اس کا لقب نباتی۔ اور
 عشاب پڑ گیا تھا۔ اندلس کے شہر طاقہ میں پیدا
 ہوا۔ ۷۳۵ھ مطابق ۱۳۳۳ء میں بمقام دمشق
 انتقال کیا وہ سوائے بلاد اسلامیہ کے اہلی اور
 یونان میں نباتات کی تحقیق اور تلاش کے لیے
 ایک مدت تک بہتزارہا اور اُس زمانے کی عربی
 کتابوں میں جو نباتی وغیرہ انہی ادویات کے نام
 کسی قدر غلط لکھے تھے۔ ان دواؤں کو اپنی آنکھ سے

دیکھ کر ان کی تصحیح کی جب مصر گیا تو اس زمانے میں
 ملک کمال محمد ابن ابی کر۔ (خاندان ابوبکر) کی
 حکومت تھی۔ اس بادشاہ نے ابن بطار کو
 ہاتھوں ہاتھ لیا اور علمائے نباتات کا افسر مقرر
 کیا اس زمانے میں شام میں موفق الدین ابن
 ابی حسیب بھی علم نباتات کا عالم تھا اس نے ابن
 بطار کی تحقیقات کو حیرت اور تعجب کے ساتھ
 قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ ملک کمال کے مرجانے
 کے بعد اس کے جانشین ملک صالح نجم الدین
 نے ان کو بہت عزت سے رکھا۔ اس کی تصانیف
 میں سے چند کتب کے یہ نام ہیں۔

کتاب الابانۃ والاعلام بما فی المنایح من الفل
 والادام مترجہ ادویہ کتاب و لبقہ ریبر
 المنفی فی الادویۃ المفردۃ۔ کتاب الافعال المفردۃ
 والنواصی الجعبۃ۔ الجامع فی الادویۃ المفردۃ۔
 آخری کتاب ملک صالح کے نام پر لکھی گئی ہے اور
 یہ کتاب علم نباتات میں مکمل کتاب ہے۔

ابن تمیمہ۔ تقی الدین بن احمد بن عبد الجلیل حرانی نام تھا
 حران داعیہ کا رہنے والا علم تفسیر میں خاصی شہرت
 تھی تصانیف بہت ہیں۔ کتاب موافقت
 بین المعقول والمنقول۔ سیاست الشریعہ فی
 اصلاح الراعی وغیرہ اس کی تصنیف ہیں اس کے
 سیاسی خیالات سے ناخوش ہو کر حکومت نے
 قید کر دیا۔ ۷۳۵ھ مطابق ۱۳۳۳ء میں جب
 وفات ہوئی تو عوام نے بہت انہار افسوس کیا
 تقریباً ساٹھ ہزار آدمی دفن میں شریک تھے
 ابن جریر۔ ابو جعفر احمد بن ابراہیم جو قریب صدی
 ہجری کے اوائل کے مشہور طبیبوں میں ہے قزوان
 میں پیدا ہوا۔ اس کے والد اور چچا بھی طبیب تھے

مصنف ہو۔

ابن حجر ہسبی - در الدین کا بیٹا تھا۔ مواعن و غیرہ
اس کی تصنیف سے ہیں۔ مطابقت مطابقت

میں وفات پائی۔

ابن حجر شہاب الدین - ملاحظہ ہو شہاب الدین
المتخلانی۔

ابن حجر عسقلانی - ابو الفضل شہاب الدین احمد
بن علی۔ محدثین کا رہیں شہاب کی سند مطابقت
سند میں معریں ولادت ہوئی اور ۵۵۵ھ
مطابقت سند میں ہیں پر رحلت کی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد فرید تکمیل کے واسطے
مصر سے حجاز اور شام کے ملکوں کا سفر کیا۔ علم
حدیث میں ڈیڑھ سو سے زائد تصانیف تھیں
ان میں سے چند نام یہ ہیں:

"فتح الباری فی شرح البخاری" "انصاف فی تمیز
الصحاب" "انوار الفری فی ابناء العلم" "تقریب التہذیب
تختہ الفکر وزینۃ النظر" "بلوغ المرام فی اولیۃ
الاحکام" "بذل الماعون فی فوائد العاؤون"
"لسان اللیران" "تخریج احادیث الکشاف"۔

نصب الراۃ الاحادیث الدرایہ" وغیرہ وغیرہ۔

ابن حسام - خواف کا رہنے والا۔ تیس الدین نام
ہو حضرت علی کی تفریغ میں ایک زمینہ نظم لکھی
ہو اس میں آپ کی زندگی کے خاص خاص واقعات
بھی درج ہیں۔ اس کتاب کا نام خاور نامہ ہو
مطابقت سند میں فوت ہوا۔

ابن حلی - محمد بن ابراہیم نام ہو۔ عدت الحاسب
وعمدۃ الحاسب کتاب ہندسہ اس کی مشہور
تصنیف ہو اور کتب کا بھی مصنف ہو سند
مطابقت سند میں انتقال کیا۔

فن طب اور تاریخ میں اس کی کثرت البغات ہیں
ان میں سے چند کے نام یہ ہیں "زاد المسافر"
اس کی دو جلدیں "کتاب فی الادویۃ المفردہ"
"کتاب فی الادویۃ المركبہ" "کتاب العتہ فی
طول المدۃ" "کتاب التریغ بجمع التاریخ"۔
"کتاب فی المعدۃ و امراضها و مداوتها" مقالہ
فی الجذام و اسبابہ و علاجہ "قوت المقیم جو میں
جادو و جادو "تاریخ اعلم" "کتاب الفصول فی
سائر العلوم و البغات" "کتاب الکمل فی الادب
و غیرہ ہم۔

ابن جریر - یحییٰ بن یسوی وفات سند ہو۔ ابتداء
میں مسوی مذہب کے پیرو تھا سند میں بن
اسلام سے مشرف ہوا۔ خلیفہ عباسی معتز
بار اللہ کی زیر سرپرستی میں طب کی بہت سی کتابیں
لکھیں۔ عجل اور غریبوں کے علاج کے واسطے مفت
ان کے گروں پر دیکھنے کو جاتا، دو دو دیتا اس
کی تصانیف میں ایک کتاب منہج البیان فیما
یستعمل الانسان، جو میں میں حروف تہجی کی ترتیب سے
دواؤں کے نام اور خاصیت لکھی ہو علاوہ ازیں
تقویم الابدان "کتاب الاشارات" رسالہ
فی وجہ الطب و الموائع الشرع وغیرہ وغیرہ ہیں
ایک کتاب روحناوی میں بھی ہو۔

ابن جوزی (دیکھو ابوالفرج جوزی)

ابن جمال - تام اثیر الدین محمد بن یوسف ہو کئی کتب
کا مصنف ہو سند مطابقت سند میں مشرق
میں وفات پائی۔

ابن حاجب - عربی میں چند کتب اس کی تصنیف
ہیں۔ اسکندر یہ میں سند مطابقت سند
میں انتقال کیا۔ کا فیدہ اور شافعیہ مشہور عربی کتب کا

ابن خردواہ - (خردواہ ملاحظہ ہو)

ابن خلدون - افریقہ کا فلسفی تھا۔ پورا نام ولی الدین ابودی محمد الحسن بن محمد حفصی الاشجلی ہے۔ مگر یہ ابن خلدون کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کے والد کا نام خلدون تھا جو بربک رہنے والا تھا اس کی والدہ کا خاندان عربی صویہ حضرموت سے تعلق رکھتا تھا اسی کی نسبت سے اس کے نام میں الحضری شامل کیا گیا۔ طوس میں مسلمانوں میں پیدا ہوا بچپن مصر میں گزارا۔ تھوڑے عرصے تک تیمور کی طرف سے دمشق کا قاضی القضاات رہا اس کے بعد مصر میں قضا کا عہدہ پایا۔ مسلمانوں میں وفات ہوئی اس کی مشہور کتاب اہل عرب اہل ایران اور اہل ہند کی تاریخ ہے جو ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔

ابن خلدکان - اس کا نام شمس الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابوبکر ابن خلدکان ہے۔ جعفر بن محمد بن خالد برکی کی نسل سے مشہور شافعی عالم بلخ کے ایک خاندان سے تھا۔ شہر آبلہ میں پیدا ہوا۔ دمشق میں رہتا تھا۔ جہاں مسلمانوں مطابق مشائخ تک قاضی رہا۔ بعدہ بخارا منتقل ہو گیا۔ اُس وقت سے آخر وقت تک درود سے باہر نہ نکلا۔ مشہور عالم اور مختلف علوم میں کامل۔ اور نہایت باکمال شخص تھا۔ شاعر و مورخ بھی تھا اپنے کمال و تحریرات کی وجہ سے عالم اہل کا خطاب پایا۔ اس کی مشہور کتاب وفيات المشائخ ہے جو مشاہیر اسلام کی سوانح عربیوں کا مجموعہ ہے جو مسلمانوں مطابق مسلمانوں کا مجموعہ ترتیب دی گئی۔ اس عربی کتاب کا ترجمہ زبان انگریزی مسلمانوں میں شائع ہوا۔ پیدائش بروز

بخشبنہ ۲۲ ستمبر ۱۱۱۱ مطابق اربعین الثانی ۵۱۱ھ کو ہوئی تھی اور بخشبنہ ہی کے دن - ۳۱ راکتوبر ۱۱۱۱ مطابق ۲۲ رجب ۵۱۱ھ کو ۵۳ برس کی عمر میں دمشق کے در سے نجف میں وفات پائی۔ جبل قاسیون میں دفن ہے۔

ابن ورید - غریب القرآن اس کی پیش ہا تصنیف ہے جو ایک قسم کی لغت ہے جس میں کلام مجید کے شکل الفاظ اور دقائق کی فرہنگ دی گئی ہے۔ بغداد میں مسلمانوں کی مطابق ۱۱۱۱ھ میں وفات پائی۔

ابن رجب - (دیکھو ابن الدین بن احمد)

ابن رشید - ابوالولید کنیت۔ محمد نام مسلمانوں مطابق ۱۱۱۱ھ میں شہر قطیف میں پیدا ہوا۔ ابن رشید کے باپ دادا اسی میں عہدہ قضا پر مامور رہے تھے۔ اس خاندان میں علم و فضل کے جوہر چھپے رہتے تھے چونکہ وہ فطرتاً ذکی و ذہین تھا اس لیے علم و فضل کا آفتاب ہو کر چکا۔ فلسفہ علم الہیات، حکمت طب ریاضی میں بیجا روزگار تھا۔ ابن رشد باپ کی وفات کے بعد شہر شہیدہ کا قاضی القضاات ہوا۔ باوجود اس معروفتی کے تصنیف و تالیف جاری رکھی۔ ارسطو کی کتاب الجیوان کی ایک شرح لکھی ہے۔ امام فرید الدین رازی کو جو اُس وقت میں بے نظیر عالم اور امام تھے ابن رشد کے ملاقات کا شوق ہوا اور وہ اسی غرض سے عازم سفر ہوئے چنانچہ مصر کے شہر اسکندریہ تک آئے تھے کہ ابن رشد کے قید ہونے کی خبر پا کر قصیدہ فرستوی کیا۔ ابن رشد کے قید ہونے کا واقعہ یہ کہ جانا ہے کہ دیگر علمائے معاصر کی کچھ میں اس کے فلسفیانہ خیالات اور پر زور عقلی دلائل نہ آنے اس وجہ سے کفر و ارتداد کے قوت سے لٹنے لگے

اور سلطان یعقوب المنصور کو مدینہ کر دیا گیا۔
مالک پورپ میں ابن رشد کا فلسفہ پروردی
طلباء کے ذریعہ سے پھیلا۔ مشہور مورخ ابن خلدون
کی رائے ہو کہ وہ فلسفے کے سلسلوں کی شرح تشریف
کے اصولوں سے تطبیق کرنا چاہتا تھا، اس کی
فلسفیانہ تصانیف کا ترجمہ عبرانی اور لاطینی
زبانوں میں ہو گیا۔ اصل تصانیف تو اب مفقود
ہیں صرف انھیں زبانوں کے ترجموں سے ان
کے خیالات دنیا میں باقی ہیں۔ سقراط میں قید
سے رہائی کے بعد پھر وہی عروج پایا اور سلطان
المنصور نے عزت و حرمت کے ساتھ اسی رتبہ
پر جگہ دی مگر چند ہی روز بعد سقراط میں انتقال
ہوا۔ مختلف فنون میں چالیس تصانیف کیں۔
المقدمات فقہ میں اور الکلیات طب میں مشہور ہیں
یہ حکیم موجود فلسفے کا بانی مانا جاتا ہے۔ پورپ والوں
کے یہاں فلسفے نے جو جدید صورت اختیار کر لی ہے
اس کی بنیاد اس کی تصانیف سے شروع ہوتی ہے
بعض اہل الزائے کے نزدیک علم کے اعتبار سے
ارسطو کے بعد ابن رشد دنیا کا دوسرا بڑا شخص ہے
ابن رضوان ابو الحسن علی بن رضوان ملک مصر کے
جیزہ نامی گاؤں میں پیدا ہوا اسی سے مطابق
سقراط میں رحلت کی یہ ایک نہایت مشہور
طریقہ تھا۔ اس کا باپ کھانے پکانے کا پیشہ
کرتا تھا اور غریب خاندان سے تھا۔ ابتداً
جو کم کا شوق ہوا اس سے جو کچھ کہا اس کو فن
طب کی تکمیل میں خرج کیا اپنے پیشے میں یہاں تک
تتمت حاصل کی کہ ملک حاکم ہارشد کا افسر لایا
مقرر ہوا اور غرض کا وہ بہت تھا۔ اپنے زمانے
کے جیسوں پر ہر زمان کے جیزہ ماننا تھا اسلاف

کی کتابوں اور تحریروں کو بھی کتب چینی کے قبضہ
میں چھوڑا۔ اپنے کتب خانے میں چند کتابیں رہنے
دی تھیں۔ باقیوں کو غیر مستقر قرار دیکر دور کر دیا تھا
خود بھی ایک بڑا معصفت اور مولف ہوا اس
کی لکھی ہوئی بیسیوں کتابوں کے نام تاریخ کے
کتابوں میں ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔
"مترج کتاب الفرق جالینوسی" مترج کتاب
الصفا علی الجلال طوسی "رسالہ فی علاج الجذام"
کتاب تنقیح المسائل جنین "مقالہ فی الرد علی
القریم وابن زردی فی الاختلاف فی الملہ"
"مقالہ فی الادویۃ المسئلہ" کتاب فی حل الشکوک
الرازی علی کتب جالینوسی "مقالہ فی التساب
اطفال بن السال" "کتاب فی الرد علی الرازی
فی العلم الالہی واثبات الرسل"
ابن ذکر بہا۔ رازی محمد بن ذکر بہا نام ابو بکر کنیت
وطن قصبہ ہے۔ یہ سب سے پہلے مشہور
طیبیب ہیں جس نے مسلمانوں کو دیباہی اور
یہودی طبیعوں کی غلامی سے نجات دلائی۔
ابتداءً اے شباب میں علم موسیقی سیکھا پھر فلسفہ
اور منطق میں کمال پیدا کیا۔ چالیس سال کی عمر
میں طب کا شوق ہوا۔ چنانچہ حکیم وقت حکیم
ابو الحسن طبری وار دے سے تلمذ حاصل کیا۔
اپنے وطن میں شفا خانے کا افسر لایا مقرر ہوا
بغداد میں شفا خانہ اعظم کا افسر اعلیٰ ہوا اور
اس کا رسوخ اکثر شہر بان اسلام کے یہاں
بڑھ گیا یہاں تک سلطان اسلامین منصور
بن اسماعیل سامانی نے اپنے واسطے ایک کتاب
المنصور فی تصنیف کرائی اس نے منصور کے
نام سے فن کیا پر بھی ایک کتاب لکھی جس کو

پیش کرنے پر ایک ہزار دینار انعام پایا۔ علم نجوم میں بھی کافی مشفق تھی۔ علم طبی وای و دیگر علوم و فنون میں تقریباً دو سو کتب تصنیف کیں۔ جن میں سے الجامع الخاوی۔ کتاب الاقطاب۔ النطب الملکی۔ حصول کتاب الشکوک وغیرہ کے علاوہ کتاب البحر ری واصلہ۔ اس کی ایک حرکت الاراضیہ تصنیف ہو جس کو ایک حصے کے بعد بیروت کے ایک عیسائی نے مستند ہو میں طبع کیا۔ مستند ہو مطابق مستند ہو میں وفات پائی۔

ابن سراج۔ اس کا نام ابو بکر محمد بن۔ ایک عربی مصنف گزرا ہو۔ مطابق مستند ہو میں انتقال کیا۔

ابن سینا۔ (دیکھو ابوسینا) **ابن صبلغ الشافعی**۔ ابو نصر عبد السبب بن محمد نام بن عدت العالم والطریق الاسلام کی تصنیف ہو۔ مستند ہو مطابق مستند ہو میں انتقال کیا۔

ابن عمار۔ ابو القاسم اسمعیل کا نام بن۔ شاید آزاد خیال اور فیاض تھا۔ کافی الکفایت کے لقب سے مشہور ہو۔ نامور ادیب تھا۔ مؤلف الدولہ اور فرائد الدولہ کا وزیر اس کا گھر ملاد اور فضلہ رکاز رکز رہتا تھا۔ خراسانی تھا۔ مستند ہو مطابق مستند ہو میں انتقال کیا۔ اس کی تصانیف سے "الخط" مشہور ہو۔ جس کی سات جلدیں ہیں۔

الحافی۔ کتاب الاعیاد و فضائل النیروز۔ اور کتاب الامارہ۔ کتاب الکشف عن مساوی شعر المتنبی وغیرہ کے علاوہ ایک دیوان بھی چھوٹا اس کے کتب خانے میں ایک لاکھ بارہ ہزار کتابیں تھیں۔

ابن عرب شاہ۔ احمد بن محمد نام بن۔ دمشق کا رہنے والا ایک مجبورہ قصص کا مصنف ہو۔ اس کے علاوہ اور

مفید کتب بھی لکھیں جن میں سے عجائب المقادیر۔ رسوخ غری امیر تیمور مشہور کتاب ہو۔ دمشق میں مستند ہو مطابق وفات پائی عرب شاہ بھی کمال نام **ابن عربی**۔ اصل نام محمد بن محمد بن علی بن محمد عربی ہو۔ جازید بن النش کہنیت والد کا نام علی بن محمد عربی ہو۔ جازید بن النش اندلس مستند ہو مطابق مستند ہو سن ولادت ہو۔ دمشق کے مشہور امام تھے۔ چار سو کتب تصنیف کیں ان میں سے اکثر معدوم ہو گئیں جس قدر تصانیف ملتی ہیں ان میں سے خصوصاً الحکم اور قنوعات کہہ زیادہ مشہور ہیں آٹھاسی برس و یوم کی عمر پائی۔ ۲۲ بیع النش مستند ہو مطابق مستند ہو میں دمشق میں وصال ہوا۔

ابن عربی۔ دوسرا ابن عربی ہو جو سرمن رائے واقع بغداد میں مستند ہو مطابق مستند ہو میں فوت ہوا۔۔۔ بھی کئی کتابوں کا مصنف تھا۔

ابن عساکر۔ کنیت ذام ابو القاسم علی بن حسن بونج فقیہ۔ محدث۔ چہدائش دمشق۔ مشہور ہو میں دمشق کی مشہور تاریخ اثنی جلدوں میں لکھی مستند ہو مطابق دمشق فوت ہو گیا۔

ابن عقیقہ۔ جمال الدین احمد نام بن۔ عمدۃ الطالب اس کی تصنیف ہو مستند ہو مطابق مستند ہو میں انتقال کیا۔

ابن عقیقہ۔ دیکھو ابو العباس حسین محمد **ابن عمار**۔ خراسان کا مشہور تھا جو دھوڑی کے آفریں گزرا۔ بلدہ خیراز میں رہتا تھا فارسی میں دو نام اسی کی تصنیف ہو۔

ابن عیاض۔ دیکھو کمال الدین ابن خواجا

ابن فضل اللہ۔ دمشق شہاب الدین ابو القاسم احمد بن محمد بن علی بن۔ شعر و سخن اور علم ادب میں اپنے

زلمنے کا فرد تھا۔ جزائریہ تاریخ اور تراجم اور فن
سوانح عمری میں بہت بڑی و اہمیت تھی۔ مسند
مطابق مسند میں رحلت کی اس کا باب لک
ناصر کا پرائیویٹ مسکری تھا۔ فضل اللہ بیروتی
تک پہنے باب کی نیابت میں ملازم رہا۔ چاہے وہ
میں اس کی ایک کتاب "فواہل السمری فی فضائل
آل عمر" مشہور ہو۔ ایک دوسری کتاب۔ سنی
مسائلک الابصار فی ممالک الامصار۔ ۲۰ مٹری
جلدوں میں ہو۔ عبارتہ المشاق لغت میں لکھی
اس کے سوا المدوۃ المتجاہ سفر السنہ و ممتہ الہاکی
بقطعہ الساہر وغیرہ متعارف و کتابیں اس کی تصنیف
سے مشہور ہیں۔ ولادت مسند ۸۰۰ مقام دمشق
ابن خورق (دیکھو فوق)

ابن قایماز دہلی داؤد عبداللہ شمس الدین محمد بن محمد
ایک بڑے محدث اور مورخ تھے حافظ ذہبی کے
لقب سے شہرت پائی۔ پیدائش مسند مطابق
مسند ۵۷۰ وفات مسند مطابق مسند ۶۰۰
ایک کتاب تاریخ الاسلام میں جلدوں میں ہو
ایک دوسری کتاب تاریخ التہام میں جلدوں میں
ایک۔ کتاب طبقات القراء و جلدوں میں
اختصار التذہیب پانچ جلدوں میں۔ اختصار
السنن البیہقی تین جلدوں میں المتقنی فی المغضا
و جلدوں میں۔ البیہقی خزینہ غیر دو جلدوں
میں اختصار المستدرک للحاکم۔ دس جلدوں میں
فخر تاریخ ابن عساکر دو جلدوں میں ہو۔ علاوہ ان
کے اور بہت سی کتابیں ہیں۔

ابن قتیبہ۔ شیخ الامام ابو محمد عبداللہ بن مسلم دہلی لری
لقب ہو۔ حیوان الاخبار کا مصنف مسند مطابق
مسند میں انتقال کیا۔

ابن قدامہ۔ ابو محمد عبداللہ بن احمد نام مسند میں مشہور
میں پیدا ہوا۔ مسند میں رحلت کی۔ فقہ۔ حوالہ فقہ
نحو اور ادب کا زبردست عالم تھا۔ علاوہ ان علوم
کے ہیئت نجوم وغیرہ میں بھی کمال تھا۔ ایک
مصنف گزراؤ علم فقہیں الاعتقاد۔ دم التادیل
فضل ماشورہ دم الوساوس۔ الرقة والہک۔ وغیرہ
متعارف کتابیں لکھیں۔ ابن قدامہ ایک دوسرا مصنف
بھی جو اس کا نام داؤد محمد شمس الدین عبدالرحمن بن محمد
ہو جو اول الذکر بن قدامہ کا بھتیجا جو جس نے اپنے چچا
کی لکھی ہوئی کتاب المتقنی کی شرح دس جلدوں میں
لکھی ہو۔ پیدائش مسند ۵۷۰ وفات مسند ۶۰۰
ابن قطع۔ علی بن جعفر صفی کا لقب یا کنیت ہو ایک
عربی مصنف تھا مسند مطابق مسند ۵۷۰ میں
وفات پائی۔

ابن کمال پاشا۔ منشی شمس الدین احمد بن سیدان نام
حدیث العربین کی شرح لکھی مسند ۵۷۰ مطابق مسند
میں وفات پائی۔

ابن ماجہ۔ ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ہاشم القزوینی
ہو کتاب السنن کتاب امارت جو سنن ابن ماجہ
کہلاتی ہو اور تفسیر القرآن ان کی تصنیف میں مسند
مطابق مسند میں پیدا ہوئے اور مسند مطابق
مسند میں انتقال کیا۔

ابن مالک (دیکھو عبداللہ بن مالک)
ابن مروویہ۔ اس نام سے زیادہ مشہور ہو مگر اس کا
نام ابو بکر ہو۔ استخراج بخاری اور ایک شرح اور ایک
تاریخ اس کی تصانیف سے ہیں۔ مسند مطابق
مسند میں انتقال ہوا۔

ابن محم (دیکھو شیخ مفید)
ابن متکلم۔ بغداد کے خلیفہ الفاہر اشہد کا وزیر تھا۔ اس نے

دوسرے امراء کے مشورے سے خلیفہ کو سزا دل کر گھر اندھا کر دیا۔ اراضی بادشاہ کو تحفہ پر بٹھایا۔ اس کے کچھ حصے بعد راضی نے اس کے ہاتھ اور زبان کٹوا دیے۔ اس قصور میں کہ اس نے اراضی کی لاطمی میں اس کے دشمن کو ایک خط لکھا تھا۔ بعد اٹکا لیت کے اثر سے مستند مطابق سلسلہ میں مر گیا۔

ابن مقبلہ موجودہ عربی خط نسخ کا موجد ہے۔

ابن ہشام۔ سیرت الرسول اس کی تصنیف ہے اس کا قدیم وطن قاہرہ تھا ہماں مستند مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔ احمد بن ابراہیم نے اس کی کتاب کا خلاصہ دمشق میں مستند مطابق سلسلہ میں کیا۔

ابن ہشام بن یوسف۔ چند عربی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے توفیق۔ شرح الفیہ وغیرہ بہت مشہور ہیں مستند مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔

ابن ہلال۔ عالمی بھی لکھا ہے۔ منبع الطالبین اس کی تصنیف ہے جس کا دوسرا نام تاریخ عالمی بھی ہے جو شاہ شجاع کرانی کے نام پر سمون کی گئی تھی۔

ابن ہمام۔ ہادیہ کی شرح فتح القدر کا مصنف ہے جس کا نام شرح ہادیہ بھی ہے مستند مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔ ہمام کے نام سے علمی دنیا میں مشہور ہے

ابن ہوکل۔ عربی الاصل تھا اور اشکال البلاد اس کی تصنیف ہے اس میں مختلف ممالک کے نقشہ جات اور جغرافیہ ہے مستند مطابق سلسلہ میں یہ کتاب لکھی گئی۔

ابن کثیر۔ ایک مشہور شاعر تھا اس کا نام امیر محمود تھا۔

ابو ابراہیم اسماعیل بن محمد المزنی۔ اب کا نام یحییٰ المزنی تھا۔ نقد شافعیہ کا مشہور مصنف ہے۔ بہت سی کتابیں اس کی تصنیف سے موجود ہیں۔

مستند مطابق سلسلہ میں انتقال ہوا۔ علاوہ ازیں کتابوں کے مختصر مضمون۔ رسائل المیزان۔ کتاب الوصی مشہور تصانیف ہیں مختصر وہ کتاب ہے جس کی بنیاد پر فقہ مذہب شافعی کی دوسری کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ابو احمد بن قاسم۔ اس کے اب کا نام قاسم بن ابیسیلہ واقعہ الاولیٰ میں مستند مطابق سلسلہ میں پیدا ہوا۔ اس نے اس کتاب کی جو اس کے والد بزرگوار احمد بن عبد اللہ شکر کی نے اس قسم کی بنیادی اصول کے مشق تصنیف کی تھی شرح تصنیف کی ہے۔

ابو اسحاق۔ والد کا نام ابیسیل تھا غزنی کا خود مختار حاکم تھا اب اسحاق نے سلسلہ کی ایک بیکٹائیں کے ہاتھ میں چھوڑ دی تھی جو مستند مطابق سلسلہ اسحاق کی وفات پر سلسلہ کا مالک بن گیا۔

ابو اسحاق۔ صاحب المہر (دیکھو اسحاق)

ابو اسحاق احمد بن ابی اسحاق ابراہیم بن اسماعیل قدس سرہ کا مصنف ہے جس میں دنیا کی پیداوار کا حال دیے ہوئے اور ان نبیوں کی تاریخ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں اور آں حضرت کے نسلے کا بھی حال جنگ آمد تک کا لکھا گیا ہے وفات مستند مطابق سلسلہ میں ہوئی۔

ابو اسحاق اسحاق بن یحییٰ بن محمد مصنف جامع الجلاحس میں بہت سے مذاہب کے عقائد کی تفسیر کی ہے مستند مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔

ابو اسحاق بن محمد شام کا رہنے والا ہے مشہور عربی دیوانہ تہی کی ایک شرح لکھی ہے مستند مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔

ابو اسحاق الکازرونی۔ ایک بزرگ تھے مشہور ہو کہ مدرسہ تخت سراج کی مسجد میں انھوں نے

ایک چرخ روشن کیا تھا جو چار سو سال تک یہی بن قاسم کے زمانے تک روشن رہا۔

ابو اسحاق شامی شام کے ایک مشہور ولی اللہ تھے جنہوں نے ہزار بیچ الٹنی سلسلہ کو وفات پائی اور بکے منظر میں دفن ہوئے۔

ابو اسحاق شاہ شیخ۔ اس کا باپ امیر عرشہ جو خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد سے ہو سلطان ابوسبیحیال کے دور ان حکومت میں حاکم شیراز تھا۔ اربا خاں کے زمانہ حکومت میں سلسلہ مطابق سلسلہ میں قتل ہوا اس کا بیٹا امیر مسعود بھی جو اس کا چائین ہوا تھا غوث غصے کے بعد مارا گیا اس کے قتل ہونے پر اس کے بھائی ابو اسحاق نے شیراز پر سلسلہ میں قبضہ کر لیا۔ ۱۸ سال تک حکومت کی مگر جب امیر محمد مغر نے سلسلہ مطابق سلسلہ میں شیراز کا حصر کیا ابو اسحاق اصفہان کو بھاگ گیا جہاں وہ ۱۴ سال کے بعد بروز جمعہ تاریخ ۱۲ مئی ۱۱۱۱ مطابق ۱۱ جولائی ۱۷۰۱ء قتل ہوا۔

ابو اسحاق شیرازی۔ مصنف طبقات الفقہاء مشہور فقہی سوانح عمریوں کا ایک مجموعہ ہے سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔

ابو اسماعیل محمد۔ مشہور تاریخ فتوح الشام کا مصنف ہے یہ کتاب فارسی طبقات و اقدی سے اردو میں ترجمہ اور خلاصہ کی گئی ہے۔ حضرت عمر کے زمانے کی اسلامی فتوحات جو ملک شام میں ہوئیں اس کتاب میں دیے ہیں۔

ابو ایوب انصاری۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے جب آپ حضرت مسلم ہجرت کے بعد مکہ سے خاص مدینہ میں پہنچے تو انہیں کو مہربانی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپ حضرت

سات، انا تک آپ کے مہمان رہے۔ جہاں آپ مسجد نبوی واقع ہو اسی کے متصل ان کا گھر تھا۔

آپ در اور مدنی لڑائی میں آپ حضرت کے ساتھ تھے اور بعد امیر معاویہ سلسلہ مطابق سلسلہ میں قسطنطنیہ کی مہم میں شہید ہوئے آپ کا مزار قسطنطنیہ میں ہے ان کے مزار کا مسلمان نہایت اعزاز و احترام کرتے ہیں قسطنطنیہ میں اب تک یہ دستور چلا آتا ہے کہ تخت نشینی کے وقت بادشاہ وہاں حاضر ہو کر توار زیب بدن کرتے ہیں

ابو البرکات شیخ۔ یہ شاہ برکت الشاہ نے وطن بلگرام میں سلسلہ میں پیدا ہوئے سادات ندیدی حسینی واسلی تھے۔ بعد عالمگیر ارہرہ تشریف لائے اور اپنے جد امجد سید شاہ عبدالجلیل بلگرامی کی خانقاہ میں قیام کیا سلسلہ میں جو دھری فریدوں نے آپ کے لیے محل سرا اور خانقاہ اور مسجد تعمیر کی جو برکات نوری کے نام سے موسوم ہو۔ آپ باپوں سلسلہ میں صاحب اجازت تھے مگر سلسلہ قادریہ کو زیادہ راغ کیا۔ انعم پیر پیر کو وصال ہوا۔

ابو البرکات شیخ۔ ابو الفضل کے بھائی تھے آپ کا سن پیدائش سلسلہ ہے۔

ابو البرکات عبداللہ بن احمد۔ دیکھو نصفی۔ ابو البرکات نیشاپوری۔ آپ دستور الکتابت تھے مصنف ہیں۔

ابو الحرث المشہور بہ ذوالرمین عقبہ۔ ایک عربی شاعر اور فرزدوق کا مہر تھا۔ وفات سلسلہ مطابق سلسلہ میں ہوئی۔

ابو الحسن۔ ایک شاعر تھا دیوان انوری کی شرح لکھی جو شرح دیوان انوری کے نام سے مشہور ہے۔

میں مسعود سے مسعود تک مکران رہے۔ جانوروں کی کہانیاں *مسلکۃ فیہم* پہلی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیں۔ کتاب کلید و منہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

ابو الحسن علی سنن اور مل کے مصنف گزرے ہیں۔ مسعود مطابق مسعود میں وفات پائی۔

ابو الحسن علی بن العین القتی بابویہ۔ آپ کی وفات مسعود مطابق مسعود میں مذکور ہوئی مشہور کتب کے مصنف ہیں ان میں سے ایک کتاب التلخیص ہے۔ آپ سے زیادہ شہرت آپ کے صاحب زادہ ابو جعفر محمد بن بابویہ کی ہے جب ۷۰۰ دہائیوں حضرات یک جا ہوئے مذکور ہوتے ہیں۔ صدوق کہلاتے ہیں آپ کی تصنیف کتاب الزوارث ابو جعفر توریث کا ایک رسالہ ہے۔

ابو الحسن علی بن سلطان مسعود۔ بروز مجہد ۱۹۰۰ ہجری مسعود مطابق یک شہان مسعود بنی قیس بنی ہاشم ہوا۔ دو سال سے زائد حکومت کی اور عبدالرشید نے جو اس کا بھائی تھا اس کو مسعود مطابق مسعود میں مہزول کر دیا۔

ابو الحسن قطب شاہ۔ شاہ شاہ کے نام سے مشہور ہے قطب شاہ کا دادا تھا جس کی وفات کے بعد مسعود مطابق مسعود میں دکن حیدر آباد میں گولکنڈے کا بادشاہ ہوا۔ پوری عمر ۷۰ سال کی اس طرح تیسرے مونی کہ چودہ برس عمر طفولیت پھر چودہ سال خدمت پیر علیقت سید شاہ راجہ پھر چودہ سال سلطنت اور چودہ برس قیدی مالگیر۔ اپنے اسلاف کی طرح تعمیر عمارت کا شوق تھا چنانچہ مسعود میں آٹھ لاکھ روپیہ کے صرف سے ایک عظیم الشان عمارت ساحل رود موسی پر بنام چار محل بنوائی اور پچاس

ابو الحسن اشعری ابن امیئل۔ پہلا معتزلہ تھے پھر سنی ہو گئے آپ نے قریب چار سو کے کتب تصنیف کیں۔ مسعود مطابق مسعود میں اس دنیا کو خیر باد

کہا۔ ابو الحسن بن اعتماد والدہ ولدہ (دیکھو نصف خاں) ابو الحسن تہمتی الملقب بہ رکن السلطنت محمد جہانگیری میں پنج ہزاری کے دسے ہر متاثر تھا وفات ۷۰۰ سال شاہ جہاں کے چھٹے سال جلوس میں بنی مسعود مطابق مسعود میں ہوئی

ابو الحسن جرجانی۔ آپ جرجان کے رہنے والے اور فقیہ تھے (دیکھو جرجانی)۔

ابو الحسن خاں مرزا۔ دربار برطانیہ میں سفراء و مسالہ میں ایرانی سفیر تھا۔ حیرت نامہ اس کی یادگار ہے۔ یہ نام فتح ملی شاہ ایران نے اس کتاب کا رکھا تھا۔ اس میں مصنف کے جہد ترکی۔ روس۔ انگلستان وغیرہ کے سفر کاحال درج ہے۔

ابو الحسن رضی بن معاویہ العبدری۔ آپ کی تصنیف سے جامع بین الصیغین کہ کتاب مجموعہ احادیث ہے اس میں بخاری اور مسلم موطنی جامع الترمذی۔ سنن ابوداؤد اور سنن ابی حاتم شامل ہیں۔ وفات مسعود مطابق مسعود میں ہوئی۔

ابو الحسن شاہ۔ احمد نگر کا بادشاہ شاہ طابر کا فرزند تھا اور علی عادل شاہ اول کا مسعود مطابق مسعود میں وزیر تھا۔

ابو الحسن عبداللہ بن متفع۔ اس نے ابو جعفر منصور غامان عباسی کے خلیفہ ثانی کے سے جو بغداد

نام سے ایک محل آباد ہوا۔ کہ مسجد کی تعمیر جاری کی
تکمیل پر آٹھ لاکھ روپیہ صرف کیا۔ پتے اس کا نام
بیت البیق تھا اور مشعلہ میں کہ مسجد نام ہوا
دکنی زبان کا شاعر تھا۔ تاسو شاہ قلم تھا۔

اسی پر قطب شاہی خاندان کا اختتام ہو گیا۔ ۱۲
برج النبی مسئلہ مطابقت مسئلہ میں وفات
پائی۔ گول کنڈہ میں مقبرہ ہو۔ محی الدین اور گنجدی
غازی نے گول کنڈہ کو، ماہ کے حاصر کے بعد
۱۲ ستمبر مشعلہ مطابقت ۲۳ ذی قعدہ مشعلہ
کو سحر کیا اور ابو الحسن کو قید کر کے دولہا آباد کے
قلعے میں مقرر کر کے قید کر دیا۔ گول کنڈہ ملک
ہندوستان کا ایک صوبہ بن گیا۔

ابو الحسین احمد بن علی بخششی۔ مشہور کتاب
کتاب الرجال کا مصنف ہو۔ اس کتاب میں شیعہ
مشاہیر کے سوانح ہیں مشعلہ مطابقت مسئلہ
میں وفات پائی۔

ابو الحسین ابو العلی۔ طبقات جلیہ کے مصنف ہیں
جس میں ابن جبل کے فرقے کے نہایت مشہور فقہا
کی سوانح نمایاں دی ہیں اس کتاب کو ابو الحسین نے
شروع کیا اور شیخ زین الدین عبد الرحمن بن احمد
عرف ابن رجب نے اس کا درمیانی حصہ لکھا۔ بالآخر
یوسف بن حسن المقدسی نے ختم کیا یہ تینوں بزرگ
یکے بعد دوسرے مشعلہ مطابقت مسئلہ اور
مشعلہ مطابقت مسئلہ و مشعلہ اول مشعلہ
میں فوت ہوئے۔

ابو الحسین زریں (دیکھو ابو حسن زریں)
ابو الحسین خرقانی۔ ان کی تصنیف سے مشہور
غزلیہ اسرار اور مرآت المحققین ہو۔ اس کتاب
میں ان رسوم کی تشریح ہے جو ایک مرشد کو

اپنے مرید کی تصوف کی تعلیم شروع کرنے پر مل ہیں
لاچار پیش مسئلہ مطابقت مسئلہ کو آپ
کی وفات ہوئی۔

ابو الحسین علی بن عمر قطنی۔ آپ ایک سنی
محدث ہیں جن کا مجموعہ احادیث ابو بکر احمد بن
الحسین البیہقی کی احادیث کی طرح نہایت مستند
ہو۔ وفات مشعلہ مطابقت مسئلہ میں ہوئی۔

ابو الحسین حسن بن سوار۔ برج الادل مشعلہ میں پیدا
ہوا۔ کئی کتابیں سریانی زبان سے عربی میں ترجمہ
کیں۔ فہم میں اس کی قابل قدر تصانیف موجود
ہیں۔ مثلاً باری تعالیٰ۔ کتاب تہذیب المشاعر وغیرہ
وغیرہ بھی اسی کی تصنیف ہیں۔

ابو الحسین خوارزمی مولانا۔ طبیب اور شاعر تھا
ان کا قلم عاشق ہو۔ سلطان حسین مرزا کے
آخری زمانہ حکومت میں خوارزم سے چلا آیا
اور اُس وقت تک باہر پہنچ کر کچھ شیبانی
عرف شاہی بیگ خاں نے ازبک کو شکست
دی کہ اس صوبے کو فتح کر لیا اس کے بعد وہ اور انہر کو
چلا گیا جہاں مشعلہ مطابقت مسئلہ میں انتقال
کیا تاریخ وفات "فوت عاشق" سے ملتی ہو۔

ابو السعادت مبارک ابن اثیر الجوزی
عربی زبان میں ایک منت تصنیف کیا جس کا
نام النایہ فی غریب الحدیث ہو مشعلہ مطابقت
مشعلہ میں انتقال کیا۔ (دیکھو ابن اثیر)

ابو العباس احمد بن محمد۔ آپ عام طور سے ابن
عقده کہلاتے ہیں۔ علم حدیث میں بہت بڑے
ماہر گروہ ہیں اور نہایت محنت کاوش کے
ساتھ احادیث کو جمع کر کے ترتیب دیا
اور اس مقصد کے لیے دور دورہ اذکے سفر کیے

الدرقنی جو سنی محدث تھے فرماتے تھے کہ ابن عتہ
کو تین لاکھ احادیث یاد تھیں جو براہ راست اہل
بیت و خویشم سے مروی ہیں وفات ۱۸۰ھ
مطابق ۷۹۷ء میں ہوئی۔

ابو العباس بن محمد اس کی کئی تصانیف ہیں۔ ان میں
سے خاص عربی تصنیف معرفۃ الصحابہ ۲۰۰۰
مطابق ۷۹۷ء میں راہی ملک عدم ہوا
ابو العباس فضل بن احمد۔ اصفہان کا رہنے
والا معروف نوی کا وزیر تھا۔

ابو العلاء یحییٰ بن کثیر۔ الکاتب الشراشر وان کے مکران
منوچہر کے زمانے میں تھا فکی اور خاقانی اس کے
شاگرد تھے اور خاقانی اس کے داماد بھی تھے۔

ابو العلاء احمد بن عبد اللہ المعری ایک
عربی عظیم آواز خیال شاعر گزرا ہوا اس کی
پیدائش ملک شام میں بمقام موہ ۱۶۰۰ ہجری ۱۱۵۰
مطابق ۱۱۵۰ء بروز جمعہ ہوئی۔ چمچ کی
وجہ سے تیسری برس میں اس کی نظر جاتی رہی اس
کی شاعری بد بابت سے بھرپور اور طرزیان دلکش اور
فخریہ تھا اس کی وفات بروز جمعہ ۱۱۵۰ء
مطابق ۱۱۵۰ء بروز جمعہ ۱۱۵۰ء ہوئی۔ القائم بادشاہ
بغداد کا مداح تھا اس کی یادگار ایک دی
کا دیوان ہے۔

ابو العلاء البرکاتی۔ گزرا کے رہنے والے میر ابو نوحا
سنی کے صاحب زادے تھے پیدائش ۱۱۵۰ء مطابق
۱۱۵۰ء میں ہوئی آپ کے جد جہد گزرا میر عبد السلام
بن محمد سے جد وستان کو تشریف لائے تھے
یہاں سے کے منظر کو تصدیق تشریف لائے گئے
اور کچھ عرصے کے بعد انتقال فرمایا۔ آپ کے والد ماجد
میر ابو نوحا فتح پور سیکری میں واسطی بن جوئے نام کی

نفس دہلی کو بھی گئی۔ وہاں لال در دادہ کے پاس
درس میں وقف ہوئے۔ جب راجہ مان سنگھ عالم
بجائ مقرر ہوئے۔ میر ابو العلاء کی کے ہمراہ تھے اور
سہزاری کے درجے پر ممتاز تھے مگر آپ نے رجب
کی ہجری چوڑا کر ہجری کی طرف مراجعت کی اور وہاں سے
آگرہ آئے جہاں اپنی باقی عمر صرف کی آپ کی بہت
سی کرامتیں مشہور ہیں۔ جمہور کے روزنامہ جنوری ۱۸۰۰
مطابق ۱۸۰۰ء میں ۱۷ برس کی عمر میں انتقال کیا اور
آگرہ میں کربلا کے قریب جہاں ہر سال ایک ٹرامید
ہوتا ہوا مدفون ہوئے آپ نقشبندی تھے اور خواجہ ارادہ
کی اولاد میں تھے۔

ابو العیثا۔ ایک ختمہ گزرا ہے اور اپنی ذکاوت کے
سبب مشہور ہیں۔ حسب غلطی عبد الملک کے بیٹے
موسیٰ نے ابو العیثا کے ایک دوست کو مروا ڈالا اور
خبر مشہور کی کہ فرار ہو گیا۔ ابو العیثا نے یہ کہا کہ موسیٰ نے
اس کو مرادی وہ مر گیا یا یہ جو شتر کے نے سنا اور
اور ابو العیثا کو بلوایا۔ ظالم موسیٰ سے ڈرنے کی بجائے
انہوں نے دلیرانہ جواب دیا جو انجیل کی دوسری
کتاب میں سے تھا۔ تو کیا آپ مجھے بھی قتل کریں گے
جس طرح کل آپ نے دوسرے آدمی کو قتل کیا تھا
اس طرح کھنکھو نے موسیٰ کا ختمہ رخ کر دیا اور شتر ادا ہے
ابو العیثا کو تحائف سے مالا مال کر دیا۔

ابو القازی بہادر۔ تاتاریوں کا سردار اور چنگیز خاں
کی اولاد میں تھا۔ اپنے بھائی کی وفات کے بعد
خوارزم کا بادشاہ ہوا۔ بیس سال کے عرصے کے
بعد بادشاہت اپنے صاحب زادے انوش محمد کو
دی اور خود خضیف و تالیف کے کام میں مصروف
ہوا۔ شجر کے طور پر تاتاریوں کی ایک تاریخ لکھا شروع
کی گو وہ ختم ہو سکی۔ تاتاریوں کی صرف یہی ایک تاریخ

جو جو یورپ میں مشہور ہو سلاطین مطابق سلاطین
میں انتقال کیا اور اپنے بیٹے کو مرنے وقت وصیت
کی کہ تاریخ کو مکمل کر دے۔ اس سعادت مند پسر نے
حکم کی تعمیل کی اور اُس کو دو برس میں پورا کر دیا۔ اس
کتاب کا جو عربی ترجمہ کانٹ اسٹراٹن برگ
Cosmo Strahlenberg
کیا اور ایک فرانسیسی ترجمہ لیٹن میں سلاطین
پر شائع ہوا۔

ابوالغازی بہادر (دیکھو سلطان حسین مردا)
ابوالفتح :- ایک فارسی کتاب چار باغ کا مصنف ہو
جس میں خطوط کے نمونے ہیں جو مختلف مضامین پر لکھے

لکھے ہوئے۔
ابوالفتح بطنی :- مقام بسط کے ایک عالم تھے سلطان محمود
غزوی کا زمانہ پایا تھا۔ جو ایک سلاطین شوال
مستندہ انتقال کیا۔ ایک عربی دیوان کے مصنف
ہیں اور انبیاء پر آپ کی ایک عربی نظم مشہور ہو۔

ابوالفتح بلگرامی قاضی :- عام طور پر شیخ کمال کے نام
کے مشہور ہیں پیدائش سلاطین مطابق سلاطین
میں ہوئی شاہنشاہ اکبر کے زمانے میں آپ بلگرام
کے قاضی تھے سلاطین مطابق سلاطین میں صلت
فرانی۔ نادر دود عثمانی نے آپ کے نام نامی "شیخ کمال"
سے آپ کی تاریخ وفات نکالی ہو۔

ابوالفتح رکن الدین بن حسام ناگوری :- قادی
مادہ آپ کی قابل قدر تصنیف، جس کو تصنیف
کر کے اپنے استاد و حامد الدین احمد قاضی احتضار
نزد لائیں، واقع ہجرت کے نام سے سنون کیا۔
اس کتاب بربزبان عربی لکھتے ہیں سلاطین میں صلت
ہوئی ہو۔

ابوالفتح عثمان :- حکم النور و ماو الدین نام ہو۔ مصر کے

خاندان ابوبی کا دوسرا و شاہ تھا۔ صاحب سلطان -
صلاح الدین یوسف ابن ایوب اس کا باپ شام
میں تھا جس وقت مصر کی عنان حکومت بطور
نائب السلطنت کے اس کے پاس رہی دمشق میں
میں اپنے والد کی وفات پر سلطنت کے بیٹے بڑے
سر داران فوج کی خفیہ رضا مندی سے سلطنت پر
قبضہ حاصل کیا اس کی پیدائش، جزوی مسئلہ
مطابق محمدی الاولیٰ سعادت کو بمقام قاہرہ
ہوئی۔ پانچ سال حکومت کرنے کے بعد قاہرہ سے
۱۲۰۳ء میں سلاطین مطابق ۱۱۰۳ء ہجری کو سپرد
خاک کیا گیا۔

ابوالفتح گیلانی :- اس کا نام بیچ الدین ہو۔ والد کا نام
عبدالرزاق تھا۔ جو گیلان کا ایک امیر تھا۔ پانچ
شاہنشاہ اکبر کے دور کار کا ایک حبیب تھا۔ اور
اُس کے مزاج میں بہت کچھ خصلت تھیں
بادشاہ کے ہمراہ کشمیر مسم پر گیا۔ اور
کشمیر کے کابل کو جلتے میں بمقام وختور راسی
سال کی ۱۰۰۰ء کو مطابق ۱۰۱۷ء شعبان ۱۰۱۷ء میں
انتقال کیا اور بمقام بابا حسن ابدال دفن ہوا۔

وہ اپنے دو برادران ذی شان حکیم ہام اور
حکیم نور الدین قراسی کے ہمراہ سلاطین مطابق
سلاطین میں بندوستان لکھا تھا۔

ابوالفتح لودی :- لٹان کا سردار تھا سلطان محمود
غزوی نے لٹان کو سلاطین میں فتح کیا اور سردار
نذکر قیدی بنا کر زندیں لے گیا۔

ابوالفتح محمد الشہرستانی :- ایک عربی کتاب سے
کتاب اللیل والنہل کا مصنف ہو۔ اس کتاب
کو میں مختلف نسخوں کا مفصل ذکر ہو لائی
تباہ میں ڈاکٹر ابرو و کرنے سلاطین میں ترجمہ

کر کے شائع کیا اس کا انگریزی ترجمہ دیو رنڈو اکڑ
یکورٹن نے کیا ہے۔ شعرستانی نے سلسلہ مطاب
مستعمل میں آنکھ لکھا۔

ابوالفتح محمد بن ابوالمرغانی السمرقندی

آپ فصول المعادیہ کے مصنف ہیں جس میں تجارتی
معاملات کے متعلق چالیس فتاویٰ ہیں سلسلہ ۶
مطابق سلسلہ ۶ میں آپ نے وفات پائی۔ اس
وقت یہ کتاب نامکمل تھی۔ جمال الدین بن علی الدین
نے اس کو مکمل کیا۔

ابوالفتح ناصر بن ابوالمکارم مطرزی عربی

لغت "موسومہ" مخرب "کے
مصنف ہیں سلسلہ ۶ مطابق سلسلہ ۶ میں خوارزم
میں انتقال کیا۔ وہ معتزلی مذہب کھتے۔ اور
لوگوں کو اس مذہب کی دعوت دیتے تھے۔ آپ
شرح مقامات حریری اور کتاب انطری کے
مصنف ہیں۔ اہل خوارزم آپ کو اہل معتزلی
کہتے تھے اور آپ کی وفات پر شعراء نے سات
سو سے زیادہ مرثیے لکھے۔

ابوالفتح ناصر بن محمد جامع المعارف کے مصنف تھے

ابوالفتوح رازی ملی

عربی کتاب حسینہ کا
مصنف تھا۔ یہ کتاب اہل تشیع خاص کر ایران میں
بڑی شہرت رکھتی ہے۔ اس میں ایک شیعہ کبیرا اور
سنی فقہ کا ایک قصہ مکالمہ کی صورت میں لکھا
گیا ہے۔ فریقین نے اپنے اپنے عقائد کی تائید میں
خوب جوہر دکھائے ہیں۔ بالآخر مصنف نے شیعہ
رہنما کو خراج دیا ہے۔ مصنف نے اس رسالے میں
اپنے مذہب کے عقائد کو ایک دلچسپ پیرایہ
میں سج دلائی کے لکھ دیا ہے۔ اس کتاب کو اہل علم
استرآبادی نے عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

ابوالفتح اسماعیل حموی

ابوالفتح ابن ملک الاصل ہے۔ یہ ایک عالم اور مشہور

شاعر اور تھابو ملک شام کی حکومت پر سلسلہ ۶

مطابق سلسلہ ۶ میں اپنے بھائی احمد کا جانشین ہوا

اور تخت نشین ہونے سے پہلے علم غزالیہ میں ایک

کتاب لکھی جو تقویم البلدان کے نام سے مشہور ہوئی

جس کو مقام لندن گریوئس

نے لاطینی میں ترجمہ کر کے سلسلہ ۶ میں شائع کیا۔

اور بعد ازاں اس نے کس ٹورڈن میں سلسلہ ۶ میں طبع

کیا۔ جب عمر ۷۰ سال کی ہوئی بمقام حماہ پیام

اجل آیا۔ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ مگر خاص تصنیف

"تاریخ مختصر" جس میں خروء پیدائش و نیلے نصف

کے زمانے تک کا حال لکھا گیا ہے۔ یہ ایک انصاف

پسند موخ تھا۔ اور طرزاو خوب پایا تھا۔ اسی وجہ

سے اس کی تصانیف نہایت قدر کی جاتی ہیں۔

دیکھی جاتی ہیں۔

ابوالفتح بعض کتب سوانح میں ابوالفرحان کے

نام سے منسوب ہے۔ اس کے باپ کا نام امار بن

تھا جو ایک عیسائی تھا۔ اس کی پیدائش آرمینیا میں

بمقام ملیشیا جو دریائے فرات کے پاس ایک مقام

اور سلسلہ ۶ میں ہوئی۔ طبابت پیشا تھا۔ بعد کو

مشرقی زبانیں اور علم الہیات پڑھا۔ اور برس

برس کی عمر میں گوباکا کا دوری ہوا۔ جمال سے وہ

حلب میں منتقل ہو گیا۔ اس کی تصنیف سے ایک

تاریخ کی کتاب موسومہ مختصر الدولہ اور جو دنیا کی

پیدائش سے اس کے زمانے تک کل تاریخ کا ایک

خلاصہ ہے اس تصنیف کا سب سے عمدہ حصہ ۱۱

ہے جس میں ساسانیوں منلوں اور چنگیز خاں کے

فتوحات کا ذکر ہے۔ بلکہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ

عربی آکسفورڈ کالج میں اس عربی کتاب کو مستند
میں مع ترجمہ لاطینی شائع کیا تھا۔ ابو الفرج مستند
مطابق سنی عربی فہرست ہو۔

ابو الفرج اصفہانی۔ اصل نام قاضی علی بن حسین
بن محمد بن احمد بن قنبر پیدائش سنہ ۳۵۷ بمقام
اصفہان۔ عنون شباب زیادہ تر بغداد میں بسر
ہوا اس کو عربی اشعار اور رائیوں بکثرت حفظ
تھیں اس کے علاوہ فن تاریخ علم حدیث بکثرت
نویس۔ طب۔ نجوم۔ بیطاروی وغیرہ میں بدرجہ کمال
مہارت تھی۔ پچاس برس میں ایک نسخہ کتاب
الافغانی تصنیف کر کے سیف الدولہ بادشاہ
ہمدان کی خدمت میں پیش کیا۔ جہاں سے ایک نیا
دینار عطا ہوئے۔ عضد الدولہ اس کے وزیر بنے
اس کتاب کا وہ ہی مسودہ دوزخ دینار کو خرید کر
قدروانی کی۔ یہ کتاب عام طور پر یورپ میں
متداول ہے۔ عرب کی شاعری کی ایک مستند
تاریخ ہے۔ اس کا ایک نقلی نسخہ پیرس کے ایک کتب خانے
شاہی میں اب تک موجود ہے۔ اس کتاب کو
سب سے پہلے گورنمنٹ مصر نے شائع کیا
مطبع بلاق میں طبع کر کے شائع کیا تھا۔ اس کتاب
میں مختلف قسم کی سوانحیوں کا بیان ہے جو جو
مغنیوں نے ہاروں رشید کے لیے لکھا دیکھا
تھا۔ اس کتاب میں علاوہ رائیوں کے بیان کے
اخبار۔ اشعار۔ انساب اہل عرب اور ان تمام
مغنیوں اور شعرا کے حالات بھی درج ہیں جن کا
کلام اس کتاب میں شامل ہے۔ اس میں بعض بعض
بیانات پر تاریخ اور سائنس سے بھی بحث کی
گئی ہے۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔
ابو الفرج نے غزلی کی سوانح مطابق مستند

روز چار شبہ بغداد میں انتقال کیا۔
کتاب مذکور کے علاوہ ان کی متعدد تصانیف ہیں
مثلاً کتاب الحیان۔ کتاب دعوة الاطباء۔ کتاب
جوہر الافغانی۔ مقالہ الطالین۔ کتاب الحامات۔
کتاب نسب بنی عبد شمس۔ کتاب اہام العرب
کتاب الطمان المغین وغیرہ
ابو الفرج الخالدی۔ دو دنوں جلیل القدر شاعر تھے
ابو الفرج البغوی۔ خاندان ہمدان کے سلطان
حاضر باش تھے۔ سلطان مذکور ملا کا قدر دان تھا
اور ان کے بڑے بڑے ویشے مقرر کر دیے تھے
ابو الفرج ابن جوزی۔ لقب شمس الدین تھا۔
اپنے زمانے کے سب سے بڑے محدث عالم
اور واعظ تھے۔ آپ نے مختلف علوم میں کتابیں
لکھی تھیں۔ حضرت سعدی شیرازی کے استاد
تھے وصال ۱۲ جون سنہ ۷۵۰ مطابق ۱۱۷۵
مسعود کو ہوا بغداد میں مدفون ہوئے ان کے
دادا کا نام علی اور والد ماجد کا نام جوزی تھا
تیس اہلیس آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔
ابو الفرج رونی۔ وطن رونی جو جلاہور کے
قریب کہا جاتا ہے۔ اس کی تصنیف ایک
دیوان ہے وہ سلطان ابراہیم کا جو سلطان
ممود غزنوی کا پوتا تھا اور جس نے مسعود نے
سنہ ۵۵۰ مطابق ۱۱۵۵ء سے ۵۵۷ء تک
حکومت کی مداح تھا۔ انوری نے اس کے
طرز کی تقلید کی ہے۔
ابو الفرج سجری۔ ایک ایرانی شاعر تھا اس
نے چنگیز خاں کا دانا پایا تھا۔ بھستان کے
رہنے والا تھا۔ اسی وجہ سے وہ سجری

مشہور ہوا۔ لیکن سنجی کو عام طور پر سنجی پڑھا جاتے تھے۔ بالکل غلط ہے۔

ابو الفرج واسطی۔ آپ بارج۔ بلگرام بارہہ۔ خیرآباد فتح پور مسوہ وغیرہ کے سادات زیدی کے مورث اعلیٰ ہیں۔

ابو الفضائل بن ناقہ۔ یودی۔ بہب کا حاذق طبیب تھا اُس کا لقب بہب تھا۔ علاج جسم میں زیادہ مصروف رہتا۔ درس و تدریس کا اس درجہ شائق تھا کہ مریضوں کے دیکھنے کو رواہ ہوتا تو طلباء کا گروہ ہزارہاں پڑھتا جاتا۔ اُس کی تصانیف سے صرف عربات طب پائی جاتی ہے۔ مقام قاهرہ میں بیچ میں انتقال کیا۔ اُس کا بیٹا ابو الفرج بھی اچھا طبیب تھا اور وہ شرف بہ اسلام ہو گیا۔

ابو الفضل بن ابی الوفا۔ ملک شام کے شہر معروہ کا باشندہ تھا گرد مشق میں سکونت اختیار کر لی تھی وہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی کا درباری طبیب تھا۔ مسعودی میں مقام طب انتقال ہوا

ابو الفضل بن عبد الکریم المہندس۔ مؤید الدین نام وطن دمشق۔ علم ہندسہ کی مہارت کے سبب مہندس کہلایا۔ ابتداً استغاری اور شکرانی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس فن میں کمال حاصل کرنے کی غرض سے اس کو اقلیدس پڑھنے کا خیال آیا۔ رفتہ رفتہ ہندسہ نجوم۔ زائچوں کا علم حاصل کیا۔ طوس کا نامور عالم حکیم شرف الدین طوسی دمشق میں آگیا۔ اس کی صحبت سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔ پھر محمد بن ابی الحکم سے طب کی تکمیل کی وہ مسعودی میں جابرہ سال شہر دمشق میں فوت ہوا۔ تجمہ دیگر تصانیف کے کتاب فی الخوہد وایست اسس کی مشہور تصنیف ہے۔

ابو الفضل بہیقی۔ دیکھو بہیقی در دیفت ب۔

ابو الفضل جعفر۔ غلطہ الملتنی کا ردا کا تھا۔

ابو الفضل سیح۔ دربار اکبری کے مشہور و دیر اور مصنف ہیں۔ علامی غلط ہے۔ شیخ مبارک ناگوری کے دوسرے بیٹے اور شیخ فیضی کے بھائی تھے مسعودی مطابق مسعودی کو پیدا ہوئے اور انیسویں سن جلوس میں دربار اکبری میں شامل تھے دربار میں باریاب ہوئے آپ کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے علامہ تھے۔ اکبر نامہ تین اکبری۔ عیار دانش۔ اور مکتوبات علامی کے مصنف ہیں۔ اُنھوں نے شاہی منلیہ کی تاریخ شیخ جلال الدین محمد اکبر کے بیٹا لیسویں سال حکومت تک لکھی ہے۔ اسی سال میں ان کا قتل واقع ہوا۔ جس کا قصہ یہ ہے کہ شہزادہ سلطان مراد کے ہمراہ مقدمۃ الجیش عساکر کوکن جاکر مسعودی مطابق سن ۹۵۷ھ میں بھیجے گئے اور پانچ سال کے بعد واپس بلائے جانے پر جب کہ وہ زور کی طرف تھوڑی سی فوج کی ہمراہی میں بڑھ رہے تھے۔ ایک کہیں گاہ میں پھنس گئے جس کو پیر سنگھ دیوبند پیلہ نے جو بند لکھنؤ میں ارچہ کا راجہ تھا۔ شہزادہ سلیم کے اشارہ سے جو بعد کو بھائی کے لقب سے مشہور ہوا تھا تیار کیا تھا۔ شیخ کے ساتھ شہزادہ سلیم کے ہمراہی کی وجہ سے تھی کہ اس کو شیخ بھائی کی نسبت پیشہ تھا کہ وہ ایک مرتبہ اس کے اور شاہنشاہ اکبر کے درمیان بدزنجی پیدا کرنے کا باعث ہوا تھا اس موقع پر شیخ نے اپنے کو بڑی بادی سے بچایا لیکن آخر کار اپنے بہت سے ہمراہوں کے ساتھ میدان میں جان دی اس کا سر شہزادہ سلیم کے حضور میں مقام الدآباد بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ مجھ کے

ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بنوی کا ارد کا تھا۔ مجسم اور
دوسری کتابوں کا مصنف ہوا۔ مطابقیہ مشافہہ
کو وفات پائی۔

ابوالقاسم عبید اللہ بن عبداللہ بن خور واپہ۔
ابن خور واپہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ کتاب المساک
والمالک اس کی تصنیف ہے۔ مستند مطابقیہ مشافہہ
میں انحال ہوا۔

ابوالقاسم کاہی۔ اصفہان کا رہنے والا تھا۔ بعض لوگ
غلط طور پر کاہی مشہور کرتے ہیں۔ اگرچہ میں وفات
پائی۔ (دیکھو قاسم کاہی)

ابوالقاسم مرزا۔ باپ کا نام کا مران مرزا تھا جو
شاہنشاہ ہمایوں کا بھائی تھا۔ مستند مطابقیہ
مستند میں اکبر نے قلعہ گواہی میں نظر بند کر دیا
اور جب اکبر خان زمان کو تینہ و تہد کر کے
جا رہا تھا اس کے قتل کا حکم دیدیا۔

ابوالقاسم نکمیں۔ ہرات کے ایک سید تھے اکبر اور
جہانگیر کی ملازمت میں مامور رہے۔ بعدہ بھکر
رہندہ کی زمینداری کا تعلق حاصل کیا۔ سکریٹ
عالمیستان سجدان کی یادگار ہے آپ کی اولاد شاہ جہاں
ملا گیا اور فرخ سیر کی ملازمت میں رہی۔

ابوالقاسم نیشاپوری۔ اصول اخلاق میں ایک کتاب
موسومہ تصنیف کی۔ ان کی دوسری
تصنیف مہیۃ العقیق ہے۔

ابوالکلام آزاد مولانا۔ غلام محی الدین نام۔ وطن
آبائی والی۔ آپ کے والد ماجد محمد مستند کے
بعد ملک کی تباہی و بربادی سے دل برداشتہ
ہو کر حجاز کو گئے تھے۔ مولانا مستند میں بتام کہ مسئلہ
پیدا ہوئے اور حجاز مصر میں تعلیم پا کر پندرہ سال کی
عمر میں مدینہ عالم ہوئے۔ منہ آئے آپ کے خاندان میں

روز تیار بخ ۱۳ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۰ ربیع الاول
۱۳۲۷ء ہوا۔ اکبر کا واسو اقر سے بہت صدمہ ہوا
اکبر نے توار و زور و زنگ کھانا اور سونا مطلقاً
حرام کر دیا تھا۔

ابوالفضل طاہر بن محمد طہر الدین فاریابی۔
دیکھو طہر الدین فاریابی۔

ابوالفضل محمد۔ آپ کی تصنیف سے عربی لغت موسویہ
صراح مشہور ہے۔

ابوفیض۔ دیکھو فیض۔
ابوالفیض محمد بن حسین بن احمد الملقب
بہ کتاب بن احمد کے نام سے زیادہ مشہور ہے سلطان
رکن الدولہ بوی کا وزیر تھا۔ مقرر اور شاعر تھا۔
عربی خوش نویسی میں کمال حاصل تھا۔ مستند ۶
مطابقیہ مستند کو انتقال کیا۔

ابوالقاسم الصحر اوی مستند مطابقیہ مستند
میں ایک عربی عجیب تھا اور التصریف اس کی
تصنیف ہے یہ کتاب فن طب میں ہے اور ۲ جلدوں
پر مشتمل ہے۔

ابوالقاسم الحلی شیخ مؤید کے نام سے مشہور ہیں۔ اور
شرائع الاسلام کے مصنف ہیں۔ یہ مجموعہ مشغ
اشیا کا ایک رسالہ ہے شیعوں کے نزدیک ایک
بڑی مستند کتاب ہے۔ نجم الدین ابوالقاسم حمز بن مؤید
بھی ان ہی کا نام ہے مستند ۶ مطابقیہ مستند میں
انتقال ہوا۔ (ملاحظہ فرمائیے)

ابوالقاسم بن عباو۔ شافعیہ فخر الدولہ بوی کا وزیر
تھا۔ اس نے ایک بہت بڑا کتب خانہ جمع کیا تھا۔
ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ اس کتب خانے کی
بار برداری کے لیے چار سو اونٹ درکار ہوتے
تھے

معلوم نہیں ہو سکے۔

ابو المعالی - اصلی نام محمد صدر الدین بن شنگ ان کو اپنا پہلا شاعر بتاتے ہیں گران کی شاعری فقط ترکی زبان میں محدود تھی۔ عربی میں بھی شعر کہتے تھے۔ اور فارسی میں ناصر الدین کے مقابل تھے۔ جلال الدین رومی کے معاصر تھے۔ سن ۷۰۶ میں انتقال کیا۔ معرفت کی طرز کی شاعری میں سب سے پہلے انھیں کی ایجا دی۔ ان کی تصانیف مثلاً "کلید ہمار اور فرنگیں ان کے ذوق سلیم کا پتہ دیتی ہے۔

ابو المعالی الہ آبادی شیخ - تختہ القادریہ کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور مسکن لاہور تھا اور وہیں ہر اپریل ۱۰۷۷ھ میں ۱۰ ربیع الاول سن ۷۰۶ھ کو انتقال کیا۔

ابو المعالی بن عبد الجبار المعروف جمہ الدین نصر اللہ عبد الجبار کا لڑکا تھا جو سلطان ہرام شاہ غزنوی کے زمانے میں ایران میں نہایت فہیم اور بلیغ شاعر تھا۔ اس نے سن ۷۰۰ھ مطابق ۱۲۹۷ء میں کابل و مغل زبان عربی سے فارسی میں ترجمہ کی اسی اصل نسخہ کو رودکی نے نقل کیا ہے۔ سن ۷۰۵ھ مطابق ۱۳۰۳ء میں امیر شیخ احمد سیلی وزیر عزت شیخ پسر تائی امیر تیمور کے حکم سے حسین واعظ نے اس کتاب کو ترجمہ کر کے انوار سیلی کے نام سے شائع کیا۔ تیسری مرتبہ ابو الفضل وزیر اکبر نے عیار و دانش کے نام سے اس کا خلاصہ لکھا انوار سیلی اب تک مقبول خاص و عام ہے اور فارسی درس میں شامل ہے۔

ابو المعالی شاہ - اکبر بادشاہ کی ملازمت میں تھا

صدیوں سے علم وراثت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ اس خاندان میں متعدد علم و دانش پیدا ہوئے۔ اکبر اعظم کے زمانہ سلطنت میں شیخ جمال الدین اور جہانگیر کے عہد میں شیخ محمد زبردست عالم اور صوفی گزرے شاہ جہاں بادشاہ کو حضرت شیخ محمد صاحب سے شرف بیعت حاصل تھا۔ مولانا کے تانا مولوی مولانا صاحب شاہ عالم اور اکبر شاہ ثانی کے عہد میں رکن المدرسین تھے جس عہدے کو اب وزیر تعلیمات کہتے ہیں۔ جب انبیا صدیقی ہیں۔ مولانا آزاد و خیر و تقریریں و نظم و نثر کے میدان میں اپنے معاصرین میں آپ ہی اپنی نگہ ہیں۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ کی آپ بچوں اور شاعری کا عام شہرہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مقبول نگاری کا شغل بھی ابتداء ہی سے رہا۔ مختلف اخباروں اور رسالوں کی مدیر کی۔ بالآخر لسان الصدق نام علمی ادبی مجلہ میں لکھنے سے جاری کیا۔ اس کے بعد مذہبی نقطہ نظر پر غور کے السلال اخبار جاری کیا جس کے خاص فرقہ محمدیہ اور خاندانے اردو ادب میں ہجرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا۔ جب وہ اپنا وقت پورا کر چکا تو ابلاغ اسی مقصد کو پورا کرتا رہا۔ ترائے جناب یورپ سفر میں مقام راجی نظر بند کر دیے گئے۔ اسی حالت میں اپنی ان تنکس کوشش سے ایک اسکول دارالافتاء راجی میں بنوایا۔ یکم جنوری سن ۷۰۷ھ کو نثر بندی ختم ہوئی تو کانگریس اور خلافت کے میدان میں آکر شامل ہو گئے۔ سن ۷۰۸ھ میں بمقام گلگتہ ایک سال کے لیے پھر تنقید کر دیے گئے۔ مولانا کی تصانیف علوم و مباحث مختلف میں خریب چا پس کے اب تک شائع ہو چکی ہیں ابو الطحسان نخل صافی کا مصنف ہے۔ مزید حالات

میں لکھا تھا وہ مری شرح ابو علی بن محمد البرجدی نے
۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۹ء میں لکھی۔ تیسری صبح
شمس الدین محمد الخراسانی نے ۶۱۷ھ مطابق
۱۲۲۱ء میں تیار کی۔

ابو المفاز رازی۔ سلطان محمود سلجوقی کے
زمانے میں ایک شاعر تھا۔

ابو الجحیب البخاری۔ تخلص عقی۔ یہ قدر خاں
خاقان ترکستان کے دربار میں پانچویں صدی
ہجری میں ایک ایرانی شاعر تھا۔ خان نہ کوٹے
شعر کی ایک ادبی انجمن ترتیب دی تھی۔ اور
ابو الجحیب کو اس کا صدر نشین منتخب کیا تھا۔
سب سے پہلے یوسف زنجی کو اسی نے نظم کیا
جو ذبحر بن ہو۔ عراقی لکھے میں خاص ملکہ تھا۔ سو
برس کی عمر پائی۔ تقریباً ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۹ء
میں انتقال ہوا۔

ابو معشر بنج الممدنی۔ ہشام بن عودہ کے شاگرد تھے
ثوری اور واقفی نے ان سے روایت کی ہو
گو محدثین نے روایت حدیث میں ان کی تصنیف
کی ہو، لیکن سیرت و مناقب میں ان کی جلالت
شان کا اعتراف کیا ہو۔ امام ابن حنبل کہتے ہیں
کہ وہ اس فن میں صاحب نظر ہیں۔ ابن ندیم نے
ان کی کتاب المناقب کا ذکر کیا ہو۔ کتب سیرت
میں ان کا نام کثرت سے آیا ہو۔ ۶۱۵ھ میں وفات
پائی۔

ابو بکر احمد۔ حسین بنی کا لڑکا تھا۔ دیکھو جہتی،
ابو بکر احمد بن عمر الخصاص۔ آداب القاضی کا
مصنف اس کتاب میں ایک سو بیس باب ہیں اور
بہت سے فقہانے اس کی شحش لکھی ہیں۔ جن میں
سب سے زیادہ مقبول عمر بن عبد العزیز ابن

بعدہ علم تفاوت بلند کیا اور اس وجہ سے کامل
بھاگنے پر مجبور چھپا ہاں مرزا محمد حاکم برادر شاہنشاہ
اکبر نے منصب جلیل عطا کیا اور اپنی عمیرہ مرزا
بیگم کے ساتھ نکاح کر دیا لیکن ہوس تاجداری نے
اس کو اپنی خوش داس کے لٹ پر آدہ کر دیا۔ یہ
قابل تیز ادبی فی الواقع اس وقت کامل کی حکمران
تھی۔ کیونکہ اس کا بیٹا نابالغ تھا اور تمام کام سلطنت
کا یہ قابل عورت انجام دیتی تھی۔ اس کے ہلاک
ہو جانے پر ابو المعالی نابالغ شاہزادے کا مدراہم
بن چھا اس پر بھی بس نہ کیا بلکہ اس نے سلطنت
کو اس امر پر متفق کرنا چاہا کہ وہ براہ راست

ابو المعالی کو جس کو شاہی دانا دہونے کی عزت
حاصل ہو چکی تھی۔ تخت پر بٹھائیں۔ لیکن منصوبہ
بنو زورانیہ ہونے پایا تھا کہ مرزا سلیمان شاہزادہ
برنشاں نے حکمران کے سامنے ۶۱۷ھ مطابق یکم
شوال ۱۲۲۱ء میں اس کو ملک عدم پہنچا دیا اور
سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ابو المعالی شاعر بھی تھا۔

ابو المعشر۔ المامون خلیفہ بغداد کے زمانے میں ایک
عربی عالم تھا۔ پورا نام جعفر بن محمد بن عمر ابو المعشر
ہو۔ عربی ہیئت دانوں کا دستا و مشور ہو۔
مولد بخ ہو۔ اس نے عربی میں ایک کتاب
الموسوم بکتاب الاوف علم ہیئت میں سنسکرت
سے ترجمہ کی وفات ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۲۱ء میں
ہوئی۔ اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان میں آٹھ
جلدوں میں مستطاب ہیں جن میں طبع ہوا تھا۔

ابو المکارم بن عبد اللہ۔ کتاب نقایہ معنیہ
عبد اللہ بن سودہ جو چین شرح لکھی گئی ہیں اور جو
بہت مقبول ہیں ان میں سے سب سے پہلی شرح
کا مصنف ابو بکر اس نے ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۲۱ء

ماہ المعروف بحسام الشہید کی شرح ہو سکتی ہے
مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔

ابوبکر باقلانی۔ باپ کا نام طیب تھا۔ التوحید و
عجاز القرآن اور چند دیگر کتابیں تصنیف سے
ہیں سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔
مذہب مالکی تھا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ۔ ایک عربی مصنف
تھا۔ سلسلہ یا سلسلہ میں وفات پائی۔
ابوبکر بکری۔ ابو عبد اللہ مغربی کے شاگردوں۔
میں نویں صدی ہجری کے مشاہیر میں تھا۔
ابوبکر بن مسعود الکاشانی۔ مصنف دلائل و غنیہ
کا ایک رسالہ اور دلائل و صنائع کے نام سے
بھی مشہور ہے۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں
انتقال ہوا۔

ابوبکر سعد زنگی۔ فارس کے بادشاہان آتابک میں تھا
۳۵ برس تک شیراز میں حکومت کی اور سلسلہ
مطابق سلسلہ کو انتقال کیا۔ سعدی شیرازی
نے اپنی مشہور کتاب گلستان سلسلہ میں ہی
ابوبکر بن سعد زنگی کے نام سے معنون کی تھی۔
ابوبکر تغلق۔ شہزادہ ظفر خاں کا بیٹا اور فیروز شاہ
تغلق کا چچا تھا۔ اپنے چچا غیاث الدین تغلق کے
مرنے کے بعد فروری ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۶ء
میں دہلی میں تخت نشین ہوا۔ اس نے ڈیڑھ سو
برس تک حکومت کی اس کے بعد اس کے چچا
شہزادہ محمد تغلق بن فیروز شاہ نے جو ٹکڑے ٹکڑے
کاغجہ میں تھا۔ اپنے آپ کو بادشاہ شہنشاہ کر دیا۔
اور آتابک فوج کے ساتھ دہلی کی طرف بڑھ گیا۔
کئی مرتبہ پسپا ہونے کے بعد فتح پیاب ہوا۔ اگست
۷۵۷ھ مطابق رمضان ۷۵۷ھ کو دہلی میں

تخت نشین ہوا۔ ابوبکر میوات کی طرف بھاگ
گیا۔ مگر تین ماہ کے بعد پکڑا گیا۔ اور میرٹھ کے قلعے
میں قید کر دیا گیا۔ جہاں تھوڑے عرصے کے بعد

انتقال کر گیا۔
ابوبکر شاہ وال شیخ۔ قزوینی ایک مشہور بزرگ تھے
سلسلہ مطابق سلسلہ قزوین میں انتقال کیا

ابوبکر شہستانی۔ ایک بہادر سردار تھا۔ صوبہ
اشدراں میں قصبہ شہستان میں پیدا ہوا
امیر تغلق کے ایشیائی حملوں میں مزارع رہا۔

ابوبکر شبلی شیخ۔ بھٹام ہندو سلسلہ میں پیدا
ہوئے۔ آپ کا شمار صرف اپنے زمانے کے
صوفیہ ہی میں نہ تھا۔ بلکہ محدثین کے گروہ میں بھی
شمار تھے فقہ مالکی کے متقلد تھے اور حضرت عبید
بن رادی کے خلیفہ و مرید تھے۔ آپ کا اصلی وطن
خراسان تھا۔ بغداد میں جمعہ کے روز ۳ جولائی
۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۶ء کو ۸۰ سال کی عمر میں
۷۵ سال ہوا۔

ابوبکر صدیق۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان حضرت امی
وفات کے بعد عام مسلمانوں نے آپ کے
ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی خلافت کی مدت دو
سال تین ماہ ۱۵ سلسلہ سے سلسلہ تک
آپ نے خلافت کی۔ عراق و فلسطین و شام
و بصرہ آپ کے عہد میں فتح ہوئے۔ اسی عہد
میں قرآن مجید جمع کیا گیا۔ جنگ قدامہ میں مسیلہ
کذاب کو شکست ہوئی۔ تمام عرب جو مرتد و
بغی ہو گئے تھے مطیع ہو گئے۔ اور بیعت کی۔
۶۳ برس کی عمر میں بروز جمعہ ۲۳ اگست ۷۵۷ھ
مطابق ۲۲ جمادی الآخر ۷۵۷ھ وفات ہوئی۔

دیوئی لحاظ سے نہایت زبردست نطق و مضمون
ادشا ہوئے دین و اخلاق کے لحاظ سے تمام
صحابہ کرام آپ کو پیشوا مانتے تھے۔ کفر نفسی کا یہ
حال تھا کہ زبانہ خلافت میں سوداگری کا مال
کنہ سے پر اٹھائے ہوئے دینے کی گلیوں میں
بے تکلف بیچتے پھرتے اور اسی کے منافع سے
اپنے اہل و عیال کی پرورش و بسر اوقات کرتے
مزار حضور سرور عالم کے روضہ مقدس کے اندر
مدینہ منورہ میں ہو۔

ابوبکر بن ابی بن مولانا۔ لقب زین الدین تھا۔
ایک زبردست عالم تھا۔ انتقال جمہوریت کے
دن ۸۰ ہجری مطابق ۶۳۰ء میں ہوا۔

ابوبکر کتانی شیخ محمد بن علی جعفر۔ ایک مشہور
دلی کامل تھے بغداد میں پیدا ہوئے ۳۵۰ء
میں انتقال کیا۔

ابوبکر محمد السرخسی۔ لقب غنی اللہ تھا بتمام
ازجہ بحالت قید ایک غنیہ کی کتاب لکھی ہو جو
نہایت مستند اور مفصل کتاب ہو۔ اس کتاب
کا نام مبوطی۔ المخطوط بھی اس کی تصنیف سے
ہو ۳۵۰ء مطابق ۳۵۰ء میں انتقال کیا۔

ابوبکر محمد بن زکریا رازی۔ ابی برکاتیت محمد
نام۔ ایران کی مردم خیز سرزمین رے کا باشندہ
تھا۔ تیس سال سے راد کی عمر میں بغداد آیا۔
ابتداءً سے اس کو علوم کا شوق تھا ایک
روز بغداد میں وہ خدا دلوں کے شفا خانے میں گیا
اور وہاں کے دو سازوں سے ادویات کے
متعلق چند سوالات کیے اور ان کے جوابات
دلچسپی سے رفتہ رفتہ اس کا شوق طب کی

طرف مائل ہوا اور اس فن میں وہ رتبہ پایا کہ
جالیئوس العرب کہلایا۔ رازی ابی بن حسین
عبادی کا معاصر تھا۔ اس کا سن وفات ۳۰۹ء
میں ۳۰۹ء یا ۳۱۰ء مطابق ۳۰۹ء بتایا جاتا ہے
وہ مختلف مضامین کی ایک سو پچیس کتابوں کا
مصنف ہو

ابوبکر یحییٰ۔ مصنف بھیمہ الحافل۔ اس کتاب میں
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے چاروں
خلیفہ اور دوسرے مشہور بزرگوں کے حالات
عربی میں درج ہیں۔

ابوتراب میر۔ شیراز کے سادات سے تھے۔ جنوں
نے اپنے بیٹے میر گدائی کے ساتھ گجرات میں
اور پھر اہل کی ماتحتی میں کام کیا پھر وہاں سے انتقال
کیا اور احمد آباد میں دفن ہوئے

ابو تمام حبیب ابن اوس الطائی۔ ایک عربی
شاعر تھا۔ ہمدان میں عبدالوفان سلمی نے اس کا
نہایت عزت و احترام کے ساتھ خیر مقدم کیا
اور اپنا کتب خانہ اس کے حوالہ کر دیا وہ اس طے
خزانہ کو پا کر نہایت مسرور ہوا اور سفر کی محنت
بھول گیا۔ اس کتب خانے سے مستفید ہو کر اس
نے مختلف تصانیف کیں مجموعہ کلام شعراء

سمی خمسہ اس مطالعے کا خاص نتیجہ تھا دوسری
تصانیف قول الشعراء۔ بمقام جاسم
دمشق کے متصل ۳۵۰ء مطابق ۳۵۰ء میں
پیدا ہوا اور ۳۵۰ء مطابق ۳۵۰ء میں فوت ہوا
ابو جعفر (دیکھو المتصور)

ابو جعفر محمد بن حسان۔ وطن غزالیہ۔ خلیفہ
المصور کا شاہی طبیب تھا۔ ایک کتاب
تدیر الصحة، اس کی تصنیف ہو۔ خلیفہ۔

المقصود کے واسطے ثابت کیا تھا۔

ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی۔ طحاوی وطن تھا جو ملک

مصر میں ایک موضع ہے۔ مذہباً حنفی تھے۔ ان کی تصانیف
سے تفسیر قرآن شریفیت موسومہ احکام القرآن اختلاف
العلماء معانی الآثار۔ تاریخ والمسنون مشہور ہیں مسند
مطابق مسندہ میں انتقال ہوا ایک مشہور تصنیف
مختصر الطحاوی بھی جس میں حنفی عقائد کا خلاصہ درج ہے
ابوجعفر الطبری ابن جریر۔ تاریخ ہجری کے مصنف
ہیں جو عربی کی ایک مستند تاریخ ہے اور مسندہ ۶۰۰
لکھی گئی۔ ابو محمد تبریزی نے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ
کیا۔ طبری ایک جدید سنی فرقے کے بانی تھے مگر یہ فرقہ
ان کی وفات کے بعد زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہا
مسندہ ۶۰ مطابق مسندہ ۶۰۰ میں وفات پائی۔ ایک تفسیر
قرآن کے بھی مصنف ہیں اور ان کے پسر محمد طبری بھی
مصنف تھے انھوں نے اپنے باپ سے جیس سال
بعد انتقال کیا۔

ابوجعفر الحارثی۔ دو دنوں روحانیت کے زبردست
ابوجعفر الکفعمی۔ ہادی گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک
فضل ساری اور دوسرے ٹھیکرے کا کام کرتے تھے
ابوجعفر الکفعمی کو مولانا جامی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب
نفحات الانس میں اٹھارہ گورکن کے لقب سے یاد کیا ہے
ابوجعفر بن احمد۔ فخر بن فخر کا بہترین فاضل اور عالمینوس اور
بقراط کی تصانیف کا عالم تھا۔ تالیفات مولانا الرشیدیہ کے
زمانہ میں گزر رہی۔ الشرح المامونی اس نے ناموں ہی کے
نام پر لکھی اور اسی کے نام پر سنون کی۔ اس کی بہت سی
یوگنی تصانیف بھی پائی جاتی ہیں۔

ابوجعفر محمد بن علی بابویہ الصدوق۔ شیعہ متعین
مفسرین و مجتہدین میں تھے۔ اجتہاد میں مہارت کا رکھتے
تھے۔ سی جری کی چوتھی صدی میں تھے اور رکن الدولہ

دہلی کے معاصر تھے۔ شیعہ فرقے کی احادیث کے جامین
اعظم سے ہیں اور ملک فارس میں قم کے امامیہ فقہاء
میں سب سے زیادہ مشہور فقہاء ہیں۔ ایک بڑی اور
ایک چھوٹی تفسیر لکھی۔ ان کے زمانہ زندگی کی اہمیت
بہت اختلاف ہے۔ شیخ طوسی نے الفہرست میں لکھا
ہے کہ ابوجعفر نے مقام ۶۰ سے مسندہ ۶۰ مطابق مسندہ ۶۰
میں انتقال کیا مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ شیخ نجاشی جنوں
نے مسندہ ۶۰ میں انتقال کیا لکھتے ہیں کہ ابوجعفر عالم شباب
میں بنیاد میں آئے یہ زمانہ مسندہ ۶۰ مطابق مسندہ ۶۰
کا قتلہ قرطب قیاس معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابو اسحاق علی بن
بابویہ نے جو آپ کے پسر گزر گئے مسندہ ۶۰ مطابق مسندہ ۶۰
میں انتقال کیا ہے۔ افاضی تو سنی نور الدین بیان کرتے ہیں
کہ ابوجعفر رکن الدولہ کے زمانے میں تھے اور انھوں نے
رکن الدولہ سے کئی بار ملاقات کی۔ رکن الدولہ مسندہ
۶۰ سے مسندہ ۶۰ مطابق مسندہ ۶۰ تک حکمران رہا۔

آپ کی تصنیف میں "من لایضر الفقه" ہے جو اہل تشیعہ
کی مستند کتاب احادیث یعنی کتب اربعہ میں سے
ایک کتاب ہے ان کی کل تصانیف ۱۰۲ ہیں۔

ابوجعفر محمد بن حسن الطوسی شیخ۔ ان کا شمار امامیہ مذہب
کے مستند مجتہدین میں ہے اور آپ فرست کتب الشیعہ
و اسماء المصنفین کے مصنف ہیں۔ شیعہ تصانیف کی
ایک فرست ہے جس میں کتبوں کے نام مہم ان کے
مصنفین کے حالات کے ترتیب حروف تہجی درج
ہیں۔ ان کی تصانیف کا زیادہ تر حصہ بغداد میں اس
زمانے میں لکھا گیا جب مسندہ ۶۰ میں سنی و شیعہ کے
باہم جھگڑا ہوا تھا۔ آپ کا انتقال مسندہ ۶۰ میں ہوا
آپ نے قرآن مجید کی ایک مشرح تفسیر ۶۰ جلدوں
میں لکھی ہے جو عام طور پر تفسیر طوسی کے نام سے مشہور ہے
اگرچہ مصنف نے اس کا نام مجمع البیان معلوم القرآن

دہاں سے اپنے وطن کو آئے مسموم ہوئے میں انتقال ہوا اور بہت میں دفن ہوئے۔ حاسدوں نے آپ پر طعن بھی کیا جو بالکل مردود ہے۔ آپ کے تصانیف سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب الصالحات کتاب التائبین کتاب علل حدیث الزہری کتاب علل حدیث مالک کتاب علل مناقب ابی حنیفہ و مناقب کتاب علل مائتہ الہ ابو حنیفہ کتاب افضل و اہل کتاب الفصل بین الملک الشامی و کول الازدی۔ کتاب مناقب الشافعی کتاب مناقب مالک بن انس کتاب المعجم علی المدین کتاب البدایہ الی علم السنن۔ کتاب منظر العلوة وغیرہ اپنی کتابوں کو وقف کر دیا تھا اور شرط یہ تھی کہ کتاب خانے سے باہر کتاب نہ لکے لیکن اس ملک میں ہنگامے ہوئے اور وہ تمام سرمایہ غارت ہو گیا۔ اس لیے اب کوئی تصنیف میر نہیں آتی۔

ابو حاتم سجستانی۔ ابو حاتم مسلم بن محمد بن عثمان بن زید الجعفی الخوی اللخوی۔ علوم قرآن میں قرأت تفسیر۔ اسباب نزول وغیرہ میں اور لغت اور مصنفات شعر میں اپنے وقت کا امام تھا۔ صاحب ورع اور تقوی تھا۔ ایک و بیار روز صدقہ کرتا تھا اہل وطن بختان ہو۔ آغا بخوانی میں تحصیل علم کیے سفر کیا۔ یعقوب مرقی سے قرأت اور اخش سے نحو سنی اور کتاب سیبویہ کے اول سے آخر تک دو دو اخش سے کیے۔ حدیث ابو یسیدہ بصری۔ عبد الملک صمعی حسین بن فضل شامی۔ ابو یزید الصماری۔ عمرو بن کلاب اور روح بن عبادہ سے اخذ کیا۔ بعد تکمیل کے خود پڑھا شروع کیا۔ محمد بن درید الخوی اور ابو العباس بردی غوی وغیرہ علماء اس کے شاگرد ہیں کچھ روز ابو حاتم بغداد میں بھی رہا اور وہاں سے پھرے کو گیا۔ اور

رکھا تھا۔ خیر حدیث کی چار کتابوں میں جو کتب اربعہ کے نام سے مشہور ہیں پہلی دو کتابیں جو تدریب الاحکام و استنباط کے نام سے موسوم ہیں ان کی تصنیف میں ان کی خاص تصانیف بمسوطہ و خلاف ہیں جو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ غیاث اور محیط بھی آپ کی تصنیف ہیں رسالہ جفر آپ کا ایک فنی رسالہ بھی ہے اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔

ابو جہل۔ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ ابو جہل کے فضلی سنی جہالت کے آپ کے ہیں۔ یہ جناب مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین تین کا عنایت تھیں تھا اگرچہ ابو جہل کے پسر کر مرنے دین اسلام قبول کر لیا تھا مگر وہ خود ایمان نہیں لایا۔ ابو جہل بد کی روحانی میں ہلاک ہوا۔ اس کی ہلاکت ستریس کی عمر میں یہ ماہ مارچ ۶۰۰ مطابق ۸ رمضان المبارک ۳۳۰ سے کو واقع ہوئی۔

ابو حاتم۔ (حاتم ملاحظہ ہو)

ابو حاتم ابستی۔ ابو حاتم محمد بن جان بن احمد بن جان ابستی بنی اتیم کے قبیلے سے بہت کے رہنے والے تھے۔ مشرق قبل سنت کے بڑے محدث اور عالم ہیں تحصیل علم کا یہ شوق تھا کہ حوالی زکات ان سے اسکندریہ اور مصر تک جاں کہیں فیتہ یا محدث کا پتا معلوم ہوتا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد ستر سے زیادہ ہو ابو بکر بن محمد بن احن بن خزیمہ سے زیادہ استفادہ حاصل کیا اور سفر و حضر میں ان کے ساتھ رہتے تھے اور جو کچھ علمی مطالب سننے تھے لکھتے جاتے تھے۔ مجلس علوم کے بعد تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اور کوئی فن ایسا نہیں جس میں آپ کی تصنیف نہ ہو۔ مرقہ کے کل شروحوں کی حکومت شریعہ اور فقہ سہر دہتی مستند ہیں پشاور گئے تھے وہاں بھی حدیث کے شائقین کا جمع کثیر ہو گیا پھر

کے علی قوانین بیان کیے گئے ہیں وفات ۸۱۲ء مطابق ۸۱۲ھ میں ہوئی۔

ابو حفص عمر بن احمد۔ اس کے باپ کا نام احمد بن عبد تین سو کتب کا مصنف ہے۔ تریخ تفسیر اور سند بھی اسی کی تعابینت سے ہیں۔ انتقال ۸۹۹ھ مطابق ۸۹۹ھ میں ہوا۔

ابو حمزہ۔ سلطنت مراکش میں ایک دعویدار سلطنت بنایا۔ لکھا تھا جب وہ جنگ میں قیدی ہوگا تو ان کو توپ سے اڑا دیا جائے گا۔ پھر صابون لگا کر لوہے کی زنجیروں سے پٹو کر قتل کرنا۔ کبھی ایک قیدی کو دوسرے قیدی کے سامنے بٹھاتا۔ ان کے گوشت کے ٹکڑے کو ان کے منہ پر لگا کر ان قیدیوں کو کھانے پر مجبور کرتا۔ مشہورہ مطابق مشہورہ میں سلطان مراکش نے گرفتار کر کے قتل کیا۔

ابو حمزہ الثمالی کو فی۔ ثابت ابن دینار بن ابی حمزہ کہتے ہیں۔ مذہب امامیہ کے ثقاہ میں سے ہیں۔ بڑے

محمد ہیں۔ حضرت علی بن حسین۔ محمد بن علی۔ جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر الکاظم رضی اللہ عنہم کی خدمت سے فیضیاب ہوئے انتقال ۸۱۲ھ مطابق ۸۱۲ھ میں ہوا۔ تفسیر القرآن۔ کتاب زاد رفیع حدیث۔ کتاب نہد۔ رسالہ الحقوق آپ کی تصانیف سے ہیں۔ علی و حسین دو بیٹے ان کے روایت محدثین میں ہیں۔ اور فوج۔ حمزہ و منصور تین بیٹے زید بن علی بن حسین کے لشکر میں تھے اور مارے گئے۔

ابو حمزہ بن نصر الانصاری۔ عرف موس بن مالک آپ علم حدیث کے چھ مسلم الشیوخ مصنفین سے ملنے جاتے ہیں۔ مشہورہ مطابق ۸۱۲ھ میں ایک سو تیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آخرت مسلم کے صحابہ میں تھے۔

ابو حنیفہ امام (دیکھو حنیفہ)

زندگی وہ ہیں ختم کر دی جس زمانے میں والی بصرہ یسلمان بن جعفر بن علی بن علی بن عبد اللہ بن عباس تھا ابو مسلم کے ساتھ بڑی روایت کرتا تھا۔ ابو حاتم کی وفات چہر یا عمر ۸۱۲ء یا ۸۱۳ء میں ہوئی۔ والی بصرہ یسلمان بن جعفر اشعثی نے نماز پڑھائی۔ سیرۃ اہل بیت میں دفن کیا گیا یوں کی تجارت پر مہر بھی۔ بعد مرگ چودہ ہزار دینار کی فتنی کتابیں نکلیں۔ ابن سبکت نحوی نے یہ سب کتابیں کچھ کم قیمت میں خریدیں۔ نو لغات سے لکھا ہیں ہیں۔ کتاب اعراب القرآن۔ کتاب الجملین بالغاب۔ کتاب الطیر کتاب المذکر و مونث۔ کتاب النبات۔ کتاب المقصور و المردور۔ کتاب الفرق کتاب القرات۔ کتاب القاطع و المبادی۔ کتاب الفضائل۔ کتاب الخلد۔ کتاب الاضداد وغیرہ۔

بستان معرب سیستان کا ہے۔

ابو حامد محمد۔ دلا حظ جو غزالی

ابو حسین زین۔ ہر ات کا بیٹے والا۔ ابو عبد اللہ مغربی کا استاد تھا۔ ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

ابو حفص البخاری۔ بخارا میں مشہور عالم گزرے ہیں ہاں منصب افتا حاصل تھا۔ لقب البکیر عرفی۔ ان کے لڑکا لقب الصغیر ہے۔ اس لیے اپنا لقب اہل علم افتا کیا تھا۔ الصغیر بھی ایک عالم تھا مگر اپنے باپ کی برابر مشہور نہیں تھا۔

ابو حفص حداد۔ عمر۔ ان کے باپ کا نام سلامہ ہے۔ بخارا کے رہنے والے ہیں۔ ابوی اللہ میں تھے ان کا انتقال ۸۱۲ھ میں ہوا ہے۔

ابو حفص عمر الخزومی **مرج الدین** لقب ان مرج الدین ہے حنفی مذہب تھا۔ زبدۃ الاحکام کا مصنف ہے اس کتاب میں چار مختلف سنی فرقوں

ابو حنیفہ۔ نعمان بن ابی عبد اللہ محمد بن منصور بن احمد شہسوار
مصری مشہور ہیں، اکیسویں صدی میں ہو گئے۔ فقہ۔ تفسیر
اور دیگر علوم و فنیہ میں کمال تھا۔ خلفائے ائمہ علیہ السلام
عہد میں تھے اپنی تیغیات میں صرف چھ اماموں کی
صحیح کی ہے۔ حضرت موسیٰ بن جعفر کا حکم رضی اللہ عنہ کا
ذکر نہیں لکھا اس لیے بعض لوگ جعلی کہتے ہیں اور بعض
تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ ابو نعیم العزالدین اللہ علوی
کے پاس افریقہ میں قاضی رہے پھر اس کے ساتھ مصر
آئے۔ فرہ رجسٹر شدہ میں مصر میں انتقال ہوا
آپ کی تالیفات سے کتاب المناقب والمناقب
کتاب الرد علی ابی حنیفہ۔ کتاب الرد علی مالک۔ کتاب
الرد علی شافعی۔ کتاب الرد علی ابن سیرین۔ کتاب الخلفاء
الفقہاء۔ کتاب اصول المذاہب۔ کتاب ابتداء وعرف
کتاب الاختیار۔ کتاب الاقتصار۔ منظومہ فی الفقہ ہیں
ابو جحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان
غزنائی۔ اندلس کے رہنے والے۔ آٹھویں صدی ہجری
میں ان کی ملی شہرت مشرق و مغرب میں محیط تھی۔
مغویں کو بایسویں صدی تھے خوالہ سلف ہجری ہر غناط
میں پیدا ہوئے۔ مغرب میں تفصیل علوم کے باب۔
جہاں کسی صاحب کمال کا پتہ تھا وہاں جا کر
علم حاصل کیا۔ ساڑھے چار سو ساڑھے کی تعداد ہے
بچہ سو نامی چری میں مصر آئے۔ کچھ دن اسکندریہ
میں قیام کیا۔ ۲۸۰ صفر ۵۵۵ ھ یا ۵۵۶ ھ میں
تفہرہ میں انتقال ہوا۔

ابو حلی کابی۔ امام در داں لقب فکر ہے۔ اصحاب امامیہ
سے ہیں۔ پچھلے محمد بن الحنفیہ کی امامت کے قائل
تھے۔ اس عقیدہ سے تائب ہو کر حضرت امام
زین العابدین رضی اللہ عنہ کی امامت پر قائم
رہے اور ان کے صحابہ میں داخل ہو گئے

کتب امامیہ میں ان کے مناقب کثیر منقول ہیں۔
ابو داؤد سلیمان بن الاشعث۔ لقبہ البستانی
ہے۔ کتاب السنن کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں
چار ہزار آٹھ سو احادیث درج ہیں۔ اور یہ پانچ لاکھ
احادیث میں سے منتخب کی گئی ہیں۔ یہ کتاب اہل
کتبوں میں سے جو صحیح سند کمالی ہیں جو صحیح
کتاب ہے۔ مطبوعہ مطابقت مستندہ کو پیا ہوا ہے
اور پھر سے یہ مستندہ مطابقت مستندہ میں ان کا
انتقال ہوا۔

ابو داؤد سلیمان بن عقبہ الظاہری۔ اس نے
اقتباس کا عربی میں تہجیر کیا اور اس کی شرح کی سنی
مذہب میں ایک نئی شاخ نکالی۔ اس سید مذہب
کا اس نے اصول قرار دیا کہ خدا کی بنیاد قرآن اور
احادیث کے ظاہری یا عقلی معنی پر رکھی جائے۔
اس کے پیرو بہت کم ہوئے اس فرقہ کے بانی بنے
کی وجہ سے اس لقب الظاہری ہوا۔ اس کے
پیرو ائش کو نے میں مستندہ مطابقت مستندہ ہیں۔
واقع ہوئی اور وفات بمقام بنیاد مستندہ میں
واقع ہوئی اور بقول بعض مؤرخین مستندہ مطابقت
مستندہ میں ہوئی۔ مذہب شافعی کا بہت بڑا
حامی تھا۔

ابو داؤد جحستانی۔ نام سلیمان بن الاشعث بن حاکم
بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی۔
البغستانی ہے۔ علمائے خلفاء حدیث سے صاحب
کتاب سنی ہیں۔ آپ کا نقطہ صلاح اور روح ایسا
تھا کہ لوگوں نے امام احمد بن حنبل سے تشبیہ
دی ہے مستندہ میں ولادہ و وفات ہوئی۔ بہت سے
شہروں میں پھر کر امام احمد بن حنبل۔ امام احمد بن حنبل
مسلم بن ابی ہریرہ اور احمد بن محمد جیسے علماء سے

اور لوگ مجبور کیے جاتے تھے کہ جو زمین ج کے لیے
جائیں مسئلہ ہیں تین ہزار چار سو کو زمین ج کے
دن اہل قرامطہ نے کے منظم میں مشہور کیا۔

حرم کعبہ کی حقیقت بہ حرمی کی خانہ کعبہ کا دروازہ
اکھاڑا گیا۔ کہ میں لوٹ مار کی گئی۔ چرا سو کو اکھاڑ کر
بچ کر لے گئے۔ اس ظالم فرسے کا زور مسئلہ سے
مسئلہ تک رہا۔ بہت سی خونخوار جنگوں کے بعد
خلیفہ طالع کے عہد میں یہ فرقہ باطل نسبت و نابود
ہو گیا اور چرا سو نے پھر کعبہ اللہ میں جگہ پائی۔

ابو ذر عتقاری۔ اسلام قبول کرنے والوں میں ایک
ساتواں نمبر تھا۔ جب آپ نے اپنے اسلام کا اعلان
مسب سے پہلے کیے میں کیا تو قریش نے اُن کو بھیجہ
تکلیف پہنچائی۔ مشہور صحابہ میں گز رہے ہیں اپنی قوم
کے بغیر سردار اور حسن خلق و فہم و دانائی کی وجہ سے
متمنا تھے۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ
رہے زرد مال کی محبت کو بڑا بھتے تھے حضرت
عثمان کے زمانے تک زندہ رہے اور مدینہ سے
کچھ دور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

ابو ذر قصیبہ۔ قاضی ابو ذر عمر بن عبد اللہ بن ابی
زمرہ سلمیٰ اور دوسے تھے۔ کتاب علم مجاہد اور عطا
سے کیا۔ آپ کے بیٹے کا نام ذر تھا۔ اس لیے ابو ذر
کنیت ہوئی۔ یہ لڑکا ایسا سید تھا کہ ہمیشہ باپ کے
ساتھ دن میں پیچھے چلتا تھا اور رات کو آگے چلتا۔
بیٹا آپ کے سامنے جوان مر گیا۔ حالت نزع میں
فرزند سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر ہمراہ سا جو بولے
اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ امید رکھی نہ رکھتا ہوں۔
تیرے انتقال سے میرے کاموں میں خلل نہ پڑے گا
جب انتقال ہو گیا تو خود نماز پڑھائی اور دعا کی کہ
میں نے اپنے حقوق معاف کیے۔ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر

استغفار کیا یعنی ابو ذر کو جس وقت لکھا۔ پانی لاکھ
حاشیوں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثیں اس میں صحیح جانچ کر
دیج کیں۔ امام احمد جبل نے اس کو دیکھ کر بہت پسند
کیا۔ اہل سنت و جماعت کے درس میں داخل رہی۔ پہل
بن عبد اللہ بن سترے اور ابی اللہ میں مشہور ہیں۔ انھوں نے
ابو ذر کی زبان کو اس لیے بوسہ دیا کہ اس پر احادیث
رسول اللہ جاری ہیں۔ بہت بار بغداد کا سفر کیا۔ اخیر
میں بصرے میں قیام فرمایا۔ جمعہ کے دن ۱۵ رتوال کو
مسئلہ اسلامی مسئلہ میں انتقال فرمایا۔

ابو ذر و ابی بکر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
صحابی تھے اور حضرت عمر خلیفہ دوم کے زمانے میں
شام کی حکومت ان کے تحت میں تھے۔

ابو ذر قرطبی۔ غرستان کا رہنے والا تھا خلیفہ متہ کے
عہد میں سواد کو فہم و داخل ہوا۔ ابتدا میں یہ ایک
پکا مسلمان تھا نہ۔ فتویٰ میں غلو رکھتا تھا۔ ب کو
دعی والہام کا مدعی بن کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ عراق و
شام میں اس کے مرید کثرت ہو گئے۔ یہ اپنے متقلدین
کے سوا دوسروں کو کافر کہتا تھا۔ اس کا فرقہ قرامطہ
کے نام سے مشہور ہوا۔ مسئلہ مطابق سن ۶۰۹

میں فوت ہوا۔ اس نے سہارا میں ابو القاسم مکی کو اپنا
جانشین مقرر کیا۔ اس کے بعد ابو سعید خلیفہ القرامطہ ہوا
رکنہ زفریہ فتنہ بھرہ۔ پھر خلیفہ اور یحییٰ بن یحییٰ گیا
اور شام مصر۔ یحییٰ مجاز اور عراق میں اس کا زور
بڑھ گیا۔ ابو سعید ایک جنگ میں مارا گیا۔ اس کو شیا
مقتدر تہرہ خلیفہ ہو کر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ابو طاهر
قارمطہ کا چھوٹا نام ہوا۔ خلیفہ متہ کے عہد میں قرامطہ
کا فرقہ شام پر تھا۔ تمام چکر کو ان لوگوں نے اپنا
نہ صرف دار السلطنت بنایا بلکہ کعبہ کی بجائے اُس کو
تمام صبح قرار دیا۔ کہ جانے دے قتل کیے جاتے

پائی۔

ابوسعید عبد الرحمن بن ماموں المتولی۔ فرائض

متولی کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب قانون وراثت

پر جو فقہاء مطابق سنیہ میں ہیں وراثت پائی۔

ابوسعید ابو الجحیر۔ ابوسعید فضل الشیرین ابی الجحیر اپنے

زمانے میں ہر طرح کے علوم و فنون کے ماہر و مدد تقویٰ

میں رائج تھے۔ آپ کے باب ابو الجحیر اپنے وطن غنی

میں نباتات کی فروخت سے گزار کرتے تھے۔ امرائے

عمود سے ہم صحبت رہتے تھے۔ ادب بھی سلطان

عمود کی نرم میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اسی عہد میں

ابوسعید پیدا ہوئے۔ ہوش نبھال کر علوم و فنون

حاصل کیے۔ حدیث و فقہ میں بے مثل تھے۔ علوم ظاہری

سے فراغ کے بعد علم باطنی پر توجہ کی۔ باپ سے کہہ کر

علیہ مکان بنوایا اور اُس کی ودان پر کچھ شہادت

لکھوایا۔ والہ نے دیکھ کر کہا کہ کیا ترکیب آرائش ہو

جواب دیا آپ نے اپنے مکان پر محمود کی تصویریں

بنائی ہیں تاکہ اس کی محبت غالب ہو۔ میں نے

خدا کا نام لکھوایا ہو کہ اُس سے اُمس پیدا ہو۔

باپ نے خرمندہ ہو کر اپنے مکان سے تصویریں

محو کر دیں۔ ابوسعید مرو گئے اور وہاں پانچ سال

عبدالاصد صیری اور تغال فقیہ کی خدمت سے

خاہری و باطنی فیض پایا۔ سرخس میں ابوعلی فقیہ سے

تفسیر و فقہ حاصل کی۔ ایک روز لقمان مجذوب سے

سامنا ہو گیا۔ وہ ہاتھ پکڑ کر ابو الفضل کی خانقاہ کو بلایا

اور ابو الفضل سے کہا اس نوجوان کو اپنے پاس

رکھو وہ ابو الفضل کی خدمت میں سات تک رہے

ابو الفضل نے حکم دیا مجھے میں جا کر جگہ کشی کرو۔

مجھے میں سات سال رہے۔ ابو الفضل نے پھر آپ

کو بلا کر ابو عبد الرحمن سلی کے پاس بھیجا وہاں سے

رجم فرمائے کہتے ہیں کہ حبیہ کے عقائد ابو ذر کے تھے

غفر یا منہ عین انتقال ہوا۔

ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی۔ ملک خوارزم

میں مقام شہر بیرون سلسلہ عانی پیدا ہوئے مباحث

علمی پر ایک سو سے زیادہ کتب اس فاضل شخص نے

تصنیف کیں جن میں سے اکثر باب ہیں۔ سلطان

عمود غزنوی کے ہندوستان پر لشکر کشی کے زمانہ

میں البیرونی ہندوستان ہی میں موجود تھے یہاں

رہ کر سکرست کے عالم ہوئے اور کتاب المسند

تصنیف کی جو ازل ہنود کے فلسفہ ہیئت اور تاریخ

پر مشتمل ہو جس سے قابل مصنف کی انصاف

پسندی اور بے نصیبی انہیں افسوس ہے۔ اس کے

سوا آثار ضمیمہ قانون مسعودی جیسی موکد آثار

کتب میں تصنیف کیں ہیں۔ آثار ضمیمہ میں مختلف

اقوام کی اقوام و قیام ذیاتی حالات درج ہیں۔ اور

قانون مسعودی علم ہیئت کی ایک نادر المثال۔

کتب جو سلطان محمود غزنوی کے نام سے منوں

کی گئی تھی جس کے ضلع میں سلطان نے ایک باغی

پر بار کر کے زرقندہ رائج الوقت عطا کیا تھا۔

اس کتاب کا یورپ کی بہت سی زبانوں میں ترجمہ

ہوا۔ البیرونی کو مسلمانوں کا ارسطو سمجھا جاسیے

حال میں آپ کی سوانح عمری زبان اردو میں بہن

ترقی اردو نے شائع کی ہو۔ مسعودیہ مطابق

میں انتقال ہوا۔ علم اقلیدس۔ ہیئت تاریخ ادب

اور منطق میں کامل و دست گاہ حاصل تھی۔ علم مقول

اور فنی ظلمات میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

ابوسعید بن عبد اللہ۔ ایک عربی شاعر تھا جو سالکان

صلاح الدین کے دربار میں رہتا تھا اور اُس کا

وزیر بھی تھا۔ مسعودی مطابق مسعودی میں وفات

شہنازہ صاحبہ، کتاب اعراس چشم جمیدہ خاص
خاص ہیں۔

ابوسعید سنان بن ثابت بن قریہ، یہ حکیم خلیفہ
مقتدر بادشاہ اعراس کے زمانہ میں تھا جب اس کو
مسلم قبول کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ بغداد سے بھاگ
گیا۔ مگر بعد کو اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ اس کے بیٹے
نے اس کی سوانح عمری لکھی، یہ سنیستہ میں سنان
بن ثابت نے ایک نیا شہنازہ موسوم بہ داستان النیر
کو لکھا۔ یہ شہنازہ بغداد کے بازار سوق یحییٰ میں تھا۔ اس کا
ماہواری بیچ چھ سو دینار (اثری) تھا۔ خلیفہ کے حکم سے
تمام غیر مشہور اہل کائنات مقرر ہوا۔ تقریباً سات سو
غیر معروف طبیب شامل تھے، ابن ثابت نے جس طبیب
کو جس علاج میں قابل پایا اس مرض میں دست اندازی
کی سند دی۔ اس کی مختلف آٹھ تصانیف یادگار ہیں
زیادہ تر سلاطین کی تاریخ ہیں۔ ۳۳۰ھ میں فوت ہوا۔
ابوسعید فضل الدین بن ابوالخیر، ابو الفضل عثمان بنی
صوفی کے مرید تھے بحالت ریاضت چودہ سال تک
جنگل میں بسر کی۔ رباعیات ابوسعید ابوالخیر آپ کی ایک
مشہور تصنیف، ۷۰۰ مطلقاً مطبوعہ ہیں۔ ۴۳۴ھ
سال انتقال کیا۔

ابوسعید مرزا سلطان، بن سلطان محمد زمان میران شاہ
بن تیمورنگ پیدائش ۸۵۰ھ مطابق ۱۴۴۵ھ
سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ۱۰ سال تک سلطنت
کی ترکستان، ماوراءالنہر، بخشاں، کابل، غزنین، قندھار
اور حدود ہندوستان پر تصرف کیا۔ آخر کو عراق میں
تغیر کر لیا۔ ۸۵۵ھ میں آندول حسین عاق توپلو پر لشکر
کشی کی آندول حسین غالب آیا ابوسعید ۲۰ مرتبہ حبس
۸۵۵ھ میں مطابق ۸۵۵ھ فروری ۸۵۵ھ کو قتل ہوا۔
۸۵۵ھ قتل سلطان ابوسعید سے تاریخ وفات ملتی، یہ گیارہ

خود خفاقت لیکر پھر ابو الفضل کی خدمت میں آئے۔
ابو الفضل نے اہانت دی کہ مجھے کو آؤ۔ مدتوں تک
محرابیں پتے کھا کر بسر کر دی۔ گرمی اور سردی کا حس
نہ تھا۔ اخیر میں طریق ارشاد و تعلیم شروع کیا ہزاروں
آدمی تاب ہو کر مر رہے ہوئے۔ شب جمعہ شہنشاہ
مسلم عمری میں وفات ہوئی، تراسی برس چار بیٹے
کی عمر ہوئی، آپ کی رباعیات فارسی کی مشہور ہیں۔

ابوسعید بیضاوی، ابوسعید عبد اللہ بیضاوی مصنف
نظام التاریخ، اس تاریخ میں حضرت آدم سے لیکر
تاریخوں کے زمانہ تک کا جب کہ ہلاکو خان نے ۷۵۵ھ
میں خلافت بغداد پر حملہ کیا حال وجہ ہو۔ یہ کتاب ۷۵۵ھ
میں تصنیف کی گئی۔

ابوسعید بن کلب، شاشی سند کے مصنف تھے ۷۵۵ھ
مطابق ۷۵۵ھ میں وفات پائی۔

ابوسعید خاں بہادر بن الجایتو، الجایتو المعروف
محمد زاہد کا فرزند خاندان ہلاکو خان سے فارسی کے
بادشاہ ہوا، سوال مطلق ۷۵۵ھ میں بحر
بارہ سال اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا، اس کے
زمانہ میں رشید الدین مصنف جامع التواریخ قتل کیے
گئے، اس کا ہلاکو خان کے خاندان کا بااقتدار آخری بادشاہ
کہا جاسکتا ہو، کیونکہ اس کے بعد چند شاہ زادے جو اس
خاندان میں تخت نشین ہوئے اپنے امرا کے ہاتھوں
میں تھے جو اپنے حسب خشاہ منزل و نصب کرتے
ہتے تھے۔ ابوسعید نے ۷۵۵ھ میں سال تک حکومت کی
اور ۳ نومبر ۷۵۵ھ مطابق ۱۳ بیس اثنائی ۷۵۵ھ
میں عارضہ بخارا انتقال ہوا۔

ابوسعید زاہد العلما، نور دین نے کامیابی تھا۔ ابوسعید
مصور نام حلیہ کے حاکم نصیر الدین مردان کا صاحب
طبیب رہا۔ اس کی پانچ تصانیف ہیں، کتاب

بیٹے پھوڑے اپنا حصہ میں بارنے اس کو قابل اور غیر تربیت یافتہ لکھا۔ لیکن بایں ہمہ دولت کا نشہ اس پر غالب نہیں آیا۔ وہ ہمیشہ درویشوں اور گوشہ نشینوں سے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرتا تھا۔

ابوسعیان بن حرب۔ سرخار قزق عبد الشمس کا پر قیا اپنے بیٹیل میں دولت مند اور با اثر اسرم لانے سے قبل اس حضرت صلعم کی مخالفت میں ہمیش پیش۔ جناب امیر معاویہ بنی امیہ کے پہلے خلیفہ انھیں کے فرزند تھے۔ سب جری میں اسلام لائے۔

ابوسہیل مسکی۔ عیسائی مذہب۔ جرجان گورگان کا باشندہ تھا۔ فن طبابت میں کامل تھا۔ اس کی تصانیف اعلیٰ پایہ کی ہیں مشہور کہ شیخ الرئیس کا فن طب میں استاد تھا۔ علم طب اور دیگر مضامین پر اس کی آٹھ تصانیف ہیں۔ جن میں سے کتاب المائتہ علم الطبی تیسرے رویہ وغیرہ مشہور ہیں۔

ابوسلمۃ بن الفضل الابریش الانصاری۔ ابن اسحق کے شاگرد اور ان کی سیرت کے راوی ہیں۔ ری کے قاضی تھے۔ اب نعد کے نزدیک قابل تخلص نہیں لیکن ابن مبین جو اہماد الرجال کے بڑے ماہرین معاذی میں ان کی توثیق کرتے ہیں اور ان کی سیرت کو بہترین سیرت ہائے نبوی کہتے ہیں۔ جری میں ان کے واسطے سے اکثر روایتیں مروی ہیں سلفیہ مطابق مشہور میں وفات پائی۔

ابوسلیمان داؤد۔ ابو الفضل بن محمد فخرناقلی تالیف بنی قاضی کا مصنف تھا۔ اس کتاب کا پورا نام روضۃ الالباب فی تواریخ الکاہرہ والاضباب ہے۔ یہ تاریخ جامع الرشیدی کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب سلطان ابوسعید نور شاہ فارس کو سنوں کی گئی۔ مصنف کو

سلطان معزی خاں نے اپنے دربار کا ملک انتظام مقرر کر دیا مستند مطابق سلسلہ میں وفات ہوئی **ابوسلیمان منطقی**۔ محمد ابوسلیمان منطقی غوطا ہرن ہرامر کا فلسفہ ادبی۔ حکمت الہی۔ فن منطقی میں بڑا تفسیر ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے حکم دین مشہور ہے۔ مکی بن یونس وغیرہ سے علوم حاصل کیے۔ عقد الدولہ دلی کا محرر ہے۔ اور اس کے دربار میں بہت عزت تھی۔ اسطوکی کتاب کی جو شرح لکھی ہے اس کو عقد الدولہ کے نام پر منون کیا ہے۔ اس کا قول ہے کہ یونانیوں کی تحریک قلعہ ہے اور عربوں کی تحریک فقرہ ہے کہتے ہیں کہ ایک چشم تھا اس لیے لوگوں سے کم لگتا تھا۔

ابوسلمۃ الرحانی۔ ابوسلمۃ الرحانی طبیب۔ ولادت ازجان ملک فارس کی ہے۔ طبیب اور معالج کا لگتا جراحی بھی آتی تھی۔ شباب میں شیراز میں جا کر تکمیل فن کی کی اور وہیں مدت تک طب کیا۔ اس کے تداویہ کی شہرت نے شاہان دیلم کے دربار تک پہنچایا ابو کا بنجار سام الدولہ مرزبان ابن سلطان الدولہ کا حکمران آل بویہ کے دربار میں اس قدر رسوخ ہوا کہ لوگ دشمن ہو گئے۔ ابو کا بنجار کی بیوی نے اس کے اعتبار کو سازش سے کھو دیا۔ بادشاہ نے قید کر دیا۔ اور مال و متاع ضبط کر لیا۔ اس صدر سے مستلزمہ میں انتقال ہوا۔ بادشاہ کو اس کے انتقال سے صدمہ ہوا۔ اور مال و متاع اولاد کو دلا دیا۔ ارجان فارس کا بڑا اثر ہے۔ مکی اس کو ازجان کہتے ہیں یہ شہر دیر سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔

ابوسینا۔ ایک طبیب اور حکیم تھا۔ کم عمری ہی میں علوم ریاضی و ادب اور نہایت ماکت حاصل کر لیے۔ ۸۰ سال کی عمر میں دربار بغداد کا طبیب ہو گیا۔ پیدائش مشہور مطابق مستلزمہ میں مقام بخارا ہوئی اور

اور جولائی ۱۰۰۰ مطابق سنہ ۱۰۰۰ھ ۵۴ سال کی عمر میں بمقام مہمان انتقال کیا۔ آخر حصہ عمر میں میاشی اور خوشی کی طرف راغب ہو گیا تھا۔ علم طب کی تقریباً ایک سو کتب اس کی تصنیف سے لکھی جاتی ہیں جو بیشتر ضائع ہوئیں۔
ابو سینا محمد بن کتاب حدیث و فائز الخاقانی کا مصنف تھا۔

ابو شاکر بن ابی سلیمان۔ لقب موفق الدین۔ اور سلاطین ابویہ کے دربار میں معزز و کرم رہا۔ اور ملک العادل کے دربار میں نہایت نامیت و سامع پیدا کیا۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت ہوا اور قافروں کے متحمل دہرا خندق میں دفن کیا گیا۔

ابو طالب۔ حضرت علی مرتضیٰ کے والد اور رسول خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ ان کی وفات حضرت خدیجہ العجری سے جو ان حضرت کی پہلی بی بی تھیں تین روز پہلے مطلقہ ہوئیں یہ عمر ۶۰ سال ہوئی۔

ابو طالب حبیبی۔ ترک تیموری کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں امیر تیمور لنگ کی زندگی کے ابتدائی بیستالیس سال کے حالات ہیں جو اس نے خود ترکی زبان میں لکھے تھے۔ ابو طالب نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اور شاہ جہاں کو پیش کی بیچ چارلس اسٹورٹ نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔

ابو طالب خاں ہرنو۔ حاجی محمد بیگ خاں کے صاحب زادے ترکی نسل تھے۔ بمقام کھنڈ مہم مطابق سلسلہ میں پیدا ہوئے۔ کھنڈ کے نواب آصف الدولہ کے وزیر مختار الدولہ نے آپ کو سلسلہ میں آغا و دیگر خدمات و ذمہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اس کے بعد آپ کی زندگی میں کئی مرتبہ انقلاب ہوا۔ سب سے آخر مرتبہ کیپٹن ڈیوڈ پٹروون

کے ساتھ ۱۰۰۰ مطابق رمضان المبارک سنہ ۱۰۰۰ میں انگلستان کا سفر کیا۔ اس سفر میں ان کو نہ صرف انگلستان بلکہ دیگر حصص یورپ کی سیر کا موقع ملا۔ لندن میں ابراہانی شاہ زادے کے نام سے مشہور ہوئے۔ یورپ میں انہوں نے ہر چیز کو نظر ثور سے مطالعہ کیا۔ چنانچہ جب سلسلہ مطابق سنہ ۱۰۰۰ میں ہندوستان واپس آئے اپنا سفر نامہ بنام آثار العالیٰ فی بلاد افغانی کے نام سے شائع کیا۔ جس کا انگریزی ترجمہ چارلس اسٹورٹ نے لندن میں سنہ ۱۸۵۷ء میں طبع کر دیا۔ ابو طالب نے سلسلہ مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔ خلاصہ الافکار بھی انہیں کی تصنیف سے ہے۔

ابو طالب سیح۔ شیخ محمد علی غفری کے والد تھے۔ اور اصفہان میں سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت ہوئے اور مقبرہ موسومہ مزار بابا رکن الدین میں مولانا شیخ الاسلام گیلانی کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

ابو طالب کلیم محمدانی۔ تخلص کلیم تھا۔ ہمدان کے ایک بڑے شاعر تھے اور پہلی مرتبہ جہاںگیر بادشاہ کے دوران حکومت میں ہندوستان تشریف لائے اور سلسلہ مطابق سلسلہ میں وطن کو واپس گئے۔ کچھ سال کے بعد شاہ جہاں کے زمانے میں پھر آئے اور ملازمت شاہی میں داخل ہو کر ملک الشعراء کا درجہ حاصل کیا۔ دو مرتبہ بادشاہ نے شاعرانہ قابلیت کے صلے میں ان کے جسم کے برابر زر و سیم انعام میں دیا۔ مظفر نامہ شاہ جہاں اور ایک دیوان فارسی اپنی تصنیف سے یادگار چھوڑا۔ ۹ نومبر ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ دی سلسلہ ہو کہ بمقام لاہور انتقال کیا۔

ابوطالب مرزا - دیکھو تالیفات قال۔

ابوطالب مرزا - ملک اسپین طوطا سے کاہنے والا۔ کتاب داراب نامے کا مصنف۔ جس میں ہنک اور سکندر اعظم جانیوس اور دیگر ملکا دیوان کی سوانح عجیب درج ہیں۔

ابوطالب خاقانی - بارہویں یا تیرہویں صدی عیسوی میں ایک شاعر تھا تاریخ السلطی اور مناقب اشعرا اسکی تصنیف ہے۔

ابوطیب المتنبی - دیکھو متنبی۔

ابو عباس - خلفائے عباسیہ میں سے پہلا خطیب بغداد تھا۔ ملاحظہ ہو ابو العباس۔

ابو العباس الصفاح - دیکھو الصفاح۔

ابوعبد اللہ - اس نام کے تین بزرگ گزرے ہیں جن کے تذکرے ابو جعفر نے لکھے ہیں۔ پہلے ابو عبد اللہ قرظی ہیں جو خانقاہ قریش مکہ سے تھے۔ دوسرے ابو عبد اللہ اسکندری تیسرے ابو عبد اللہ جو ہری تھے۔

ابوعبد اللہ - معروف بہ ابن مالک مصنف صحیح بخاری دمشق میں مسند امام مطابق سلفیہ میں فوت ہوئے۔

ابوعبد اللہ محمد بن ادیس - ملاحظہ ہو رشانی امام۔

ابوعبد اللہ بن الکثانی - ابو عبد اللہ محمد بن سین المعروف بہ ابن الکثانی۔ طب میں اپنے زمانے کا ممتاز عالم تھا۔

اندلس میں ایک مشہور فساد کا آغاز ہوئے ہی قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ خلیفہ منصور بن ابی عامر اور اس کے بیٹے المنظر ابو عبد اللہ کے دربار میں ہی خدمت میں مامور رہا۔ ملاحظہ ہو مطابق

سلفیہ میں غیر اٹھاس سال فوت ہوا۔

ابوعبد اللہ بن سفیان - ساکن قردان ملک افریقہ مصنف کتاب موسومہ اودی مسند امام مطابق سلفیہ میں فوت ہوا۔

ابوعبد اللہ بخاری - ملاحظہ ہو محمد بن اسماعیل بخاری۔

ابوعبد اللہ محمد بن قاسم - بن سید احمد بن سید حسین۔

ابوعبد اللہ محمد بن قاسم - بن سید احمد بن سید حسین ساکن آگرہ کتاب خبر الواصلین کا مصنف تھا۔ محمد عالمگیری میں گزرا مسند امام مطابق سلفیہ میں وفات پائی۔ خبر الواصلین سلفیہ میں تصنیف ہوئی۔ جیسا

اس کتاب پر بھی نام "خبر الواصلین" سے ظاہر ہوئی۔

جناب سرور عالم علی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضور کی اولاد و امجاد میں جس قدر مشاہیر گزرے ہیں۔ ان

سب کی وفات کا مادہ تاریخ اس کتاب میں منظم ہے۔

ابوعبد اللہ بن احمد انصاری قرطبی - قرطبہ کے مشہور مصنفین میں گزرا ہے۔ سلفیہ مطابق سلفیہ میں وفات پائی۔

ابوعبد اللہ حمیدی - بن ابو نصر کتاب البحر بنی صبحین و تواریخ اندلس موسوم بتاریخ اندلس کا مصنف ہے۔ پہلی

کتاب بخاری و مسلم کا مشہور مجموعہ ہے۔ وفات مسند امام مطابق سلفیہ میں ہوئی۔

ابوعبد اللہ مغربی - اصلی نام محمد بن اسماعیل بن ابی اسیم خوری و ماہیم شیعان کرمان شامی و ابو بکر بن قندی

اس کا استاد اور ابو الحسن زہری ساکن ہرانیہ کا شاگرد تھا۔ سلفیہ مطابق سلفیہ میں فوت ہوا اور کوہ سینا میں دفن ہوا۔

ابوعبد اللہ محمد بن علی الراہی - ایک چھوٹے پائے موسوم بہ غایت البحث کا مصنف ہے۔ اس سلفیہ میں زہری بن ثابت کی روایات کے مطابق مسائل و اثبات کا خلاصہ نقل کیا گیا ہے۔

ابوعبد اللہ محمد بن منید النعمانی - شیخ منید کے نام سے مشہور ہیں۔ علمائے شیعہ میں فضل و کمال علی درجہ تحریر و دو موکتا پر تصنیف ہیں۔ ارشاد منیر مشہور

کتاب آپ کی ہے۔ مسند امام مطابق سلفیہ میں وفات پائی۔

مطابق سلفیہ میں انتقال فرمایا۔

ابو عبد اللہ محمد بن حاکم کبیر مصنف کتاب مشہور سلسلہ
مطابق سلسلہ میں وفات پائی۔

ابو عبد اللہ محمد بن حاکم کبیر مصنف کتاب مشہور سلسلہ
ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ طہانی۔ نیشاپور کے رہنے
والے نامور فقہ اور محدث تھے۔ پیدائش سلسلہ وفات
سلسلہ۔ اصحیح۔ اصل۔ الامالی۔ فوائد شیوخ۔ تاریخ
علمائے نیشاپور ان کی تصنیفات ہیں۔ کل ایک ہزار پانچ
سوا شاد اس کی تصنیف سے متاثرہ جاتے ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن حسین الشیبانی۔ المعروف بہ امام
محمد۔ عراق عرب میں تمام وسط میں سلسلہ مطابق سلسلہ
میں پیدا ہوئے اور شریعت دار الخلافہ خراسان میں
سلسلہ مطابق سلسلہ میں وفات پائی وہ ابو یوسف
کے معاصر اور ہم سبق اور امام ابو حنیفہ کے ارشد تلامذہ
میں تھے بعد وفات امام ابو حنیفہ تعلیم کی تکمیل ابو یوسف
سے کی۔ چھ مشہور تصانیف چھوڑیں جس کے مجموعہ کو
ظاہر الروایات کہتے ہیں۔ اس مجموعہ سے پانچ کتابیں
بہت زیادہ مشہور اور مفید بھی جاتی ہیں جو حسب ذیل ہیں
جامع الکبیر۔ جامع الصغیر۔ موطا فی فروع الحنفیہ۔ زیادات
فی فروع الحنفیہ۔ سیر الکبیر والصغیر اور نوادر۔

ابو عبد اللہ محمد بن عمر الواحیدی۔ طبقات و اقادی
کا مشہور مصنف تھا تاریخ عربی کی مشہور و مستند
تاریخ، جس میں فتوحات فاروقی شام وغیرہ کے
مفصل حالات ملتے ہیں۔ تاریخ وفات سلسلہ
مطابق سلسلہ ہے۔ بعض نے سلسلہ لکھی ہے جو غلط ہے
یونکہ اس نے اپنی کتاب میں خلیفہ المنصور باللہ کے
عہد کے حالات لکھے ہیں جو سلسلہ مطابق سلسلہ
میں تحت نشین ہوا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن محمد التمیمی نام شیخ مفید کہتے۔
ابن مسلم لقب تھا۔ مشہور شیخ فقہ تھا۔ الطوسی نے

اسی فرست میں اس کو اپنے زمانے کا مشہور فیاض لکھا
اور فقہ لکھا ہے اور قدیم محدثین میں اس کو اعلیٰ درجے کا
منطق مالک لکھا ہے۔ اہل تشیع میں اس کے فوقے مستند نے
جائے ہیں۔ اس نے دو سو کتابیں ہی تصنیف سے
چھوڑیں جن میں ارشاد "مشہور کتاب ہے۔ اس کی
سب سے زیادہ تصنیفات تو ریث ہیں سلسلہ
مطابق سلسلہ تاریخ انتقال لکھی ہے۔

ابو عبد الرحمن احمد نسائی۔ مصنف سنن کبریٰ و سنن
صغریٰ۔ سنن کبریٰ حدیث کی بہت بڑی کتاب ہے
مگر خود بقول نسائی کے اس میں بہت سی احادیث ضعیف
دیج ہیں۔ بعدہ نسائی نے سنن صغریٰ کے نام سے
دوسری کتاب لکھی جس میں صرف احادیث صحیحہ لکھیں۔
اس رسالہ کا نام "مجتبیٰ رکھا جس کو سنن صغریٰ بھی کہتے
ہیں۔ سنن صغریٰ احادیث کی ان مشہور کتابوں میں
سے ہے جو صحیح سند رکھتی ہیں۔ نسائی سلسلہ ۶
مطابق سلسلہ بمقام سا جو خراسان کا ایک شہر ہے
پیدا ہوئے اور کے شریف میں وفات پائی

ابو عبد الرحمن سلمیٰ۔ دیکھو عبد الرحمن سلمیٰ روایت ہے۔
ابو عبد الرحمن یونس۔ اس کے والد کا نام حبیب ہے
علم صرف و نحو میں بہت مشہور تھا۔ سلسلہ مطابق
سلسلہ میں انتقال ہوا۔

ابو عبد اللہ۔ جریر بن حریز الملقب بہ امین الامت۔ جو
اول المؤمنین میں تھے اور آنحضرت کے صحابہ میں
داخل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں قلیطن
کے پہلے محکم کے وقت سلسلہ مطابق سلسلہ ۶۔
اسلامی لشکر کے سپہ سالار بنائے گئے۔ اور ملک شام
کی طرف کی کمان آپ کے سپرد ہوئی۔ جب خلیفہ وقت
کو یہ معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ آگے نہیں بڑھے۔ تو غلغلہ
ان کے محمد اور بریقہ القلب ہونے کا طافا کر کے

دیگر وہاں سے شورہ کرنے کے بعد یہ کچھ دیا کہ شام کی
کمان خالد بن ولید سیف اللہ جو اس وقت عراق
کی سرحد پر مامور تھے یہاں سے اور رومیوں کا مقابلہ کریں
ابو عبیدہ یہ حکم پا کر بلا کسی ناراضگی اور تردد کے اس
کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ وہ اس حکم کے پہنچنے
سے پہلے بعد کو فوج روانہ کر چکے تھے۔ حضرت خالد
سیف اللہ کی سپہ سالاری میں بھی ابو عبیدہ ان کے
ساتھ مصروف جنگ رہے۔ دوبارہ پھر حضرت
عمروؓ کے عہد میں آپ کو کمان دی گئی اور فتح فلسطین
اور شام کا سر آپ ہی کے سر پر۔ پھر مطابق
سورۃ الاحزاب کے زمانہ تھا اسی سال مکہ شام میں ملوث
نہو دار ہوا اور بہت سے مامور مسلمان جن میں ابو
عبیدہ بھی شامل تھے اس مرض میں راسی ملک
بچا ہوئے۔

ابو عبیدہ ابن مسعود۔ خلیفہ ثانی عمرؓ کے زمانے میں
سپہ سالار تھے۔ ایک لڑائی میں شکست کھائی اور
فرار ہونے لگا۔ مگر توراں و غصہ کی فوج کا سپہ سالار
تھا مار ڈالا۔

ابو عبیدہ قاسم بن سلام۔ ادیب۔ بڑے عالم اور
دیندار تھے۔ غرض۔ فقہ۔ ادب اور اخبار میں بڑا
پائے ہو۔ فنی معاملات میں کسی نے ان پر طعن نہیں
کیا۔ ابن راہوہ ان کے ہم عصر لکھتے ہیں کہ ان کی
علمی جامعیت ایسی ہو کہ ہم ان کے محتاج ہیں وہ
کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ بلال بن عمار قتی کہتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے اس امت پر چار شخصوں سے احسان
کیا۔ فہم حدیث اور استنباط احکام میں امام شافعی
سے میر میں احمد بن حنبل سے اگر وہ انہیں کھانچتے
تو کوئی آدمی دین پر نہ رہتا۔ احادیث کی تفتیش میں
یحییٰ بن سعید بغدادی سے۔ اور تفسیر غریب بیہ

میں ابو عبیدہ قاسم بن سلام سے ورنہ لوگ خطا میں مبتلا
ہو جاتے۔ کہتے ہیں ابو عبیدہ کے والد سلام رومی تھے
ابو عبیدہ کی ولادت ایک سو چار ہجری میں ہرات میں
ہوئی۔ شریک قاضی۔ عبداللہ مبارک۔ ابو عبیدہ
نحوی۔ ابو زید انصاری۔ فرا۔ نحوی۔ علی بن حمزہ کسلی
ابو محمد زبیدی۔ عبدالملک احمی۔ اور دیگر جلیل القدر
علماء اور محدثین سے علم حاصل کیا۔ طبرستان کے قاضی
مقرر ہوئے۔ میں طبرستان کے قریب تفسیر قرآن۔ اور
توضیح مشکلات حدیث میں کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی
کتاب غریب المصنف پہلی کتاب حل غریب علم
حدیث میں ہے۔ اسی کتاب کو دیکھ کر عبداللہ بن طاہر
ذوالعینین نے دس ہزار درہم مانہ مقرر کر دیا۔ دوسرے
بائیں بائیں پانچویں پھر یسار کیا۔ واپسی کا ارادہ
تھا کہ آں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت خواب میں ہوئی۔ اور خواب میں ارشاد ہوا
کہ کہتے اللہ کا ہولہ صبح کو اٹھ کر ارادہ واپسی فرمایا۔ اور
اُسی سال میں کہ منصف میں انتقال کیا۔ بعض راوی
دعا محمد بن منصورہ کا بیان کرتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات
سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب امثال الاسامیہ۔ کتاب
معانی الشعر۔ کتاب المقصور والممدود۔ کتاب القراءات
کتاب المذکر والمؤنث۔ کتاب النسب۔ کتاب
الاموال۔ کتاب الاحداث وادب القاضی۔ طبرستان
مہاجر ساحل شام میں ہیں اور مصیصہ کے پاس شہر ہے۔
ممدی بن منصور عباسی خلیفہ نے ممدی میں آباد
کیا تھا۔

ابو عبیدہ کام بن سلام۔ قرات پر ایک کتاب
کے مصنف تھے۔

ابو عبیدہ نحوی۔ ابو عبیدہ بن ثنی البصری النحوی النوی
نعت اور نحو کے امام عبدالملک بن قریب احمی کے

۱۱) چند سائل جن کو جالیوس کی کتاب الاخلاق میں جمع کیا تھا۔ ۱۲) مقالہ فیض کے بیان میں جسے شجرہ نام لکھا، اور جو جالیوس کی تصنیف البیض العنبر کا مضاف ابو عثمان خالیدی۔ ابو عثمان سید بن ہاشم خالیدی ابو بکر خالیدی کا چھوٹا بھائی بنو بیض الہ۔ اور کا کتاب خانہ سپرد ہوا تو اس نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ ان میں سے ایک حسہ۔ الشراذی کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کی زندگی میں اپنے بھائی کے شمار کو جمع کر لیا تھا جو بھی خوب بنے باکاد لکھا تھا۔ تقریباً سترہ ہجری میں وفات پائی۔

ابو علی خراسان کے سہانی خاندان کے شہزادہ نوح کا بیٹا اور منصور اول کا وزیر تھا سلسلۂ مطابق میں ۳۵۱ھ میں تاریخ طبری کا عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں ابتدائے آفرینش سے سلسلہ مطابق سلسلہ ۱۰۰۰ھ تک کے حالات لکھے گئے ہیں اس کے بعد ۱۰۰۱ھ میں جب کہ ابو علی کی لکھی ہوئی فارسی زبان کا رواج جاتا رہا عہد الشہ صاع بن محمد نے بہ تحریک وزیر الشہ خاندان شہزادہ توران اس کتاب کو نئی فارسی میں دوبارہ لکھا۔

ابو علی احمد بن محمد۔ ری درخسان کا رہنے والا ہجریں صدی میں سیوی میں گزرا۔ عربی کتاب کتاب الہمارت کا مصنف ہو۔

ابو علی امیر۔ عربی کا مصنف تھا انتقال ۳۵۰ھ میں ہوا۔ ابو علی بن ابوالخیر نسیمی۔ بغداد کے طبیبوں میں جودت ذہن اور رائے مستقیم میں مشہور تھا۔ ابو الفرج ثوماذی نے طائے بغداد سے فنون طبیبہ حاصل کیے اور ابو الخیر نے اپنے باپ سے صنائع عملیہ سیکھے۔ باپ کی زندگی میں طب کی شہرت ہو چکی تھی۔ باپ کے مرنے کے بعد بہت سال ورثہ میں طبابت چھوڑ کر رفق و رفو میں مبتلا ہو گیا۔ شب جمعہ اربعہ الاول سترہ میں بہت شرف نامی ایک

معاشرہ میں۔ ثقات غریب۔ اخبار عرب۔ اور عربوں کے جنگی کارناموں پر خوب اطلاع تھی۔ ۱۰۱۰ھ رجب ۳۵۰ھ یونانیوں یا گیارہ یا چودہ ہجری میں ولادت ہوئی غور اور ادب یونس بن حبیب بخوی اور ابو عمرو بن العلاء سے فن اخبار پر شام بن عروہ وغیرہ سے حاصل کیا۔ غور۔ ثقات اور ثقات میں ان کے کلام کو ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ علی بن ہجرہ اثرم۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام ابو عثمان مازنی۔ ابو حاتم ہستانی۔ عمر بن شہید بنیری۔ ابو عمرو صل بن اسحاق جریری۔ اصبہی۔ اور ہارون رشید خلیفہ اور ابو نواس آپ کے شاگرد ہیں۔ ایک بار فضل بن ربیع وزیر ہارون رشید کے حسب الطلب بغداد میں بھی گئے وہاں سے واپس ہو کر کتاب المماز تصنیف کی۔ لوگوں پر رد قح کی عادت تھی اس لیے بعض ان سے بیزاری سے منقطع یا دس یا گیارہ یا تیرہ ہجری میں وفات ہوئی کہتے ہیں تقریباً دو سو کتابیں تصنیف کیں غریب الحدیث بھی آپ کی تصنیف ہو۔ اور احادیث غریبہ کو سب سے پہلے آپ ہی نے جمع کیا۔

ابو علی عبد محمد بن اشہ۔ صرف و نحو عربی کا ایک مشہور عالم بعصر میں پیدا ہوا۔ خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں تھا سلسلہ مطابق سلسلہ ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابو عبد الواحد۔ ترکی کا فیض البیان شاعر تھا۔ سترہویں صدی کے شروع میں قسطنطنیہ میں اس کا دورہ تھا۔ ابو عثمان سعید بن یعقوب دمشقی۔ بغداد کے قابل تذکرہ اطباء میں تھا۔ بہت سی طبی کتابیں اس نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ بغداد اور مدینہ منورہ کے شفا خانے ای کی زیر نگرانی تھے۔ اس کی تصانیف حسب ذیل ہیں:-

عورت فاحشہ سے معروف ہمیشہ تھا۔ مجتہب بغداد نے پکار کر قید کیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اگر عورتوں سے اس کا تعلق ہو۔ عورتیں گرفتار ہو کر طرارات جبل خانے میں قید ہوئیں۔ طرارات نامی جبل خانہ عورتوں کے لیے مخصوص تھا۔ ابوعلی کے قتل کا حکم ہوا مگر سفارش سے بچ گیا۔ شاہی دغمنہ بند ہو گیا۔ مال تلف ہو گیا۔ عجبائی میں مسئلہ میں مر گیا۔

ابوعلی جہانی معتزلی - ابوعلی محمد بن عبداللہ بن ہمام بن خالد بن حمران بن آبان معتزل کا امام تھا مسئلہ میں شہر بیتین ولادت ہوئی جو ان ہو کر معلوم ابتدائی کے بعد عقائد کا مہرہ کے شوق میں بصرہ کو گیا۔ ابو یوسف یعقوب بن عبداللہ الشحام مصری جو اس وقت معتزل کا پیشوا تھا استعاذہ کیا اور پھر خود مرجع طلاب بنایا شیخ ابو الحسن اشعری بھی اس کے شاگرد ہیں مگر استاد سے مخالفت عقیدہ کی وجہ سے علیحدگی ہوئی۔ اور استاد کی کتابوں پر غروب رو لکھا۔ رفتہ رفتہ معتزل اور اشعریہ میں سخت مخالفت پیدا ہو گئی۔ علمائے شیعہ کا خیال ہوا کہ وہ تفسیلیہ تھا۔ مگر اس کے مولفات سے بچتہ نہیں چلتا۔ ابوعلی آخر عین بصرہ سے بغداد آیا اور مسئلہ میں رطت کی۔

ابوعلی فارسی - ابوعلی فارسی حسن بن احمد بن عبدالغفار بن محمد بن سلیمان شیرازی مسئلہ میں پیدا ہوئے مسئلہ میں طلب علم میں بغداد کو آئے۔ ابن سرلج اور زجاج وغیرہ سے تعلیم کی۔ ابو النہاس ہمدانی لوگوں نے برتر شمار کیا ہے۔ ابن جنی - علی بن عیسیٰ اور ابی وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ نحو - حدیث - اور عروض میں بلند مرتبہ تھا۔ بغداد سے تحصیل علم کے بعد شام کا سفر کیا۔ حلب میں سیف الدولہ بن حمدان کے دربار میں کچھ دن رہے اور وہاں سے فارس آکر

عضد الدولہ کے دربار میں خوب رسائی ہوئی بعض لوگ آپ کو معتزلی کہتے ہیں۔ مسئلہ میں بغداد میں انتقال ہوا۔ کتاب تذکرہ - کتاب مقصورہ مردود۔ کتاب الصیاح در نحو۔ کتاب نکلہ صرف وغیرہ آپ کی تصانیف سے ہیں۔

ابوعلی زرعمہ - عیسیٰ نام ابوعلی کنیت مسئلہ مطابق مسئلہ میں مقام بندہ ادبیدہ ہوا اور مسئلہ مطابق صفائے فہم فوت ہوا۔ فن طب اور علم فلکیات میں اس کی پانچ پچھ تصانیف ہیں۔ خالہ در معانی اور ایسا غوجی دوسرا مقالہ در بیان عقل مشہور ہے۔

ابوعلی سینا - دیکھو (ابو سینا) ابوعلی محمد بن محمد مصنف تفسیر شریعہ کبیر و شرح صغیرہ مطابق مسئلہ میں انتقال فرمایا۔

ابوعلی قلندر - شیخ شرف الدین نام کنیت ابوعلی لقب قلندر۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے عہد میں ایک بزرگ کامل تھے بادشاہ نے اپنے فرزند شاہ مبارک خاں کو جو نہایت حسین و جمیل تھے۔ شیخ کی سپرد کر دیا تھا اور شیخ اس سے بے حد الفت تھے تھے۔ شاہ مبارک خاں نے وراہ جامہ دی اثنائی مسئلہ کو انتقال کیا۔ ان کی ہست کی کرامات مشہور ہیں۔ ان کے والد ماجد عراق سے ہندوستان آئے تھے اور پانی پت میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہاں شیخ کی پیدائش ہوئی۔ والدہ کا نام بی بی حافظہ تھا۔ ۹ رمضان المبارک ۵۷۵ھ کو ۱۲ سال کی عمر میں وصال پانچ ہوئے۔ غرار شریعت مقام پانی پت زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ابوعلی ہمدانی - علم ہند سے ہیں مشہور تھا۔ اس کا لقب مہندس ہو گیا تھا۔ اس کا زمانہ بارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں گزر رہا ہے۔ اس وقت الحافظ لدین اللہ

سحر کا طبع تھا اور الرشید بائیں المسترشدین اور
میں خلافت کرتا تھا۔

ابو عمر سنہج الجرجانی۔ ایک مشہور تاریخ حقائق ناصری
کا مصنف ہے یہ کتاب سنہ ۳۵۰ء مطابق سنہ ۹۶۱ء ہجری
سلطان ناصر الدین محمد شاہ دہلی کے نام نامی پر مکتوب
کی گئی۔

ابو لب بن عبد المطلب۔ نازان قریش کا ایک
دولت مند اور مغرور شخص تھا۔ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ اس کا دوسرا نام عبد العزیز
بھی تھا۔ آل حضرت۔ اور مذہب اسلام کا محنت
دشمن تھا۔ تاریخوں میں یہ لکھا کہ جب کسی مجمع عام میں
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام کا موعظ
فرماتے تو ابولب ہر جگہ آپ کے ساتھ جاتا اور آپ کے
ہریان کے بعد یہ کہتا کہ عجب ہے۔ سنہ ۶۰۰ء میں جنگ
میں مسلمانوں نے بدر میں ابولیان کو شکست دی۔
اس کے صدمے سے ایک بھتیگے اندر ابولب
مر گیا۔ ام جمیل امشیرہ ابوسفیان اس کی زوجہ تھی۔

ابولیت نصر مرقذی۔ آپ نے زبان عربی میں
اصول فقہ پر ایک کتاب جس کا نام فقہ ابولیت اور
غنیۃ المبتدی ہے تصنیف کی۔

ابو محمد بن عباس۔ ابو جعفر بن محمد بن جریر البغری کے
بھائی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو مختلف مصنفین کے
ایک لاکھ اشعار یاد تھے سنہ ۳۵۰ء مطابق سنہ ۹۶۱ء
میں وفات پائی مشہور کتاب "عیار" کے مصنف
کے محرم تھے۔

ابو محمد تبریزی۔ فارسی زبان میں تاریخ بھری کے ترجمے
کی نگین لی۔ اس تاریخ کو عربی میں ابو جعفر بن جریر بھری
نے سنہ ۳۵۰ء مطابق سنہ ۹۶۱ء میں لکھا تھا۔ ابو محمد نے
اپنے فارسی ترجمے کو ابو صاب بن نوح کے نام پر چھلائے

مطابق سنہ ۳۵۰ء میں مکتوب کیا تھا۔

ابو محمد خسام بن الیاس القندری الشبانی۔ خلیفہ
ہارون الرشید کے زمانے میں تھے سنہ ۳۵۰ء مطابق
سنہ ۹۶۱ء میں وفات ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ شیعہ
مذہب کی احادیث صحت سے پہلے انھوں نے
جمع کیں۔

ابو محمد حسین بن مسعود قراء البغوی۔ عربی میں ایک
مجموعہ احادیث کے مولف تھے۔ عالم التزیل اور شرح
السنن بھی آپ کی تصانیف ہیں سنہ ۳۵۰ء مطابق
سنہ ۹۶۱ء میں وفات ہوئی۔ آپ مسور فروخت
کرتے تھے اس لیے فراموش ہو گئے۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ۔ بن سید ابن غنم بن سلیم بن
الحارث بن عوف بن قلیب بن سعد بن سنانہ بن خالد
الغادی الازدی امامیہ مذہب میں علمائے فنی
تاریخ و سیر و حدیث میں اکا شمار ہے بہت سی کتابوں
کے مصنف ہیں۔ محمدان کے کتاب السیف۔ کتاب
فوح الشام کتاب فتوح العراق وغیرہ۔ علامہ علی
نے علمائے سنت میں ان کو داخل کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں
ہے سنہ ۳۵۰ء میں وفات ہوئی۔

ابو محمد شاطبی۔ ایک عالم اور قصیدہ شاطبیہ کا مصنف تھا
سنہ ۳۵۰ء مطابق سنہ ۹۶۱ء میں انتقال کیا۔ اصلی نام
قاسم تھا۔ ملک اندلس بمقام شاطبیہ پیدا ہوا جس
کی وجہ سے "شاطبی" مشہور ہوا۔ دوسری کتابوں

کا بھی مصنف ہے۔
ابو محمد روز بہا نقلی شیرازی۔ تفسیر کلام مجید
موسوئہ تفسیر آرائش صفۃ المشائبر اور دیگر کتب
کا مصنف تھا جو لای سنہ ۳۵۰ء مطابق سنہ ۹۶۱ء
میں انتقال کیا۔

ابو محمد بنی۔ آپ کے والد اجد کا نام ابو طالب تھا۔

قرآن پاک کی تفسیر لکھی اور دیگر تصانیف بھی چھوڑیں۔
 مسند مطابق مسند میں وفات ہوئی۔

ابو محمد ناصحی - سلطان سوداؤں غنوی کے زمانے میں،
 ایک تاجر عالم تھا۔ عقائد مذہب حنفی پر ایک کتاب الموسو
 ی سودی لکھی اور اس کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا
 مسند میں زندہ تھا۔

ابو محمد یحییٰ بن سید بن ابان الاقوی - ہشام بن عرو
 اور ابن مرتضیٰ سے تلمذ تھا۔ ابن سبہ لکھا کہ گو
 قلیل الروایت ہیں لیکن ثقہ ہیں صاحب کشف المہجوں
 نے مصنفین معاذی میں ان کا نام بھی لیا ہے مسند
 مطابق مسند میں وفات پائی۔

ابو مسعود الحلی طلبہ شیخ الاسلام قسطنطینیہ
 کا رہنے والا تھا۔ کلام مجید کی تفسیر ارشاد العنقل
 کی لکھی ہوئی ہے سلطان یلدرم قیصر دوم کا زمانہ پایا تھا۔
 مسند مطابق مسند میں وفات پائی۔

ابو مسلم - ایک بڑے ہوشیار اور مستند سپہ سالار صفویان
 کے رہنے والے تھے۔ نوابیہ کے خلیفہ دلیہ دوم کے
 بعد مروان کے قاضی وقت بنے جب سلطنت میں
 عام بغاوتیں پھیل گئی تھیں۔ انھوں نے باقی بہت
 اور بھی با ششم کے حقوق کا اعلان شروع کیا۔ اور
 فوج جمع کر کے بنی امیہ کی بیعت کوئی پرآدہ ہو گئے مروان
 ثانی کو کھسک کر لیا اور بنی امیہ کے تخت کو اکٹ دیا۔

ابو العباس عبداللہ خلیفہ بنائے گئے۔ اور اسی طرح سے
 مسند مطابق مسند میں خلافت عباسیہ کی
 بنیاد پڑی جس کا اصل بانی ابو سلمہ کو سمجھا جاتا ہے خلیفہ
 منصور کے وقت میں ان کی عزت و وقعت اور مقام
 پر اثر اس قدر بڑھ گیا تھا کہ خلیفہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس کا
 ابو سلمہ خود خلیفہ بن جائے اس لیے مسند مطابق مسند
 میں دلو کر قتل کرادیا۔

ابو معاویہ مسلم - صرف و نحو عربی کا مشہور عالم تھا مسند
 مطابق مسند میں وفات پائی۔

ابو مشعر بن مخنف - ابو مشعر بن مخنف بن عمرو بن ابی ایمن
 عصر بن یحیٰم بن خود صا اور علم تاریخ و دیر میں عموماً
 پیشو تھا۔ خلیفہ الموفق بن عبد عباسی کے دربار میں ملازم
 تھا۔ عنوان شباب میں بغداد میں آیا۔ جانب غنی
 بغداد والی دروازہ خراسان میں رہتا تھا فیلسوف
 تاجر یعقوب بن اسحاق صاحب کندی پر غرض کیا کرتا
 تھا کہ تمام غلط فہمیں خراب کی۔ ابو مشعر نے خود نام
 برس کے سن میں علم نجوم کی تحصیل شروع کی۔ محمد بن
 سنان ناسی اور سنہ بن علی مامونی کا ہم عصر دیکھتے
 ہیں دائم الحیر تھا۔ خلیفہ المستعین بالله عباسی کے عہد
 میں کوئی حکم علم نجوم سے لکھا۔ حکم موافق واقعہ ہوا
 خلیفہ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور ابو مشعر کے کڑے
 لگوائے۔ ابو مشعر کہتا تھا کہ صحیح حکم کی تو یہ سزا ملی۔
 خدا جانے غلط کی کیا تفریح ہو۔ ابو مشعر کے احکام کے
 متعلق بہت سے تبصرے دور از خیال کتابوں میں درج
 ہیں۔ بعض نے ان واقعات کو دوسرے تعبیر کی
 طرف منسوب کیا ہے۔ ابو مشعر کی عمر ایک سو سال سے
 زیادہ ہوئی۔ مسند میں واسطیں منتقل ہوا۔ یہ
 بھی کہتے ہیں کہ چڑھتے چاند میں اس کو صرع کا دورہ
 ہوا کرتا تھا۔ اس کی تصانیف سے یہ کتاب ہیں۔

کتاب الطبائع - کتاب الاول - المدخل البکیر کتاب
 القرائات - کتاب الدول والملل کتاب الملاحم
 کتاب الاقلیم - کتاب السیاح والکدخدہ - کتاب الملاحم
 کتاب الفکلت - تاریخ - کیمز - تاریخ صغیر معروف - تاریخ
 قزانات - مدخل صغیر - تاریخ ہزارات - کتاب حوالہ کیمز
 کتاب حوالہ صغیر - کتاب ہیات - کتاب ملک - کتاب
 الاختیارات علی منازل القمر وغیرہ۔

ابو منصور - لقب الحاکم امر الشریک - تحت مصری مشہور
مطابق سلسلہ میں اس کی عمریں اپنے والد الفزیز
کا جانشین ہوا۔ اس نے حکومت کے آخری دور میں
خدا کی کادعویٰ کیا۔ صرف سولہ ہزار شخص اس نے
اس کے دعویٰ کی تائید کی سلسلہ میں قتل ہوا اس کا
بیٹا طاہر تخت پر بیٹھا

ابو منصور - کتاب التوحید اور بعض دوسری کتابوں کا
مصنف تھا

ابو منصور سجاری - ابو منصور بن فرح النعمانی بخارا
میں سلطنت سامانیہ کے دور میں چوتھی صدی ہجری
کے اوائل میں پیدا ہوا۔ اپنے طبعی شوق سے ادب اور
طب کو حاصل کیا۔ علم و عمل بطبیہ اور ہول و فروع میں
وحید عصر تھا۔ امیر منصور سامانی کے دربار میں تو بہت
تھا کہ زمانے میں بھی یہی علاج تھا۔ یہ واقعہ بھی ابو منصور
سامانی ہی کے دربار کا کہ ایک عورت بھکی اور پھر
سیدھی ہو سکی۔ امیر نے فوری تدبیر کی فرائش کی اور
ابو منصور کو اس کے ساتھ رہنے کہنے کا حکم دیا۔ جس کی
حماست طبی سے کربیدھی ہو گئی۔ شیخ بوعلی سینا نے
ابتداء میں ابو منصور سے بھی پڑھا جو۔ محمد بن زکریا سے
جو رازی کا ہمصر ہے سلسلہ تک اس کی حیات ثابت
ہو۔ کتاب غنی و مینی۔ کتاب علل الاعل - مجموعہ کبیر در
ادویہ مفردہ - معالجات منصور - مقالہ در بحران
رسالہ در علاج امراض صدر - رسالہ در حیات دانا
مقالہ در جنس استنقا اس کی یادگار ہیں۔

ابو منصور جوہر البقی - ابو منصور جوہر بن ابی طاہر احمد
بن محمد بن حضر الجوالیقی البندادی بصری کے یا سلسلہ
میں بندادیں محلہ باب المواتب میں پیدا ہوئے
ہوشتیا۔ جو کہ تحصیل کمالات پر توجہ کی۔ امتداد
خوشنویسی سبکی اور زینب مشق پند کی۔ سترہ برس

خطیب ابو ذکریا نے تبریزی کی خدمت میں رہ کر ابوب
عالم کیا اور امام وقت تسلیم ہوئے۔ حدیث کو ابوالعالم
بشری ابو طاہر بن ابی الصقر اور ابو الحسین سے حاصل کیا۔
اور طبقہ درس اپنا علاحدہ قائم کیا اور امام وقت تسلیم
ہوئے۔ ابو الفتح ابن جوزی آپ کے شاگرد ہیں خطیب
ابو ذکریا نے تبریزی کے بعد مدرسہ نفاہیہ میں علی بن محمد
نصیری درس مقرر ہوئے۔ مگر بوجہ تشکی کے وہ علاحدہ ہو گئے
تو ابو منصور جوہر البقی کو یہ خدمت ملی۔ انصاف بن امراء علیہ
عباسی نے اپنا امام مقرر کیا۔ پانچوں وقت کی نماز جمع
آپ کے پیچھے پڑھتے تھے۔ پہلے ملاقات میں خطیب
سے جا کر سلام علیک کی۔ باوجود دردت لباس سادہ
تھا۔ پاتیں لم کرتے تھے۔ مباحثات علمیہ میں جہاں کوئی
بجز معلوم نہوئی لاعلمی کا مباحثہ اقرار کرتے۔ کیشہد کی
دن ۵۰ ہر عمر مشہور انتقال ہوا۔ قاضی القضاہ یزیدی
نے جامع قصص ہمار پڑھائی۔ بغداد کے اب الحارث
میں دفن کیا۔ کتاب شرح ادب الکاتب کتاب المغرب
تتمہ درۃ الخواص آپ کی تصنیف سے ہیں۔

ابو منصور عبد القادر - فقہ شافعی میں قانون وراثت
پر ایک رسالہ کمالات سلسلہ مطابق مشہور ہیں
واقع ہوئی۔

ابو موسیٰ العشری - جنگ صفین کے آٹھ ماہ بعد
سلسلہ مطابق مشہور ہیں جب حضرت علی امیر
معاویہ کو تین ہجری تکبیر دے چکے تھے۔ رفع نزاع کے
لیے فوجیں کی طرف سے عمر بن العاص کی تحریک پر یہ
قرار پایا تھا کہ دو مصنف قرار دیئے جائیں اور ہر
ان کے فیصلہ کے پابند ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ
کی طرف سے ابو موسیٰ نصف مقرر کیے گئے۔ اور
معاویہ کی طرف سے عمر بن العاص خود بیخ ہوا اور اس
نے یہ چال کی کہ ابو موسیٰ شہری کو مائے دی کہ چونکہ

تھا۔ باوجود سالانہ تحصیل لغت اور ادب میں خوب محنت کی یہی اس کے اپنے ہمدان اور اصناف کے شمر گزرتا تھا شروع کیا۔ تیسرے پہلے وہ مرگیا تو ابو دلف نے اس کو آباد کیا۔ اور خود بھی وہاں جا رہا کہتے ہیں کہ پہلے محمد امین کے سردار دل میں غلامی بن علی بن مامان کو ظاہر ذوالہمنین نے قتل کر دیا تو ابو دلف ہمدان کو بلا گیا۔ ظاہر نے بہت عظیم ناموں کے لیے بلایا مگر وہ نہ گیا اور پھر کچھ میں ہی رہنے لگا۔ مامان نے سسلہ ری کے وقت ابو دلف کو بلو کر سرداروں میں شامل کیا تقسیم شہر ضیفہ کے ہمدانک منصب بحال رہا موسیقی میں بھی مہارت کامل تھی اس کے اشتہار طرب الملح ہیں۔ یہی اس کے وفات ہوئی۔

ابو ہاشم جہانی - ابو ہاشم عبدالسلام بن ابی علی جہان۔ عبد اللہ بن ابی بن سلام بن خالد بن حران بن آبان اپنے باپ کی طرح ہی علمی کلام اور ادب میں کامل تھا اس کا دادا ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کوالی سے تھا۔ ابو ہاشم سسلہ ہجری میں بصرے میں پیدا ہوا۔ علم ادب میں باپ سے بڑھ گیا اور کلام میں اپنے ہم عصروں سے فائق تھا۔ کلام میں اس کی طرف فرقہ متفرقہ کا رجوع زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ اس کے نام سے ایک فرقہ ہشتمیہ پیدا ہو گیا۔ بعض مسائل کلام میں اپنے باپ سے اختلاف کیا۔ سسلہ میں بغداد میں مرگیا۔ ابو ہاشم کے بیٹے کی کنیت ابو علی تھی۔ وہ علم سے بے غیب رہا۔

ابو یحییٰ التوادری - نوادی ملاحظہ ہو۔
ابو یحییٰ بن داود - اصلاً سنی تھا۔ بعدہ مشیہ زہیب اختیار کر لیا۔ کتاب فی معرفت الرجال میں میں

شاہد کے حالات لکھے ہیں تصنیف کی۔
ابو یحییٰ بن خضر - ایک عربی دیوان کا مصنف تھا۔ سسلہ مطابق سسلہ میں وفات پائی۔
ابو یحییٰ بکمت دار - اس نے مصر کے وزیر اعظم کے خلاف جو کفار علی نسل میں دوسرا غلیظ تھا علمنا وک ہند کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شعور نے شکست دکر ہجرے میں قید کر دیا اور اسی حالت میں اس کا خاتمہ ہو گیا۔

ابو یعقوب الوراق - محمد بن اسحاق البزیم کو کہو،
ابو یوسف امام بن جریب اللونی - حضرت امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگردوں میں تھا۔ باوی داروں میں مشہور تھا۔ بغداد کے زمانے میں قاضی القضاۃ کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ امام ابو حنیفہ کے مسائل کے متعلق سسلہ مطابق سسلہ میں پیدا ہوئے۔ سسلہ مطابق ۲۰۰ جب سسلہ کو ۶۹ برس کی عمر میں بغداد میں وفات ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں آداب القاضی مشہور کتاب ہو۔ جس میں ایک قاضی کے فرائض پر بحث کی گئی ہو۔
ابو یوسف یعقوب بن سلیمان - ذکر کیا۔ ابو یوسف یعقوب بن سلیمان شرائط اختلاف کا مصنف تھا سسلہ مطابق سسلہ میں وفات پائی۔

ابھی سنگھ - راجہ جو دھپور - شروع عمر محبت ہاوشاہ دہلی سسلہ مطابق سسلہ میں اپنے باپ راجہ اجیت سنگھ رانٹھوری کو قتل کر کے اس کا جانشین بن گیا۔ وہ شاہی جرم تھا اور سر بلند خاں غاصب ہجرت کو ایک لڑائی میں شکست دکر سسلہ مطابق سسلہ میں وہاں کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا۔ ابھی سنگھ کو سسلہ میں زہر دیا گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بھی سنگھ اس کا

جانشین ہوا۔

ابی بکر عمر بن جزم سب سے پہلے فن حدیث کی

تدوین کی ان کے رشتہ کے

الا نصاری داوی عمرۃ حضرت عابد کی تربیت

یافتہ تھیں نہ خود سیر و معازی کے عالم تھے۔ اپنے

باپ اور چچا سے تعلیم پائی تھی۔ خلیفہ ہاروں رشید

نے ان کی ایک تصنیف کتاب المناری بھی لکھی

میں وفات پائی۔

ابی بکر محمد۔ ایک عربی کتاب موسوم بہ آداب الکتاب

کا مصنف ہے جو غزنین ہوا درستی مطابقت سے

میں لکھی گئی۔

ابی بن کعب۔ آن حضرت سلیم کے مشاہیر انصاری میں ہیں

ہجرت کے بعد مدینہ میں جب آن حضرت صلعم نے

مہاجرین و انصاریں مواعظ کا رشتہ قائم کیا تو

سجد بن زید کی اخوت ان کے ساتھ قائم کی گئی تھی۔

کیونکہ انہیں کسی طرح یہ بھی غور و فضل میں ممتاز تھے

بارگاہ نبوت میں منصب الکتاب پر سب سے پہلے

فائز ہوئے۔ فن قرات کے امام تسلیم کیے جاتے

ہیں۔ حضرت عمرؓ ان کو سید المسلمین کے نام سے

پکارا کرتے۔

آتابک۔ ابو بکر بن سعید بن زنگی دیکھو سنقر۔

آتابک یا آتابک۔ یہ ترکی خطاب ہے اور مرکب ہے

لفظ آتا بمعنی باپ یا مسلم اور لفظ بیگ بمعنی صاحب

سے۔ خاندان سلجوقی کے زمانہ سے لیکر لاکھوں

کے فتح ایران تک جو ایک صدی سے زیادہ کا زمانہ

ہو ملک فارس متنا۔ دھوٹے پھوٹے شہزادوں یا

صوبوں میں جو آتابک کہلاتے تھے منقسم ہو گیا تھا

انہوں نے آخر بادشاہ خاندان سلجوقی کی کمزوری

سے نفع اٹھا کر سلطنت کے بہترین صوبوں پر قبضہ

کر لیا تھا۔ ان آتابکوں میں سب سے مشہور یلدرگ تھا

جو ایک ترکی غلام تھا اور اس کی اودا دے آذربائجان

میں سلطنت کی فارس کے آتابک سلغر ترکی جزل کے

اولاد میں تھے۔

آتابک ابو بکر ولد آتابک محمد ولد آتابک یلدرگ اپنے چچا

قرل ارسلان کی بجائے طغرل ثالث سلجوقی کا

وزیر اعظم سلطنت مطابقت سے ۵۷۵ھ میں ہوا۔ اس

نے صرف صوبہ آذربائجان پر تعینات کی۔ اور

اپنی سکونت تبریز میں اختیار کی۔ اس کے بعد

حکومت میں صرف ایک لڑائی اس کے بھائی طغرل

سے ہوئی جس میں یہ کامیاب ہوا۔ طغرل خوارزم کو

بھاگ گیا اور اس نے علاء الدین تاتار کش کو ترغیب دی

کہ وہ طغرل ثالث کے خلاف فوج کشی کرے طغرل

ثالث نے ۵۸۵ھ میں طغرل ثالث سے شکست

کھائی اور مارا گیا۔ ابو بکر سلغر مطابقت سے ۵۸۵ھ میں

مراس کا بھائی آتابک منقر اس کا جانشین ہوا۔

آتابک سعید بن زنگی۔ دیکھو سنقر۔

آتابک علاء الدولہ ولد آتابک سام دہلی الاصل

اعثمان کے آتابک میں سے تھا ۵۸۵ھ میں طغرل

۵۸۵ھ میں ہمر ۸۵ سال فوت ہوا۔

آتابک محمد یلدرگ کا بڑا دادا تھا اور اپنے باپ کی جگہ ۵۸۵ھ

مطابقت سے ۵۸۵ھ میں وزیر اعظم ہوا۔ اس وقت طغرل

ثالث سلجوقی خاندان کا شہزادہ ۱۵ سال کی عمر کا

تھا اور تخت پر سلطنت میں بٹھایا گیا تھا۔ محمد جو اس کا

چچا تھا ایران کا حاکم ہو گیا۔ یہ سردار ۱۳ سال تک صاحب

اختیار رہنے کے بعد اپنی سلطنت مطابقت سے ۵۸۵ھ

۵۸۵ھ میں مر گیا۔ اس کا بھائی قرل ارسلان

اس کا جانشین ہوا۔

آتابک منقر خلعت آتابک محمد اپنے بھائی ابو بکر کا

جانشین سلاطین مطابق سلاطین میں ہوا۔ اور اس کو
وراثت میں علاوہ آذربائجان کے عراق کا بڑا حصہ
بھی ملا۔ وہ ۵۵ سال تک حکمران رہا۔ بعدہ سلطان۔
جلال الدین شاہ خوار زم نے سلاطین مطابق سلاطین
میں آذربائجان پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ مظفر قلعہ یعنی میں
محبور ہوا اور وہیں مر گیا اور خاندان یدرگز کا اس
ساتھ خاتمہ ہو گیا۔

آتابک مظفر الدین زنگی۔ شیراز کا شاہزادہ اور سنقر
کا بھائی تھا۔ دیکھو سنقر۔

آتابک یدرگز۔ دیکھو یدرگز۔

آسنسر۔ خوارزم کا سلطان تھا۔ ابن خلکان نے اس کو
آسنز بن قتب الدین محمد بن نقیچن لکھا ہے۔ یہ سلطان
سنقر سلجوقی کا ہم عصر تھا اور اس سے لڑائیاں ہوئیں۔
سلاطین مطابق ہرچادای الائی سلطنت میں آسنسر
نے وفات پائی اور اس کا بیٹا الپ ارسلان جس کو
آپا ارسلان بھی کہتے ہیں جانشین ہوا جو سلاطین مطابق
واجب سلسلہ میں مرا۔

آسنسر۔ بن علاء الدین حسن یہاں سوز بادشاہ غوری بادل
شام کے بعد تخت نشین ہوا۔ تلج الدین یدرگز شاہزادہ
غزنوی سے لڑائی ہوئی اور قریب سلاطین مطابق
سلسلہ میں مار گیا۔ یہ اس خاندان غوری کا آخری
بادشاہ تھا۔

اٹل۔ میر عبد الجلیل دہلوی نے اپنے کلام ریختہ میں اٹل
مخلص اختیار کیا۔ اور حنفی زٹلی سے روحانی فیض
حاصل ہونے کا اعلان کیا۔ فارسی اور اردو میں شعر
لکھے۔

اثر۔ خود شافی شیرازی کا مخلص ہے۔ بمقام لا رسنہ
مطابق سلاطین وفات پائی اس کی تصنیف سے
ایک دیوان ہے جس میں دس ہزار اشعار ہیں۔

اثر شمس العلماء دیوان سید امداد امام۔ ۱۰۱۱ گشت
کو بمقام پٹنہ ولادت ہوئی۔ علوم شرقی و مغربی میں
کامل دست گاہ رکھتے ہیں۔ طبابت میں زیادہ تر
توغل ہے۔ ان کی شاعری فطری جذبات اور محققانہ
مسائل سے مملو ہے۔ دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ایک کتاب
کاشف الحقائق بھی ان کی تصنیف سے ہے۔

انیر الدین۔ اشکی۔ خشک جو صوبہ فرغانہ میں ایک
شہر ہے وہاں کا باشندہ تھا۔ نہایت اچھا شاعر
خاقانی کا ہم عصر تھا۔ سلاطین مطابق سلسلہ میں
وفات پائی۔ بڑا حصہ۔ اس کی زندگی کا آتابک دہار
میں گزرا۔ ارسلان شاہ خلف طغرل یدرگز اور قزل
ارسلان کے زمانے میں بہت اعزاز پایا۔

انیر الدین ابن۔ زہدہ اور ہدایہ کے مصنف ہیں۔
عمر الابرہی کشف۔ ہدایہ کو ہدایۃ الحکمت بھی کہتے ہیں
سلاطین مطابق سلسلہ میں

وفات پائی۔

انیر الدین رومانی۔ ہمدان کا رہنے والا سفیر الدین
طوسی کا شاگرد تھا۔ ایک فارسی و عربی کے دیوان
کا مصنف ہے۔

اجیری خاں۔ اجیر کا باشندہ شاہنشاہ اکبر کے
ساتھ آگرہ سے اجیر تک پیدل سفر کیا۔ اس وجہ
سے بادشاہ نے اجیری کا خطاب دیا۔ آگرہ میں
۲۸ ہجری زمین پر ایک باغ بنایا تھا جو کہ اجیری خاں
کے لکھا گیا ہے۔

اجے پال۔ سلاطین میں اس راجہ نے اجیری کی بنیاد
ڈالی۔

اجیت سنگھ۔ ایک سکھ سردار ہمارا راجہ شیر سنگھ
لاہوری کا قاتل ہے۔ اس نے سردار دھیان سنگھ
کو بھی قتل کیا تھا۔

سلسلہ میں دھیان سنگھ کے لڑکے ہر سنگھ کے ہاتھ سے سچ اپنے گرو دینا سنگھ وغیرہ کے مار گیا۔
اجیت سنگھ۔ جویت سنگھ راٹھور کا بیٹا اور رانا صاحب اور دے سنگھ کا داماد تھا۔ سلسلہ میں اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی بہادر شاہ کے فرزند فرخ سیر کے ساتھ ہوئی اور یہ آخری راجپوت لڑکی تھی جو خاندان مغلیہ کے محل میں داخل ہوئی اس کے بعد خاندان مغلیہ اور راجپوتوں کے درمیان سلسلہ طوالت منقطع ہو گیا۔
 پھر اجیت سنگھ نجات کا موبیدار بنایا گیا فرخ سیر کے قتل کے بعد فرخ الدول کے عہد میں **سلطان** ایچی کو بھی محل میں شاہی سے مہم تمام اسباب بھی پیش از ایک کر دے گئے۔

اجانک سنگھ۔ شاہنشاہ اکبر کی لکھنوی لڑکی کے کنے ایک باغ محل کا نام اچانک باغ رکھا اور جس کے نشانات اب تک دیکھے جلتے ہیں تعمیر کر لیا۔
اچھے۔ شاہزادہ بلند اختر اور محمد شاہ سلطان دہلی کا غصہ تھا جو کہ عموماً اچھے صاحب کلمات تھے اس لیے اچھے تخلص اختیار کیا۔ ایک نہایت عمدہ نظم "نامہ بدوخت" لکھی جس میں ۱۰۳۵ اشعار ہیں سلسلہ مطابق سلسلہ میں ختم ہوئے۔

احمد شاہ خاں۔ فرید نام اور لقب فرید الدین افلا خاں احمد شاہ خاں تھا۔ نواب قطب الدین خاں گورنر لکھنؤ کے بیٹے تھے۔ شیخ فرید کا سلسلہ ۱۲ واسطے سے حضرت بابا گنج شکر تک اور ۳۰ واسطے سے حضرت غم فرار و ق تک پہنچتا ہے آپ کے مورث بابر شاہ کے عہد میں بدایوں میں سکونت پذیر ہوئے سلسلہ ۶ مطابق سلسلہ میں شیخ فرید پیدا ہوئے اور شاہ پد سے جو کہ آصف خاں کی لڑکی تھی اور تاج محل کی بہن تھی شادی ہوئی سلسلہ سے سلسلہ تک چھٹی

چھٹی شاہی خدمات انجام دیتے رہے بعد انیس سال کی عمر میں ناظم سرکار بدایوں مقرر ہوئے۔
سلسلہ تک پانچ سال تک ناظم سرکار بدایوں رہے اور یہاں فرمان شاہی سے دین حاصل کر کے شیخ پور کی آبادی کی بنیاد ڈالی۔ شاہ جہاں اور عالمگیر کے عہد میں مقتدر رہے۔ سرہزاری منصب پایا۔
سلسلہ ۴ مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔ آپ کی اولاد اب تک شیخ پور بدایوں میں موجود ہے۔
احسان۔ مرزا احسان اللہ کا تخلص ہے۔ نواب ظفر خاں کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔ کابل کا گورنر بھی رہا ہے اسی زمانے میں جب وہ کابل کا گورنر تھا محمد علی صاحب جو ایران کا مشہور شاعر تھا اس سے ملاقات کرنے کابل آتا تھا سلسلہ مطابق سلسلہ میں اس نے وفات پائی۔

احسان۔ عبدالرحمن خاں دہلوی کا تخلص ہے جو اردو میں عمدہ شعر لکھتا تھا اور ۱۲۵۴ مطابق سلسلہ کے بعد فوت ہوا۔
احسان۔ ایک ہندو شاعر مینی لال کا تخلص ہے جو اگر کہ میں سلسلہ ۶ مطابق سلسلہ میں گزرا ہو۔

احسان۔ ابو الجار نشی احسان علی خاں شاہ جہان پوری شاہ کو حضرت جلال لکھنوی اردو کے مشہور شاعر تھے عرصہ تک شاہ جہان پور سے شاعری کا ایک اردو رسالہ ارمان نکالتے رہے فن صنائع دہلی میں سالہ شبیہ یاران کی تابعت سے ہے۔ جولائی سلسلہ میں بمقام شاہ جہان پور انتقال ہوا۔ صاحب دیوان ہیں۔
احسن۔ سید علی حسن نام۔ امرہ ضلع اٹلی میں باہر شوال سلسلہ پیدا ہوئے۔ پیر زادگان امرہ میں سے ہیں۔ استاد داغ مرحوم کے شاگرد ہیں۔ سلسلہ میں ماہرہ گاد مستدایض سخن جاری کیا۔ اس کے بعد

ہو جہلے پر چید رہا دگے وہی حضرت دلا کے
سوانح جری لکھی۔ مستطاع میں اپنے وطن اہرہ
آئے اور ضیعی الملک کے نام سے ایک بابا نہ سال
جاری کیا جس میں نصیح الافات با قضا طشاف ہوئی تھی
کسوف الشمس اور و لشکر وغیرہ آپ کی مدد و نصیحتیں
حسن الشہر خال حکیم۔ دہلی کے ایک نامور طبیب
تھے۔ تیرہ سترہ میں اوفات پائی۔

احمد۔ ایک عربی مصنف تھے۔ ایک کتاب تعمیر دوا۔
لکھی۔ اس کا ترجمہ یونانی اور لاطینی زبان میں اسٹی
بینڈرس کی کتاب کے ساتھ جو اس معنوں پر
لکھی گئی جو ریچ لٹ نے مستطاع میں پیرس میں
شائع کیا۔ یہ مصنف چوتھی صدی ہجری میں گزرا
احمد ابن طولوں۔ مصر کے خاندان طولون کا بانی۔

ایک ترک غلام تھا۔ اُس کو المتمر خلیفہ بغداد نے مصر
اور شام کی سلطنت کا حاکم مقرر کیا۔ بعد
وہ خود بادشاہ بن بیٹھا اور خود مختاری اختیار کی۔

خلیفہ نے بہت کوشش اس کو تخت سے اُلٹنے
کی کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس نے دمشق وغیرہ کو
تخت و تاراج کیا۔ قاہرہ میں اُس کی بنائی ہوئی

مسجد اب تک موجود ہے۔ مطابق مستطاع
میں وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا تاروت تخت
نشین ہوا۔ مصر میں اس کی اولاد اس وقت تک

حکومت کرتی رہی جب تک کہ مستطاع میں محمد بن
خلیفہ المکتفی کے سپہ سالار تھے مصر کو فتح کر لیا۔ الامیر
مصر کے آخری خلیفہ نے اپنے والد کو مار کر اپنے کو

خطباء کی حالت میں ڈال دیا۔ مستطاع میں تلج کے لڑکے
محمد بن خلیفہ الراضی بادشاہ کے زمانے میں شام اور مصر
پر قبضہ کر لیا اور اُس کا خاندان سوائے قحطوں سے
کے سب ملک کا مالک رہا۔ یہ محمد بن عبد اللہ

نے جو کہ فاطمہ خاندان کا بانی تھا اور جس کی سلطنت
کا دار الحکومت یولس کے قریب قیروان تھا۔ مستطاع
میں فتح کر لیا تھا۔ عبد اللہ السیدی کے جانشین ابو تمیم
معدانی جس کا لقب معز الدین تھا مصر کا قیدی رہے اپنے
سپہ سالار جنرل مدو سے مستطاع میں فتح کر لیا۔ حضرت
ایک شہر القاہرہ بنایا۔ جمال کہ اس کے بادشاہ نے

اپنا پایہ حکومت تبدیل کر دیا فاطمہ خاندان مستطاع میں
ختم ہو گیا۔ اور اس خاندان کے آخری شاہ زادے کے
مرنے پر صالح الدین نے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔

احمد المکرمی۔ تاریخ اسپین بعد اسلام کے مصنف ہیں
سولہویں صدی عیسوی میں پیدا ہوئے اور مقام دمشق
مستطاع مطابق سلطنت میں وفات پائی۔ اس مصنف

نے محمد بن الخلیفہ مشہور وزیر فاطمہ کی مفصل سوانح
عمری لکھی اس کے مقدمے میں اسپین میں غزنیوں کی
حکومت کی تاریخ ابتداء کے تحت سے انہیں شام کی جو

احمد المکرمی شیخ۔ المعروف: ملا جون اٹھویں کھلاتے ہیں
شاہنشاہ عالمگیر کے آقا اور تفسیر احمدی کے مصنف
ہیں۔ مستطاع مطابق مستطاع میں وفات ہوئے دیکھو ملا جون

احمد ایاز ملک خواجہ جہاں۔ محمد شاہ بن غلق شاہ
دہلی کا ممتاز امیر تھا جبکہ بادشاہ مستطاع مطابق
مستطاع میں بمقام بھٹہ مرگیا۔ اُس نے دہلی کے

تخت پر بادشاہ کے کم سن لڑکے کو بٹھانے کی کوشش کی
لیکن فیروز شاہ سوم اس پر غالب آیا۔ فیروز شاہ کے
دہلی میں فتح و نصرت و اغل ہونے سے پیشتر سارا

کے اہستہ میں شیر خاں کے ہاتھ سے امارے و ربار
فیروزی کی سازش سے مستطاع میں اس کا قاتل ہو گیا
خواجہ جہاں کی عمر اس وقت انہی سال کی تھی۔
احمد المقلانی حسن بزرگ ملا خاں ہیں
احمد برنی۔ فارسی کی کتاب سفر السیر کا مصنف تھا۔

برس بعد خواجہ احمد وزیر اعظم مقرر کیے گئے۔ اور اسی عہدہ پر ۱۸ برس تک مسلسل رہے جب تک کہ التوحاش سپہ سالار اور چچا مراد شاہی نے ان پر الزام قائم کیے جن کی وجہ سے وہ ۱۱۳ برس تک قلعہ کابلخ میں قید رہے سلطان سود کی تخت نشینی پر قیدی رہا ہو کر وزارت کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** میں وفات پائی۔

احمد بن حبیل۔ حبیل امام ملاحظہ ہی **احمد بن خضر** وہ۔ خواجہ حاتم آسم کے خلفا میں سے تھے۔ اولیا کرام میں آپ کا شمار ہو۔ **سلسلہ** میں وفات پائی۔ بلج میں آپ کا فرار ہو۔ **احمد بن عبد البدر** کرملی۔ ابو احمد پیر قاسم ملاحظہ ہو۔ **احمد بن علی الخطیب قنطاری**۔ قنطاری دیکھو۔ **احمد بن علی رازنی شیخ**۔ المعروف جتاس ایک مشہور فقیہ گزرے ہیں۔ پیدائش **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** وفات **سلسلہ** مطابق **سلسلہ**۔

احمد بن کثیر (ذغانی دیکھو) **احمد بن محمد اول**۔ شاہ زکی محمد سوم کا لڑکا۔ جنوری **سلسلہ** مطابق شہان **سلسلہ** میں تخت نشین ہوا۔ یہ شہزادہ مشہور اور طاقتور تھا۔ وہ دس یا نو پونڈ کے وزن کا گرز اپنے ہر ایک درباری سے زیادہ دوپھینک سکتا تھا۔ جو اُسے نسانی وعیش وعشرت کا دلدادہ تھا۔۔۔ یکہزری تھیں۔ ۱۵ نومبر **سلسلہ** مطابق ۱۵ ذی قعدہ **سلسلہ** تیس سال کی عمر میں وہ برس حکومت کرنے کے بعد وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی **مصطفیٰ اول** تخت نشین ہوا۔

احمد سوم **بن محمد**۔ محمد چارم کا بیٹا تھا **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** میں ایک فرقے کے سرداروں نے **مصطفیٰ دوم** کو معزول کر کے اس کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے

احمد بن ابراہیم دوم۔ اپنے بھائی سلیمان دوم کے مرنے کے بعد **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** میں قنطاریہ کا بادشاہ ہوا۔ **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** میں فوت ہو گیا اس کے بعد **مصطفیٰ دوم** محمد چارم کا لڑکا تخت نشین ہوا **احمد بن ابوبکر**۔ ایک عربی مصنف ہو۔ اس نے ایک کتاب لکھی جو مشرع المناقب کے نام سے موسوم ہو اور حالات حضور رسالت آپ و صحابہ کرام مثلاً **احمد بن ابوبکر بن ناصر مصطفیٰ الکزونی**۔ حمید اللہ سنتونی دیکھو۔

احمد چہارم بن احمد۔ ان کا نام عبدالحامد بھی ہو **احمد سوم** نشانہ ترکی کا لڑکا تھا۔ اپنے بھائی **مصطفیٰ سوم** کے بعد **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** میں تخت نشین ہوا۔ پندرہ برس حکومت کرنے کے بعد ۱۰ اپریل **سلسلہ** مطابق رجب **سلسلہ** میں وفات پائی اور ان کے بعد سلیم سوم تخت نشین ہوا۔

اسعد بن زر راہ۔ مدینے کے رہنے والے ان بچہ شخصوں میں ہیں جنہوں نے قبل ہجرت سب سے پہلے مکہ میں باکراں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ غزوی انھیں کوائل کہ سب سے پہلے انھیں نے مدینے میں اکرمہ کی ناز تمام کی۔ سلسلہ ہجری میں انھوں نے وفات پائی۔ وہ قبیلہ بنی نجار کے نقیب بھی تھے۔

احمد بن ادريس۔ انکی فیتہ تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں **سلسلہ** مطابق **سلسلہ** میں وفات پائی۔

احمد بن اسرائیل۔ واثق باللہ عظیمہ بغداد کے عمائدین غزنویوں کے ماہرین میں شمار تھا۔

احمد بن حسن **محمدی خواجہ**۔ سلطان محمود غزنوی کے بہترین اور رضائی بھائی تھے۔ ابو العباس غنفل کے معزول ہونے پر سلطان محمود کی تخت نشینی کے دو

احمد بن محمد بن جابر البیلاوی سب کا نام ابو جعفر اور
ابو الحسن بھی ہو۔ المتوکل کے خاندان کے شہزادے کے
آزاد بن تھے سلسلہ مطابق مشہور ہیں وفات پائی
آپ کی کتاب فتوح البلدان عرب کی قدیم تاریخوں
میں سے ہے۔

احمد بن یوسف مؤرخ تھے ایک کتاب اخبار الدول
مؤلفہ میں لکھی چوہانی کی تاریخ چوہانی کا خلاصہ جس کا
نام بحر الذخائر ہے۔

احمد بیگ خاں - محمد شریف نودھان کے بھائی کا لڑکا
تھا جہاں گیر کے عہد میں بنگال میں رہا۔ شاہجہاں
کی وفات میں مدد کی۔ شاہجہاں نے مٹان - شہناؤ
سیوان کا گورنر مقرر کر دیا۔ اودھ میں جاسنس اور اشچی
کی جاگیر ملی اور وہیں مر گیا۔

احمد بیگ کابل کی - محمد علی اکبر کے بھائی کے یہاں کابل میں
لازم رہا۔ اس کے بعد اکبر اور جہاں گیر کی ملازمت
کی کچھ دنوں کے لیے کشمیر کا حاکم ہو گیا سلسلہ میں
وفات پائی۔

اکبر بادشاہ سلطان ترکی سلیمان اول کا سپہ سالار تھا۔ عہد
حاکم مقرب ہو اپنے بادشاہ سے سلسلہ میں دعوات
کی۔ ابراہیم نے جو کہ سلیمان کا معاصی تھا شکست
دیگر احمد بادشاہ کا سر تسلط غنیج دیا۔

احمد جامع سیخ الاسلام - آپ کا لقب ابو نصر
زندہ پیل ہو۔ نیشاپور کے مشہور ولی اللہ سلسلہ مطابق
سلسلہ میں ہیں پہلے ہوئے ۱۰ برس تک چاڑوں اور
جنگوں میں عبادت الہی میں مشغول رہے اس کے
بعد شاہی کرلی ۲۹ لڑکے اور تین لڑکیاں خدا نے
عنایت کیں۔ وصال کے وقت تین لڑکیوں کے علاوہ
۱۴ لڑکے ہی زندہ تھے۔ جن میں سے سب عالم گشت
اور دنیا میں گئیں۔ احمد نام خود بھی مصنف تھے اور

چالیس دو ازاد شہزادوں کو لٹو کی زبان کی بعد
دوستانہ چناہ دی اور یہ سماں نوازی اس کی قابل تہنیت
تکھی جاتی ہو۔ فاس پر حملہ کرنے کی تیاری کے زمانے میں
یہ ایک ایک شورش کے نمودار ہوئے پرتخت سے انار
دیا گیا۔ ملکی سرداروں نے اس کے بھتیجے محمد آؤل کو قید
خانے سے رہائی دیکر سلسلہ مطابق سلسلہ پوری
میں تخت نشین کیا مغزول بادشاہ سلسلہ مطابق
سلسلہ میں ۳۰ برس کی عمر میں مبارک صرع فوت ہوا
احمد بن محمد الغفاری - مشہور کتاب نسخہ جہاں آرا کے
مصنف ہیں۔ یہ کتاب تاریخ مختصر کے نام سے مشہور ہو
جس میں ایشیائی مختصر تاریخ حضرت آدم سے لے کر
عہدہ تک یعنی شاہ عالم سب کے زمانہ تک لکھی
گئی ہے۔ اسی بادشاہ کے نام پر یہ کتاب منون کی لکھی تھی۔
سلسلہ مطابق سلسلہ میں تصنیف ہوئی سپین
کی اسلامی حکومت کے بھی مختصر حالات سلسلہ سے
سلسلہ تک کے اس میں درج ہیں۔ دوسری کتاب
نگارستان بھی آپ کی تصنیف سے ہے۔ آخر عمر میں
جس سے ہندوستان واپس ہوئے پر سندھ کے
ایک بندر گاہ میں اُترے اور سلسلہ مطابق سلسلہ
میں وہیں انتقال کیا۔

احمد بن محمد القسطلانی (قسطلانی دیکھو)
احمد بن محمد بن علی بن محمد الحنفی - خزائنہ الفتویٰ کا
مصنف ہے جو آٹھویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ مجموعہ
نادالوئی مسائل کے متعلق فتاویٰ پر مشتمل ہے۔
احمد بن محمد قدوسی - فقہ کی مشہور کتاب قدوسی انھیں
کی تصنیف سے ہے سلسلہ مطابق سلسلہ میں وفات
پائی۔

احمد بن محمدی - شرح ذہاب کے مصنف آپ نے ایک خزانیہ
نبی لکھی جس کا نام کتاب البلدان ہے۔

آپ کی تعین خاص میں سے چند کا نام یہ ہیں۔
رسالہ عمر قندی، انیس الطالین، مغلیہ انجمنیات۔
بحر الحقیقت، مرآۃ السائرین، سلطان سحر کے زمانے
میں فروزی مستملہء مطابق رجب ۱۰۰۰ھ میں وفات
پائی۔

احمد جعفری خواجہ (احمدی ملاحظہ ہو)

احمد جلال بخاری سید سید محمد بخاری کا لڑکا۔
احمد جلالیر۔ آپ کا نام الفانی بھی بزرگ کی اولاد
میں ہیں حسن بزرگ دیکھو۔

احمد خاں۔ الملقب بہ کبودر پسر ہلاکو خاں اپنے بھائی
ابا خاں کے مرہ پر اپریل ۱۰۰۰ھ مطابق ذی حوجہ
۱۰۰۰ھ میں فارس کے تخت پر بیٹھا وہ چنگیز خاں کی
نسل کا پہلا بادشاہ تھا جس نے اسلام قبول کیا۔

اس کے عہد کے پہلے سال میں مجد الملک بزدی جو اس
کے دربار کا امیر تھا جاوگری کے جرم میں مارا گیا جس
نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد، ارنخوں خاں اپنے
بیٹے کو بہت نکالیت پہنچائی۔ آخر کار امرائے غلیہ
کی مدد سے اس نے نہ صرف ان کا یق سے نجات
پائی بلکہ احمد خاں کا ۱۱ اگست ۱۰۰۰ھ مطابق پھمیں
ہمدادی الاول ۱۰۰۰ھ کو کام تمام کر دیا اور شاہ زادہ
ارغواں خاں خود تخت نشین ہوا۔

احمد خاں شگش۔ ذواب فرخ آباد احمد خاں ٹپش کا دوسرا
لڑکا تھا۔ جب کہ وزیر صفدر جنگ نے احمد خاں کے
بھائی کا نام خاں کے مرہ پیاس کی ریاست پر قبضہ
نہا جائز کر لیا تو احمد خاں نے انڈانوں کی ایک فوج جمع
کی۔ تول رائے کو جس کو صفدر جنگ نے اس کے
مقابلے کے لیے بھیجا شکست دی۔ تول رائے لڑائی
میں مارا گیا۔ اس طرح سے احمد خاں نے اپنے خاندانی
ناب یہ دوبارہ قبضہ کر لیا۔ واقعہ بروز جمعہ ۱۰ اگست

۱۰۰۰ھ مطابق ۱۲ رمضان ۱۰۰۰ھ کو ہوا اس
کے بعد احمد خاں نے اپنے ملک پر ۲۲ سال تک حکومت
کی اور نو برس ۱۰۰۰ھ مطابق شہان ۱۰۰۰ھ میں وفات
پائی۔ بعد ازاں اس کا لڑکا دیر بہت خاں تخت نشین
ہوا جس کو عالم شاہ نے مظفر جنگ کا خطاب دیا۔

احمد خاں سلطان۔ ہرات کا بادشاہ تھا۔ اپریل
۱۰۰۰ھ مطابق ۱۲ شوال ۱۰۰۰ھ کو مر گیا۔ اور
شاہ نواز خاں اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

احمد خاں سوری۔ (سکندر خاں سوری دیکھو)
احمد خاں مہماتی۔ حاکم سیوات تھا۔ اس نے سلطنت
دہلی کے خاص حصوں پر پندرہویں صدی کے شروع
میں سیدوں کے زمانے میں قبضہ غاصبانہ کر لیا تھا۔
اس کو بیلول لودی سے مغلوب ہونا پڑا۔

احمد رضا خاں دروہل کھنڈی بیلی کے ساکن مولوی
محمد تقی علی خاں کے پسر خفی عالم حاجی حسین شہرین
تھے۔ حضرت سید شاہ آل رسول احمدی ماہر ہروی
کے خلیفہ و مرید تھے۔ تقریباً پچھتر کتابیں مختلف جلدات
پر تصنیف کی ہیں۔ سفر حجاز میں علمائے عرب سے
سند و حدیث و فقہ و اصول و تفسیر حاصل کی آخر عمر
تک شغل تصنیف و تالیف جاری رہا۔ قندائے
رضوی ان کی ایک مسوط کتاب مسائل فقہ میں
آج کل نہر طبع ہو طولی علالت کے بعد ۱۰۰۰ھ ضریح ۱۰۰۰ھ
مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۰۰۰ھ بروز جمعہ انتقال ہوا دوسرے
روز محلہ سوداگراں پر لیں میں دفن ہوئے۔

احمد رومی۔ کتاب فائق الحقائق کا مصنف یہ چھولانا
روم کی شہزی کی طرز پر لکھی گئی۔

احمد زورق۔ ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ
مصنف شرح اسماء الحسنی ۱۰۰۰ھ مطابق
۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

کام اسلام کو قوت دینے اور زندہ کرنے کا ہوتا
یہ وہ یقین کرتے تھے کہ دوسرے ہزار سال کا عجز
میں ہی ہوں۔

احمد شاہ - لقب مجاہد الدین محمد ابو نصر احمد شاہ بہادر تھا دہلی
کے شاہنشاہ محمد شاہ کا لڑکا تھا۔ اپریل ۱۷۵۷ء مطابق
۱۲ رجب الثانی ۱۱۷۷ء میں تخت نشین ہوا والدہ کا نام
ادھم بانی تھا۔ دہلی کے قلعہ میں سر شنبے کے دن ۳۱ مارچ
۱۷۵۷ء مطابق ۱۱ رجب الثانی ۱۱۷۷ء میں پیدا ہوا
اور پیر کے دن ۱۹ اپریل ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱ جمادی الاول
۱۱۷۷ء بمقام بانی پتی تاج پوشی ہوئی۔ ۱۷ برس ۳ ماہ
۸ دن حکومت کی بعد تخت سے اتار دیا گیا اور قبیح
علاء الملک وزیر مظفر احمد شاہ اور اس کی والدہ کو
انڈیا لے گیا اور ۱۲ برس تک اور زندہ رہا یکم جنوری ۱۷۷۷ء
کو مر گیا۔ مہم شریف کی مسجد کے سامنے مریم کانی کے مقبرہ
میں دفن ہوا اس کی قید کے بعد عالمگیر دوم بہادر شاہ
کا لڑکا تخت نشین ہوا۔

احمد شاہ ابدالی - المعروف بہ احمد شاہ درانی بہت
کے قرب وجوار میں قوم افغان کے فرقہ ابدال کا سردار
زادہ تھا۔ اور شاہ نے بچپن میں اس کو قید کر لیا۔ اور
گزر درباری پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ فوج کے بڑے
عہدے پر پہنچ گیا۔ اور شاہ ۱۲ مئی ۱۷۵۷ء کی رات
کو مارا گیا۔ اس کی صبح کو احمد شاہ نے پارس کی فوج پر
انہوں کی فوج کی مدد سے حملہ کیا لیکن ہوا گیا۔ تو
احمد شاہ نے فوج کو چھوڑ دیا اور قندھار کی طرف
بڑھ کر شہر قلعہ کر لیا اور خزانہ جو کہ کابل اور سندھ
سے فارس کی فوج کو حارہ تھا چھین لیا۔ ان دنوں کی
مدد سے اس نے ایک سلطنت کی بنیاد رکھی جو بہت
جلد طاقتور ہو کر دودھ نواح کی سلطنتوں کے لیے خطرناک
بن گئی۔ احمد شاہ نے کابل اور قندھار کے علاوہ لاہور

احمد سمانی امیر خلفائے سمانیہ کا تیسرا جلعقد گودرا
ہی اپنے باپ اسماعیل کے مرنے پر شہداء مطابق
۱۷۵۷ء میں صوبہ خراسان وغیرہ کا بادشاہ ہوا۔
یہ ظالم شاہزادہ تھا اپنے چچا اور بھائیوں اور دیگر رشتہ
داروں سے اپنے ملک کو بڑھانے کے لیے لڑا۔
زیادہ تر بھاد کے دربار میں سازشوں سے کام لیا
۸ برس سلطنت کرنے کے بعد کسی گھر کے آدمی نے
مجرعات کے دن ۲۰ جنوری ۱۷۵۷ء مطابق ۲۳
جمادی الاول ۱۱۷۷ء میں بارڈالا اور اس کا لڑکا
امیر نصر جس کی عمر صرف ۸ برس کی تھی خراسان۔ اور
بخارا کے تخت پر بٹھا۔ احمد خاں میں دفن ہوا۔ اور
سلطان شہید کے نام سے اس کی قبر مشہور ہوئی
احمد سید بابر - بیٹہ محمود بارہ کے بھائی تھے
اکبر کے عہد میں تجارت میں تھے۔ اکبر کے شکار چچ نول
کے استاد تھے۔ ان کا لڑکا سید جمال الدین چچ نول
کے عہد کے میں ایک نرنگ پھٹ جانے سے مارا
گیا۔

احمد سید بخارا - مشہور شیخ فرید بخاری کے والد تھے
ان کا حال ملاحظہ ہو۔

احمد سرہندی شیخ - لقب مجدد الف ثانی تھا۔ زہد
علم میں مشہور تھے۔ شیخ عبدالوحید فاروقی کے لڑکے
تھے سرہندی ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۷ء میں پیدا
ہوئے خواجه بانی اللہ کے مرید تھے جو کہ دہلی کے
مشہور ولی اللہ اور کئی کتابوں کے مصنف گزے
ہیں منگل کے دن ۲۹ نومبر ۱۷۵۷ء مطابق صفر
۱۱۷۷ء کو وفات پائی۔ سرہندی میں مزار ہے۔
مجدد الف ثانی کہلاتے تھے کیونکہ ان کا یقین تھا کہ
ہر ہزار سال کے بعد ایک شخص پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ
اسلام کے تمام علوم میں کامل ہوتا ہو اور جس کا

اور شاہ پر پھر قبضہ کر لیا اس فتح سے دلیر ہو کر اور سلطنت
منعلیہ کی کزوری دیکھ کر اس نے ہندوستان کو فتح
کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مستملک کے شروع میں لاہور
سے کونٹہ شروع کیا۔ چونکہ محمد شاہ اُس زمانے میں
میدان جنگ میں جانے کے ناقابل تھا اس نے اپنے
لڑکے شہزادے احمد کو مع وزیر قمر الدین خاں صغیر
جنگ حاکم اور دیگر سرداران کے ساتھ ایک بڑی جہت
سے دشمن کے مقابلے کو بھیجا۔ کئی دن تک سندھ کے
نزدیک کی چوٹی چھوٹی ٹرائیاں ہوئیں۔ آخر کار جمہ
کے دن ۱۱ ربیع مستملک مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۱
کو وزیر قمر الدین خاں جبکہ وہ اپنے جہم میں نادر تھا
تھا آپ کی گولی سے مارا گیا۔ مثل فوج تڑپ رہی تھی۔
تاہم طاعی جاری رہی یہاں تک کہ دشمن کی سبکدوشی
میں آگ لگی تھی۔ بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ احمد
شاہ دہلی اول شکستہ لوٹ مار سے یہ ہو کر کالی
واپس ہو گیا۔ مستملک مطابق ۱۱۱۱ میں پھر آگرہ
دلی پر چڑھائی کی۔ تھر کے باشندوں کو لوٹ مار
کے قہر صار کوٹ لیا مستملک مطابق ۱۱۱۱ میں
مرہٹوں کی طاقت ہندوستان کے قریب قریب
ہندوستان میں پھیل گئی تھی۔ غیب الدولہ و بیاد شجاع الدولہ
نواب اودھ بلکہ ہندوستان متفق ہو گئے اور ایک عرضی
امور شاہ ابدالی کو روانہ کی وہ تخت دلی پر قبضہ کرے
اور اس کام میں اُس کو مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ ابدالی
لاہور والے قصبے سے بھرا بیٹھا تھا اس دعوت پر
بہت خوش ہوا۔ اور دیانے سندھ عبور کر کے
فوراً روانہ ہوا۔ مرہٹوں کو اپنے سامنے سے ہٹا آوا
دلی کے قریب دو ایک چلا آیا۔ مرہٹوں سے کئی
لڑائیاں لڑیں آخر کار پانی پتہ کے میدان میں دشمن
شکست ویکر بڑی شہرت حاصل کی۔ یہ مشہور لڑائی

جنوری مستملک میں ہوئی۔ اس فتح کے بعد دہلی پہنچے
ملک کو چلا گیا اپنے جانے سے پہلے شاہ عالم کو بادشاہ
ہند تسلیم کیا اور شجاع الدولہ کے دوسرے سرداروں
کو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیا۔
مطابق ۱۱۱۱ سال ۱۰ سال زندہ رہ کر ۱۱ سال حکومت
کرنے کے بعد وفات پائی۔ اس کا لڑکا تیسرے شاہ تخت
پر بیٹھا اس کا مقبرہ جس پر ایک سنہرا گنبد و شاہی محل کے
نزدیک واقع ہو۔

احمد شاہ اول۔ نجات کا دو سرا بادشاہ تھا۔ آثار
خاں کا لڑکا اور مغیر شاہ کا پوتا تھا۔ اپنے دادا کی وفات
پر بادشاہ ہوا۔ اجماع القادیر بدایونی منتخب التواریخ
میں لکھتے ہیں کہ اس کے دادا نے اس کو اپنی زندگی میں
مستملک مطابق ۱۱۱۱ میں تخت پر بٹھا دیا تھا
بعد وہ ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ تک زندہ رہا۔ اسی سال
احمد شاہ نے سابرمتی کے کنارے ایک شہر کی بنیاد
ڈالی اور اپنے نام پر اس کا نام احمد آباد رکھا۔ شہر
بعد کو نجات کا دار السلطنت ہو گیا۔ اس شہر کی بنیاد
کی تاریخ بخیر سے لکھی ہو ۳۳ سال حکومت کرنے کے
بعد مر چلا فی مستملک مطابق ۱۱۱۱ ربیع الاول ۱۱۱۱
میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا دو سرا لڑکا محمد شاہ
تخت نشین ہوا۔

احمد شاہ شجاعی۔ اپنے باپ جلال الدین کے بعد گوال کے
تخت پر مستملک مطابق ۱۱۱۱ میں بیٹھا ۱۱۱۶ برس
حکومت کی مستملک مطابق ۱۱۱۱ میں وفات
پائی۔ ناظرین محمود شاہ اول جو شمس الدین الیاس شاہ
کی اولاد میں تھا احمد شاہ کے بعد تخت نشین ہوا۔

احمد شاہ بہمنی دوم۔ امیر برید اس کے باپ سلطان
محمود شاہ ثانی کا وزیر اعظم تھا۔ سلطان کے مرنے
کے بعد اتوار مستملک مطابق ۱۱۱۱ کو اس کا بیٹا

برہ نے اس خیال سے اگر وہ بالکل خود مختار بن جائے گا
تو گرد و نواح کی حاکمیت حاصل کرے گی برائے نام نہاد
احمد کو اس کے آپ کی بجائے احمد باد کے تخت پر بٹھا
دیا۔ محل شاہی اور جواہرات اس کے مقبرہ میں دیئے
اور کچھ رقم روزانہ اس کے خرچ کے لیے مقرر کر دی
جو اس کے اخراجات کو کفایت نہ ہو سکی۔ اس وجہ سے
سلطان نے اپنا ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونہ کا قیمتی تاج
ٹوڑ ڈالا اور جواہرات غنیمت طور پر فروخت کر دیئے۔
تخت نشینی کے دو سال بعد سلطان علاء الدین ثالث
میں مر گیا۔ اس کی جگہ شہزادہ سلطان علاء الدین ثالث
بائیں کیا گیا۔ دو سال بعد یہ شاہ زادہ قید کر دیا گیا۔
اور محمود شاہ کا ایک اور لڑکا دلی شہر کا تخت
نشین ہوا تین سال بعد وزیر کی سازش سے اس کی
بی بی نے زہر سے ہلاک کر دیا اور وہ وزیر کے حرم میں
داخل ہو گئی۔ بعد ازاں احمد شاہ ثانی کے لڑکے کلیم اللہ
کو تخت پر بٹھا یا۔ برائے نام بادشاہ تھا۔ اس کو محل
چھوڑنے کی اجازت نہ تھی۔ امیر برہ نے اس کے
ساتھ نہایت غمی کا برتاؤ کیا تو وہ وہاں سے فرار ہو کر
بجایا پور میں اپنے چچا اعلیٰ عادل شاہ کے پاس چلا گیا
وہاں سے برائے نام نظام شاہ والی احمد نگر کے پاس پہنچا
اور وہاں آخر تک رہا اس کے ساتھ دکن کے بہمنی
فرمانرواؤں کا خاندان ختم ہوا۔ اس کی موت سے
قبل دکن کی بیسی سلطنتوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ عادل شاہی
والہان پچایا پور۔ قطب شاہی دلیہان گوکنڈہ۔
عادل شاہی۔ والیان برار۔ نظام شاہی و الیان
احمد نگر۔ برہ شاہی و الیان احمد آباد ویدر۔

احمد شاہ بہمنی سلطان اول۔ بہمنی نسل کے سلطان
دو دستہ کا دو سر لڑکا تھا۔ ۱۵ اکتوبر ۱۵۱۸ء سلطان
۱۵ سوال سلطان کو جبکہ سلطان فرود شاہ کو تخت و

تاج اس کی خاطر چھوڑے ہوئے اودھ گز رہے
تھے تخت پر بیٹھا۔ احمد آباد بد کے قلعے اور شہر کا
بانی جس کی بنیاد ۱۵۱۸ء سلطان ۱۵۱۸ء رکھی۔
احمد شاہ ثانی۔ گجرات کا بادشاہ تھا چونکہ محمود شاہ
سوم لا ولد تھا احمد خاں اس کے دو برادر غلام نے اس کو
جو اس وقت احمد آباد کا حاکم تھا بادشاہ کا بائیں بنایا
۱۸ فروری ۱۵۱۸ء کو تخت نشین ہوا۔ سات برس
پندرہ ماہ حکومت کی اور اپریل ۱۵۱۹ء کو قتل ہوا۔
مظفر شاہ ثالث بائیں جانشین ہوا۔
احمد شیخ شیخ۔ فتح پور سیکری کے شیخ سلیم شیخ کے دوسرے
لڑکے۔ ایک کے عہد میں لاہور کی اور ۱۵۱۸ء میں
وفات پائی۔

احمد غلام امیری۔ مشہور معری عالم جس نے سہ ماہ میں
جبکہ وہ چار ماہ احمدی غنیمت کے درسی کے عہدہ پر فائز
تھا ایک کتاب العلوم والہا کہے نام سے شائع کی ہے جس میں
موجودہ علماء کے حالات اور ان کے فرائض پر بحث
کی گئی ہے۔

احمد عرب شیخ۔ شیخ۔ ابن شیخ یحییٰ خروانی۔ بارہویں
صدی کے آخر میں بایرہویں صدی کے شروع میں
ہندوستان آکر اکثر بلاد معروف کی سیاحت کی
اور زیادہ تر مکتبہ میں مقیم رہے۔ عربی کے فن ادب
میں کامل مہارت تھی۔ نظم الہامی اور مناقب حیدر
جو ناز علی الدین حیدر نواب اودھ کی فرمائش سے
تصنیف کی ان کی شہرہ تصانیف ہیں جس سے
ان کی لیاقت علمی کا انداز ہوتا ہے۔ سال وفات معلوم
نہ ہو سکا۔

احمد علی خاں۔ رام پور کے نواب تھے (دیکھو نواب حامد علی
خاں۔ روایت ح)

احمد علی خاں۔ کنال کے نواب تھے غدریں گورنمنٹ

مطالعہ کے خیر خواہ رہے۔ پانچ ہزار روپیہ کی انگریزی
دوا باہر خدایات خیر خواہی صحت کی گئی۔ اور دس ہزار
روپیہ کا خلعت عطا کیا گیا۔ یہ نواب محمد علی خاں کی۔
اولاد میں تھے محمد علی خاں، ذکور کا پھول غرت علی خاں
و احسان خاں کے لارڈ ایک نے ہرگز نہ کیا جس کی
انگریزی چالیس ہزار روپیہ سالانہ قرض مستفاد ۶
میں عطا فرمایا تھا۔

احمد علی خاں اور ولی داد خاں، لاگڑہ کے
یعنی نواب تھے۔

احمد علی خاں سید۔ بنگال کے نواب ناصر علی نے اپنے
بھائی علی جاہ کے جانشین ہوئے۔ ۳۰ راکو برس بعد
کو انتقال ہوا۔

احمد علی عباسی۔ مولوی۔ چریا کوٹی۔ آپ مشائیر
علمائے ہند سے تھے تمام فنون علی الخصوص فقہ و
فلسفہ میں کامل مشق تھی۔ پیدائش سنہ ۱۱۰۰ھ۔ اپنے
وطن میں مولوی صرت و نحو پڑھنے کے بعد سیر و سیاحت
کر کے علمائے ہند سے علم حاصل کیا۔ چنانچہ فنون ریاضیہ
اور اصول قزاق و تجوید کا رام پور میں آکتاب کیا
تیس سال کی عمر میں صحیح فنون سے فارغ ہو کر وطن پر
آئے اور شادی کرنے کے بعد تدریس کا سلسلہ جاری
کیا اکثر معلم برہ باب ہوئے۔ آپ کی مشہور تصانیف
الوار احمدی حاشیہ۔ قال اقوال شرح سلم العلوم
دونو رائے نظر ہیں علاوہ بریں تحلیف فنون میں آپ کے
اکثر رسائل موجود ہیں ماہ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ میں
انتقال کیا۔

احمد علی قاضی۔ وطن سندھ۔ ابن سید محمد فتح شاہ
وداد مولانا حمید اللہ سندھی۔ یہ ایک عالم جمراہ
مصنف کتاب کثیرہ تھے۔ سلاطین دہلی کی جانب سے
قصہ سندھ کے عہد تضا پر متنازع تھے۔ اپنے استاد

مولوی حیدر علی کو بھی اپنے علم سے مستفیض کیا۔ میر
زاہد جلال و حاشیہ میرزا اہد شرح مواقف و
فتح سلم العلوم و حاشیہ منہیہ بر شرح سلم و سلم
فرائض حنفی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ بارہویں
صدی ہجری کے آخر میں انتقال کیا اور قصہ سندھ
میں سید غلام حسین کے امام ہائے میں مدفون ہوئے
احمد علی ہاشمی شیخ۔ حالات مشائیر میں ایک کتاب
مخزن الخواص تصنیف کی جو فیض آباد کے نواب
صفدر جنگ کے نام نامی پر مبنی کی گئی تھی۔ سنہ ۱۱۰۰ھ
مطابق سنہ ۱۱۰۰ھ میں انتقال ہوا کلمہ خاد م تھا
احمد غفر نومی شیخ۔ مقامات شیخ کے مصنف ہیں سب
میں احمد شاہ (جام) شیخ الاسلام نیشاپوری کی سوانح
عری لکھی ہے۔

احمد کبیر سید۔ ایک باخدا شخص تھے۔ آپ کا فرزند
لہان میں موضع اچھر میں ہے۔ سید جلال کے
لڑکے ہیں۔ ان کے دونوں صاحب زادے سید
جلال الدین الملقب حمزہ و مہ جانیہاں جاں گشت
اور راجو قال اکا برادیا اللہ سے تھے۔

احمد کھٹو شیخ۔ الملقب بہ وجیہ الدین احمد مغربی
پسر ملک اختیار الدین۔ اختیار الدین مذکور سلطان
فرور شاہ تکی شاہ دہلی کے امرا میں سے اور اس
کے رشتہ دار بھی تھے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد
تمام دولت عیش پرستی میں لڑا دی۔ بعد شیخ کا باب
احسان مغربی کے مرید ہو گئے۔ اور بہت پرہیزگار ہو گئے
گجرات چلے گئے یہاں آپ کی پرہیزگاری کا اس درجہ
شہرہ ہوا کہ سلطان مظفر گجراتی آپ کا مرید ہو گیا
اسی ملک میں سلطان محمد شاہ گجراتی کے عہد میں
یوم پنجشنبہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۱۰۰ھ
۱۱ برس کی عمر میں وفات پائی سوانح میں احمد آباد

کے نزدیک غراز گھوٹا گوئیں ایک جگہ پر جہاں
شیخ احمد پیدا ہوئے تھے۔

احمد مرزا سلطان۔ پسر اسید مرزا اپنے والد کی وفات
کے بعد ۹۷۵ء میں عرقہ پر قبضہ کر لیا ۹۷۵ھ میں
انتقال ہوا۔

احمد مرزا تختے کے قاضی کے لڑکے تھے۔ آپ کے آبا و اجداد
جو سندھ کے باشندے تھے۔ فاروقی خفی تھے
لیکن لانو و شیدہ تھے ایک کتاب خلاصۃ الحیات
تصنیف کی ۹۷۵ء مطابق ۱۵۶۲ء میں دکن سے
اکبر اعظم کے دربار میں آئے شہنشاہ نے تاریخ الفی کے
تالیف کرنے کا حکم دیا بہت سے مصنفین اس بات
میں مشغول ہوئے لیکن زیادہ کام ملا کر ناپر پایلی
دو جلدیں چمکیں ماح کے عہد تک کی آپ نے ختم کیں
اس کے بعد مرزا فولا درلاس نے جنوری ۹۷۵ء
مطابق صفر ۹۷۵ء میں ملاکو دھوکا و کرات کے
وقت گھر سے نکالا اور ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ کیونکہ وہ
علائیہ مینیوں کی دل آزاری کے واسطے خلفائے شاہ
کو برا کہتے تھے۔ اس جرم میں مرزا فولا و شہر لاہور میں
ایک باغی کے پرستہ زندہ باندھ کر ہلاک کر دیے
گئے۔ مرزا کے مرنے کے ۳ یا ۴ دن کے بعد لاہور سے
ہو گئے۔ ملا احمد کے مرنے کے بعد باقی کتاب آصف
خان جنرل بیگ نے ۹۷۵ء مطابق ۱۵۶۲ء تک
ختم کی۔ ملا احمد لاہور میں دفن ہوئے لیکن لوگوں نے
ان کی لاش کو اٹھا کر جلا دیا۔

احمد نظام شاہ بھجری۔ دکن کے نظام شاہی خاندان
کا بانی تھا۔ باپ کا نام نظام الملک بھجری تھا۔ جو
سلطان محمود شاہ بھجری کا وزیر اعظم تھا۔ احمد نظام شاہ
نے باپ کی جاگیر کے قریب بہمن سے مقام فتح
کے اور تلہ دہ بلوچ پور کے دوران حاصرہ میں

۹۷۵ء مطابق ۱۵۶۲ء میں اپنے والد کے قتل
کی خبر سنی فوراً دس ماہ کا اپنے باپ کا لقب اختیار
کیا اس کے بعد لوگوں نے شاہ کا لقب زیادہ کر دیا
سلطان ہا چاہتا تھا کہ اس کو معزول کر دیا جائے
لیکن تمام اراکین سلطنت میں سے کسی کو ہرارت
نہ ہوئی کیونکہ احمد نظام شاہ اکثر جنگی کارناموں کی
وجہ سے ایک خوفناک ہستی سمجھا جاتا تھا۔ آخر کار
اُس نے سرسئی ۹۷۵ء مطابق ۱۵۶۲ء میں رجب ۹۷۵ھ
کو سلطان کی فوج پر فتح پائی اور اس کے بعد وہ خود
نہ بیٹھا اور یوسف عادل شاہ کی رائے سے جو کہ پہلے
ہی خود مختار ہو گیا تھا خدیو سلطان محمود کا نام نکال کر
اپنا نام داخل کیا اور پھر سفید جو اس زمانے میں خلیفہ
بادشاہوں کا نشان تھا سر پر رکھا۔ احمد نگر کے شہر کی
بنیاد ڈالی ۹۷۵ء مطابق ۱۵۶۲ء میں رجب جو دو
برس میں مکمل ہو گیا۔ احمد نگر کا پہلا نظام شاہی بادشاہ
ہوا۔ ۹۷۵ء مطابق ۱۵۶۲ء میں فوت ہوا اس کے
بعد اس کا لڑکا برہان نظام شاہ اول تخت نشین
ہوا۔ احمد نگر کے نظام شاہی بادشاہوں کی فہرست
حسب ذیل ہے:-

احمد نظام شاہ اول ۹۷۵ء

برہان نظام شاہ ۹۷۵ء

حسین نظام شاہ ۹۷۵ء

مرفضی نظام شاہ ۹۷۵ء

نیراجین نظام شاہ ۹۷۵ء

اسماعیل نظام شاہ ۹۷۵ء

برہان نظام شاہ دوم ۹۷۵ء

ابراہیم نظام شاہ ۹۷۵ء

احمد نظام شاہ دوم ۹۷۵ء (شاہ ظاہر کا لڑکا)

ہمدار نظام شاہ ۹۷۵ء

رضی نظام شاہ دوم صفحہ ۷۷

نظام شاہی سلطنت مستند میں ملک عزیز کے
تعبیہ میں پہنچی۔

احمدی۔ ایک ترک شاعر گزرا ۱۵۰۔ اصلی نام خواجہ احمد
بہتری تھا۔ امیر تیمور اعظم شاہ تاتار کے عہد میں ہوا اس
کے عہد کے کارنامے نظم کیے ہیں اور ترکی زبان میں
سکندر نامہ لکھا جس کے عہد میں فوت ہوا۔

احمدی۔ نواب غلام احمد خاں۔ ریاست کچ پورہ ضلع
کرناٹ میں بموجودی مستند ہوئے خاندان
پس کچ پورہ کے ایک رکن تھے۔ ابتدائے عمر سے
علمی مذاق رکھتے تھے۔ اردو زبان میں شعر کہتے تھے۔ ایک
مدت تک ریاست ٹونک اور ڈال بعد ریاست
گوالیار میں ملازم رہے مستند میں ریاست گوالیار
کے ممبر کونسل ہوئے مستند میں کونسل کی میعاد ختم
ہونے پر اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہو گئے۔ ۱۶
اپریل ۱۹۷۰ء کو ۶۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کی
تصانیف توحید و اخلاق میں اکثر طبع ہو چکی ہیں۔

احمدیادگار تاریخ سہ ماہیہ افغانیہ کا مصنف ہو۔ یہ
کتاب ہول لودی سے لیکر آخر تک بند کے تمام
افغان بادشاہوں کی تاریخ ہو جو داو و شاد و ننگال
کے آخری بادشاہ کے حکم سے مستند کے قریب
لکھی گئی۔

احمدیادریا خاں۔ ان کا تخلص بیتا تھا۔ ترک النسل خاندان
برلاس میں سے تھے۔ ان کے والد اشرار خاں لاہور
ٹرسٹ۔ لہان کے صوبہ دار ہوئے تھے۔ بعد مغربی کی
فوجداری پر تقرر ہو گیا۔ احمدیادریا خاں ہی عالمگیری کے عہد
کے آخر میں لاہور کے صوبہ دار تھے۔ یہ بہت مالدار
خیال شاعر تھے کئی نہیں لکھیں اور بہت مستند طاق
۳۳ جمادی الاول ۱۳۷۵ میں وفات پائی۔

احمدیادریا خاں نواب بریلوی۔ ذوالفقار ولد محمد
ذوالفقار خاں دلاور جنگ بریلوی کے لشکے تھے مستند
مطابق مستند میں زندہ تھے۔

اختر۔ ان کا اصلی نام قاضی محمود صادق خاں تھا۔ باپ کا
نام قاضی محمد لال۔ سال ولادت کا پتا نہیں چلا سکتا
مستند استند ۱۷۰۰ مرزا قلی کے شاگرد اصلی وطن
جنگی تازی الدین جہد شاہ اودھ کے زمانہ میں لکھنؤ آئے
اور ملک اشرا کا خطاب پایا تاریخ وفات صحیح نہیں معلوم
ہوئی لیکن یہ تسلیم ہو کہ وہ صدر مستند میں زندہ تھے
اس کے بعد رعایت کی صاحب تصانیف کثیر تھے
لیکن اس میں سے کسی کے چھپنے کی نوبت نہ آئی بہت
بڑی تالیف تذکرہ آفتاب عالمیاب سے جس میں ۱۲
شعر کا ذکر ہے ۳۰ سال کی مسلسل محنت سے تیار ہوا
ہو کوا مع النورینی وجہ المنصور جو انشا و نعت فارسی
کی کتاب ہو۔ انھیں کی تصنیف سے اس کے
علاوہ چند ثنویات اور دیوان بھی ہیں۔

اختر۔ ملاحظہ ہو احمد علی شاہ۔
اخترش اول۔ چونکہ اس کی انکھیں بہت چھوٹی تھیں
اس لیے اخترش کہلاتا تھا۔ اصلی نام ابو الحسن سید تھا۔
مشہور مصنف اور علم صرف کا زبردست عالم تھا
مستند میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ تاریخ
میں پیدا ہوا اور مستند میں وفات پائی۔ اس نام
کے تین آدمی گزرے ہیں اور تینوں مصنف تھے۔
اخترش اصغر نے مستند میں وفات پائی۔

اخترش خاں اخلاص کیش۔ لاہور کا ساکن قوم
کا کھنڈی تھا۔ فارسی میں بھی دست گاہ تھی۔ اور
مالگیر کے زمانہ میں شاہی ملازم رہا اور مالگیر نے
اخلاص خاں اخلاص کیش کا خطاب دیا۔ فرخ
یہ کے زمانہ میں مستند میں بہت ہزاری کا

منصب دار ہوا۔ اس نے فوج کی لکھی اور بادشاہ فائدہ اٹھایا۔

اخلاص خاں شیخ اندرویا۔ ابراہیم کشوڑاں کا بیٹا اور شیخ نواب فرید کا بیٹا تھا۔ اورنگ زیب کی فوج میں بھرتی ہو کر اپنے چچا نواب فرید کے ساتھ رہ کر اکثر لڑائیوں میں کار نمایاں کیے درجہ بہ درجہ ترقی حاصل کر کے سر ہزاری کا منصب اور خطاب اخلاص خاں کا پایا۔ اس کا مقبرہ بمقام بدایوں اخلاص خاں کے درجے کے نام سے موجود ہے۔

ادھم خاں ماہم آئکہ۔ ماہم آئکہ کا لڑکا تھا۔ باہنلوک نے اکبر کو دو دو پلاپلا تھا اور اکبر کے ساتھ بچپن کے تحت نشیمن کے زمانے تک رہی اس نے یرام خاں کے معزول کرنے میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔

ادھم خاں ۵۰۰۰ ہزار فوج کا سردار تھا اس نے باغی بہادر کا یہ خاندان کو کچھ کاٹھ کے قریب ہوا رکھے ہیں اتنا زحمت کیا مسئلہ میں باز بہادر حاکم مالوہ کو شکست دی جس کی معشوقہ روپتی نہایت حسین و با عظمت تھی جب وہ ادھم خاں کی قیدی بن آئی اور اس نے دیکھا کہ اس کی عظمت نہیں بچ سکتی اس نے ادھم خاں کو ایک وقت خاص کا منظر بنایا اور وقت مقررہ پر وہ خوب بن سنور کر زہر کھپا لہو کی کپڑاں پہنٹ گئی ادھم خاں اس کو مردہ پا کر باپوس ہوا۔ مسئلہ میں اپنے دشمن آئکہ خاں کو دربار میں قتل کیا جس پر بادشاہ نے اس کو بھی مواد الا اس کی ماں ماہم آئکہ۔ مہ دن کے بعد بیچ دھم میں مگھی اور دہلی میں اپنے لڑکے کے برابر دفن کی گئی۔ اکبر نے ان ماں اور بیٹے کے مقبرہ پر ایک عمارت عایشان

بنوادی۔ ادھم کا بھائی خان باقی خان گڑھی کھٹک کا حاکم تھا جس نے اکبر کے عہد کے تیسویں سال وفات پائی۔

ادھم شیخ۔ ایک چشتی بزرگ اور ولی گزرے ہیں جون پور میں مشائخ میں وفات پائی۔

ادویب۔ ابوجن علی بن نصر کا تخلص ہو۔ ایک نہایت قابل فلسفی تھے۔ زمانہ خلافت فاطمہ سیدہ خلیفہ مامر کے عہد میں مصر میں قاضی تھے۔

ادویب۔ مولانا سیف الحق صاحب حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلوی کی اولاد سے ہیں مسئلہ دعویٰ متنازع میں پیدا ہوئے تحصیل علوم خاندانی کے علاوہ اگرچہ انگریزی بھی صرف مل تک ہی حاصل کی تھی۔ لیکن خدا داد وجودت و ذہانت کی بدولت اعلیٰ درجے کے تالیف یافتہ حضرات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ سب سے پہلے میور گزٹ نامی اخبار نکالا۔ اس بعد انجمن تصور کے سکریٹری ہو گئے اس زمانے میں کہ نور کی ایڈیٹری کی شغف بند جاری کیا جس کے دوشنبہ شہر صبح اور شام وصال بھی لکھتے تھے۔ علم ادب کے دونوں فروغ یعنی نظم و نثر میں بد طولی رکھتے تھے۔ مرزا غالب مرحوم سے اگلا ضد سخن تھا۔ خوشنویسی میں اچھا ملکہ تھا۔ اکثر قوی کاغذوں میں کچھ بھی دیا کرتے تھے فن تاریخ گوئی میں اتنا ہی کمال تھا۔ کلام اردو اور فارسی نہایت شستہ و رفته تھا۔ محض شہرت کی بدولت حیدر آباد دکن میں گورنمنٹ پورٹر کے معزز عہدے پر ممتاز ہوئے تھے جون سلسلہ علوم مسئلہ میں بتمام دہلی دیا کو خیر باد کیا۔

ادویب صاحب (دیکھو شہاب الدین) اذن حسن۔ جس بیگ بھی کھاتا ہو۔ ایک ترکمان قبیلہ

میں بمقام لندن بزبان انگریزی ہوا۔ اس کے لکھے میر حمایت اللہ نے ہوشدار خاں کا لقب اور چار ہزاری منصب پایا۔ سلطانہ مطہرہ علیہ السلام میں بمقام اوزنگ آباد وفات پائی۔

ارباب خاں۔ تاجاری خاندان کا شاہزادہ تھا۔ بچپن سے ہی خاں کے فوجی خدمت میں ملا۔ مطلق سلطانہ میں تخت ایران پر بیٹھا۔ صرف باغی ماہ حکومت کرنے کے بعد یوسفی خاں کے مقابل میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اور یوسفی خاں اس کا نشان بنوا۔

ارجمند بانو بیگم۔ لقب ممتاز محل ہے۔ کہ عوام میں تلج بی بی مشہور ہے۔ بادشاہ شاہجہاں کی محبوبہ بیگم تھی۔ نو چھ ماں کا بھائی نصرت خاں وزیر اس کا باپ تھا۔ پیدائش سلطانہ مطہرہ علیہ السلام میں ہوئی شاہجہاں کے ساتھ شادی ہوئی۔ دہر آرا کی ولادت کے بعد زہلی کے ایام میں سلطانہ مطہرہ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اور بعد میں جہاں بہت سے عہدوں پر ممتاز رہا۔ اور عہد مالگیر کے پہلے سال میں وہ صوبہ دار اودھ مقرر ہوا لیکن دو ماہ بعد اکتوبر ۱۶۵۷ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ میں فوت ہوا۔

ارادت خاں واضح۔ مرزا مبارک اللہ لقب۔ وضع خاص تھا۔ اسحاق خاں الملقب بہ کفایت محل کار کا لڑکا تھا۔ اس کی اولاد عہد جمہانگیری میں معزز ملازمتوں پر ممتاز رہی آخر میں یہ خود بہ عہد عالمگیری صوبہ دار مالوہ جو شاہ عالم کے زمانے میں دو آبہ کا صوبہ دار رہا تھا اور پھر نازک الدینا ہو کر قلندر ہو گیا۔ بہ زمانہ فرخ سیر سلطانہ مطہرہ علیہ السلام میں فوت ہو گیا۔ فارسی نظم و نثر کی بہت سی تصانیف چھوڑیں۔ کلمات عالیات مینا بازار تواریخ اور جانتان چشمید۔ اور نگ زیب کے جانشینوں کے حالات میں مشہور ہیں۔ اس تاریخ کا ترجمہ سلطانہ

کابانی تھا۔ اپنے حریت جہاں شاہ دین قرار دے کر سلطانہ سے عہدہ تیاہ کرنے اور تمام ان کے اعزاء کو مار ڈالنے کے بعد اس نے ابوسعید مرزا شاہ فارس سے جنگ کی اور اس کو قید کر کے سلطانہ علیہ السلام میں قتل کر ڈالا۔ ادین حسن اس طرح خاندان امیر تمپور کے ملک کے ایکٹ و بھے کا مالک ہو گیا۔ فارس کے بادشاہ بن جانے کے بعد وہ ترکی کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر ترکی کے سلطان محمد ثانی نے اس کو ایک کامل شکست دی جس سے اس کے فوج تاجز و لوہے سر و پٹے لگے۔ گیارہ سال تک حکومت کر کے ۱۰ برس کی عمر میں ۱۰۶۷ھ مطابق ۱۰۶۷ھ میں فوت ہو گیا۔

ارادت خاں۔ لقب پیر اسحاق یا اسحاق خاں نواب اعظم خاں کا پسر تھا جو شاہنشاہ جہاںگیر کے عہد میں اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھا۔ ارادت خاں بہ عہد شاہ جہاں بہت سے عہدوں پر ممتاز رہا۔ اور عہد مالگیر کے پہلے سال میں وہ صوبہ دار اودھ مقرر ہوا لیکن دو ماہ بعد اکتوبر ۱۶۵۷ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ میں فوت ہوا۔

ارادت خاں واضح۔ مرزا مبارک اللہ لقب۔ وضع خاص تھا۔ اسحاق خاں الملقب بہ کفایت محل کار کا لڑکا تھا۔ اس کی اولاد عہد جمہانگیری میں معزز ملازمتوں پر ممتاز رہی آخر میں یہ خود بہ عہد عالمگیری صوبہ دار مالوہ جو شاہ عالم کے زمانے میں دو آبہ کا صوبہ دار رہا تھا اور پھر نازک الدینا ہو کر قلندر ہو گیا۔ بہ زمانہ فرخ سیر سلطانہ مطہرہ علیہ السلام میں فوت ہو گیا۔ فارسی نظم و نثر کی بہت سی تصانیف چھوڑیں۔ کلمات عالیات مینا بازار تواریخ اور جانتان چشمید۔ اور نگ زیب کے جانشینوں کے حالات میں مشہور ہیں۔ اس تاریخ کا ترجمہ سلطانہ

بن بیٹھا۔ اس نے چونکہ یہ مرتبہ ضعیف العمری میں حاصل کیا تھا۔ اس لیے عرصے تک اس کا لطف نہ اٹھا سکا بلکہ اپنے نوجوان ہونے اور جری بیٹے ارکوشیر کے واسطے جس کی قسمت میں کل فارس کا بادشاہ ہونا لکھا تھا جگہ خالی کر دی۔ ارکوشیر کو اردوان حکمران فارس سے لڑائیاں لڑنا پڑیں۔ ہرگز کے مقام پر پہنچے۔ فیصلہ کن لڑائی ہوئی جس میں اردوان کھل ہوا اس کے قتل سے ایران میں ساسانیوں کی جدید سلطنت کی بنیاد پڑی اور کشیر اس خاندان کا پہلا بادشاہ ہوا جس نے چودہ برس کامل بلا شرکت غیرے فارس پر حکومت کی اور سلسلہ میں اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے شاپور اول کو حکومت پروردی۔ اس خاندان کا آخری بادشاہ یزدجرد سوم ہوا۔ اسلامی مسیح نے جو حضرت محمد ﷺ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ہوئے اور مسلمان ہوئے درمیان ہوئی اس کے بعد کا خاتمہ کر دیا فرست ہاشمیان فارس خاندان ساسانی حسب ذیل:

ارکوشیر	شاپور اول	ہرمز اول
برہم اول	برہم ثانی	برہم ثالث
نرسی	ہرمز ثانی	شاپور ثانی
ارکوشیر ثانی	شاپور ثالث	برہم چہارم
یزدجرد اول	برہم گور	یزدجرد ثانی
ہرمز ہرمز ثالث	یزدجرد	بلانش
قباد	جاماسب	نوشیروان یا کسری
ہرمز	خسرو پوز	شہر دیہ
ارکوشیر ثالث	شہریار	تومان دخت
ازرمی دخت	فرخ ہمدان	یزدجرد ثالث

ارکوشیر و زردوست۔ ایران کا بادشاہ زمانہ قدیم قبل مسیح میں، یوں گزرا، اس کے باپ کا نام اسندریہ تھا۔ چار سو چھٹھ سال قبل مسیح کے

اپنے دادا گشتاسب کی جگہ تخت نشین ہوا اس نے اپنے زمانے میں سلطنت کی یہودی کی بہت تدابیر کیں۔ مشہور ہیوان ستم اسی کے استاد الی محمد میں تھا فارسی موزن اس کے حمد کی مدت ایک سو بارہ سال بتلائے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد کے دو تین چھوٹے بادشاہوں کا زمانہ بھی اسی مدت میں شامل ہے اور ان بادشاہوں کا تذکرہ فارسی موزن میں نظر انداز کر دیا ہے۔ ملکہ ہائی اسی کی لڑکی تھی دہائی (ملاحظہ ہو)

اروی وراف۔ مجموعیوں کا ایک مذہبی پیشوا تھا جو ارکوشیر بالکان شاہ ایران کے عہد میں ہوا اور دی وراف نامہ کا مصنف تھا جس کو سن نے زبان زندیا ابتدائی ایرانی زبان میں لکھا تھا۔

ارزمی وخت۔ ملکہ فارس۔ بدانتظامی سلطنت کی وجہ سے سلسلہ بقول بعض سلسلہ میں تخت سے اتار دی گئی اور یزدجرد سوم جو ساسانی حکومت کا آخری بادشاہ تھا جانشین ہوا لیکن اس کے عہد میں بھی امور سلطنت اصلاح پر نہ آئے اور مسلمانوں کے حملے نے ساسانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

ارسلان شاہ۔ (ملاحظہ ہو اب اسرار)

ارسلان شاہ۔ سلطان مسعود غزنوی سوم کا بیٹا تھا اپنے بھائی شیرزاد کو سلطان مطلق سرفہ میں قتل کر کے خود تخت نشین ہو گیا اپنے اور سب بھائیوں کو قید کر لیا صرف بہرام شاہ غراسان کو بھائی گیا۔ یہاں اپنے چچا سلطان بخر سے مدد چاہی۔ بخر سلطان مطلق سلف میں خنیں پر تمل کر کے ارسلان شاہ کو شکست دی اور قید کر کے اس کو مروا ڈالا۔ بہرام شاہ بچاے اس کے تخت نشین ہوا۔

ارسلان سلجوقی۔ طفل کا پسر اور سلطان محمود اور
سجڑ کا پوتا تھا ارسلان شاہ ماہ جنوری ۷۸۱ مطابق
۱۳۸۰ء میں فوت ہوا اس کا جانشین اس کا پسر
طفل سوم ہوا سلجوقی خانہ ایدان فارس کا آخری بادشاہ
گزارا۔

ارشاد۔ میر غلام علی رضوی مع لواحقین ۷۸۱ء میں
اوزنگ آباد آیا۔ فارسی اور دوہیں اچھا شعر کہتا
تھا۔ ایک دیوان اور ایک رسالہ تہذیبہ اللغات
یا ڈکری۔

ارشاد۔ صاحب عالم زرا عبد الغنی گرگانی سلسلہ
نسبی احمد شاہ بادشاہ دہلی تک پہنچتا ہے ۷۸۱ء
میں قلعہ معلیٰ میں پیدا ہوئے۔ مرزا قافا درخش کے
شاگرد بشید تھے۔ شاعری کے سوا موسیقی میں
بھی کامل فن تھے۔ قرنیہ اور اسلام پڑھنے کا شوق
تھا۔ طرز قدیم کے علاوہ طرز جدید کی بھی نظم لکھتے
تھے۔ سرکشتہ تغایم خیاب میں ملازم تھے۔ ۱۲ فروری
۷۸۱ء مطابق ۱۳۸۰ء میں دہلی میں انتقال
ہوا۔

ارغون خاں بن آقا خاں۔ ہلاکو خاں کا پوتا تھا۔ اپنے
بیچا احمد خاں عرف نیکو دار کے قتل ہونے پر انگست
۷۸۱ء مطابق جمادی الاول ۷۸۱ء میں تخت
ایران پر بیٹھا۔ شمس الدین محمد صاحب دیوان اس
کے باب کا قابل وزیر تھا جو فائنو شمس ہو کر دربار سے
اصفہان کو چلا گیا تھا۔ اس کے عہد میں بھر لایا گیا
اور تھوڑے ہی عرصے بعد اس شہر میں کہ وزیر بنے
ابا تان کو نہر دیا تھا بھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ اس واقعے
کے بعد میر قوچا کا دور دورہ شروع ہوا وہ دہرہ بھی
ہوا بلکہ انتقادات شاہی پر ہاتھ مارنے کی کوشش
میں اس کو سزا دی گئی اپنی جان نذر کرنا پڑی۔

ارغون خاں ۱۰ رجب ۷۸۱ء مطابق ۷ رجب الاول
۷۸۱ء میں فوت ہوا حکومت کر کے فوت ہو گیا
ارغون شاہ جانی قربانی امیر۔ تقریباً ۷۸۱ء
میں میناپور اور دھولپور میں حکمران تھا۔ اس سربراہان
سینہ دار نے شکست دی تھی۔

ارزنی حکیم۔ عوام اس کو ارزنی کہتے ہیں۔ اصلی نام
ابوالحسن ابو بکر بن الدین بن انصیل وراق جو
فارس کا باشندہ طفل ثالث شاہ ایران کے
زمانے میں تھا۔ اس نے بادشاہ کے نام سے
کئی کتابیں لکھیں ۷۸۱ء مطابق ۷۸۱ء میں
وفات پائی۔ اس کے دیوان میں تقریباً دو ہزار
اشعار ہیں۔ کتاب سند بادشاہی کا بھی مصنف ایکو کہا
جاتا جو سلطان شاہ اول سلجوقی شہزادہ کا ندیم
اور مہتمم تھا جس کا دار الحکومت میناپور تھا۔

اس شہزادہ کے واسطے اس نے ایک فن کتاب
کتاب الفیہ شافیہ مع تصاویر تحریر کی۔ یہ کتاب
کوک شاستر کا ترجمہ ہے۔ اس نے ایک کتاب تاریخ
کہ لکھی ہے جس کے مسودے کے چند اجزاء یورپ
میں چین میں سے ایک کیمبرج کے کتب خانے
میں بھی ہے ایک یورپین ڈاکٹر برکھاٹ مصنف
نے اپنی کتاب ڈیولس ان عربیا سفرنامہ عرب
کے دیباچہ میں ان مسودات سے مدد لینے کا اعتراف
کیا ہے۔

اسحق جمال الدین نام اسحاق تخلص شیراز کا مضاف تھا
اس نے ایک دیوان شیراز الا شہر چھوڑا۔ اس
دیوان میں یہ التزام رکھا گیا ہے کہ ہر ایک شعر میں
کسی شیرازی یا کھانے کا نام ہے۔ اس کا اصلی نام
ابو اسحاق ہے جس کو اختصار کر کے وہ نظم مرع اسحاق
استعمال کیا کرتا تھا۔ وہ سلطان سکندر شہزادہ فارس

کے عہد میں گزر رہی۔

اسحاق بن علی - عربی دیوان اور ایک کتاب موسوم بہ
ظہیر الادب کا مصنف۔ یہ دو مسئلہ ۶ مطابق
مسئلہ ۱۱ میں فوت ہوا۔

اسحاق موصلی - مشہور عربی مصنف شرمسٹر میں پیدا
ہوا۔ کتاب الفنی میں مذکور ہے کہ جب کبھی وہ سفر کو
جایا کرتا تھا تو اپنے ساتھ کتابوں سے بھری ہوئی ۱۸
صندوقے لے جاتا کرتا تھا، اس پر یہ کہتا تھا کہ اگر میں
اپنے بوجھ کو ہلکا کرنے کا خواہشمند نہ ہوتا تو ان سے
دو چند لایا کرتا۔

اسد الشاہ رخاں - مدلل خط ہوا انسان،
اسد الشاہ رخاں مرزا - (ملاحظہ ہو غالب)
اسد الاولیاء - شیخ صوفی سرست آپ کا نام
تھا صوفیائے کرام دو ایسے عقلم سے تھے
صاحب کشف و خوارق عادات تھے۔ لایا
فاروقی ذہباً پستی تھے۔ نویں صدی ہجری میں -
عرب سے دکن میں تشریف لائے۔ دکن میں سب
سے پہلے اشاعت اسلام آپ ہی کی ذات
بارکات سے ہوئی۔ اس سے پہلے یہاں کوئی اسلام
کا نام نہ لیا تھا۔ ۱۷ صفر سن ۱۱۱۱ مطابق ۱۷۰۱
بتمام لشکر شاہ پور وصال ہوا۔ آپ کا عرس
بڑی دھوم سے ہوتا ہے۔

اسد خاں نواب - لقب بہ آصف الدولہ و
حجتہ الملک ترکمان کے ایک مشہور خاندان کی
اوہ دے تھا۔ سلطان ہمایوں نے اس کے باپ کو
جوشاہ عباس ایرانی کے ظلم سے ہندوستان
کو بھال آیا تھا۔ ذوالفقار خاں کے خطاب سے
ایک اعلیٰ مرتبہ پر مقرر کیا۔ نور جہاں کے ایک شہنشاہ
کی دختر سے اس کی شادی کر دی۔ اسد خاں پر

جو اسی ذوالفقار خاں کا لڑکا تھا۔ اس نے اُسے حمد
شاہ جانی میں شاہی عنایت بدول ہونا شروع
ہو گئی تھیں۔ شاہ جانی نے اپنے وزیر آصفت خاں
کی رٹکی سے اُس کی شادی کی اور بخشی دوم کے
عہد سے پسر فرار کیا۔ وہ عہد عالمگیری میں بھی پیدا
ہوئے۔ ایک بخشی دوم رہا تھا۔ شاہنشاہ عالمگیر نے
اس کو چار ہزاری منصب پر ترقی دی اور بالآخر
اینا وزیر مقرر کر کے سب سے بڑا منصب (ہفت
ہزاری) مرحمت فرمایا۔ بہادر شاہ کے زمانے میں
ویل مطلق جس کا مرتبہ وزیر سے بھی بڑا تھا مقرر ہوا
اور اس کا بیٹا امینل امیر الامرا ذوالفقار خاں کے
لقب سے میر بخشی مقرر ہوا۔ لیکن فرخ سیر کے عہد
میں اس کی جائز ضبط کر لی گئی اس کا لڑکا قتل کیا گیا
اور وہ وراثت نام نہیں دیکر نظر بند کر دیا گیا۔ اسی
حالت میں مسئلہ ۱۲ مطابق مسئلہ ۱۱ میں ۹۰ سال کی
عمر پر فوت ہوا۔

اسدی طوسی - خراسان کا رہنے والا عرب محمود
غزنوی کا مشہور فارسی شاعر فرودی مصنف شاہنامہ
کا استاد تھا۔ بعض موضوع لیتے ہیں کہ شاہ نامے کا
کچھ حصہ اس نے بھی تصنیف کیا۔ سب سے زیادہ
مشہور تصنیف اس کی "مناظرہ روز و شب" ہے
جانی ہے جو اب معدوم ہو گئی ہے۔ لیکن اس کا انگریزی
ترجمہ جو بتام لندن ۱۸۷۵ میں شائع ہوا۔ اب بھی
متاثر ہے۔ اسدی کا سال وفات صحیح معلوم نہیں۔ مگر اس
قدر بتا جاتا ہے کہ سن ۱۱۱۱ مطابق سن ۱۷۰۱ میں جبکہ
فرودی نے غزنی کو چھوڑا تھا وہ زندہ تھا۔

اسفندیار بن گستاخ - شاہ فارس کا سب سے سالار تھا۔
جس کو رسم نے قتل کیا تھا اُس کا تذکرہ شاہنامے
میں ہے۔

سلطنت میں اس کا جانشین ہوا اس کی لاش
فتح پور سیکری کو لائی گئی جہاں اس کا متہوا
ہمک موجود ہے۔

اسلام خاں مشہدی۔ شہد کا متوطن تھا۔ اس کا

اصلی نام میر عبد السلام تھا۔ جہاں گیر کے عہد میں
بیخ ہزاری اور صوبہ داری بنگال کا منصب حاصل
تھا اور شاہجہاں کے عہد میں مہمند الہ دہ کے خطاب
سے شش ہزاری کے مرتبہ تک پہنچ گیا اور بخشی گری
دویم اور نظامت دکن کے عہدہ پر فائز ہوا۔

شاہجہانی جلوس کے تیرہویں سال میں وزارت کے
عہدہ پر ممتاز ہوا اور مجدد الملک کا خطاب پایا
اور ہفت ہزاری منصب پا کر صوبہ دار دکن مغرب
ہوا جہاں وہ عہد شاہ جہاں کے اکیسویں سال میں
بتاریخ ۱۶ نومبر ۱۶۵۷ء مطابق ۱۳ شوال ۱۰۶۵ھ
فوت ہوا۔ اور اورنگ آباد میں دفن ہوا۔

اسلام شاہ (دراختہ ہو مسلم شاہ)

اسلام شاہ حضرت ابوبکر محمدی کی بیٹی تھیں حضرت
عائشہؓ کی سوتیلی بہن تھیں جب اس حضرت
سلمہ نے کے کے کا فوٹ سے تنگ آ کر غارتگری
پناہ لی تھی۔ تو حضرت اسماعیلؓ سے کھا باہنچا
آتی تھیں تیسرے روز جب ہجرت کی غرض سے
حضرت علیؓ نے تین اونٹوں اور ایک راہبر بھیجا تو
آپ زاد راہ تیار کر کے لگیں۔ اس وقت

دستر خوان کو باندھنے کے لیے رسی کی ضرورت ہوئی
تو آپ نے اتفاق کی راہ پر رومال جو عرب کے
عورتیں قمیص کے اوپر کمرے باندھتی ہیں پھیر چاڑھ کر
دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے دسترخوان۔ دوسرے
سے شیکرے کا منہ باندھا گیا۔ اسی روز سے ان کو
ذات النطاقین کا لقب ملا۔ ان کا بیچ حضرت زبیرؓ

اسکندر قشقی۔ جس کو سنیوٹ صاحب نے
اپنے رسالہ "فرست کتب خانہ پوسلطان" میں
اسکندر بن شہین لکھا ہے بتاریخ عالم آرائے عباسی کا
مصنف ہے جو شاہان فارس خاندان صفوی کی تاریخ
میں از ابتدا سے شاہ کبیر لکھنوی لغایت عباس اعظم کے نام
پر مضمون کی گئی تھی۔

اسلام خاں دارالکھس بہد عالمگیر بیخ ہزاری
منصب دار تھا ۱۶۵۷ء مطابق ۱۶۵۷ء میں متسلم
آگرہ فوت ہوا۔ نواب بہت خاں وسیف خاں و
عبدالرحیم خاں اس کے لڑکے تھے۔

اسلام خاں رومی۔ (ترک) لقب حسین پاشا
بن علی پاشا۔ بصرہ کا صوبہ دار تھا۔ لیکن جب اس
کے چچا عمر نے اس کو اس عہدہ سے معزول کر دیا
تو اس نے اس ملک کو چھوڑا اور ۱۶۵۷ء مطابق
۱۰۶۵ھ میں ہندوستان آیا جہاں شاہنشاہ
عالمگیر نے اس کی بڑی عزت کی اور منصب بیخ ہزاری
اور خطاب اسلام خاں سے سرفراز کیا۔ وہ دکن
میں بجا پور کی لڑائی میں بتاریخ ۱۳ جون ۱۶۵۷ء
مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۶۵ھ میں قتل کیا گیا۔
اس نے اپنا مکان آگرہ میں دیرائے جہان کے کنارے
پر اس گھاٹ کے قریب تعمیر کرایا تھا جو گھارا اکملہ آگرہ
اور قلعہ آگرہ کے قریب واقع ہے۔

اسلام خاں شیخ۔ خطاب اعتقاد والدہ سلیم
چشتی کا پوتا اور مشہور ابوالفضل کے باپ شیخ مبارک
کا دادا تھا یعنی مسماۃ لاڈلی سلیم کا شوہر تھا شاہنشاہ
جہاںگیر نے ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۵ھ میں اس کو صوبہ
دار بنگال مقرر کیا۔ نواب اکرام خاں اس کا لڑکا تھا۔
اور قاسم خاں اس کا بھائی تھا۔ اس کے فوت ہونے
پر قاسم خاں بنگال کی صوبہ داری پر ۱۶۵۷ء مطابق

کے ساتھ ہوا تھا جو آل حضرت کے چھوٹی زاد بھائی تھے۔ سونہر کی عمریں ۷۰، ۷۵ وادی الاول مستحکو انتقال ہوا۔

امعیل مولوی محمد امعیل میرٹھی: پیدائش ۱۳۵۷ء ایک مشہور شاعر اور مصنف تھے۔ ان کا نام اردو نصاب کی ابتدائی کتابوں کی وجہ سے پہچانے کی زبان پر ہو۔ ان کو گوڈنٹ سے خاں صاحب کا خطاب بھی ملا تھا۔ شاعر کی مرزا غالب سے تلمذ رکھتے تھے۔ کم از کم ۱۵۰ کو انتقال کیا۔ ان کی تصنیف سے ایک مبلوہ کلیات موجود ہے۔

امعیل اصفہانی۔ آپ کے والد احمد آباد گجرات میں آئے۔ آپ نے علم ظاہری کی کیل اپنے والد ماجد اور ملتانے عصر کے کی۔ جامع علم و فضل اور صاحب کمالات تھے۔ حضرت شاہ عالم قدس فر سے سبقت کی اور عمدہ فضل سے مستغنی ہوئے سلطان محمود نے حضرت کے پیرو مرشد سے انتہائی کراپ قاضی صاحب کو حکم دیں کہ عمدہ قضا قبول کریں چنانچہ پیرو مرشد کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ نے منظور کیا۔ ۱۲۶۰ ہجری اول ۱۸۶۵ء مطابق ۱۸۷۷ء کو وصال ہوا۔

امعیل بن امام جعفر صادق۔ امام جعفر صادق کے پسر اکبر تھے جن سے فرقہ امعیلی یا امعیلیہ موسوم کیا جاتا ہے جس کے ائمہ البسوس امام سرافا خان جو ہیں۔ انھوں نے لمبی کی سکونت اختیار کر لی ہے۔ (ملاحظہ ہو آقا خان)

امعیل بن حسن۔ مصنف کتاب ذخیرہ غوار و حشاہ مختص ملا الدین تاج کش سلطان غور زم کے عہد میں ہوا تھا جو ۱۲۷۵ء مطابق ۱۸۵۹ء میں فوت ہوا تھا قاتی کا عصر تھا۔

امعیل سامانی امیر۔ سامانیہ نسل کا پہلا بادشاہ تھا جس کا سلسلہ نسب ہرام چوہین تک پہنچتا ہے جس نے تاج فارس کے واسطے خسرو پرورد سے جھگڑا کیا تھا۔ خلیفہ محمد نے ۷۵۰ء مطابق ۷۵۰ء سلطنت میں اس کے باپ نصیر احمد بن اسد بن سامان کو دارالہنر کا صوبہ دار مقرر کیا تھا اس کی وفات پر اس کا بیٹا امعیل بن کا جانشین ہوا عمرو بن بیست پر فتح پاکرجس کو کہ اس نے گرفتار کر کے بغداد کو بھیج دیا تھا۔ امعیل خود مختار ہو گیا۔ خاندان سامانی کی حکومت خراسان و سیستان و بلخ و بخارا و سمرقند میں پھیلی ہوئی تھی یہ عادل و مشہور بادشاہ ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد ۷۵۷ء مطابق ۱۸۷۲ء میں ۶۰ سال کی عمر میں فوت ہوا اور اس کا جانشین اس کا پسر امیر احمد سامانی ہوا اس خاندان کے بادشاہوں کے نام جو کہ امیر کہلاتے تھے اور جنھوں نے ۱۲۸ سال قری حکومت کی حسب ذیل ہیں:-

- (۱) امیر امعیل سامانی ۷۵۷ء
- (۲) امیر احمد ۷۵۹ء
- (۳) امیر نصر دوم ۷۶۳ء
- (۴) امیر فوج اول بن نصر ۷۶۴ء
- (۵) عبدالملک ۷۶۵ء
- (۶) امیر منصور اول ۷۶۶ء
- (۷) امیر فوج دوم ۷۶۷ء
- (۸) امیر منصور دوم ۷۶۸ء
- (۹) عبدالملک دوم ۷۶۹ء
- (۱۰) مستنصر ۷۷۰ء

امعیل سید بن حسین جرجانی۔ فارسی زبان میں طب کی دو کتابوں اغراض الحب و خف علانی کا مصنف

تھاج اس نے آپ ارسلان سلطان خوارزم کے نام سے متون کیں۔

اسمعیل شاہ سیّد پیر پھر بھی کہلاتے ہیں۔ شریعہ طبع میں دریائے نرند کے کنارے مغربی دروازہ کو دو ہزار قدم کے فاصلہ پر آباد ہوئے۔ مقبرہ تین سو سال کی پرانی عمارت اسی جاتی ہو۔ مقبرہ کے وسط میں ایک عرصہ ہو جس کا عرض ایک فٹ آٹھ انچ اور طول پانچ فٹ چار انچ اور عقی ایک فٹ دو انچ ہو۔ عرصہ ہر سو میں سردیانی سے لرز رہتا ہو اس کے بیچوں بیچ آٹھ آپ سے تقریباً ایک انچ اونچائی پر قرار بنا ہوا ہو۔ اس قرار پر پانی نہیں پہنچے پاتا حتیٰ کہ چاروں طرف مزار کے پانی جھیل ہو۔ ہر بخشہ کو زائرین کا مجمع ہوتا ہو۔ لوگ تبرکاً اس مزار کا پانی پیستے ہیں۔ یہ چشمہ عجیب و غریب و بیات لوگوں کے اب تک مجھ میں نہیں آتی کہ پانی کہاں سے آتا اور کس وجہ سے کم و بیش نہیں ہوتا۔

اسمعیل صفوی شاہ بن سلطان حیدر خان دہلوی کا پہلا بادشاہ تھا جو فارس میں سلاطین حکومت کرتا تھا وہ اپنے آپ کو حضرت موسیٰ کاظم امام ہفتم کی اولاد میں بتاتا ہو۔ اس خاندان میں شیخ صفی الدین نے بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ انھیں بے یہ خاندان صفویہ یا صفوی مشہور ہوئے۔ ان کی اولاد سے صدیوں موسیٰ و خواجہ علی و شیخ ابراہیم و سلطان علاء الدین نرند و تلوی میں مشہور عالم تھے یہاں تک کہ بادشاہ قوت شاہ صدر الدین ان کے چہرہ کو اکثر ادب کے سلام کرتا تھا۔ تیمور اعظم جب ان سے ملنے کو گیا اس نے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک کروں تو اس شریف النفس اور پاک طبیعت بزرگ نے صرف یہ کہا کہ ان قدیوں کو جو ترکستان سے لایا ہو

رہا کر دے۔ فاتح نے اس درخواست کو پورا کیا رہا ہونے پر یہ لوگ حضرت صدر الدین کے معتقد اور مرید ہو گئے۔ ان کی اولاد نے بھی اپنے اجداد کے ہر عقیدے کو قائم رکھا۔ انھیں مریدوں کی مدد سے ایک دن ایسا آیا کہ یہ خاندان برسر حکومت ہو گیا۔ خواجہ علی کے منسلک کاج کر کے بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور وہیں وفات پائی ان کے پوتے شیخ جنید بعد وفات اپنے باپ شیخ ابراہیم کے صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی خدمت میں مریدوں کو اس قدر مجمع حاضر ہو۔ جہاں شاہ حاکم آذربائجان ان کی تعداد کثیر سے خوف زدہ ہوا اور اس زہاد کو درپیل سے جلا وطن کر دیا جنید دیار کر کو چلے گیا ان کے حاکم اذن حسن نے مریدی سے ان کا استقبال کیا۔ اور اپنی بہن کی شادی ان کے ساتھ کر دی۔ اس کے بعد وہ مع اپنے مریدوں کے شروان کو گئے جہاں سلطان مطابق معتمد میں شہید گئے۔ یہ سلطان حیدر آپ کے پسر جانشین ہوئے۔ اور آپ کے چچا اذن حسن نے جو جہاں شاہ اور سلطان ابو سعید کو مغلوب کر کے فارس میں طاقتور ہو گئے تھے۔ اپنی دختر کی شادی آپ کے ساتھ کر دی۔ سلطان حیدر بھی ایک جنگ میں جو شروان شاہ و یعقوب بیگ کی فوج سے ۱۰۰۰ ہلائی معتمد مطابق شہان سلاطین میں ہوئی تھی۔ یہ زخم تیرہ لاکھ ہو گئے۔ سلطان حیدر کے تین پسر سلطان علی و ابراہیم مرزا و شاہ اسمعیل تھے۔ جب اسمعیل ۱۰ سال کی عمر کو پہنچا سلاطین میں سے قائم رکھے کہ سلطان حیدر کو سجادہ نشین ہوا۔ اور اپنے خاندان کے بڑے دشمن حاکم شروان کا مقابلہ

کا مقابلہ کیا جس کو اس نے مستعفاء مطابق مستعفاء میں شکست دی اور ایک نئی فتح کے ذریعہ سے جو اس نے الوند بیگ پر حاصل کی تھی وہ صوبہ آذربائیجان کا مالک ہوا اور شہر تبریز میں اپنی سکونت قائم کی چار سال کے عرصہ میں سلطنت فارس کا مسلم بادشاہ ہو گیا وہ ۱۷ جولائی ۱۱۷۱ مطابق ۲۵ رجب ۱۱۷۱ کو پیدا ہوا تھا اور ۲۴ سال قری حکومت کر کے ۲۷ روز و دو شب بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۹۱ رجب ۱۱۹۱ ۳۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور قبل میں دفن ہوا اس نے چار لڑکے پانچ لڑکیاں چھوٹیں۔ ایک لڑکا ہما سب جو اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا۔ دوسرے لڑکے سام مرزا و ہرام و اخلاص و زنا نختہ۔ اس نے ایک ترکی دیوان تصنیف کیا تھا۔ جس میں اپنا تخلص کتبائی استعمال کیا، شاہان ملک فارس خاندان صفوی کی فرست حسب ذیل ہے:

- (۱) شاہ اسماعیل صفوی پسر اول سلطان حیدر
- (۲) شاہ ہما سب صفوی اول پسر اسماعیل صفوی۔
- (۳) شاہ اسماعیل ثانی۔
- (۴) محمد خدا بندہ۔
- (۵) حمزہ بن خدا بندہ
- (۶) شاہ اسماعیل سوم بن خدا بندہ۔
- (۷) شاہ عباس اول بن خدا بندہ۔
- (۸) شاہ صفی بن صفی مرزا بن عباس
- (۹) شاہ عباس ثانی بن شاہ صفی۔
- (۱۰) شاہ سلیمان بن عباس ثانی۔
- (۱۱) شاہ حسین بن سلیمان۔
- (۱۲) شاہ ہما سب ثانی آخری بادشاہ خاندان صفوی
- (۱۳) شاہ عباس سوم (ملاحظہ ہونا در شاہ)

اسماعیل صفوی شاہ ثانی۔ شاہ ہما سب اول صفوی

کا پسر ثانی تھا وہ اپنے باپ کا جانشین تخت فارس پر ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۱ مطابق ماہ صفر ۱۱۷۱ میں اپنی بی بی ہری خانم کی مدد سے ہوا اس نے اہل بادشاہ کا مختصر عہد عیاشی و مصیبت میں گزارا تخت نشین ہوتے ہی اس نے خاندان شاہی کے تمام شاہ زادوں کو جو کہ قزاقوں میں تھے علاوہ علی مرزا کے جس کی جان بخشی گئی تھی قتل کا حکم دیا لیکن علی مرزا کو بھی اندھا کر دیا گیا۔ علی مرزا کا بڑا بھائی محمد مرزا جس کی نظر قدرتی طور پر کمزور تھی اور جو قریب قریب نابینا تھا اور اپنے باپ کی حیات میں خراسان کا صوبہ دار تھا اس وقت شیراز میں موجود تھا اس کو اور اس کے پسر عباس کو قتل کرنے کا حکم بھیجا گیا لیکن قبل تعمیل احکام تعمیل ایک و نایک حلوای کے مکان میں مردہ پایا گیا اور خیال کیا گیا کہ اس کی بہن نے اس کو زہر دیدیا اس کی وفات قزاقوں میں بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۱۷۱ مطابق ۱۳ رمضان ۱۱۷۱ میں ایک سال چھ ماہ کی مختصر حکومت کے بعد واقع ہوئی۔ اس کا بڑا بھائی محمد مرزا اس کا جانشین ہوا اور اس نے تخت نشین ہو کر محمد خدا بندہ کا لقب اختیار کیا

اسماعیل عادل شاہ۔ سلطان بیجا پور عرف ابوالفتح بیجا پور کے تخت پر دکن میں اپنے باپ یوسف عادل شاہ کا جانشین ۱۱۷۱ مطابق ۱۱۷۱ میں ہوا اور ۱۵ سال قری حکومت کرنے کے بعد ۱۷ روز ہمارش بتاریخ ۱۶ اگست ۱۱۷۱ مطابق ۱۶ صفر ۱۱۷۱ فوت ہوا اور تقام کو کی میں اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن ہوا اس کا جانشین اس کا پسر ملو عادل شاہ ہوا۔

اسماعیل عرف المنصور۔ خاندان فاطمیہ کا تیسرا خلیفہ تھا ۱۱۷۱ مطابق ۱۱۷۱ میں اپنے باپ القائم کا جانشین ہوا اور ۱۷ روز بعد کو جو کہ اس کے باپ سے باغی ہو گیا تھا قتل کیا اور اس کی کھال کچھو کر اس میں بھوسا بھریا

دیوان تصنیف کیا۔ ۱۰۰۰ مطابق سنہ ۱۰۰۰ میں وفات پائی۔

اسیر۔ سید منظر علی خاں نام۔ اسیر تخلص تھا قصبہ ایٹھی ضلع گھٹو کے رہنے والے تھے۔ واجد علی شاہ آخری شاہ اودھ کے اردو شاعری میں اوستاد تھے اور دو کے ہر گو شاعر صحنی کے شاگرد مشہد تھے آخری قصہ عمر کا نواب یوسف علی خاں والی رام پور کے دربار میں بسر ہوا۔ چھ دیوان اور دو ایک دیوان فارسی شہسوئی درۃ التاج اور ایک رسالہ عرض یادگار چھوٹے ۱۷۹۷ء میں بصرہ سال بمقام رامپور اشاعت کیا دو لڑکے چھوٹے جو حکیم اور افضل کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔

اشرف خاں۔ ان کا اصل نام محمد صفوی شہیدی سید تھے۔ شاہنشاہ اکبر کے زمانے میں میر شاعر تھے۔ بہت خوش نویس اور اچھے شاعر تھے۔ یہ نعم خاں خانقاہوں کے ساتھ گال کئے اور ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ء میں بمقام گھٹو کی وفات پائی۔

اشرف خاں۔ مرزا محمد اشرف خلف اسلام خاں شہری کا خطاب۔ ہوشا بھماں کے زمانے میں پانزدہ صدی کا منصب اور اعتماد خاں کا خطاب تھا عاشر کے عہد میں سہ ہزاری کے منصب پر ممتاز ہوا۔ اور اشرف خاں کا خطاب پایا۔ بجا پور کی فتح کے بعد ۱۰۰۰ بعد ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ء فروری قیدہ ۱۰۰۰ء میں وفات پائی۔

اشرف غلزنئی۔ غلزی قبائل کے افغانوں کا سردار تھا۔ ۱۲۰۰ اپریل ۱۰۰۰ء کو محمود غلزی کا جانشین ہوا محمود سلطان حسن صفوی کے عہد میں بادشاہ کو قید کر کے ایران کے تخت پر قابض ہو گیا، اشرف نے اپنی تخت نشینی پر غریب سلطان حسن کو قتل کرا دیا

اور اس کو شایع عام پر رکھوا دیا، سال ۱۰۰۰ء حکومت کرنے کے بعد ۱۰۰۰ء مطابق ۱۰۰۰ء شوال ۱۰۰۰ء میں فوت ہوا اور اس کا جانشین اس کا پسر ابوبکر محمد عرف مزار الدین الشہید ہوا۔

اسمعیل نظام شاہ۔ بن برہان نظام شاہ ثانی۔ احمد نگر کا بادشاہ حسین شاہ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ برہان نظام شاہ کی تخت نشینی پر قلعہ لاہر گڑھ میں قید ہو گیا تھا لیکن کچھ دنوں بعد قید سے نکل کر اپنے بھائی سے ملا اور شہنشاہ بن کر اکبر بادشاہ کے پاس چلا گیا اپنے دو بیٹوں ابراہیم اور اسمعیل کو قلعہ لاہر گڑھ میں چھوڑ گیا میران حسین شاہ کی مغربی بھال خاں کی نظر ان دو بھائیوں پر پڑی اور اس نے پھونٹے بھائی اسمعیل کو پانچ سو سواروں میں تخت پر بٹھایا جس نے اسمعیل نظام کا لقب اختیار کیا۔ برہان شاہ نے جو کہ اکبر بادشاہ کی پناہ میں تھا یہ خبر نہ کر چکا تھا کہ بھائی کی لیکن شکست کھائی پھر امر اور رعایا کی دوسے جو مذہب مہدوی کی سرپرستی لے سبب موجودہ بادشاہ اور اس کے وزیر سبکی جمال خاں سے ناخوش تھے برہان شاہ احمد نگر پر متوجہ ہوا اور جمال خاں سے مقابلہ ہوا اس لڑائی میں جمال خاں کی بیٹھائی پر ایک گولہ لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اسمعیل نظام شاہ اور اس کے ساتھی امرا بھی بھٹکتے نظر آئے۔ بعد ازاں اس کے باپ نے گرفتار کر کے اسے قیدیوں ڈال دیا اور خود برہان شاہ ثانی کے نام سے تخت نشین ہوا اسمعیل نظام شاہ نے صرف دو برس سلطنت کی۔

اسو۔ یا الاسود دیکھ مسئلہ کذاب،

اسیر۔ معروف ہر مرزا جمال اسیر ایران کا مشہور ایک خیال شاعر کلیم مصائب کا محضر تھا شاہ عباس اعظم کا رشتہ دار سلطنت میں عروج پایا۔ ایک فارسی

دلیہ خواہیں۔ کتب قول مولانا شہری کی تصنیف سے قابل تذکرہ ہیں۔ حلیۃ شاہجہانی۔
گلدستہ سلطانی۔ تراۃ معرفت۔ ایشیائی شاعری گلابستہ اردو۔ ادیب۔ لغات الخواتین۔
مرقع تاجوشی۔ حیات نور جہاں۔ تاریخ اردو۔
حیات انیس۔

اشوکبہ۔ ہندو سارا کا لڑکا تھا۔ اور چند رگیتا کا پوتا۔
گلدستہ میں تیلی پتر کا راجہ تھا سال ۱۱۱۱ھ قبل مسیح تک
تقریباً ۱۱ سال سلطنت کی۔ اس کی حکومت بہت
مشہور ہوئے شاعر کہتے جو کہ اس کے حکم سے لکھے گئے
تھے ہندوستان کے مختلف حصوں میں ملتے ہیں
وہ اپنے احکام و کذبات میں اپنے آپ کو پناہ کی
لکھتا تھا۔

اصالت خاں۔ میر عبدالمدادی ولد میر میراں یزدی
کا خطاب ہو۔ شاہجہاں کے امراء میں تھا ۱۱۱۱ھ
مطابق ۱۱۱۱ھ میں وفات پائی۔

اصالت خاں۔ مرزا محمد خاں مرزا بدیع مشہدی
کا خطاب ہو۔ یہ ہند میں ۱۱۱۱ھ میں شاہجہاں
مطابق ۱۱۱۱ھ میں ۱۱۱۱ھ میں لایا اور شاہنشاہ
عالمگیر نے اس کو منصب پنج ہزاری پر ممتاز کیا۔
۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ میں لایا اور عالمگیری وفات
پائی۔

اصمہ پنجاشی جیشہ کے بادشاہ کا نام ہو۔ پنجاشی
لفظ نجوس کا عربی ہو۔ اس لفظ کے معنی بادشاہ
کے ہیں۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی بیعت سے پنجویں سال
میں جب کفار قریش کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر
جان نثاران اسلام نے مکہ سے جیش کو ہجرت
کی تھی اس وقت یہی جیش کا بادشاہ تھا اور
اس کے عدل و انصاف کی عام شہرت تھی۔

اونیش کو مقام قمر دفن ہونے کے لیے بھیجا ناودشاہ
نے اس کو قلعہ مطابق ۱۱۱۱ھ میں شکست
دی کہ شاہ ہمایوں نے تخت سلطنت حسین کو تخت پر
ٹھکایا۔ بعد ازاں اشرف کو ایک باجی نے کرمان اور
قندھار کے درمیان جنوری ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ
میں پکڑ کر قتل کیا اور شاہ ہمایوں کے پاس اس کا
سر بھیج دیا۔

اشرف محمد حسن۔ ولد شاہ محمد زمان آبا دی کا تخلص
ہو غالباً ۱۱۱۱ھ میں زندہ تھے اور مثنوی سعدی فیض کے
مصنف ہیں۔

اشرف مرزا محمد سید ازاد رانی خلف ملا محمد قانع کا
تخلص ہو۔ ایران سے ہندوستان آئے اور یہاں
پہنچ کر زب اللہ سائیکہ دختر شاہنشاہ عالمگیر کے
انالیق مقرر ہوئے۔ مولوی ہیں وفات پائی۔ ایکے پڑن
و متعدد شہادیات کے مصنف ہیں۔

اشک۔ محمد خلیل اللہ خاں کا تخلص ہو دیکھو محمد خلیل اللہ خاں
اشہری۔ مولانا سید امجد علی نام اشہری تخلص۔ امام
زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ ان کے
والد میر احمد علی خان بہادر ایبٹ آباد یا کپڑی کے
عمد میں اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر تھے۔ مورث اعلیٰ
عمد جہاں گیری میں تر فر واقع ایران سے ہندوستان
آئے۔ اشہری کا سال پیدائش ۱۱۱۱ھ ہو۔ علوم
مشرقی کے زبردست ماہر تھے۔ علاوہ شاعری کے
اعلیٰ درجے کے انشا پرداز اور ادیب تھے۔ ۱۱۱۱ھ
میں دہر الملک نامی اخبار بھوپال سے نکلا دواں
عمدہ نائب مرافعو و میر منشی کُری و حقیر ہر ماور ہے
۱۱۱۱ھ اولیٰ الاول ۱۱۱۱ھ کو وفات پائی۔ صرف
ایک فرزند منظر کوئی یا دگار چھوڑا جو خود بھی
کئی کتابوں کے مولف ہیں اور سرکار آصفیہ کے

مسلمان جب تک وہاں رہے اس دامن کی
زندگی بسر کرتے رہے۔

اصمعیؒ ابو سعید عبدالملک بن قریب مشہور ادیب
تھے۔ نحو اور لغت میں خاص دست قدرت حاصل
تھا۔ امام وقت تھے۔ بصرے کے متوطن تھے۔
خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں بغداد چلے
گئے۔ خلیفہ المامون نے اپنے عہد میں ان کو بلایا
تو پیرانہ سالی کی بنا پر ان سے انکار کر دیا تھا۔ مگر خلیفہ
کو جب علمی مشکل پیش آتی تھی تو لکھ کر ان سے دریافت
کر لیتا۔ ۱۲۰ھ مطابق ۷۳۷ء میں بصرے میں
پیدا ہوئے اور ۱۸۰ھ مطابق ۷۹۷ء میں بصرہ

ہی میں انتقال کیا۔ ان کی لکھی ہوئی کتابوں کی تعداد
بہت ہو ان میں سے چند یہ ہیں۔ کتاب خلق الانسان
کتاب الاجناس کتاب الافواع۔ کتاب العزہ۔
کتاب المقصورہ والممدودہ۔ کتاب الفرق۔

کتاب الصفات۔ کتاب الاثواب۔ کتاب المیسر والعیاج
کتاب خلق الفرس۔ کتاب الخیل۔ کتاب الابل۔
کتاب النسا۔ کتاب الوحوش۔ کتاب الاشغال۔
کتاب الاضداد۔ کتاب الاتفق وتختلف واختلاف
معائنہ وغیرہ وغیرہ۔

اطرخاں خلف امیر نظام الدین ضوی بخارا کا ہنسند
تھا۔ محمد شاہ ہنشاہ عالمگیر میں ہندوستان آیا
اور اپنے اشعار کو بشکل دیوان مرتب کیا۔

اعثقا و خاں آصف خاں وزیر کا بھائی اور اعتماد الدولہ
کا لاکھ تھا محمد شاہ جہاں میں کئی کئی کتبہ وادقہ مرزا
اس عہد پر عروج تک پہنچا۔ ۱۰۰۰ء میں ۱۰۰۰ھ مطابق
۱۶۰۰ء میں فوت ہوا۔

اعثقا و خاں خطاب مرزا بہمن یا جو کہ آصف خاں
کا پسر اور اعتماد الدولہ کا پوتا تھا وہ بہرہ

شاہ جہاں ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں چار
ہزاری کے منصب پر پہنچا اور اس کو اعتقا و خاں کا
خطاب دیا گیا۔ جو کہ اس کے آپ اور اس کے
بچے پر اور آصف خاں کو کچھ عرصہ تک حاصل رہا
تھا۔ عہد عالمگیر کے پانچویں سال یعنی ۱۰۰۰ھ مطابق
۱۶۰۰ء میں اس کو پنج ہزاری کا منصب عطا ہوا
۱۰۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں وہ ڈھاکہ لکھنؤ
نگال میں اپنے بھائی شایب خاں سے ملنے کو گیا
جو اس وقت میں صوبہ دار بنگال تھا اور وہاں
۱۰۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں فوت ہوا۔

اعثقا و خاں۔ اس کا سابق خطاب ذوالفقار خاں
نصرت جنگ تھا۔ ذوالفقار خاں ملاحظہ ہو۔
اخصاص الدین شیخ۔ مصنف شگرت نامہ ولایت
اس مصنف نے ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں

قبل یا بعد کو برطانیہ غلطی اور فرانس کا سفر کیا تھا۔ اس
کتاب میں اسی سفر کے حالات ہیں اس کا انگریزی ترجمہ بھی
اعتماد الدولہ۔ محمد امیر خاں وزیر اعظم بادشاہ محمد شاہ
کا خطاب ہو (ملاحظہ ہو محمد امیر خاں)۔
اعتماد الدولہ۔ پسر محمد امین خاں وزیر (ملاحظہ ہو
قر الدین خاں)۔

اعتماد الدولہ۔ خواجہ غیاث پد نور جہاں بیک شاہنشاہ
جاں گیر کا خطاب ہو جو تاج پوری اسٹیل تھا۔ اگر کے
زمانہ میں ایران سے ہندوستان آیا۔ جہانگیری
عہد میں اس نے اعتماد الدولہ کا سب سے بڑا خطاب
پایا نہ صرف اس کو یہ اعزاز ملا بلکہ اس کے دونوں
بیٹے بھی آصف خاں و اعتقا و خاں کے خطاب سے
امر شاہی میں داخل ہوئے ۱۰۰۰ھ مطابق
۱۶۰۰ء میں اولاد سندھ میں سمیت شاہی میں تکرار سے
کثیر جاتے ہوئے اعتماد الدولہ فوت ہو گیا۔ اس

کی لاشیں اُگرہ لائی گئی اور جہنہ کے کنارے دفن کی گئی
جہاں نور جہاں کے حکم سے ایک عالیشان مقبرہ
تیار کرنا گیا جو اب تک قائم ہے۔

اعتماد داخل خواجہ سرا۔ اٹا ہنشاہ اکبر کا خواجہ سرا تھا اس کو اس کے لازم مقصود علی نے شہ ۶ مطابق ۱۵۶۵ء میں خنجر سے ہلاک کیا اور اگرہ سے اہیل کے فاصلے پر مقام اعتماد پور میں دفن ہوا۔ جس کو اس نے اپنی زندگی میں اپنے نام سے آباد کیا تھا۔

اعز الدین شاہ زادہ فرزندانی شاہ عالم بہادر شاہ
دہلی ولادت مارچی قعدہ ۱۰۸۵ھ - نوجوان
فوت ہوا۔

اعزال دین۔ خلف شاہ مغزل دین جہاندار شاہ دہلی
۱۲۱۵ھ کے آخر میں فرخ سیر نے اندھا کر کے
قید کر دیا تھا۔

اعظم سراج الدولہ محمد غوث خاں نواب کرناٹک کا
مخلص ہے۔

اعظم۔ سبہا عظم علی الہ آبادی کا تخلص ہے۔ ایک اردو دیوان جو طبع ۱۸۷۱ء میں مرتب ہوا اس کی تصنیف ہے۔

اعظم خاں۔ میر محمد اقر برادر آصف خاں جعفر بیگ کا
 خطاب ہو شایہ ہشتاد و چنانچہ کے جلوس کے دو مہرے
 سال متعلقہ مطابق سن ۱۱۸۵ میں ان کو منصب
 ہزاری اور خطاب ارادت خاں کا ملا شایہ
 کے پہلے سال جلوس یعنی سن ۱۱۸۶ مطابق سن ۱۱۸۵
 میں دو ہزاری منصب اور وزارت کل کا عہدہ ملا
 سن ۱۱۸۷ جلوس میں اعظم خاں کا خطاب پایا مختلف
 اوقات میں بنگال، الہ آباد، گجرات اور آخر کار
 جون پور کا صوبہ ہوا۔ اس نے متعلقہ مطابق

مشعلہ میں بعمر سال قمری بمقام جون پور وفات
 پائی اور وہیں دفن ہوا۔ اس کی وفات کے بعد
 اعظم خاں کا خطاب اس کے سب سے بڑے
 لڑکے کو ملا۔ دارالمنکھہ اور مٹس کے بھائی صاحب
 کی جنگ میں جو مشعلہء مطابق مشعلہ میں بمقام
 اگرہ واقع ہوئی مارا گیا اس کے دو سرے لڑکے
 میر خلیل کو خان زمان کا خطاب ملا۔ اعظم خاں کے
 مجدد باری میں سترہ بیس انگریزوں کی جنگ
 میں شہادت کرنے کے لیے شاہجہاں نے اجازت
 دی۔ یہ اجازت محض بنہ ریلجی تاک محمد و سخی اہل
 منوں نے ایک کارخانے کی بنیاد والی۔

اعظم خاں - ہندو اور چنگان جون پور کے خاندان سے تھا۔ بعد جہانگیر نے اسے شہر اعظم لکھنؤ کو جو پور کے قریب ہی واقع ہوا کیا اور وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا جو اب تک موجود ہے۔ جہانگیر کے دربار سے اس کو اعظم خاں کا خطاب ملا تھا۔

اعظم خاں۔ معدنک بہ مرزا عزیز کو لایا۔ کوکلتاش
 اعظم خاں یاخان اعظم کو لایا تھا۔ اس کو کوکلتاش
 کوکلتاش اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اکبر کا رضاعی بھائی
 تھا اس کی ماں بیچیم اکبر کی دایہ تھی۔ بادشاہ
 کے بہترین جرنیلوں میں تھا اسلئے جلوس میں اس کو
 اعظم خاں کا خطاب ملا۔

یہ کئی سال گزرتا کہ حاکم رہا چونکہ حضوری سے عرصہ تک غیر حاضر رہا کہرے سے ۱۹۵۷ء مطابق سن ۱۳۷۶ھ میں دوبار میں بلایا اس سردار کی ہمیشہ شریع میں تائید کی آرزو تھی اور اس کے دوستوں نے اس کو یقین دلایا کہ بادشاہ فارص جو اوقیہ کھڑا کرادہ رکھتا اس لیے وہ ۱۳۷۶ھ یا اس کے قریب ۱۳۷۷ء مطابق یکم جمادی الثانی سن ۱۳۷۶ھ میں بلا جاؤں گا اور کوروا نہ بھیجا۔ تھوڑے

دونوں بدوہ سفر کی مصیبتوں سے تنگ آکر ہندوستان واپس آیا اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس کا قصور معاف فرما کر سابقہ عہدہ پر بحال فرمایا۔ عہدہ باجگیر کے انیسویں سال ۱۱۹۹ء میں بادشاہ نے اس کی کنش دہلی میں بنگالہ آباد گجرات وفات پائی اس کی کنش دہلی کو بھی گئی اور اپنے باپ کے مہر کے پاس دفن ہوا۔ اس کا سنگ مرمر کا عیاشان مقبرہ تعمیر ہوا اس میں ۶۴ ستون ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اب تک چوتھے نمبر کے نام سے مشہور ہے۔

اعظم خاں - معزول شدہ امیر شیر علی خاں امیر کابل کا بھائی تھا۔ ہر اکثر برصغیر کو بنگالہ شاہ روڈ وفات پائی۔

اعظم خاں یا خاں اعظم - معروف بہ آنکھ خان ہمایوں اور اکبر شاہان دہلی کے زمانہ میں سردار تھا اس کا دوڑا نام مس الدین محمد تغلق بنی وطن تھا۔ مرزا غزیر کو کا کا باپ تھا۔ اعظم خاں کا خطاب پایا۔ اولاً شاہ زادہ کائن کی ملازمت میں لگا ہوا تا کہ کائن بچانے کا سبب ہی ہوا تھا جب شیر شاہ نے ہمایوں کو قونج پر شکست دی تو اس نے بڑے کار نمایاں کیے تھے۔ جب ہمایوں کو سلطنت پھر ملی تو اس کا کردگی کے صلہ میں اعظم خاں کو بہت انعام دیا۔ یہ ہمایوں کے ساتھ ایران کو گیا۔

اس کی بی بی جی جی بیگم نے اکبر کو دودھ پلایا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو آنکھ خاں بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کو اکبر نے ہفت ہزاری کیا۔ وکیل مطلق کا عہدہ اہم آنکھ سے لیکر اس کو دیا گیا اس بنا پر دوسرے خاں کو کفالت جو اہم آنکھ کا لڑکا تھا ناراض ہو گیا اور اس نے خان اعظم کو بددوش بنے بتایا۔ ۱۲ مئی ۱۵۷۷ء مطابق ۱۲ رجب ۹۷۷ھ بادشاہ کے متعلق کہیں قتل کر ڈالا۔ حسب الحکم بادشاہ اعظم خاں کے باقیہر

بازہ دہے گئے اور اگرہ کے محل کی ایک کھڑکی میں سے سر کے بل پھینک دیا گیا۔ خان اعظم کی کنش دہلی کو بھی گئی اور درگاہ نظام الدین اولیا کے متصل دفن ہوئے مرزا غزیر کو کا اس کے لڑکے نے اس کی قبر پر مقبرہ بنایا جو اس وقت تک موجود ہے۔ ماہم آنکھ اپنے بیٹے اوسم خاں کے رنج میں ایک ماہ بعد مر گیا۔ اوسم خاں دہلی میں دفن ہوا اور اس کی قبر بھول بھلیاں کھاتی ہے۔ **اعظم خاں کو کا** - منظر حسین نام ذرائع خاں خطاب اس کے بڑے بھائی کا خطاب تھا جہاں بہادر کو کفالت تھا۔ دونوں بادشاہ عالمگیر کے رضائی بھائی تھے۔ ذرائع خاں کو عالمگیر نے ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں اعظم خاں کا خطاب دیا اور ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں بیگم لاکھ نر سقر کیا۔ ایک سال کابل اس عہدہ پر رہتا رہا اور بہار کو واپس ہونے کے وقت ماہ اپریل ۱۱۸۱ء کے قریب ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں وفات پائی

اعظم شاہ - شاہنشاہ عالمگیر کا تیسرا بیٹا تھا۔ ۱۱ جولائی ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ شجاع شاہ کو پیسا ہوا شہنشاہ عالمگیر کی وفات کے وقت بہادر شاہ جو بڑا لڑکا تھا گجرات میں موجود تھا اس لیے اس ہی کو بادشاہ بنا دیا گیا۔ یہ راجہ یا اس کے قریب اس کی "راجہ پو شالی مار لہر میں مقام احمد آباد ۱۰ روزی الجھ" پہنچا۔ اس کی بی بی جی جی بیگم نے اکبر کو دودھ پلایا تھا۔ اسی وجہ سے اس کو آنکھ خاں بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کو اکبر نے ہفت ہزاری کیا۔ وکیل مطلق کا عہدہ اہم آنکھ سے لیکر اس کو دیا گیا اس بنا پر دوسرے خاں کو کفالت جو اہم آنکھ کا لڑکا تھا ناراض ہو گیا اور اس نے خان اعظم کو بددوش بنے بتایا۔ ۱۲ مئی ۱۵۷۷ء مطابق ۱۲ رجب ۹۷۷ھ بادشاہ کے متعلق کہیں قتل کر ڈالا۔ حسب الحکم بادشاہ اعظم خاں کے باقیہر

اس کے دو چھوٹے لڑکے جو اس کے بعد زندہ رہے۔

عالی تبار اور پیدار دل تھے۔

اعظم علی - اگر کے رہنے والے ہیں مسند لاء میں فارسی اسکند زامہ کا اردو نظم میں ترجمہ کیا۔

اعظم ہمایوں - ملاحظہ ہو عادل خاں فاروقی ثانی

اعظم ہمایوں شروانی - سلطان سکندر شاہ لودی کے

دعا کا امیر تھا۔ سلطان ابراہیم نے اس کو قید کیا اور

قید خانہ ہی میں مر گیا۔

اغرا خاں - پیر محمد ہمہ میں نے شاہ اورنگ زیب کے زنا

میں ملازمت کی۔ شہزادہ شجاع کے خائف آسام اور

کابل میں خدمت انجام دی۔ سلاطین میں وفات پائی

اس کا لڑکا اغرا خاں دوم محمد شاہ کے عہد میں زندہ تھا

یہ خاندان اپنا سلسلہ نسب اغرے جو نوح کے لڑکے

یا قین کی اولاد سے تھا شاہ کرنا، جو عموماً سونے کا

مسکن اغرا باد کے قریب بستے ہیں۔

افراسیاب - توران کا ایک قدیم بادشاہ تھا۔

پاشنگ کا لڑکا تھا۔ اس نے شاہ فارس نوذر کو جو

کرپش وادی خاندان سے تھا شکست کھ کر قتل کر دیا

اس کے بعد فارس میں ۱۲۰ برس سلطنت کی۔

آخر میں کینخسر شاہ فارس نے جو کیا بی۔

خاندان سے تھا اس کو ایک جنگ میں شکست

دی۔

افراسیاب خاں - غزرا بخت خاں نے بتائی کیا تھا۔

مسند میں مرزا کی وفات پر مرزا شفیق اپنے

دقیب کے مقابلے میں امیر الامرا ہوا۔ مادھوی

سندھیا کے مقابلے میں سازش کی۔ نومبر سنہ ۱۸۵۱

زین العابدین برادر مرزا شفیق کے ہاتھ سے مارا گیا۔

افسوس - میر علی نام نغیر علی خاں کے پسر تھے۔ ان کا سلسلہ

نسب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملتا ہے دہلی

میں پیدا ہوئے۔ جہاں ان کے دادا شاہی ملازمت

میں داخل تھے۔ ابتداً نواب احقاق خاں آصف الدلہ

کے چچا کے یہاں تعلیم تھا اور اس کے بعد مرزا جوان سخت

کے ملازم ہوئے۔ آخر میں لارڈ ولزلی نے فورٹ ولیم

کے کالج میں منشی مقرر کر دیا۔ آرائش محل اور پستان

اردو زبان میں آپ کی تصانیف ہیں۔ بمقام گلشن

مشائخ مطابق سلاطین میں انتقال ہوا۔

افصح - شاہ فصیح نام۔ مرزا ابیدل کے شاگرد لکھنؤ

میں سلاطین میں راہی ملک بقا ہوئے۔ اور ایک

دیوان چھوڑا۔

افضل (دیکھو شاہ غلام اعظم)

افضل (محمد افضل دیکھو)

افضل الدین میر - ۲۱ برس تک برائے نام مورت

کے نواب رہے اور ۵۹ برس زندہ رہ کر

اگست سنہ ۱۲۵۴ میں وفات پائی۔ ان کے بھائی

داماد میر جعفر علی خاں جانشین ہوئے جبکہ صرف

آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ سے پیش ملتی تھی۔

افضل خاں - ثابت تخلص تھا (ثابت دیکھو)

افضل خاں - شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابو الفضل اکبر

کا وزیر تھا۔ جہانگیر کے زمانے میں سلاطین میں ہمارا

حاکم رہا۔ اگر کے میں سلاطین میں وفات پائی۔

افضل خاں - ان کا اصلی نام ملا شکر اللہ تھا۔

عبدالحمی کے بیٹے تھے۔ شیراز سے دکن آئے

خان خانان عبدالرحیم خاں نے شاہنشاہ جہانگیر

کی خدمت میں پیش کیا۔ جہاں گیر نے ان کو امیر کا

رتبہ عطا کیا۔ شاہ جہاں کی سلطنت کے دوسرے

سال مشائخ مطابق سنہ ۱۶۱۲ میں وزارت

کل کا عہدہ ادارت خاں برادر آصف خاں

جفری کے برطرف ہونے سے خالی ہوا اور

شاہنشاہ نے ان کو اس عہد سے پرہیز کیا۔

شاہجہاں کے عہد کے گیارہویں سال ۱۰۰۰ ہجری منصب اور ۴۰ ہزار سو ارعطا ہوئے۔ لیکن لاہور میں دوسرے سال مر گئے۔ ان کا خلیفہ ملانی تھا۔ تاریخ وفات، ۱۰۰۰ ہجری مطابق ۱۲ رمضان المبارک ۱۰۰۰ ہجری، ۵۰ سال کی عمر پائی۔

ان کا روضہ جو کہ چینی روضہ کہلاتا ہے اگر سے ہیں جتنا کے کنارے پر ہے۔

اقبال خاں ابن خفاں ابن فیروز شاہ تغلق۔ اس نے نصرت خاں کو شکست دی اور تھپا شروع سال ۸۰۰ ہجری مطابق ۱۴۰۰ میں تخت دہلی پر بیٹھا۔

خفاں صوبہ دار ملتان کے مقابلے میں ایک لڑائی میں تباہ و ہرجا دی الاول ۸۰۰ ہجری مطابق ۱۴۰۰ ہجری میں قتل ہوا۔ اس کی وفات کے بعد سلطان محمود شاہ نے جس کو امیر بنور نے شکست دی تھی اور جو کجرات کو بھاگ گیا تھا وہ خاں لودی حاکم دہلی کے اشارہ سے واپس آکر دہلی پر قبضہ کر لیا۔

اقبال شیخ محمد اقبال ڈاکٹر۔ سیال کوٹ کے رہنے والے ۸۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور

سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ولایت میں پیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری بھی وہیں حاصل کی۔ ہند اسے ان کی طبیعت شاعری کی طرف مائل تھی۔ ان کی ابتدائی شہرت اس نظم سے ہوئی جو انھوں نے ۸۰۰ ہجری

میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں "نارنجیم" کے نام سے پڑھی۔ انگریزی، عربی، اور فارسی کے علاوہ سنسکرت سے بھی واقف ہیں۔ پہلے

مزدار شد گورکھ گانی اور پھر حضرت داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ پروفیسر ڈاکٹر اقبال ان چند شاعروں

میں ہیں جو اردو میں جدید مغربی خیالات کے ظاہر کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ آپ فارسی میں بھی شعر کہتے ہیں۔ تصوف میں آپ کی مثنوی رموز بخودی زمانہ حال کے معرکہ آرا تصنیف ہے اسرا بخودی بھی آپ کی تصنیف ہے جس کا انگریزی ترجمہ طالع بھی مشہور ادیب پروفیسر نکلسن نے کیا ہے۔ اردو میں شکوہ اور اکثر قومی نہیں مشہور ہیں۔

اقبال الدولہ۔ محسن علی خاں بن شمس الدولہ احمد علی

بن نواب سادات علی خاں نواب لکھنؤ، ۱۰۰۰ ہجری ۸۰۰ میں تخت اودھ کا مدعی بن کر انگلستان واپس ہوا۔ وہاں سے ناکام واپسی کے بعد عرب کو ہجرت کی اپنی بقیہ زندگی خدا کی یاد میں بسر کی۔ کتاب اقبال دنگ کا مصنف ہے۔

افتاخاں۔ چنگیز خاں کی اس اولاد میں جو اس کی وفات کے وقت زندہ تھے پڑاؤ کا تھا تار اور اس کے شمال

میں بجائے اپنے باپ کے بادشاہ ہوا خاقان کا لقب اختیار کیا۔ ۸۰۰ ہجری مطابق ۱۴۰۰ سال تخت نشینی اور ۸۰۰ ہجری مطابق ۱۴۰۰ سال وفات ہے۔ اس

کی موت کثرت شراب سے واقع ہوئی۔ اپنی نعمت رعیت پر انصاف اور بے لوثی سے حکومت کرتا۔ چینیہیت ایک سپاہی کے وہ نہایت بہادر۔ مگر دور اندیش تھا اور چینیہیت ایک بادشاہ کے عادل اور فیاض تھا۔ اس کا بیٹا کایوک خاں بنشینا تھا۔ تار کے خاقانوں کی فرست حسب ذیل ہے۔

افتاخاں ۸۰۰

کایوک خاں پسر افتاخاں ۸۰۰

مٹوکو میں پوتو کایوک خاں ۸۰۰

قبلائی خاں بن مٹوکو خاں ۸۰۰ تار کا بچہ تھا بادشاہ ہوا ۸۰۰ میں مٹوکو اس کا بھائی

ہلا کو خاں اپنے والد کی وفات کے بعد فارس کے بادشاہت کا مالک ہوا۔ (دیکھو ہلا کو خاں)۔

اکبر۔ خان بہادر مولوی سید اکبر حسین بیچ عدالت خیفہ الہ آباد۔ ۱۴ نومبر ۱۸۷۷ء کو مقام الہ آباد پیدا ہوئے۔ مستند ہیں و کالت کا سرٹیفکٹ حاصل کیا۔ مستند ہیں نصف اور مشعل میں سب بیچ مستند ہیں بیچ ہوئے۔ خطاب پایا۔ فن سخن سے خاص لگاؤ تھا و جید الہ آبادی کے لایہ ناز تلامذہ میں سے تھے۔ مغربی خیالات کو ایشیائی لباس پہنانا اور انگریزی الفاظ کو اردو میں ضم کر دینا اور نزاکت کے پہلو میں تعلیم تہذیب مغربی کے اثرات کا خاکہ اڑانا ان کا رنگ خاص تھا۔ کلام صاف اور سادہ توانی جدید کی تلاش بندش سمیت۔ تین دیوان چھوڑے ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء کو وفات پائی۔

اکبر اعظم۔ ہندوستان کا شاہنشاہ نام ابراہیم فتح جلال الدین محمد ہمایوں کا پڑاؤ کا تھا۔ سندھ کے صوبہ میں مقام امر کوٹ انوار کے دن ہارنور بم چھوڑا۔ کو پیسہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہمایوں سے شیر شاہ شکست لھا کر تاپہ شاہ کے یہاں پناہ لی تھی ہمایوں کے مرنے کے وقت اکبر کلاں میں تھا جہاں وہ شاہی حکم سے سکندر شاہ سور کو سوا لک پٹاڑے لگانے کے لیے متعین کیا گیا تھا۔ جبکہ اسے اس واقعہ جان کا کہ خبر پہنچی۔ بیرم خاں اور دوسرے سرداروں نے جو وہاں موجود تھے جمعہ کے دن ۱۳ فروری ۱۵۵۶ء مطابق ۵ ربیع الثانی ۹۶۴ھ کو اکبر کو جس کی عمر ست و صرف ۱۳ سال ۹ ماہ کی تھی بادشاہ مشترک کر دیا اس نے اپنی سلطنت کو گجرات، بنگال، کشمیر اور سندھ تک وسعت دی۔ ایک۔ اگر وہ۔ اور الہ آباد کے قلعوں کے علاوہ دوسری فوجی علمیں بنوائیں۔ فتح پور دیکری

کے شہر کو آباد کیا۔ اس کا قیام زیادہ تر وہیں رہتا تھا۔ ۱۵ برس ۹ ماہ کی سلطنت کرنے کے بعد ۳۰ برس گیا۔ ۱۵ ماہ کی عمر میں ۱۴ اکتوبر ۱۵۵۶ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۹۶۴ھ کے دن وفات پائی "فوت اکبر شاہ" سے سال وفات نکلتے ہیں۔ سکندرہ فواج اگر وہیں دفن ہوا۔ جہاں گرنے عالیشان مقبرہ بنوا دیا جو اب تک موجود اور حکمران شہزادہ کی زیر نگرانی ہو۔ سلطان سلیم اس کے بعد تخت نشین ہوا اور جہاں گیر لقب اختیار کیا اکبر کے وزیر ابو الفضل نے اکبر نامے میں اس کے زمانے کی مفصل تاریخ لکھی ہے۔ اکبر نے اپنے عہد میں ہندو سرداروں کو فوجی اور دیوانی عہدے دیے چنانچہ راجہ الہ پور داڑی وغیرہ کا راجہ بھگوانداس اور اس کے لڑکے مان سنگھ اور راجہ ٹوڈر مل کوڑے عہدوں پر مقرر کیا۔ اپنی اور اپنے لڑکے کی شادی ہندو راجاؤں کی لڑکیوں کے ساتھ کی اور اس طرح سے ان کو مسلمہ قرابت میں منسلک کیا۔ اکبر بادشاہ اور شہزادہ سلیم کے حرم میں بہت سی ہندو رانیاں تھیں۔ اس بادشاہ نے ہندو و ہست ناگوارسی کا طریقہ جاری کیا یعنی تمام ممالک محروسہ کی پیدائش کرنے جمع سرکاری ٹیکس کی۔ فوجی پیدائش شادی وغیرہ کے درجہ رجسٹر ہونے کے احکام صادر کیے۔ میر محلہ میں بھی گھیا بنائے گئے۔ جزیہ کی معافی دی۔ اور ایشیائی بادشاہوں میں بحری طاقت حاصل کرنے کا شوق صرف اسی بادشاہ کو پیدا ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادے کو پورا نہ کر سکا۔ اس کے زمانے میں صرف دو جہاز تازیک سلطنت میں دوسرا سلطنت میں تیار ہو سکا جو ۱۵ ہزار روپے بوجھ لے جا سکتا تھا اور سولہ ہزار روپے ریفٹ روپیہ کی لاگت سے بنایا تھا۔ باقی کے تیار کرنا یہ طریقہ ایک دیکر۔ رات کو چوگاں بازی جاری رکھنے

کے لیے گوشتیں ایکا دی بروہہ میں مرد شہزی
کرائی اس کے وقت میں بہت سے اہل علم جمع تھے۔
اکبری اور تن آج تک مشہور ہیں۔ اکبر کے حکم سے بہت
کتابیں تالیف و تصنیف ترجمہ ہوئیں:-

نگہاسن تیسری جہالت یحیوان۔ اتھرتن وید ترک باری
بہم البلدان۔ رامن۔ مہا بھارت۔ نلدین۔ اکبر نامہ
وغیرہ اس کی مشہور یا دیگر ہیں۔ عمارات عہد اکبر شاہی
میں مسعود خاٹا، شیخ سیلچشتی، بنگالی محل اکبر آباد
ہمایوں کا مقبرہ۔ عبادت خانہ چارایوان، قلعة تاراگرہ
وغیرہ مشہور ہیں۔ اس بادشاہ کے مذہبی خیالات ابتدا
میں دین اسلام کی طرف راسخ تھے۔ وہ شاخ و علماء
وغیرہ سے نہایت عقیدت رکھتا تھا۔ نقد و جنس زمین
وجاگیر دیتا تھا کئی مرتبہ اچیر شریف تک پیادہ با سفر
کیا لاکھوں روپیہ مذہریا زمین صرف کیا۔ تخت نشینی
کے بعد بیس سال تک یہ حالت رہی۔ عہد میں اسکے
دربار میں مذہبی مباحثہ شروع ہو گیا۔ اور بادشاہ
روز بہ روز لامذہبی کی طرف مائل ہونے لگا۔ پہلے پہل
خود خلیفہ پڑھا اور اجتماع دعا دعویٰ کیا پیغمبری کا بھی
دعیٰ ہوا بالآخر ایک نیا مذہب دین الہی کے نام سے
ایکا دکیا۔ لیکن یہ مذہب عوام الناس میں مقبول نہ ہوا
صرف چند لالچی لوگوں اور غشش آدمی درباریوں تک
محدود رہا۔ الفیضی صاحب نے اپنی تاریخ ہند میں
اکبر کے مذہب کا خلاصہ لکھا ہے۔ وہ توحید کا قائل تھا
اس نے یہ قول مقرر کیا تھا کہ انسان خدا کی عبادت
اس علم کے موافق کرے جو اس کو اپنی عقل سے حاصل ہو
اور عاقبت کی مسرت حاصل کرنے کے لیے انسان کو اپنی
نفسانی خواہشوں پر غالب آنا چاہیے۔ اسے وہ کام
کرنا چاہیے جس سے دوسرے انسانوں کا بھلا ہو۔
ظاہری پرستش کے واسطے اس کے نزدیک آفتاب

ستاروں اور آگ کی عظمت میں وہ علامتیں مقرر
ہیں جو انسان کے دل کو خدا کی طرف لے جاسکتی ہیں
اکبر شاہ ثانی۔ دہلی کا بادشاہ املی نام بونصر
میں الدین محمد اکبر شاہ تھا۔ شاہ عالم کا لڑکا تھا۔ فن
شعر سے بھی ذوق تھا شعاع مخلص تھا۔ ۲۳ مارچ
۱۵۵۷ء مطابق ۱۲ رمضان ۹۶۵ھ کو پیدا ہوا۔

۱۹ نومبر ۱۵۷۵ء مطابق ۱۲ رمضان ۹۸۳ھ میں
کی ٹہ میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوا۔
تخت نشینی ہونے کے بعد اس نے اپنی عادت
بڑھانے کے لیے باقہ پانوں مارے مگر کامیابی نہ ہوئی
اور انگریزوں کی طاقت کے سامنے اس کی کچھ پیش
یوگی۔ مگر اوردیوڈی نے اپنی شاہی خاندان کے دینے کو
بڑھانے کا وعدہ کر لیا چنانچہ اس کے بڑے بیٹے کا
ونیطہ جس کو اس نے ولیعہد بنایا تھا دس ہزار روپیہ کر دیا
گیا ۳۱ برس تک سلطنت کی اور ۲۸ ستمبر ۱۶۰۵ء مطابق
۲۸ جمادی الثانی ۱۰۱۵ھ میں جس کے دن وفات پائی
۸۰ سال کی عمر ہوئی۔ بہادر شاہ کی قبر کے قریب دفن
ہوا اس کا لڑکا بہادر شاہ دوم جو کہ دلی کا آخری
بادشاہ ہو تخت نشین ہوا۔

اکبر علی نقشبندی۔ فارس سے ہندوستان آئے بغیر
ہو گئے تھے۔ راک دیوان آٹھ ہزار اشعار کا چھوڑا۔
آپ کی ایک شتوی بھی ذرہ وغیرہ شید کے نام سے
مشہور ہے آپ کا زمانہ ۱۵۵۷ء مطابق ۱۵۷۷ء
کا تھا۔

اکسیر مرزا اصغمانی۔ ایک مجموعہ مرثی ان کی تصنیف
سے ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ اور سہی
صفر جنگ کے یہاں ملازم تھے ۱۷۵۷ء مطابق
۱۱۷۷ھ میں وفات پائی۔

اکرام خاں۔ سید حسن کا خاص ہے۔ مالگیری نے نام

ایک امیر تھا۔ مطابق سن ۷۱۰ھ میں انتقال کیا۔
اکرام علی۔ اردو میں خوانی اصفا کی تصنیف ہے۔
جل کوہ سن ۱۲۳۵ھ میں
فارسی سے ترجمہ کیا۔

البطنی۔ نگ عرب میں علم نجوم کا ماہر گزر رہا ہے
میں فوت ہوا۔

الپاسلان۔ فارس کے خاندان سلجوقی کا
دوسرا بادشاہ داؤد بیگ کا رکا تھا۔ اپنے چچا
طنزل بیگ کے بعد سن ۵۵۵ھ میں
تخت نشین ہوا۔ خلیفہ قائم باد کی بن سے اس
کی شادی ہوئی تھی۔ بادشاہ نصرت مزاج خلیفہ
اور باد تھا۔ آرمینیوں کو شکست دیکر اس نے
آرمینیا اور مجاریا کو واپس لے لیا۔ داؤد حسن بادشاہ
یونان نے دوا کھ فوج سے مسلمانوں کو ایشیائے
کو چاک اور شام سے اخراج کرنے کے لیے حملہ
کیا اس بادشاہ نے اس کو شکست دیکر گرفتار کر لیا
بنیہ شراط کے ساتھ اس کو رہا کیا۔ نو برس
سے کچھ زیادہ سلطنت کرنے کے بعد ۵۸۰ھ دسمبر
سن ۵۸۰ھ مطابق ۲۰ ربیع الاول ۵۸۰ھ کو
ایک خوارزمی قیدی نے قتل کر دیا۔

الپاسلان۔ شاہ خوارزم کا بیٹا تھا۔ سن ۵۸۰ھ
مطابق ۵۸۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ سن ۵۸۰ھ میں
فوت ہوا۔

الپتیس۔ امرائے خارا میں سے تھا۔ سامانی عہد
میں حاکم خراسان رہا۔ سن ۵۹۰ھ میں امیر منصور
سامانی کے تخت نشین ہونے پر تعلقات ملازمت
شامی ترک کے غزنین چلا گیا۔ اس نے امیر منصور
کی تخت نشینی کی مخالفت کی اس لیے اس کے
ہاتھ سے نقصان پہنچے کا اندیشہ تھا۔ غزنین پہنچ کر

اس نے ایک علیحدہ سلطنت قائم کی اور غزنین کو جو
ایک چھوٹا سا تمام تھا دار السلطنت بنایا۔ سن ۵۹۰ھ
میں مر گیا اس کا بیٹا ابو اسحاق جانشین ہوا لیکن وہ مختار
کمزور طبیعت اور مسرف تھا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد
تمام اراکین سلطنت اس سے ابراہن ہو گئے اور
انہوں نے سن ۵۹۰ھ میں سبکیں لے کر غزنین کو واپس لیا
کے زمانہ حکومت میں سردار با تھا تخت پر بیٹھا دیا۔

التمش۔ (ملاحظہ ہو تیس الدین التمش)
الجبلی۔ فارس کا ساتراپی اہل بادشاہ تھا جو محمد بن
کے لقب سے لقب ہو کر تخت نشین ہوا۔ محمد بن
ملاحظہ ہو

الحسن۔ ایک عربی مصنف تھا جس نے علم میں بصارت
چشم کے متعلق ایک کتاب۔ تقریباً سن ۵۸۰ھ میں لکھی
الخصاف۔ ملاحظہ ہو ابو بکر احمد بن عمر الخصاف۔
الراشد بالله۔ خاندان عباسیہ کا تیسواں
خلیفہ تھا جو اپنے باپ المسترشد کا ماہ اگست
تبر ۵۸۰ھ مطابق ۵۱ قمر ۵۹۰ھ جانشین
ہوا۔ سن ۵۸۰ھ مطابق سن ۵۸۰ھ میں فوت ہوا۔

اس کا جانشین المنکنت بن اسفہر ہوا
الراضی بالله۔ بن المعتز و خاندان عباسیہ کا بیسواں
خلیفہ تھا۔ آخر خلیفہ تھا جس کا لقب امیر المومنین
تھا۔ اس کے چچا انقاہر بادشاہ کو وزیران مغلہ نے ماہ
اپریل سن ۵۸۰ھ مطابق ماہ جمادی الاول ۵۸۰ھ میں
معزول کر کے اس کو بندہ کے تخت پر بٹھایا تھا۔ سن ۵۸۰ھ
میں خلیفہ نے یہ معلوم کر کے کہ طوط سے غاصب
اس کو ہٹایا کرتے ہیں اور اس کا دربار لائق نہیں ہے
ایک جدید عہدہ مقرر کیا جس کا تہذیب سے بڑا
تھا اور جس کا لقب اس نے امیر الامرا مقرر کیا۔
اس بڑے عہدہ دار عماد الدولہ علی بن ابی کھزائن پر

اس قدر باختیار کر دیا گیا کہ اس سے پیشتر کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں ملتا تھا۔ یہاں تک کہ بنیادی مسجد جامع میں خلیفہ کی قائم مقامی کیا کرتا تھا۔ اور خطبہ میں بھی اسی کا نام لیا جاتا تھا۔ ۳۲۹ء میں وفات پائی۔

الرشید۔ یا ہارون الرشید المدنی کامیثا۔

خاندان عباسیہ کا پانچواں خلیفہ اپنے بھائی المادی کے بعد ۳۳۰ء مطابق سن ۹۴۱ء میں جانشین ہوا۔ یہ خلیفہ دہندہ رخا پرست اور مجر تھا۔ اس کے دہلنے میں ہر قسم کی تجارت صنعت و حرفت نے ترقی کی مسجد کج۔ شفا خانے۔ شریکوں اور نرس بکثرت تعمیر ہوئیں۔ ابراہیم بن غلب کو اس نے سلطنت افریقہ کا انتظام اس شرط پر سپرد کیا کہ وہ چالیس ہزار دینار سالانہ خلعت کو ادا کرے اور افریقیوں امن و انتظام قائم رکھے سلاطین یہ حکومت اس کے خاندان میں منتقل ہوتی رہے گی۔ اسی طریقے سے ہارون رشید نے افریقہ میں ایک بلج گر۔ ار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یونانیوں سے اس بادشاہ کو اکثر مقابلہ کرنا پڑا مگر آئین ۳۴۰ء سے بھی اس نے خراج وصول کیا۔ اس ملک کے بعد جب قتیق فورس بادشاہ ہوا تو اس نے خلیفہ کو لکھا کہ جس قدر روپیہ ملک آئین نے بطور خراج ادا کیا ہو وہ واپس کیا جائے ورنہ فوج کشی کی جاوے گی اس بد عہدی اور گستاخی سے غضبناک ہو کر خلیفہ ہارون الرشید نے فوج کشی کر دی۔ قتیق فورس کو شکست دی جب وہ پہلے کی پر نسبت زیادہ خلیفہ ادا کرنے پر راضی ہوا ہارون اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ لیکن قتیق فورس کی بد عہدی کی وجہ سے اس کو سخت و دھڑلے لڑائی لڑنا پڑی اور وہ بار بار

شکستیں کھا کر صفائی اگماتا رہا۔ آخر کار بطریقہ قتیق فوج ہو جانے پر قتیق فورس نے بغداد والے اپنے اوچے خراج اس کے ذمے تھا وہ سب ادا کر دیا۔ پیشانی کا نیاب اور شام کا حکومت کرنے کے بعد خلیفہ ہارون الرشید ۳۴۳ء بمطابق ۹۵۴ء میں وفات پائی۔

بھی کہتے ہیں مدفون ہوا۔
السفاح کنیت ابو العباس بن محمد بن علی بن عبد الممنون عباس تھا اہل کوفہ کے بروز جمعہ بتاریخ ۱۹ نومبر ۳۵۷ء مطابق ۳۰ ربیع الثانی ۹۶۸ء میں اس کو خلیفہ شہر کیا جس سے مروان ثانی کو خاندان امیہ کا آخری خلیفہ تھا اس وقت پید ہوا اور اس نے السفاح سے مقابلہ کیا ۵ اگست ۳۵۷ء کو قتل ہوا اس فتح کے السفاح نے اطمینان کے ساتھ حکومت کرنا شروع کی اور خلافت عباسیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان میں نہایت شان و شوکت کے ساتھ پانچویں سال حکومت اس وقت تک قائم رہی جب تک کہ ہلاکو خان تاتاری شاہ ایران نے ۳۵۷ء مطابق ۹۶۸ء میں اس کو نیست و نابود نہ کر دیا خاندان عباسیہ کے ۳ خلیفہ سلسلہ وار گزرے ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے۔ یہ خاندان علوم کی تشہیر و ترقی کے واسطے دیکھا رہا چند مستثنیات کے سوا باقی جملہ خلفاء عباسیہ علوم و فنون کے حامی رہے۔ ابو العباس چار سال سے زیادہ عرصے تک حکومت کرنے کے بعد بیمار و ضعیف چھاپا بروز یکشنبہ بتاریخ ۹ جون ۳۷۷ء مطابق ۹۸۳ء ذی الحجہ ۳۷۷ء کو فوت ہوا۔ اس کا بھائی ابو جعفر المنصور اس کا جانشین ہوا۔

نہرست خلفائے خاندان عباسیہ

(۱) الخلیفہ یابو العباس السفاح -

(۲) المنصور -

(۳) المہدی بن منصور -

(۴) السادی بن المہدی -

(۵) الرشید ہارون الرشید بن المہدی

(۶) الایمن بن ہارون -

(۷) المامون بن ہارون -

(۸) المعتصم باللہ بن ہارون -

(۹) الواثق بن المعتصم -

(۱۰) المتوکل -

(۱۱) المستنصر باللہ -

(۱۲) المستنیر باللہ -

(۱۳) المعز باللہ -

(۱۴) المہدی باللہ -

(۱۵) المعتز باللہ -

(۱۶) المعتضد باللہ -

(۱۷) المقتفی باللہ -

(۱۸) المقتدر باللہ -

(۱۹) المعتز باللہ -

(۲۰) الراضی باللہ -

(۲۱) المتقی باللہ -

(۲۲) المنکفی باللہ -

(۲۳) الطیغ باللہ -

(۲۴) الطائع باللہ -

(۲۵) القادر باللہ -

(۲۶) القائم باللہ -

(۲۷) المقتدی باللہ -

(۲۸) المستظہر باللہ -

(۲۹) المسترشد باللہ -

(۳۰) الراشد باللہ -

(۳۱) المقتفی بہ امر اللہ -

(۳۲) المستغفر باللہ -

(۳۳) المتغنی باللہ -

(۳۴) الناصر باللہ -

(۳۵) الطاہر باللہ -

(۳۶) المستنصر باللہ ثانی -

(۳۷) المعتصم باللہ آخری خلیفہ -

الصحراوی - (ملاحظہ ہو ابوالقاسم)

الطایغ باللہ - بن الطیغ باللہ پیدا ہوا ۲۳۷ سال خلیفہ

ستھفہ میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ ۱۰ سال

۴ ماہ حکومت کی۔ اس کو بہار الدولہ نے سلاطین

میں مغرور کیا۔ قادریہ باللہ بن اسحاق بن مقتدر

جانشین ہوا۔

الطبری - ایک بڑا سوچ گزرا اور یورپ میں اس کی

تاریخ طبری نے خاص شہرت حاصل کی جو اس نے

ایک خاص مذہبی فرقہ کی بنیاد ڈالی تھی جو اس کی

وفات کے بعد ہی فوراً معدوم ہو گیا۔

الظاهر - بامر اللہ محمد اپنے باپ الناصر باللہ کا

مطابق ۵۷۷ھ میں بغداد میں جانشین ہوا خاندان

عباسیہ کا بیستویں خلیفہ تھا ۱۱۰۵ھ اردن

حکومت کی اور ۵۷۷ھ مطابق ۵۷۷ھ میں فوت

ہوا اس کا جانشین اس کا پسر المستنصر ثانی ہوا۔

العزيز باللہ - بامر اللہ ابو المنصور طرار - مصر کے خاندان

فاطمیہ کا دوسرا خلیفہ۔ ۵۷۷ھ میں اپنے باپ عزالدین

کا جانشین ہوا جو اس کے باپ کا کارآمد و مددگار

اور وزیر تھا اس کو اس نے تمام امور سلطنت میں

فخیل کر دیا تھا۔ ۱۰۷۷ھ تک شام کے ۱۱ سال

سلطنت کرنے کے بعد ۱۱۰۵ھ سال کی عمر میں ۵۷۷ھ

مطابق سلسلہ میں انتقال ہوا اس کا بیٹا ابوالنصور
جانشین ہوا۔

الخ خاں - الخ بیگ مرزا - مرزا شاہ بیخ بن بیر
خوارزم کا بیٹا۔ چالیس سال عمر تک میں حکومت
کی۔ پانچ سلسلہ مطابقت سلسلہ میں اپنے باپ
کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کو فون جنگ کے
بشبت ملوم کا زیادہ شوق تھا۔ اس نے تمام
سلطنت کے ہیئت والے جمع کر کے فرست
ہوائی تھی جو بیچ الخ بیگ کے نام سے مشہور
ہو۔ اس نے بڑے بڑے آلات رصد بنوائے
تھے جس میں ایک زاویہ ناپنے کا آلہ تھا۔ جس کی
اونچائی ۱۵۰ فٹ بحساب رومن تھی۔ اس
علم دوست بادشاہ کا اس کے بیٹے مرزا علیہ
نے ۱۰۰۰ کو پڑھنے کے مطابق رمضان ۱۰۰۰ میں
بے رحمی کے ساتھ خاتمہ کر دیا۔ لیکن یہ پدر کش عالم
شاہ زادہ بھی چھ ماہ سے زیادہ لطف سلطنت
نہ ٹھٹھا۔ اور اپنے سپاہیوں کے ہاتھ سے
قتل ہو گیا۔ الخ بیگ کی مرتبہ فرست ثوابت
آکسفر ڈیس ۱۰۰۰ میں منیدو اشی کے ساتھ
شائع کی گئی۔

الع بن نور کا شانی - مطلع الانوار کا مصنف

یہ کتاب اس مطلع الانوار کے سوا ہے جو صاحب دلفزا
نے لکھی تھی۔ اس کتاب میں آن حضرت صلعم اور
ان کی اولاد امجاد و خلفائے راشدین کے
حالات لکھے گئے ہیں۔

الفرغانی - فرغانی باخظہ ہو۔

القادر باللہ بن اسحاق بن محمد - باللہ خاندانی
عباسیہ کا بچیسواں خلیفہ تھا وہ ۱۰۰۰ مطابق
سلسلہ میں الطاع کی عزولی کے بعد بغداد

میں تخت نشین ہوا۔ یہ خلیفہ سلطان محمود غزنوی کا
ہم عصر تھا۔ اس کا عہد حکومت بحساب قمری ۱۱
سال ۱۰۲۵ء رہا اور وفات سلسلہ مطابق
سلسلہ میں واقع ہوئی۔ اس کا جانشین القائم
بمقرر ہوا۔

القادر باللہ - خاندان بنو عباس کا انیسواں خلیفہ
المقتدر باللہ کا لڑکا اپنے بھائی المقتدر کا
جانشین تخت بغداد کو برس ۱۰۰۰ مطابق
شوال ۱۰۰۰ میں بیٹھا اس نے صرف ایک برس
۱۰۱۵ء اور ۲۱ دن حکومت کی اس کے وزیر ابن
مقلہ نے چار شبہ ۲۲ اپریل ۱۰۰۰ مطابق
۱۰۰۰ جمادی الاول ۱۰۰۰ کو خلیفہ کو گرم لوہے سے
اندھا کر کے تخت سے محروم کر دیا۔ اور بجائے
اس کے اراضی باللہ بن المقتدر کو سربراہ بنائے
خلافت کیا۔ یہ مشہور ہو کہ القادر عزولی کے بعد
سے جب تک زندہ رہا بغداد کی مسجد میں
گوشہ نشین رہا اور عام مسلمانوں کی امداد سے
بسر کرتا تھا۔

القائم - فاطمہ خاندان کا دوسرا خلیفہ تھا وہ اپنے باپ
بلیہ باللہ بن محمد بن جانشین سلسلہ مطابق
سلسلہ میں ہوا اس کے عہد حکومت کی کوئی
بات قابل ذکر نہیں قائم کی حکومت تقریباً بارہ
برس رہی اس کی وفات ۱۰۰۰ مطابق
سلسلہ میں واقع ہوئی۔ اس کا جانشین اسفل
المنصور اس کا بیٹا ہوا۔

المامون - عہدائند نام عباسی خاندان کا ساتواں
خلیفہ ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا تھا۔

خلیفہ الامین کی بے دینی و بیٹنی اور غفلت کے
وجہ سے ملک میں فساد برپا ہو گئے تھے رعایا نے

اس کے چھوٹے بھائی المامون کو خلیفہ بنایا
الامین سے مقابلہ ہوا لیکن اس کی فوج نے
شکست کھائی۔ اور ایک اطالائی میں مصفر
۳۱۹ھ مطابق ہرکتو پرست ۳۷۰ھ کو قتل ہوا
اس کے قتل ہونے پر کل ایران نے المامون کو
اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ المامون نے خلیفہ ہونے پر
خراسان کی حکومت ۳۳۰ھ میں طہرا بن حسین اپنے
سچے سالار کے سپرد کر دی۔ اس کے عہد میں اقلیہ
کے مسلمانوں نے جزیرہ قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور بہت
سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ کریٹ اسی خلیفہ
کے وقت میں فتح ہوا۔ اس نے اپنا دار الخلافہ
بجائے بغداد کے مرو بنایا۔ اس کو علوم کا بہت
شوق تھا۔ علماء و فقہاء کے کلام اور بحث سننے میں
اپنا تمام وقت صرف کیا کرتا تھا اور ہر قسم کے
علوم و فنون کا حامی تھا۔ اکثر یونانی کتب زبان
عربی اس کے وقت میں ترجمہ ہوئیں۔ بغداد میں
ایک دارالعلوم قائم کیا اس کے عہد میں تمام
مذہب کو آزادی تھی۔ سب سے رواداری
کا رتہ و کرتہ تھا۔ ایک مجلس شوریٰ قائم کی تھی
جس میں ہر مذہب کے لوگ ممبر بنائے گئے۔
تھے اس کی بی بی خاتون بوران اس کے وزیر
حسن بن سہیل کی لڑکی نہایت قابل تعلیم یافتہ اور
حسین تھی اس کو اپنی قابلیت کی وجہ سے امور
سلطنت میں بہت دخل ہو گیا تھا۔ اور اس نے
بہت سے شغاف خانے درس گاہیں عورتوں کے
واسطے قائم کی تھیں۔ خلیفہ بقضائے آسمی ۳۸۰ھ
رجب ۳۳۹ھ مطابق ۳۳۰ھ کو بیمار ہو کر
فوت ہو گیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی مقصم
تخت نشین ہوا۔

المستدری۔ عباسیہ خاندان کا چودھواں
خلیفہ تھا۔ ۳۵۰ھ مطابق ۳۷۰ھ میں تخت نشین
ہوا۔ اس کے وقت میں علی بن محمد بن عبد الرحمن نے
جس کو انجیب بھی کہتے ہیں بصرہ و کوفہ میں
فساد برپا کر دیا۔ شہید زعفرانی اس کو علی ابن
طالب کی اولاد سمجھ کر جیسا کہ اس نے غلط اور کراہت مند
جس کی وجہ سے اس نے بصرہ اور مدینہ طریقیہ
اور ایک طاقتور فوج کے ساتھ دبر بائے وجہ
کو عبور کر لیا۔ المتمدی ۳۵۰ھ میں
ترکوں ہی کے ہاتھ سے بھولنے اس کو تخت نشین
کیا تھا قتل ہوا۔ اس نے صرف گیارہ ماہ حکومت
کی بعد اس کا جانشین ہوا

المستقی بالشرع عباسیوں کا اکیسواں خلیفہ المقتدر
کا لڑکا تھا وہ تخت بنا۔ اور ۳۵۰ھ مطابق
۳۵۰ھ میں اپنے بھائی الراضی کا جانشین ہوا
تین برس گیارہ ماہ اور ۵۱۵ھ میں حکومت کی۔
وفات ۳۵۰ھ مطابق ۳۵۰ھ میں واقع ہوئی
یہ بادشاہ بھی برائے نام خلیفہ تھا۔ اس کو بھی
ترکوں نے بنا۔ اسے دوبار نکالا اور آخر کار
اس کو موزول کر کے اس کے بھتیجے مستکفی کو
تخت نشین کر دیا۔

المستوکل علی الشرع۔ خاندان عباسیہ کا دسواں
خلیفہ تھا۔ بجائے اپنے بھائی الواثق کے پندرہ
سال سات ماہ حکومت کی۔

المختار۔ ایک مشہور مسلمان سردار تھا جس نے
یزید مروان اور عبد الملک کے خبر لوں کو شکست
دی تھی اور عراق کا جس کا دار السلطنت کوفہ
تھا اہلک بن بیضا۔ اس نے چن چن کر دشمنان
حسینی کو قتل کیا اور جن جن لوگوں نے ہجر کو شکار

رسول کے خون میں ہاتھ ڈوب کھائے ان کو کافی سزائیں دیں۔ معصوبہ اور عبداللہ بن زبیر حاکم بصرہ کے ہاتھ سے شہید کی لڑائی میں کوئی میں شہید ہوئے۔ ۶۰ برس کی عمر پائی۔ اس شخص نے بذات واحد اپنی زندگی میں تقریباً پچاس ہزار و عثمان اہل بیت کو تیغ کیا۔

الغزنی - (دیکھو ابوابہم آئیں)

المستعلی باللہ - چھٹا فاطمی خلیفہ اپنے باب المستغفر اللہ کے بعد بمصر اور شام کی حکومت پر قابض ہوا۔ اس کے بعد حکومت میں خاندان فاطمی کی قوت کم زور اور دلال پر زہری شام کے بہت سے شہروں سے اس کا سیاسی اثر جانا رہا۔ ملک شام کے بہت سے شہر ترکوں اور فرانسیسیوں کے پاس چلے گئے۔ انکو بصرہ و فاطمی ذیقعد ۳۵۰ھ میں ہمسائی حامدین شام میں داخل ہوئے۔ اٹھارہ کے سلسلے لشکر کشی کی۔ ۲۰ رجوں مسلحہ و مطابق ۱۶ رجب ۳۵۰ھ کو بہروز آرمینی کی دعا بازی سے اٹھارہ ہفتہ بقیضہ کر لیا۔ بعد اچند اور لڑائیاں ہوئیں۔ جولائی ۳۵۰ھ مطابق شعبان ۳۵۰ھ میں۔ ۳۰ روز کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس عیسائیوں نے فتح کر لیا اور مسلمانوں پر سخت ظلم کیے گئے۔ ستر ہزار مسلمانوں کا خون سمجھ عمر میں بہا گیا۔ مورخ بیکاکو بیان یزید کا اناروں اور گھروں میں مسلمان بے دریغ قتل کیے گئے۔ عیسائیوں کے دلوں میں کوئی نالہ و فغان نہ بھر قدرت پیدا نہ کر سکا۔ بسل روتے۔ پیچھے۔ عورتوں اور بچوں کو فراہوں کے نقاب میں روندتے ہوئے پیرے اور گھوڑوں کو بے دردی کے ساتھ تر پتے ہوئے جموں پر دوڑایا۔ اسیروں کو تھائیوں

کی طرح کاٹ کر لوگ و خشیاء قتل سے بچنے کے لیے فضیلوں پر سے کود پڑے اور بڑیاں ٹوٹ گئیں ان کو گھسیٹ کر زندہ جلایا گیا یہ واقعات انہیں صلیبی جنگ میں پیش آئے تھے۔ المستعلی ۱۰ اکتوبر ۳۵۰ھ مطابق ۱۹ صفر ۳۵۰ھ کو فوت ہوا۔ اس کا بیٹا عاثر بحکم ام اللہ ابو علی منصور جانشین ہوا المستعصم باللہ - معروف بہ ابو احمد عبد اللہ خاندان عباسیہ کا سنیسواں آخری خلیفہ اپنے باب المستنصر کے بعد ۳۵۰ھ مطابق ۳۵۰ھ میں تخت نشین ہوا اس وقت عباسیوں کا زمانہ عروج رو بہ تنزل تھا صرف بغداد اور کچھ اطراف کی اراضیات پر بادشاہ کا قبضہ باقی تھا۔ اسی خلیفہ کے عہد میں بادشاہ غفلت ہلاکوں کا تمارہ بنے جو چنگیز خاں کا پوتا تھا۔ بعد ادا کا محاصرہ کیا۔ خلیفہ سے رعایا اس قدر ریزہ ریزہ کی کہ خود سلطنت کے دو عظیم ابن طائی نے ہلاکوں کو ترغیب دے کر بلایا اور ۱۰ افروری ۳۵۰ھ مطابق ۱۹ صفر ۳۵۰ھ کو آخر کار بغداد پر ہلاکوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور بنو عباس کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ المستعصم جو بہت کم زور اور عیش پرست خلیفہ تھا بڑی برہمگی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ فتح کے بعد بغداد کے بے شمار باشندے غلوں نے تیغ کر دیے۔ المستعصم نے بحساب قمری پندرہ سال تک حکومت کی۔

المستعین باللہ - خاندان عباسیہ کا بارہواں

خلیفہ محمد کا بیٹا اور مستعصم باللہ کا پوتا تھا۔ ۳۵۰ھ مطابق ۳۵۰ھ میں تخت نشین ہوا اس کے زمانے میں دینی فسادات بہت بڑھ گئے تھے اور خلافت کا زوال بھی روز بہ روز ہو جاتا تھا۔ تمام عربی اور ایرانی فوجیں خلیفہ سے بیزار ہو چکی تھیں۔ جس کی وجہ

سے خلیفہ بغداد کو فراہم کیا سلاطین مطابق سلاطین
میں المعز باللہ نے اس کو تخت سے اتار دیا اور قتل
کر واڈالا۔

المستنصر باللہ خاندان عباسیہ کا بیسواں خلیفہ المکتفی کا
بیٹا تھا۔ ۳۳۴ھ میں اپنے چچا المکتفی کا جانشین ہوا۔
ایک برس چار ماہ سلطنت کی اس کے دیر سے بیٹے
میں اس کو مہزول کر دیا۔ المطیع باللہ جانشین ہوا۔
المستنصر باللہ ظاہر کا بیٹا خاندان فاطمیہ کا پانچویں
خلیفہ تھا۔ ۳۳۴ھ میں تخت نشین ہوا اور اس کی
ترکی کمایہ کی مدد سے بغداد کو فتح کیا۔ ۳۳۵ھ میں القام
باللہ کو قید کیا۔ ڈیرہ برس تک خلیفہ رہا۔

المستنصر باللہ ثانی۔ کنیت ابو جعفر المنصور اپنے
باپ الطاہر کے بعد سلاطین میں تخت نشین ہوا۔ ۳۳۵ھ
خاندان عباسیہ کا چھٹیساواں خلیفہ تھا۔ سترہ برس
تک حکومت کر کے سلاطین میں فوت ہوا۔ المستنصر باللہ
اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔

المستنصر باللہ ۳۳۷ھ میں خلیفہ خاندان عباسیہ کا
تھا اپنے باب المکتفی کے مرنے پر سلاطین میں بغداد کا
بادشاہ ہو گیا۔ ۳۳۷ھ میں فوت ہو گیا۔

المسترشد باللہ خاندان عباسیہ کا اسیسواں
خلیفہ اپنے باپ المستنصر کے بعد بغداد کے تخت پر
بیٹھا۔ سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی ۴۰۱ھ
۴۰۲ھ کو جب مراغان ضلع آذربائیجان میں مح
اپنے خادم و حشم کے غمزدن تھا۔ اس وقت المستنصر
بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ایک گروہ قاتلوں کا یہ بھی
گھس آیا اور المسترشد کو قتل کر دیا۔ اس نے سترہ
برس کچھ ماہ حکومت کی۔ المسترشد باللہ اس کا چچا تھا
المستنصر باللہ خاندان عباسیہ کا اٹھاسواں

خلیفہ تھا اس کے باپ کا نام المستنصر سلاطین
مطابق ۳۳۷ھ میں بقیہ راق سلجوقی ترکی فارس
کی مدد سے تخت نشین ہوا۔ بحساب قمری ۲۵ سال
اور کچھ ماہ حکومت کی۔ اس کی موت ۳۳۷ھ
سلاطین میں واقع ہوئی اس کا بیٹا المسترشد
جانشین ہوا۔

المستنصر باللہ۔ دولت عباسیہ کا تینیسواں
خلیفہ تھا۔ سلاطین مطابق ۳۳۷ھ میں اپنے باپ
کا جانشین ہوا۔ اس کا دور حکومت سات سال
۳۳۷ھ مطابق ۳۳۷ھ میں وفات پائی۔
اس کا بیٹا المنصور باللہ جانشین ہوا۔

المعز باللہ خلف المتوکل۔ دولت عباسیہ کا
تیرہواں خلیفہ جو اس نے اپنے چچا علی المستنصرین کو
سلاطین مطابق ۳۳۷ھ میں تخت سے اتار دیا
اور خلیفہ طور سے اس کو قتل کر کے بغداد کے تخت
کا مالک ہوا۔ قتل اور غریزی سے جو حکومت
اس نے حاصل کی تھی وہ زیادہ عرصے تک قائم
نہ رہ سکی۔ اس کے زمانے میں ترکی فوجوں نے
خاندان عباسیہ کے عزل و نسب کا کام
شرع کر دیا تھا۔ انھوں نے اس سے ناراض
ہو کر سخت بے حرمتی کے ساتھ اس کو قید خانے
بھیج دیا۔ جہاں وہ سہو کر پیاس سے تنگ آ کر
ہلاک ہو گیا۔ صرف تین برس سات ماہ حکومت
کی۔

المطیع باللہ خلف المعتز باللہ بن عباس کا
تینیسواں خلیفہ تھا وہ المستنصر باللہ کے بعد وارث تخت
بغداد سلاطین مطابق ۳۳۷ھ میں ہوا اس کا عہد
حکومت دو قمری سے ۲۹ سال اور ۸ ماہ رہا۔
سلاطین مطابق ۳۳۷ھ میں فوت ہوا۔

المعتز بالله۔ عباسیہ خاندان کا پندرہواں خلیفہ۔
 المتوکل بالله کا بیٹا تھا۔ ۲۷۷ھ میں المہدی کے
 مرنے پر ترکوں نے اس کو بغداد میں تخت پر بٹھایا
 المعتز نے بائیس سال گیارہ ماہ سلطنت کی۔ ۲۸۲ھ
 مطابق ۲۷۷ھ میں مر گیا۔ اس کے ہمدریں احمد
 ابن تولون مصر میں خود مختار حاکم ہو گیا۔ علاؤ الدین
 ایلک چار طاقتیں خود مختار تھیں۔ خلفائے فاطمیہ
 انقرض گئیں۔ احمد بن تولون شام و مصر میں یعقوب
 بن لیث خراسان میں۔ الجیب عرب و عراق میں
 حکمران تھے۔

المعتز بالله۔ ہارون رشید کا چوتھا لڑکا اور
 بنی عباس کا آٹھواں خلیفہ تھا۔ یہ المامون کی
 وصیت کے مطابق خلیفہ ہوا۔ المامون نے اپنے
 بیٹے العباس اور اپنے بھائی التام کو محروم کر دیا
 اس خلیفہ کو آغاز عند خلافت یعنی ۲۸۲ھ میں ایک
 مدعی نبوت اور مشہور قزاق بابک سے جو ملک کو
 ساختہ و تاراج کر رہا تھا لڑ کر ناظر آخر کار بابک
 کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ اس خلیفہ نے اپنا
 دار الخلافہ بغداد کی بجائے سامراء مقرر کیا۔ ۱۸
 بیچ الاول ۲۸۷ھ میں انتقال ہوا۔ آٹھ کے عدد
 سے اس خلیفہ کے عدد کو بہت مناسب تھا۔
 اس نے سونے اس کو المثنیٰ کے نام سے پکارتے
 ہیں۔ جب پیدا ہوا تو شعبان عربی کا آٹھواں مہینہ
 تھا۔ تخت نشین ہوا تو آٹھواں خلیفہ کہلایا۔ سال
 تخت نشینی بھی ۲۸۷ھ تھا۔ آٹھ محل بنائے۔ آٹھ
 لڑائیاں لڑیں۔ آٹھ لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ آٹھ
 ہزار غلاموں کا مالک تھا۔ انھی لاکھ دینار اور اسی ہزار
 درم خزانے میں چھوڑے۔ ۸۰ برس کی عمر پائی۔
 ۵ جنوری ۲۸۷ھ کو فوت ہوا۔ سب سے پہلے

شاہی انتہا میں فقہا شامی خلیفہ نے اضافہ کیا
 واثق بالله اس کا جانشین ہوا۔
المعتز بالله۔ الموانق کا بیٹا اور المتوکل بالله کا پوتا۔
 بغداد کا سولہواں خلیفہ تھا اپنے چچا المعتز بالله کے
 بعد ۲۸۷ھ مطابق ۲۸۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ تخت نشین
 ہونے کے پہلے سال میں اس نے احمد بن تولون کی پوتی
 سے شادی کی درخواست کی بعد ازاں ۲۸۷ھ میں
 یہ شادی نہایت دھوم دھام سے ہوئی۔ معتز نے
 مستعد تختی اور آئینہ اداشا تھا۔ اس نے دیووں
 سے شہر واپس لے لیے کردوں کو ابجزیرہ سے نکال دیا
 موصل کی بنیاد کو فرغ کیا۔ مصر کو پھر خلافت میں
 شامل کر لیا۔ بغداد سے بچلن اور آوارہ گرد لوگوں
 کا اخراج کیا قرآنی احکام کے مطابق قانون وراثت
 جاری کیا۔ اسی خلیفہ نے فورس آٹھ ماہ پچیس یوم
 حکومت کی۔ ۲۸۷ھ مطابق ۲۸۲ھ میں فوت ہوا
 کنفی بالله اس کا جانشین ہوا۔

المغیرہ۔ امیر معاویہ کے وقت میں کوفہ کا حاکم تھا۔ بعد
 خاندان امیر کا پہلا خلیفہ ہوا۔ ۲۸۷ھ میں بنی ہاشم میں
 بتلا ہو کر کوفہ میں فوت ہوا۔

المعتز بالله۔ خلفائے عباسیہ کا آٹھواں ہوا
 بادشاہ معتز بالله کا لڑکا تھا۔ اپنے بھائی
 المتوکل بالله کے بعد ۲۸۷ھ مطابق ۲۸۲ھ میں
 میں بچہ ۲۷ سال تخت نشین ہوا۔ اس کے وزیر
 دیانند دار اور قاضی تھے اس لیے اس کی سلطنت
 بحرینی انجام پاتے تھے گرجب معتز جوان ہو کر
 آرام طلبی میں پڑ گیا تو سلطنت میں زوال شروع
 ہو گیا۔ بحساب قمری اس نے ۲۸ سال ۵۷۲ھ اور
 ۲۸۷ھ کی ۲۸۷ھ کو ۲۸۷ھ مطابق ۲۸۷ھ
 شوال ۲۸۷ھ کو ایک خواجہ سمر کے ہاتھ سے قتل ہوا

اس کا بھائی القاہر باللہ اس کا جانشین ہوا۔
المقتدی باللہ - موت - ابو القاسم عبداللہ محمد کا
 بیٹا القاسم کا پوتا تھا اپنے دادا کے مرنے کے بعد
 سلطان مطبق سلطہ میں سلطان ملک شاہ
 بلوچ کے حکم سے جو اس وقت سلطنت تھیں
 ملک تھا تخت نشین ہوا۔ المقتدی خلفائے
 عباسیہ کا تیسواں فرماں روا تھا بحساب
 قریب ۱۵ سال ۵ ماہ سلطنت کی مشہور مطبق
 سلطان میں۔ المقتدی فوت ہوا۔ اس کی بجائے
 اس کا بیٹا مظفر تخت نشین ہوا۔
المقتدی - مصنف - فیاض المقتدی - یہ قانون وراثت
 فقہ شافعی کا مشہور رسالہ ہے مصنف مدوح کی
 وفات ۷۵۰ھ مطابق ۱۳۴۷ء میں ہوئی۔
المقنع - اس کا اصلی نام حمرن ہاشم تھا اور ابو سلم
 مشہور پہلا لارکانا ب رہا جو اس کے بعد۔
 فوج میں داخل ہو گیا اور بعد ازاں کو ماوراء النہر
 حاکمیت کا دعویٰ کیا اور المقنع کا لقب اختیار
 کیا کیونکہ وہ اپنے منہ پر ایک لڑائی میں ایک
 آنکھ کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے متغیا تھا۔
 ڈالنا تھا۔ اس کے مرید اس کی یہ وجہ قرار دیتے
 تھے کہ یہ تعاب پوشی صرف اس وجہ سے کہ مبادا
 اس کے چہرے کی تہی دیکھنے والوں کی آنکھیں
 چکا چوند پیدا کر دے۔ اس کے پیر و سفید لباس
 پہنتے تھے۔ اور بعضی کے نام سے مشہور تھے جو
 مقنع خدا کا اقرار کرتے تھے۔ مقنع کی تعلیم تھی کہ نبی
 ایمان سے ہوتی ہے کہ اعمال سے۔ اس کا قول تھا
 کہ مجھ پر ایمان لانے بغیر نجات ناممکن ہے خلیفہ
 ہمدانی کی فوج نے اس کو مستعین مطابق سلطہ
 قلعہ خراسان کے ایک مشہور قلعے میں پری طرح

گھیر لیا۔ جب جان کی سلامتی کا اس نے کوئی طریقہ
 نہ دیکھا تو اولاً اپنے تمام رشتہ دار اہل و عیال کو شہر
 میں ٹھکانہ دیا اور پھر تمام اسباب میں آگ
 لگا دی اور مردہ لاشیں اُس میں ڈال دیں۔ اور
 خود بھی اسی بھرکتی ہوئی آگ میں کود کر خود کشی
 کر لی۔
الملکری - تاریخ - اپین عبداللہ مہمنا مصنف
 ہے۔ سولہویں صدی عیسوی میں پیدا ہوا۔
 اور بمقام دمشق سلطان مطبق سلطہ
 میں وفات پائی۔ اس مصنف نے محمد بن نجیب
 مشہور ذی علم و ذہن غناط کی مفصل سوانح
 عمری لکھی ہے۔ اس کے متذہب میں اپین میں
 عربوں کی حکومت کی تاریخ ابتداء کے قریب آخر
 تک شامل کی ہے۔
الملکفی - بامر اللہ - المستنصر کا بیٹا خاندان عباسیہ
 کا تیسواں خلیفہ تھا ۷۵۰ھ مطابق ۱۳۴۷ء
 میں اپنے جیسے الرشید کے بجائے تخت نشین
 ہوا ۱۲ سال قری حکومت کی۔ ۷۵۰ھ مطابق
 ۱۳۴۷ء میں فوت ہوا اس کا بیٹا المستنصر باللہ
 تخت نشین ہوا۔
الملکفی - بامر اللہ - بغداد کا سترہواں خلیفہ اپنے باپ
 مستنصر باللہ کے مرنے کے بعد ۷۵۰ھ مطابق
 ۱۳۴۷ء میں تخت نشین ہوا۔ اس نے روسوں
 کے حملوں کو دفع کر کے انکار کیا اور سالوینیکا پر قبضہ
 کر لیا۔ بعد یونانیوں سے جنگ ہوئی جس میں
 سلیوینیا ملکتی کے ہاتھ آیا۔ ۷۵۰ھ مطابق ۱۳۴۷ء
 میں اسماعیل بن کولون کے خاندان سے شام اور
 مصر کے صوبے واپس لے لیے اس کے بعد
 یونانیوں اور روسیوں سے دوبارہ جنگ

چھ گئی اس میں بھی آخر کار المکتفی قیام ہوا۔
مطابق ۳۵۷ھ میں وفات پائی۔ سائیس چھ
سال حکومت کی خلفائے عباسیہ میں آخری
بادشاہ تھا جس نے جنگ میں کارہائے نمایاں
دکھائے۔ اس کے بعد غاصب لوگوں نے رور
بروز سرگٹھا تاشدروع کیا اور المعتذر القاهر
اور الراحمی کو اختیار نشان کیا کہ آخر کار ۳۷۵ھ
مطابق ۳۷۵ھ میں صرف بغداد کے قبضے میں
باقی رہ گیا۔ مکتفی کے بعد اس کا اردک مقتدر
نہم سال تخت نشین ہوا۔
المنصور۔ غازیہ خاندان کا دوسرا خلیفہ تھا۔ (ملاحظہ
اولیٰ)

المنصور۔ خاندان عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا۔
اسلمی نام ابو جعفر تھا اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ
الفتح کے بعد ۳۷۵ھ مطابق ۳۷۵ھ میں جانشین
ہوا۔ اس کی تخت نشینی میں عبداللہ بن علی اس کا
چچا حاج ہوا۔ لیکن اس کو مسلم جو المنصور کا
برادر چھ سالار تھا شکست دی بغداد
اسی خلیفہ کے عہد میں ۳۷۵ھ میں دریائے
دجلہ کے کنارے آباد کیا گیا ہو۔ اس خلیفہ کو اخلاص
علوم کا بہت شوق تھا۔ یہ اس درجے طابع تھا
کہ اس نے اپنے خزانے میں ساڑھ کروڑ درم
اور دو کروڑ چالیس لاکھ دینار چھوڑے اس
کے عہد میں رومی حملہ آور ہوئے گران کو شکست
ہوئی۔ یہ پہلی بار میں منصور نے کاروبار سلطنت
اپنے بیٹے ممدی کے سپرد کر دیا اور خود ہر ارادہ
حج مکہ شہر بیت کو روانہ ہو گیا تاکہ بقدر زندگی کے
دن وہیں گزارے کر استے میں بیرون پر ہجرت
ہذا پنج ۳۷۵ھ مطابق ۳۷۵ھ میں انتقال

ہو گیا۔ اس کی لاش مکہ شہر بیت میں لے جا کر دفن
کی گئی ۲۲ سال حکومت کی۔
الناصر باللہ یا الناصر لدین اللہ اپنے آپ المستضیٰ کا
۳۷۵ھ میں جانشین ہوا۔ وہ بہت شہید اختیار کیا
تھا۔ ۴۰ برس ازادہ مجاہد قری حکومت کی۔
۳۷۵ھ میں فوت ہوا۔ ہر خاندان عباسیہ کا
چوتیسواں خلیفہ تھا۔ اس کا اردک الطاهر یا ناصر کا
جانشین ہوا۔

المؤید۔ عربی مونی تھا اس نے ساسانیوں کے زمانے
کے تاریخی واقعات سلسلہ دارین بتائے۔
۳۷۵ھ میں غایت مستور قلم بنائے کیے ہیں اس کا
قلمی مسودہ کتب خانہ اسپین میں موجود ہے اور لاطینی
زبان میں اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

المہدی۔ خلافت عباسیہ کا تیسرا خلیفہ مراکب ۳۷۵ھ
مطابق ۳۷۵ھ میں جانشین ہوا۔ اپنے آپ ابو جعفر المنصور
کی بجائے تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانے کا سب سے
بڑا واقعہ المقتدی بنادوت ہو۔ اس بنادوت کے
فرز ہونے پر خلیفہ نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو
بنادوتوں کی بنادوت فرو کرنے کو بھیجا۔ ہارون الرشید
وہاں سے قمندی کی صلح کر کے اور اسباب
غنیمت لیکر واپس آیا۔ المہدی زہر کے کھانے سے
ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ کہ جانا ہو کہ خلیفہ کی بیگم حسنہ
نے خلیفہ کی ایک دوسری بیگم کو جس پر اس
زلمے میں خلیفہ کا زیادہ رجحان تھا زہر دیکر
ہلاک کرنا چاہا تھا اور اس ارادے سے ایک زہر
آلود ناسپاتی اس کو دی تھی۔ لیکن اس بیگم نے
اس کو خود نہیں کھایا۔ بلکہ نہایت سادگی سے خلیفہ
کو زہر کر دی۔ خلیفہ اس کو کھاکر فرما کر گیا۔ یہ
واقعہ ۳۷۵ھ گشت ۳۷۵ھ مطابق ۳۷۵ھ

کاہرہ۔ اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا السادی جانشین بنا
الواثق یا الواثق بالله خاندان عباسیہ کا نواسہ فیض
ہوا۔ اپنے باپ المعتمد بادشاہ کے چھوڑے ہوئے
مطابق تاریخ الاول مسند میں تخت بٹھا دیا پر
جانشین ہوا۔ دوسرے سال اس نے بسلی پر
حاکم کے فتح کیا اس کے باقی عہد میں کوئی مشہور
واقعت نہیں ہوا اس نے حساب قمری یا پنج سال
ماہ بروز مکلورہ کی اور مسند مطابقت
میں فوت ہوا اس کا جانشین اس کا بھائی المتوکل بن
ہوا۔

الولید۔ (ملاحظہ ہو ولید)

المراد مولانا۔ مولوی عبدالملک عادل کے شاگرد
تھے جن پورے باشندے تھے۔ شاہان خرقہ کے
زمانے کے مشہور علماء میں تھے۔ شرح کاغذ میں ہادیہ
شرح بزوری تفسیر مدارک اور کثر کتب تصنیف کیں۔
مسند مطابقت ۱۱۰۰ھ انتقال ہوا۔ چون پور
میں عید گاہ کے کشانی وغری گوشتے میں دفن ہوئے۔
آسی شیخ۔ بیانہ کار پنے والا ایک طسفی تھا جس نے
سلیم شاہ سور کے زمانے میں امام احمدی ہونے کا
دعویٰ کیا مسند مطابقت ۱۱۰۰ھ میں بادشاہ
کے حکم سے قتل کیا گیا۔

آسی میر۔ گویا ہمدان ملک فارس کے شہر مشید آباد
کے سیدوں کی اولاد ہیں تھا۔ جہانگیر کی تخرک حکومت
میں ہندوستان آیا اور شاہ جہاں کی ملازمت
اقتیار کی۔ غریب گنج آسی از قسم سوانح عمری اور ایک
دیوان فارسی اس کی تصنیف ہے جو مسند مطابقت
۱۱۰۰ھ میں انتقال ہوا۔

امام اعظم۔ (ملاحظہ ہو ابو حنیفہ)

امام الدین امیر کاتب۔ بن میر علی تفسیر ۱۱۰۰ھ

موسوم بہ کفایہ کا مصنف جس کو اس نے مسند ۱۱۰۰ھ
مطابق مسند میں ختم کیا تھا۔ اس سے قبل ہی کتاب
کی شرح لکھی تھی جس کا نام خدمت البیان ہے۔
امام عین بیخ۔ (ملاحظہ ہو ناخ)

امام بخش مولوی۔ (صہبائی ملاحظہ ہو)
امام عالم بن علاء الخفی۔ فتوؤں کی ایک بڑی
مجموعہ کے مولف ہیں جو کئی جلدوں میں ہے۔ اور
موسوم بہ فتاویٰ آثار خانیہ ہے۔ جو محیط البرہانی۔
ذخیرہ۔ خانیہ لفظی سے لیے گئے ہیں۔ لیکن بعد کو
امام ابراہیم بن محمد الحلی نے ان فتوؤں کا انتخاب
تیار کیا جو ایک جلد میں ہے وہ بھی آثار خانیہ کے
ہی نام سے مشہور ہے۔

امام مالک بن انس۔ (ملاحظہ ہو مالک بن انس)
امام ہروی مولینا۔ آپ ہرات کے ساکن تھے
اس وجہ سے ہروی کہلاتے ہیں۔ ایک مشہور
شاعر اور شیخ سیدی شیرازی کے ہم عصر تھے
قصیدہ گوئی میں خاص شہرت تھی۔ مسند مطابقت
۱۱۰۰ھ میں فوت ہوئے اور ایک دیوان چھوڑا۔

امان اللہ (حافظ) ابن نور اللہ ابن حسین بناری۔ عہد
عالمگیر اور رنگت بیب میں لکھنؤ کے عہدہ صدارت پر
ممتاز رہے۔ حافظ قرآن مجید جامع معقول و منقول
اور حاوی فروغ و اصول تھے۔ مسند مطابقت میں وفات
پائی اور بنارس میں مدفون ہوئے کتب ذیل ان
کی تصانیف سے ہیں تفسیر و اصول فقہ مکمل الاصول
شرح تفسیر مذکور و حواشی تفسیر جہاد و شرح
موافق وغیرہ۔

امان اللہ خان۔ پیر محمد حبیب اللہ خاں امیر کابل
کے فرزند تھے۔ مسند ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ہر
فروری ۱۱۰۰ھ کو اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد

وجہ سے ان کی زبان بند ہو گئی اور وہ برس تک گنگ رہے آخر میں زبان تو کھل گئی مگر گنگنت باقی رہی تھی۔ اسیر خواجہ برون۔ اشک گویا وغیرہ کے ہمصر تھے۔ ان کی تصانیف خزان الفصاحت گلہ مستہ، واسوخت امانت اور ایک دیوان ہو لیکن اندر بھان کی مشہور تصنیف ہو یہ اردو میں پہلا ڈراما ہے ان کے دلوں کے فصاحت اور لطافت شعر انکھنوں میں مشہور ہیں ۲۸ راجا دیوالی ۱۷۹۹ء کو انتقال کیا لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

امانت خاں۔ میر حسین بن امانت خاں خوانی کا لقب ہے۔ بادشاہ عالمگیر نے ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۲۹ھ میں اس کو آبائی خطاب سے سرفراز اور اپنے سرداروں میں داخل کیا۔ اس بادشاہ کے عہد میں وہ مختلف عہدوں پر رہا اور بقیہ امور ۱۷۹۹ء مطابق ۱۱۲۹ھ میں ماہی ملک بقا ہوا۔

امانت خاں ایک مشہور نستعلیق نویس تھا جس نے شاہجہاں کے عہد کے گیارہویں سال میں تاج محل اگرہ کے کتبے لکھے تھے جو آج تک موجود ہیں۔

امانت خاں (مولوی) انشاء بہار نجم کا مصنف ہے یہ کتاب ۱۲۱ فارسی خطوط کا مجموعہ ہے جو ابتدائی درسی کتابوں میں شامل ہے کتاب کی خصوصیت ہے کہ خالص فارسی یعنی درسی میں لکھی گئی ہے لفظ عربی کا اس میں دخل نہیں ہے۔

امانت خاں میر۔ میر حسین الدین احمد خاں خوانی خراسانی۔ خوات واقع خراسان کا ساکن تھا۔ بادشاہ عالمگیر کے عہد میں ایک عالی رتبہ سردار تھا ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۲۹ھ میں اورنگ آباد میں انتقال ہوا کتاب خیر فیئہ الاسلام کا مصنف ہے

تخت نشین ہوئے۔ اپنے جلوس کے قہور سے ہی دونوں بعد سرحد ہندوستان پر چل گیا مگر بہت جلد ان کو اپنی طاقت کا اندازہ ہو گیا اور گورنمنٹ سے صلح کر لی۔ شرائط صلح کا خلاصہ یہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ وہ تمام امداد اور رعایتیں جو سابق امیر نے افغانستان کو اسلحہ و دیگر سامان حرب اور دینی کے ذریعہ سے دی تھی اُتدہ سے منسوخ کرتی ہو اور بقیہ ذلیفہ بھی ضبط کرتی ہو اور آئندہ ہر دو حکومتوں میں برتتہ اتحاد و ارتباط ویسا ہی قائم رہے گا جیسا کہ اب تک تھا اور ہندوستان و افغانستان کی سرحد وہی قائم رہے گی جو سابق امیر منظور کر چکے ہیں صرف خیبر کی مغربی سرحد جواب تک قائم نہیں ہوئی جو اس کی حد بندی کر لی جائے۔ حقیقت یہ صلح ہر دو حکومتوں کے لیے یکساں مفید اور ضروری تھی مایہر امان اللہ خاں کے عہد میں افغانستان نے جس قدر سیاسی اور اقتصادی ترقی اس قلیل مدت میں کر لی ہے وہ کبھی اس ملک کو حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اتحاد اسلامی کا سلسلہ افغانستان سے ترکستان تک پلا فصل قائم ہو گیا۔ سامان حرب جدید و قدیم کے کاغذات اور مدارس و شفاخانجات وغیرہ رفاہ عام کے بہت وسیع ذرائع بہم ہو گئے۔ عدالت میں شیعہ محمدی کا طریقہ رائج ہو غرض ہر قسم کی ترقی رونما ہو رہی ہے اس لیے ان کا عہد ایک مبارک عہد ہے۔

امانت۔ سید آغا حسن نام۔ امانت مخلص میر آغا رضوی لکھنؤی کے بیٹے روضۂ مشہد مقدس کے کلید بردار سید علی رضوی کی اولاد سے تھے ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ میاں دکنی لکھنؤی کے شاگرد تھے عہد شباب میں کسی عارضہ کی

امانی: مہابت خاں کے بڑے سپہ سالار مان اللہ کا
تخلص تھا۔ عہد شاہجہانی میں گزرا۔ ۱۶۳۳ء میں
شہنشاہ میں فوت ہوا ایک دیوان چھوڑا۔
امباجی انگلیا: ریاست گوالیار کا ایک سپہ سالار
تھا۔ مہاراجی سندھیا کے یہاں ۱۸۱۷ء سے
ملازم تھا اس نے اپنی خدمات دولت راؤ کے
عہد تک انجام دیں۔

امتیاز خاں: سید خالص تخلص تھا۔ اصفہان
یا مشہد کا باشندہ تھا۔ ہندوستان میں شاہنشاہ
عالمگیر کے عہد میں آیا اور کچھ عرصے کے واسطے صوبہ
بکارت مقرر ہوا۔ اس کو عبدیاز خاں نے ملک سندھ
میں ۱۷۱۷ء میں قتل کیا۔ کہا جاتا
ہو کہ قاسم علی خاں نواب بنگال اس کا پوتا تھا یہ
ایک دیوان کا مصنف ہو۔

ام جمیل: عرب کی بیٹی۔ ابوسفیان کی بہن اور ابولہب
کی بی بی تھی چونکہ ابولہب جناب نبی آخر الزماں کا
سخت دشمن تھا۔ ام جمیل بھی اپنے شوہر کے ان
مشوروں میں جو پیغمبر صاحب کی مخالفت میں کیے
جاتے تھے شریک ہوتی اور رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
راستے میں کاسے بچھا دیتی تھی۔ اس لیے قرآن شریف
میں اس کی مذمت میں سورہ بنت نازل ہوئی جو
اس کی جس ذلت کی طرف اس سورہ میں اشارہ
کیا گیا ہے اس کی موت بھی اسی طریقہ سے واقع ہوئی
یعنی ایک دن وہ اپنے من کی لکڑیوں کا بوجھ سر پر
اٹھائے چلی آ رہی تھی کہ وہ گٹھا گر گیا اس کی رسی اس
کے گلے میں آگئی جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوئی
ام حبیبہ بنت ابوسفیان: رملہ نام تھا۔ ام حبیبہ کنیت تھی۔
ان کے پہلے شوہر کا نام عبید اللہ بنی حبش ہے جو کہ
دلوں کے ظلم و تشدد سے تنگ آ کر اپنی بی بی کی

حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے عبید اللہ حبش جا کر عیسائی
ہو گئے لیکن ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں اس لیے
عبید اللہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور شہ
میں ان کو ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔
۶۳۰ء میں مدینہ میں وفات پائی۔

ام حبیبہ بنت درابہ: حضرت علی کی زوجہ چہار میں تھیں
جن کے بطن سے ایک صاحبزادے عمر پیدا ہوئے
امرو اللہ (حاجی مولوی) ساکن تھا نہ بھون۔ حضرت
میاں جی نور محمد صاحب تھا نوی سے بیعت و
خلافت سلسلہ حاصل کی۔ ان کے مریدین ارشدین
مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمد قاسم
ناٹووی و حاجی محمد حسین آزاد سی تھے زمانہ غدر
۱۸۵۷ء میں کہ مغل کو ہجرت کر گئے اور مدت تک
حرم شریف میں مثنوی مولانا روم کا درس دیا
ان کی مشہور تصانیف غذائے روح، ضیاء القلوب
تھنۃ العشاق، جہاد اکبر، ارشاد مرثیہ و رسالہ
در غنک ہیں ۱۲۰۷ھ ہجری الاول ۱۸۱۷ء میں
وفات پائی اور بنت البیض (دکنی) میں مدفون
ہوئے۔

امر القیس: ابن جعرب کا ایک مشہور شاعر جو ایام
جاہلیت میں گزرا جو وہ ان سات شعراء میں سے
ہو جن کے قصائد بوجہ ان کی خوبی کے خانہ کعبہ میں
آویزاں کیے گئے تھے یہ قصائد سب معلقات کہلاتے
ہیں اور چونکہ وہ نہرے حروف میں تھے لہذا ان کو
نہ ہیات بھی کہتے تھے ان سات مشہور شعراء کے
نام امر القیس، طرفة زہیر، لبید، انثر، عمرو حارثہ
تھے۔

امرت راء: ایک مرہٹا سردار تھا جس کو بلکرنے
سلسلہ میں پونا کی مندر پر تھایا تھا لیکن گولہ

نے اس کو معزول کر دیا۔

امر سنگھ۔ راجہ پنپالہ۔ سر دل سنگھ کا پسر تھا جو اپنے باپ الاسنگھ کا دو تین سال بعد جاگین ہوا۔

امر سنگھ۔ راجہ نور قوم کا راجپوت سردار گاج سنگھ کا پسر

تھا۔ اس نے صلابت خاں میر بخشی کو شاہجہاں

کے عہد کے سترھویں سال میں بادشاہ کے حضور

میں بروز بقیعہ وقت خام بتایا کہ ۲۵ برس لالی

مطابق ۳۰ عادی الاول ۱۰۳۵ء کو قتل کیا اور

بادشاہ کے حکم سے اس کا تعاقب کیا گیا اور

ہما دمانہ مقلبہ کے بعد ملہ آگرہ کے ایک چھاگ

کے قریب جو کہ آج تک امر سنگھ دروازہ یا امر سنگھ

چاگ کہلاتا ہے کھنڈے کر ڈالا گیا۔

امر سنگھ۔ راجہ سی بخش کوٹلیہ ضلع کوٹلی یعنی علی گڑھ

میں ایک سرکاری عہدے پر مامور تھا۔ اس نے

اکبر کے محل اور تاج محل آگرہ کے حالات کی ایک

مختصر تاریخ لکھی تھی اور بہار دانش کو فہم کر کے

اس کا نام ترجمہ بہار دانش رکھا۔ اظہار دانش

جو بہار دانش کا ترجمہ مشہور ہو ملا زادہ ساکن پان کا

کیا ہوا ہے۔

امر سنگھ خوشدل۔ درائے ولد جیون رام سنگھ

اصلی وطن کرٹہ ناگپور تھا۔ نواب شجاع الدولہ کے

عہد میں سرکار غازی پور کا ناظم و حاکم اعلیٰ تھا۔ امر سنگھ

نہایت لائق اور فاضل تھا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر

ہمارا راجہ بیت سنگھ راجہ سارسی کی سرکاری نوکر

ہوا۔ اور آخر ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے علی گڑھ

کا ناظم مقرر ہوا۔ اس نے تاریخ فرمان روائان ہند

لکھی ہے جو سلطان علاء الدین غوری کے زمانہ پر ختم

ہوئی جو جس میں خاص مشاہدات اور احوال موجود

کی بنا پر اپنے ملک کے حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب

کی خصوصیت یہ ہے کہ انگریزوں کے حالات بھی ضمنی

طور پر اس میں شامل ہیں جو ۱۸۵۷ء میں فوت ہوا

امر سنگھ۔ رانا رام پال سنگھ جتوئی کا پسر تھا جس نے

میں فوت ہوا۔

امر سنگھ۔ رانا پسوانا پرتاب سنگھ (ملاحظہ ہو رانا سنگھ سنگھ)

امر سنگھ۔ گنپت ہندنام۔ بنت ابی امیر بن میرزا حضور علی

صلح علی کی بی بی قیسینہ شہرہ میں وفات پائی۔

وفات کے وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی سب

ازواج مطہرہ کے بعد تک آپ زندہ رہیں وہ سب

سے پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں ان

کے شوہر کا نام ابوسلمہ تھا۔

امر سلمہ۔ ان کا نام رضیاء ہو اور لیجان بن خالد کی بیٹی اور

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں حضرت انس کے والد کا نام

مالک تھا جب حضرت انس کی عمر دس سال کی ہو گئی

تو ام سلمہ نے ابو طلحہ سے نکاح کر لیا وہ حضرت ابو طلحہ کے

ساتھ ساتھ جنگ احد اور بنین میں شریک رہی ہیں وفات

کا معبر سال معلوم نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

کی پہلے میں انتقال ہوا تا سلمہ جو عہد صحابہ کے مانتیں

عورت میں بھی جاتی تھیں۔

امر عمارہ۔ بنت کعب۔ ہجرت سے تقریباً ۳۰ سال قبل مدینے

میں پیدا ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے تشریف لے جانے

سے پہلے اسلام لے آئیں تھیں۔ بیعت عقبہ میں جو

لوگوں نے حضور نبی کریم کے دست مبارک پر بیعت

کی تھی ان میں ام عمارہ بھی تھیں جنگ احد میں شریک

تھیں اور اس موقع پر نہایت دلیری اور جرات

دکھائی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ دوم کے زمانے تک زندہ

رہیں۔

ام حسن۔ میرا حسن نام ابنی شخص اور کہیں کہیں لطف بھی ظاہر

کیا ہے۔ ان کے آبا و اجداد شاہانِ مملکت کی خدمات پر

اس کو ۱۱۵۷ھ مطابق ۱۷۴۵ء میں بوقت شب قتل کر دیا۔

امیر امیر الدولہ ناصر جنگ معروف پیر مرزا میٹھو جی نواب شجاع الدولہ برادر نواب آصف الدولہ کا مخلص تھا۔

امیر احمد (مولانا) امیر حسن ہمسولی کے بیٹے سادات مودودی سے تھے سب سے پہلے خطاب شمس العلماء گورنمنٹ سے آپ کو عطا ہوا۔ بڑے ذہین اور طبع علمائے تھے اکثر علماء حضرت مناظر کے کچے ذہن و حافظ قوی تر تھا ایک مدت دہایوں میں قیام رہا۔ آخر پندرہ سال سخت سلاہ کو بدلوں میں ہی انتقال کیا مباحثے کی چند مطبوعہ کتابیں آپ کی تصانیف سے ہیں۔

امیر شاہ (ملاحظہ ہو میران شاہ)

امیر اسٹیکھ میٹھ جس کو امر سنگ بھی کہتے ہیں ایک گوکھا سپہ سالار تھا نیپال کے تمام فوجی سرداروں سے وہ تہہ اور اوصاف میں اعلیٰ تھا پندرہ سال میں سر ڈوڈا کٹر لونی کے مقابلے میں اس نے کاریوں کی پیازوں میں شجاعت اور جب الوطنی کا اظہار کیا لیکن مقلعہ ملاؤں میں شمولہ کے قریب تاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہوا۔

امیر میرد اول اپنے باپ قاسم برید کا جانشین سلطنت احمد آباد میں درپردہ سلطان میں ہوا۔ اس کے دوران حکومت میں سلطان محمود شاہ کوئی مسئلہ مطابق ۱۸۵۷ء میں فوت ہو گیا اس وقت میر میرد نے سلطان علاء الدین ثالث کو تخت پر بٹھایا اس کے بعد سلطان یکم اللہ جانشین ہوا امیر برید کے خراب برتاؤ کی وجہ سے سلطان یکم اللہ میرد سے اجڑ کر گنجاگ گیا جہاں وہ

ہایوں بادشاہ کے وقت سے باہر رہے سلطنت کے زوال پر جاگیریں ضبط ہو گئیں۔ احمد شاہ درانی کے عہد میں ان کا خاندان قیومی مکان کی برابری کے بعد تعلیم آباد چلا گیا۔ شائع میں مقام کلکتہ فورٹ ولیم کالج میں ملازم ہو گئے۔ باغ و بہار لکھنؤ چہار درویش جو اردو نثر میں پہلی قصبے کی کتاب بھی جاتی ہے انہیں کی تصنیف سے جو نہایت مقبول عالم ہے۔ یہ قصبہ نو طرز مرصع سے ماخوذ ہے یہ کتاب سب سے مشہور ہے۔ تصنیف ہوئی نظم میں بھی مشائق اور باہر فن تھے کلکتہ میں انتقال کیا سنہ وفات معلوم نہیں ہوئی۔

امید مرزا ناصر منام امجد مخلص شاگرد مرزا طاہر وحید دکن بھمان۔ عہد شرف باب میں اصفہان آیا۔ عہد عالمگیری میں ہندوستان آیا اور عہد بہادر شاہ میں منصب پڑوسی پر مرصع خطاب قزلباش خاں متا ہوا بعد ازاں کسی خدمت پر مامور ہو کر برطان پور چلا گیا وہاں سے معزولی کے بعد اس کی شہریتانی سے خوش ہو کر امیر الامرا فیروز جنگ کے کرہنگ کا حاکم بنا دیا۔ نظام الملک نے نواب ہو کر اس سزا میں کہ وہ مبارز خاں ناظم حیدر آباد کا حامی ہو کر لڑا عقیدہ کر دیا۔ مگر ایک درجہ نظم سے خوش ہو کر رہا کر دیا اور جاگیر عنایت کی۔ آخر ترک ملازمت کر کے دہلی میں رہنے لگا۔ ۱۸۵۷ء میں مر گیا فارسی میں آٹھ ہزار شعر نظم کئے ہندی میں بھی شعر کہتا تھا۔

امیدی مولانا اپنے زمانے کا ایک بہترین شاعر تھا طہران میں پیدا ہوا نجم ثانی۔ میر عبد الباقی اور خواجہ حبیب اللہ جو شاہ اکیس صدی کے امیر تھے اس کے دوست تھے مگر شاہ قوام الدین نجفی نے جو بادشاہ کا مصاحب اور اس کا دشمن تھا۔

اس کی نسل اس ریاست میں حکمران ہو۔

امیر خاں جس کا اصل نام میر خاں تھا لیکن سلطان مالگیر نے اس میں الف کا اضافہ کر کے اس کو امیر خاں کر دیا تھا۔ اس نے چھ بگ آراضی پر مقام گزرجارہ کے قریب اپنا مکان تعمیر کیا تھا جس میں محلہ چھپی ٹولہ شامل ہی جلوس مالگیری کے سال اول میں وہ قلعہ شاہجاں آباد کا صوبدار مقرر ہوا اور گیارہویں سال میں کابل کا صوبیدار ہو گیا۔

امیر خاں سندھی میر عبدالکریم بن امیر خاں بن بڑاوالی نامی ملک کا لقب تھا۔ وہ مالگیر اور بہادر شاہ و فرخ سیر کے عہد میں مختلف عہدوں پر مرفراز رہا اور چھ شاہ کے تخت دہلی پر بیٹھے سے کچھ عرصہ پیشرفت ہوا۔

امیر خاں میر میراں میر میراں لقب خلیل اللہ خاں یزدی کا پسر شاہجاں اور مالگیر کے عہد میں ایک عالی رتبہ سردار تھا مالگیر اس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ وہ کابل میں ۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۰۰ھ کو فوت ہوا اور بادشاہ نے اس کے پسر کو امیر خاں کا خطاب عطا کیا۔

امیر خاں **لواب** لقب حمزہ الملک انجام تلخی شاہ نعمت اللہ دہلی کی اولاد میں اور محمد شاہ غلیظ کے خصوص میں تھا۔ ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۵ء میں الہ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۶ء میں دربار میں واپس بلایا گیا کیونکہ بادشاہ اس کو دربار سے جدا کرنا پسند نہ کرتا تھا بادشاہ کو اس کی حاضر جوابی بہت پسند تھی اور اس وجہ سے وہ شاہی حوض میں بہت مستغرق تھا اس کی یہ بیباکی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ حاضر بادشاہ کے علاوہ کسی معالامت میں بھی بادشاہ سے بیباکی

(۱) شاہ سرخ مرزا بن امیر تیمور (۲) غلام الدین مرزا (۳) الی بگ مرزا بن شاہ سرخ (۴) مرزا بابرجس نے بعد کو دہلی فتح کی اور ہندوستان کے خاندان منیلہ کا پہلا بادشاہ ہوا۔ (۵) مرزا عبداللطیف (۶) مرزا شامہ (۷) مرزا ابراہیم (۸) سلطان ابوسعید (۹) مرزا یزداداد **امیر خاں** پسر مالگیر میر قاسم خاں لیکن عہد جاگیر اور شاہجاں میں سردار تھا اپنے باپ کے مرنے کے وقت امیر خاں غلطی کی صوبہ داری برآمد تھا اور اسی مقام پر ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۵ء میں بمقام سوسالخت ہوا۔ اس کا اصلی نام میر خاں تھا مگر شاہجاں کو ایک لاکھ نذرانہ دے کر امیر خاں کے خطاب سے مرفراز ہوا۔

امیر خاں ابتدا میں وہ جنوب راولپنڈی کا ملازم تھا۔ ۱۲۰۰ھ میں بلگر کے مجن ہو جانے پر اس کے دربار میں اپنے آپ کو دسی اختیار بنانا چاہا اور امور مملکت میں دخل دینے لگا لیکن اس میں ناکامیابی دیکھ کر وہ پٹناریوں کا جو اس وقت ملک میں لوٹ مار کر رہے تھے سرخا بن گیا اور اس طرح خود مختار و طر بننا چاہا۔ ۱۲۰۱ھ میں وہ اپنی اس خواہش میں کامیاب ہو گیا اور بمیر شاہ ع کو برٹش گورنٹ نے اس سے ایک عہد نامہ کر لیا جس کی رو سے یہ ملحق ہوا کہ وہ تمام علاقہ جو جنوب راولپنڈی کے خاندان کا اس نے دیا ہو اس کی ملکیت میں رہے لیکن توکانہ کی فوج برٹش گورنٹ کے حوالے کر دے اور پٹناریوں کے غارت گرد گردہ کو جو اس زمانے میں دو سال سے نادمہ صے ملک مالوسے اور راجپوتانہ میں لٹنے امن کرتا رہا تھا پٹنار گردے ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۶ء میں فوت ہو گیا ریاست ٹونک کی بنیاد اسی نے قالی آج تک

اور گستاخی سے جواب دینے لگا۔ بادشاہ کو اس کا یہ انداز ناگوار ہونے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے ایک روز ناخوش ہو کر ایک ایسے شخص کو جو عہدہ الملک سے زخم خوردہ تھا اشارہ کیا کہ غم سے اس کا کام تمام کر دے چنانچہ ۲۶ دسمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۳۳ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ کو وہ قتل کر دیا گیا اپنے داماد خلیل اللہ خاں کے مقبرہ واقع دہلی متصل سرانے روح اللہ خاں میں دفن ہوا فارسی و رکنہ میں قبر لکھا تھا۔

امیر خسرو (دراختہ ہنسرو امیر)
امیر خسرو حاکمی سلطان قس الدین شمس شہر میں قتل شدہ
میں شمشیر قلعہ ناندو فتح کیا تو یہ قلعہ مندرم پیش کا
خبر بہ اہل سارہ جبریل امین
زخم سلطان عبد کس الدین

کرا و لایکہ قدس آسمان بار ا
بریں بشارت بندیکلدو آئین
کہ از بلاد سوا ملک شہنشاہام
کنند بار و کز قلعہ سپہامین

شہر بجاہ غازی کو دست و پیش را
روان حمید و کرار می کند حسین

امیر شاہ (ملاحظہ ہوشاہی امیر)

امیر علی (سید خاندان سادات موہان صلیق اناؤ
تک ان کا سلسلہ نسب پتیا ہو نہ مہب شیعہ ہو۔ ان
کے والد نے جن کا نام سادات علی خاں خاصو
بجائے میں بعام حضورہ سکونت اختیار کر لی تھی
اور یہ وہیں مشغول تھے پیدا ہوئے ہو گلی کا
سے ایم اے پاس کیا اور قانونی دگری اعزاز
سے حاصل کرنے کے بعد گورنٹ کے ڈپٹی
بیرٹری کی تعلیم کے لئے ولایت بھیجے گئے ۱۸۵۷ء

میں بیرٹری پاس کر کے ہندوستان واپس آئے
زمانہ قیام ولایت میں انھوں نے انگریزی میں
حضور سرورہ عالم صلیم کی سوانح عمری برائیک تبصرہ
شایع کیا جس میں نہایت پر زور دلائل کے
ساتھ عیسائی مصنفین کے غلط الزامات کی تردید
کی گئی جو اس کتاب سے انگلستان میں آپ کی
زباں دانی کا سکہ بٹھ گیا لندن کے قیام میں مذہبی
اور ملی خیالات میں کچھ تغیر نہیں ہوا۔ لیکن انگریزی
طرز معاشرت کا گہرا رنگ چڑھ گیا اور آپ نے
ایک تعلیم یافتہ معزز خاندان کی انگریزی خانوں سے
شادی کر لی یہاں آکر پانچ برس بیرٹری کرنے کے
بعد چیف پریسیڈنسی بیرٹری کے عہدے پر تقرر
ہو گیا تھوڑے عرصے بعد اس کو ترک کر کے بیرٹری
کرنے لگے اس کے بعد ۱۸۵۷ء میں کلکتہ ہائی کورٹ
کے جج مقرر ہوئے کئی سال تک پرنسپل اور
امپیرل کونسل کے ممبر رہے ۱۸۷۷ء میں ججی
سے شپن باب جو کراکھستان میں ہرنجی ملک معظم
کی برہوی کونسل کے جڈیش ممبر مقرر ہوئے اس
وقت بھی لندن میں مقیم ہیں علی علی اور ادلی ترقی
ترقی میں آپ کی تصنیفات کو بہت بڑا زور حاصل
ہوا پھر آف اسلام آپ کی مشہور کتاب ہر قانون
میں مشر قانون شہادت اور شرع محمدی کی شرح
بھی آپ نے زبان انگریزی لکھی آخر الذکر کتاب کا
اردو ترجمہ جامع الاحکام کے نام سے شایع ہوا ہے
جو مقبول خاص و عام ہو سکتے ہیں سنٹرل مجڈن
ایسوسی ایشن کی نیا د آپ ہی کے ہاتھ سے قائم
ہوئی تھی ۱۸۵۷ء میں سی۔ آئی۔ سی کے خطاب
سے ممتاز ہوئے۔

امیر محمود فخر الدین اہل نام فخر الدین خاں و عام طور پر

ابن میں کہلاتا تھا۔ امیر بین الدین کا پسر تھا اس کو
کلی الغلا کا خطاب ملا تھا امیر محمود ایک زبردست
شاعر تھا بروز شنبہ بتاریخ ۲۹ ہجری ۸۳۳ شہ
مطابق جادی الثانی ۱۱ شنبہ ایران میں فوت
ہوا بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ ۳۲۹ مطابقت
۸۳۳ھ میں مراہوی اس نے ایک دیوان چھوڑا
امیر معزی سرقد کا ایک مشہور شاعر تھا جو سلطان
اور سلطان بنجر بلوچی کے یہاں ملازم تھا اس کو
کلی الشعرار کا خطاب عطا ہوا تھا۔ ان کا قریہ سلطان
بنجر بلوچی کے تیرے ہلاک ہو گیا اس کے دیوان
میں ۱۰۵۰۰ اشعار ہیں ۸۳۳ھ مطابقت ۸۳۳ھ
میں فوت ہوا۔ اہلی نامہ امیر علی تھا۔

امیر مینالی منشی امیر احمد امیر انجلس شاہ مینا کی اولاد
سے تھے باپ کا نام مولوی کریم محمد قاسم شاہ
نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے عہد میں ۱۶
شعبان ۱۲۳۳ھ کو کھنڈ میں پیدا ہوئے وہیں
تربیت و تعلیم پائی عربی کے عالم تھے صوفی مشرب
درویش صفت خاندان پیشہ صابریہ میں مرید
و خلیفہ تھے شاعری میں منفر علی خاں امیر سے
تلمذ تھا ۱۲۳۳ھ میں واجد علی شاہ کے دربار میں
رسائی ہوئی اور بادشاہ کے اہمات و کتاہیں
ارشاد و السلطان و ہدایت السلطان تصنیف کیں
۱۲۳۳ھ میں نواب یوسف علی خاں بہادر
دہلی رام پور نے اپنے یہاں طلب کیا اس وقت
سے آپ کی سکونت رام پور میں منتقل ہو گئی جب
نواب کلب علی خاں بہادر کا عہد آیا تو انھوں نے
لب کے کمال کی حیدر کی چونکہ نواب صاحب
خلو انشیاں کو خود طاعی کا شوق تھا۔ انھوں نے
منشی صاحب کی شاکری قبول کر لی ۱۲۳۳ھ

میں نواب کلب علی خاں کے انتقال کے بعد آپ نے
حیدر آباد دکن کا سفر کیا اور بھوپال قیام فرماتے ہوئے
۱۱ جمادی الاول ۱۲۳۳ھ کو آپ کی مٹی حیدر آباد
کے گئی جہاں ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۳۳ھ مطابق
۱۱ رجب ۱۲۳۳ھ کو انتقال کیا آپ کے دو دیوان
مرآۃ الغیب و خزانۃ عرش اور ایک دیوان تمثیل
محافلہ بینین زندگی ہی میں شایع ہو گئے تھے
ایک تذکرہ شعرائے رام پور معروف بہ تاج نگار
بھی آپ کی تصنیف سے ہی آخر زمانہ میں ایک ہزار
کا مہر دین لطف اردو کا شروع کیا تھا جس کی تعداد
دو جلدیں جن میں صرف الف ہمدودہ اور مقصورہ
کے الفاظ ہیں امیر اللغات کے نام سے بہ سہریتی
ریاست رام پور شایع ہو پالی تھیں کہ پیام اہل
آگیا۔ ان کے دو صاحب زادے پسر اکبر منشی محمد
مینالی ریاست رام پور میں اعلیٰ عہد سے پسر
بامور ہیں اور دوسرے منشی لطیف احمد اختر مینا
ریاست حیدر آباد میں جینہ امور مذہبی کے ناظم و
مسند ہیں ۱۲۳۳ھ میں نواب اختر بابر جنگ کا خطاب
بھی ملا۔

امیر علی نام مولانا سلطان محمد انجلس امیر مشہور حضرت
عہد شاہ طہاسپ صفیری اول میں گزر چھ شاہ
طہاسپ کی مدد میں اکثر اس کی انگلیں ہیں منکرہ
امیر علی شیر موسوم بہ مجلس النقاس کا ترجمہ ترکی
سے فارسی میں کیا۔ بوستان خیال بھی انھیں
کی تصنیف سے ہو۔

امیر بین الدین (ملاحظہ ہو طرز فی)
امین شاہ امین الدین ساکن عظیم آباد کا تخلص تھا ۱۲۳۳ھ
مطابقت ۱۲۳۳ھ میں فوت ہوا تھا ایک دیوان
غزلیات چھوڑا۔

امین احمد امین محمد رازی کن باندہ موسوم
ہفت اقلیہ مصنف تھا اس کتاب میں جو اس نے
باوشاہ اکبر کے عہد میں مصلحہ مطابقت مستندہ
میں غم کی نئی صنف مستندہ کے ہفت اقلیہ کا مختصر حال
اور وہاں کے بڑے بڑے شہروں کے حالات درج
ہیں اور مشہور شعرا و مشہور شخصات کے حالات ہیں
امین الدولہ ابوالحسن طیب تھا اور ملک صالح بنیل
کا وزیر رہا تھا اس کا قاتل ہرہ میں مشہور مطابقت
مشہور میں چالیسی دی گئی۔ اس کے مکان میں
علامہ قسیمی شہداء کے قابل قدر کتابوں کی دس ہزار
جلدیں برآمد ہوئیں۔

امین الدین امیر (ملاحظہ ہو امین الدین امیر طبرانی)
امین الدین خاں نواب لوہار و اس کا مورث اعلیٰ
احمد بخش ریاست لوری میں مشہور سے مشہور
نیک و زبیر ہا امین الدین خاں اپنے بھائی شمس الدین
کا مشہور میں چالیس ہزار اور دس ہزار سے مشہور کو
بہرہ، سالی فوت ہوا اس کے بعد اس کا بڑا لڑکا
مرزا علاء الدین خاں اور جنوری مشہور کو چالیس
ہوا۔

امین الدین میر برادریت خاں مولینا علی کا ہی و
خواجہ علی شہاب کا بھوتھا۔

ایمی امیر سلطان ابراہیم کا شخص تھا جو حاجہ آصفی کا بھوتھا
تھا آصفی مشہور مطابقت مشہور میں فوت ہوا
اور ایسی نے اس کی بیچ دفن کی تھی۔

انارکلی اس کا اہلی نام نادرہ کہلاتا۔ اکبر کی ہم سرا کے ایک
کنیز کی لڑکی اپنے حسن و جمال میں شہزادہ آفاق بنی
بعض مومنین کا بیان ہے کہ خود بیاہر لڑکی کوئی دوسرا
شہزادہ اس پر عاشق تھا اس کی موت اسی عشق کے
بھگڑنے میں مقام لاہور واقع ہوئی جہاں اس کا

مقبورہ تعمیر ہوا جواب تک موجود ہے اور جس کو ترمیم
کے کے گرجا بنا لیا گیا جو جس جگہ یہ مقبرہ واقع ہے اس
کے قرب و جوار کی آبادی علاؤ آبادی کے نام سے
لاہور میں مشہور ہے۔

انجام نواب عماد الملک میر خاں کا کھلس تھا ملاحظہ ہو
امیر خاں

انتظام کردہ خان خاناں نواب قمر الدین خاں
وزیر کا پسر تانی مشہور مطابقت مشہور میں احمد
کے تخت دہلی پر بیٹھنے کے بعد بخشی دوم کے عہد سے
پر مقرر کیا گیا اور مشہور مطابقت مشہور میں رات
کے عہد سے پر بعد معزولی نواب صفد جنگ متا
ہوا۔ اس کو عماد الملک غازی الدین خاں نے قتل
۶ ہر نومبر مشہور مطابقت ہر ربیع الثانی مشہور
شاہنشاہ عالمگیر ثانی کے قتل سے تین یوم پیشتر قتل
کیا۔

انس (ملاحظہ ہو مومن مال)

انسان مخلص نواب اسد اللہ اسد یار خاں۔ محمدا شاہ
کے عہد میں اس کو نہ سب ہفت ہزاری حاصل
تھا اور ماہ اپریل مشہور مطابقت ماہ ربیع الاول
مشہور میں فوت ہوا۔ اس کی لاش اگرہ لڑائی

اور وہاں اپنے موروثی قبرستان میں دفن کیا گیا
انس بن مالک ان کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا بنو
نے شیر خوار کی حالت میں اپنے بچنے انس کو کابہ
سکھانا شروع کر دیا جب دس سال کے ہوئے انس
وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دستہ ہجرت
فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تھے آپ کی
والدہ دربار نبوی میں ان کو لیکر حاضر ہوئیں اور
حنو ربی اکرم کے خدام میں داخل کر دیا آنحضرت
ان سے بہت محبت رکھتے تھے حضور نے ان کے

مال اور داد و اور عسکری ترقی کی دعا دی تھی جس کا اثر
ہوا کہ اس تمام انصاف سب سے زیادہ دقت مند
اور صاحب اولاد ہوئے ۱۲۹ رشکے اور دو بیٹیاں
پائیں سو سال سے زائد عمر پا کر پہنچے ہیں بقام
بصیرہ انتقال فرمایا۔
انشاء اللہ خاں انشاء اللہ خاں پر سیدہ انشاء اللہ خاں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کے مورث نجات انشرف پاشیر
سے ہندوستان میں آئے آپ کا مولدہ شکیا
ہو شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں دہلی آکر بارہوی
میں داخل ہوئے مصطفیٰ کے ہم عصر تھے اپنی وسیع
معلومات اور لطافت و ظرافت اور علمی لیاقت
کی وجہ سے طبقہ شعرا میں خاص شہرت حاصل
کی۔ آپ کی تصانیف میں چار دیوان اور دیگر
فارسی و اردو کی تصانیف کے علاوہ ایک کتاب
موسوم بہ دریائے لطافت جو قواعد عروض و
قواعد صرف و نحو پر مشتمل ہے خاص یا دیگر قواعد
کی یہ پہلی کتاب ہے یہ کتاب فارسی زبان میں ہے
حال میں انجمن ترقی اردو نے اس کو اردو زبان
میں چھاپا ہے اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے
(ملک) سکریٹری انجمن ترقی اردو نے اس میں ایک
مقدمہ مرثا ل کیا ہے انشاء کا آخر عمر میں مبتلا کم سن
اصف الدولہ کے یہاں تعلق ہو گیا تھا۔ وہیں
سن ۱۲۳۵ ھ مطابق ۱۸۱۹ء میں انتقال ہوا۔

انگ یا آٹھ خاں شاہ تمارا کو رام میں رہ کر تمارا
تھا اور میں کا چلیگر خاں خراج گزار تھا چلیگر خاں نے
مرتا کی کر کے اس سے مقابلہ کیا سخت کشت و خون
ہوا یہ کشت و خون سترہ سال تک جب کہ آٹھ خاں
فوت ہوا جاری رہا۔

انشاء اللہ خاں اپنے باپ بے پال اولیٰ ماجہ لاہور کا قریب

سن ۱۲۸۰ء میں جا شین ہوا سلطان محمود غزنوی کا
جگوار ہو گیا تھا وہ تقریباً سن ۱۲۸۰ء میں فوت ہوا
اور اس کا بیٹہ پال ثانی اس کا جا شین ہوا۔
انشاء اللہ خاں کی گورنمنٹ کا ایک مرتبہ سردار تھا جس سے
سرکار انگریزی نے ششہ میں رابلہ اتحاد کیا
تھا عہد نامہ سے قبل وہ برائے نام پٹنوا کی ماتحتی
میں تھا۔

انشاء اللہ خاں ضلع نارنول (دھراس) کا ایک برہمن تھا
کھا لوچی بھوشنلا کے دربار میں کچھ دنوں کو رہا تھا۔
نصیر الملک نصیر جنگ کے معاملے میں ناگ پور سے
الہ آباد آیا یہاں اس نے ۱۲۸۰ء میں میزبان نش
لکھی جو جنگ کے اعتبار سے چار حصوں میں منقسم ہے۔
الوہ سن ۱۲۸۰ء (راجہ) بڑگوہر (انی رائے سنگھ دہن) اس
کا دادا شاہی چیتے کے اتفاقی تھیکار کے جرم میں ماخوذ
ہو گیا تھا۔ مگر رست گوئی کے سبب رہا ہو کر طاعت
نشاہی میں داخل کیا گیا۔ راجہ الوہ سن ۱۲۸۰ء کا باپ
بیرنارین تھا جس نے جلوس جہاں گیری میں شہر کے
شہزادین بادشاہ کے ساتھ تھا۔ اس نے خود مجروح
ہو کر بادشاہ کی جان بچائی۔ اس صدمے میں ایک
مرصع تلوار عطا ہوئی۔ اور انی رائے سنگھ دہن
کا خطاب ملا جس کے معنی ہیں سپہ سالار شہر کا
مارنے والا یہ دربار جہاں گیری کا نہایت عزیز
و معتبر شخص تھا۔ جہاں نے تخت نشین ہو کر اس
کو پہلے ہی جشن میں منصب سہ نہاری و پانچند
سوار سے سرفراز کیا، جو سہ سہ سالہ کو راجہ کا خطاب
پانچ سہ جلوس میں وفات پائی۔

الوہ بانی جانا ر شاہ بادشاہ کی سلیم اور مالگیر ورم
بادشاہ دہلی کی ماں تھی۔

الوہ اللہ خاں (راجہ) مولوی قلعہ قندھار ضلع نائیک

کے قاضی زادہ اور صحیح معنی میں دکن تھے۔ ابتدائی تعلیم بھی دکن میں پائی بعد فرنگی محل (لکھنؤ) میں جا کر علوم دینیہ کی تحصیل کی حضور نظام پر عثمان علی خاں سلطان دکن کے استاد تھے اور مدعوۃ العلماء کے ایک ممتاز رکن۔ آپ نے دارالعلوم ندوہ کی حالت پر دولت اصفیہ کو توجہ دلائی آپ کی تحریک سے سلطان دکن علاء اللہ ملکہ کو خواجہ غفران شاہ کے استسما پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ راجہ میرٹریف میں خدا م درگاہ کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ہائی اسکول مدرسہ دینیہ اور قیم خانہ کے قیام کی کوشش کی جو مدرسہ مینید کے نام سے مشہور ہے سلطان دکن نے تحفہ نشین ہونے کے کچھ عرصے بعد نواب علی محمد جنگ کا انتقال ہونے پر مولانا موحوم کو صدر الصدور اور مولانا موحوم امور مذہبی کے محل القدر عہدے پر مامور کیا اور سلطانہ میں نواب فضیلت جگ بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ ہی کی کوشش سے دکن میں عشرہ موم میں شیر اور بھیر لوں کے سولگوں اور دولہا وغیرہ کی مذہوم رسوم کا انسداد ہوا اس عہد کے دور کرنے کے سبب مولانا کا نام ہمیشہ دکن کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ ۱۳۱۱ھ میں سلطانہ کو بوقت شب بعض ”سرطان“ حیدر آباد میں تعقل فرمایا۔ آپ نے اکثر کتابیں ماسن اسلام کے ثبوت اور بعض مسائل متنازعہ کی تحقیق میں لکھیں مدرسہ مظاہرہ حیدر آباد آپ ہی کی یادگار رہی۔

انور۔ سید شجاع الدین عارفی صاحب جلال الدین حیدر مرصع ہندوستان و انظر خاتم سلطنت منلیہ کے خلف اصغر اور خاتم السلاہ راجہ الدولہ حضرت غفران دہلوی کے برادر خود تھے

فرنگی میں فارغ التحصیل خط نسخ و تسمین میں جو فن آرائی تھا کامل۔ اوائل عرصے فرنگی کے لئے تھے ابتداً قاضی ہند حضرت ذوق سے استفادہ سخن حاصل کیا ان کی وفات کے بعد حضرت غالب سے مشورہ لیتے تھے حقیقتہً اپنے اساتذہ کے لیے مایہ ناز شاگرد تھے۔ داغ غفران حالی، عروج کے ہم زم تھے لیکن محفل سخن میں ان کے مقابل کسی کا پران نہ جلتا تھا۔ آپ نے استاد ذوق کا لفظ بیان مومن کی نازک خیالی، مرزا غالب کا استعارہ الکنانہ ان جملہ گاہ نگہوں کو جمع کر کے ایک انوکھا رنگ بنایا تھا۔ غدر شہدہ کی دست برد سے تنگ کر الوداد و زلال بعد چوچو میں قیام کیا افسوس کہ عین عالم شباب میں یعنی تیس سال کی عمر میں دنیا سے کنارا کر دیا۔ دول و مل و مر تب دیوان میں سے ایک خاص صوفیانہ افروز و مسرا عاشقانہ رنگ میں تھا ملت ہو گئے ایک مختصر سا دیوان متفرق اور ہریشان و نا تمام مسودوں سے مرتب کر کے لالہ مری رام صاحب۔ ایمر اسے۔ دہلوی دولت تذکرہ مخ خانہ جاوید سے چھپوا کر یادگار قائم کر دیا ہر جس کی اکثر غزلوں پر نظر ثانی کی بھی نوبت نہیں پہنچی ہو۔

انور الدین خاں اجرامی شاہ ہشتادہ دہلی کی ملازمت میں تھا اور کوٹا جہان آباد کی صوبہ داری اس کو تفویض ہوئی تھی لیکن خراج سالانہ خزانہ شاہی میں نہ بیج سنے کی وجہ سے وہ احمد آباد کو ہٹا کر چلا گیا یہاں غازی الدین خاں پدر نظام الملک نے اس کو ایک عہدہ عہدے پر مامور کر دیا۔

غازی الدین کے فوت ہو جانے پر نظام الملک نے اس کو نواب کرنا ملک کا امین اور دہلی

خط غفران

مقرر کر دیا اہل نابالغ نواب کو دفاع بازی سے قتل کر کے خود نواب بن بیٹھا اور ۱۲۳۵ھ سے ۱۲۴۵ھ تک خاصانہ حکومت کی اور ۱۲۳۵ھ میں وہ باقاعدہ گورنر ہوا ۱۲۳۵ھ میں مظفر جنگ سے لڑائی ہوئی اس جنگ میں انور الدین بھمبر ۱۰ سال قتل ہوا مظفر الدین نے کرناٹک پر قبضہ کر لیا بعدہ نواب ناصر جنگ سے شہید ہوئے انور الدین کے لڑکے محمد علی کو کرناٹک کا گورنر مقرر کر دیا۔

انور پاشا (دیکھو غازی انور پاشا)

انوری ایک شہر غازی صاحب تھا! شہد الدین نام اپنی ذہانت اور خدا دلیع رسائی وجہ سے خراسان کا ملک الشعراء شہو بیٹھا۔ ابی ورد کا رہنے والا تھا جو خراسان میں واقع ہو سلطان بخر سلجوقی کا مہار تھا سلطان اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ رشیدی جرنے آئس سلطان خوارزم کی اکثر مدد کی تھی اس کا ہمصر خان دولوں میں باہم خونچیزی چھڑا رہی تھی رشیدی کے علاوہ ملکان اور فہیری بھی اس کے ہمصر تھے انوری کا فارسی نظم میں بہت بڑا درجہ ہے اس کے اکثر اشعار شیخ سعدی نے گلستان میں لکھے ہیں قصیدہ گوئی میں اور بڑی نسخی میں وہ اپنے معاصرین میں ممتاز تھا جیسا کہ کیا گیا ہے۔

در شہر ستن پیمبر زندہ ہر چند لہ لہی بعدی
ایمان قصیدہ و غزل اپنے فردوسی انوری و مدی
خلاصۃ الاشعار میں اس کی تاریخ وفات ۱۲۳۵ھ لکھی ہے بعض مورخ ۱۲۳۵ھ بتلاتے ہیں۔ دیوان و قصائد انوری اب تک مقبول خاص و عام ہیں اس کا سونگہ نامہ کی چوٹی کی نظم شام کی جاتی ہے
انوشتر ملکن سلطان سنجہ کا چاہلہ بردار اور سلطان قالیان خوارزم کا باپ تھا۔

انی راکے ذات کا برہمن عہد شاہجہانی میں منصب دہنہاری پر سر فرما تھا شاہشاہ عالمگیر کے عہد میں صدر دفتر کے صیغہ حساب و تنخواہ کا دیوان اعلیٰ (کونٹنٹ جنرل) مقرر ہوا چونکہ وہ بلا رو عایت حساب کرتا تھا اس لیے لوگ اس پر رشک کئے اور ہتھیلیاں اڑاتے تھے چنانچہ عہد عالمگیری کے مشہور و معروف مہتمد علی رام نہمت خاں عالی نے کسی عاثر پر ناراض ہو کر اس کی جو لکھی چڑھ کر کتاب دفاعی نعمت خاں عالی میں موجود ہے جو کایا کشیہ ہے جو۔ یار نصیب بچ مسلمان لڑکا ملک کنان ہمن خانہ بکد انیس (میر) بیخسن دہلوی کے جن کی شہنوی محمد الدیان شہور ہے پوتے تھے فیض آباد میں ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے فیض آباد سے ان کا خاندان لکھنؤ چلا آیا تھا اس وجہ سے انھوں نے لکھنؤ میں تعلیم و تربیت پائی۔ مگر اپنے دہلوی ہونے پر ہمیشہ فخر کیا اور زبان دہلی کے متعلق رہے۔ انسا میں غزل گوئی کی جوت مال ہوئے لیکن باپ کی نصیحت پر عمل کر کے غزل گوئی کے تنگ میدان کو چھوڑ کر اردو لٹریچر میں مہر تیرہ گوئی کی ایک خاص طرز کے موجد ہوئے صفائی کلام و خوبی بیان لطف محاورہ سوز و گداز رزم بزم کے لیے ان کا کلام ممتاز ہے۔ ان کی شاعری انگلستان کے مشہور شاعر جی سن سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ علاوہ چھ جلد مرثیہ کے سلام و براہیات بھی جو اخلاقی معنائیں سے مہر ہیں آپ نے بکثرت چھوڑیں ۱۱ برس کی عمر پاکر ۱۲۳۵ھ شوال ۱۲۳۵ھ میں دہلی شہر ۱۲۳۵ھ ہر روز جمعہ اس جہان فانی سے کوچ کیا میر نور شیدی علی نقیس و سیکریس و میر فتح صاحب زادے چھوڑے جن میں فیض نے بھی مرثیہ گوئی میں کافی شہرت حاصل کی تھی اب ان کا بھی احتفال ہو گیا۔

اولیٰ صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ اہل
ہودی تھے لیکن آخر میں مسلمان ہو گئے تھے۔
خلفائے عباسیہ میں سے (مستوفی باللہ) طیب
تھے آپ کی تصانیف سے چند کے یہ نام ہیں۔
(المختصر) (اختصار التشریح) (نجا لیسوس) (مقالہ فی
سبب ظہور الکواکب لیلاً) (اختفا نازا) (رسالۃ فی
وامیستہ) وغیرہ

اولیٰ صاحب واری خواجہ خواجہ محمد الدین کا تخلص ہو
سبزوار میں بزمہ الطبع و تمہین و شجر اچھی
شہرت حاصل تھی پہلے ۱۰۰۰ میں ۱۰ سال قمری کی
عمر میں فوت ہوا۔ فارسی میں ایک دیوان چھپوا
جس میں غزلیں اور قصاید وغیرہ شامل ہیں۔

اولیٰ صاحب شیخ مین الدین محمد نام سادات حسنی سے
ہیں آپ کا اہل وطن بلقان ہوا ہاں سے ۱۰۰۰
مطابق ۱۰۰۰ میں بزمانہ شاہ طہا پ تفریق
اور وہاں سے شیراز ہوتے ہوئے سلطان عبداللہ
قلب شاہ کے زمانے میں دکن پہنچے آپ کو فی
باکمال ہونے کے ساتھ ہی شاعر کا ملال الفن تھے
کلام تصوف میں ڈوبا ہوا ہو سلطان نے آپ کی
بڑی عزت کی اور منصب اعلیٰ پر ممتاز فرمایا۔ ۱۰۰۰
مطابق ۱۰۰۰ مقام حیدر آباد وفات پائی اور
دارائے میر میں دفن ہوئے۔

اولیٰ صاحب شیخ اودالدین ساکن اصفہان کا تخلص ہو
ایک مشہور ایرانی شاعر کا کتاب جام جم کو لکھ کیا
جو تصوف کی کتاب ہو جس کو اس نے کتاب
حدیقہ سنائی کے جواب میں لکھا تھا غزلوں کا
ایک دیوان بھی چھپوا اور غزل خاں شاہ تانار نے
اس کو فیاضی کے ساتھ انعام دیا تھا وہ بعد ازاں
کرماتی کا شاگرد تھا اور ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ میں

نفس شاملو یوں تلی بیگ نام شہزادہ ابراہیم مرزا کا جو
شاہ کبیر صفوی کا پوتا تھا دوست اور صاحب تھا
اور اسی وجہ سے اس نے اپنا تخلص انسی کیا تھا جبکہ
عبداللہ خاں ازبک نے ہرات پر قبضہ کیا اس نے
اپنی فوج میں اشتہار دیا کہ انسی کی جان بخشی کی جائے
اور اس کی خوب عزت کی جائے وہ ہندوستان
آیا اور کاس ہزار تخواہ اور جاگیر حاصل کی۔ ۱۰۰۰
مطابق ۱۰۰۰ میں برہان پور میں فوت ہوا۔
اور ایک نیاوان اور ایک مشہور موسوم بہ محمود وایا
چھوڑی۔

اولیٰ صاحب حضرت مرزا میر محمد علی بن خاں فیض
فن عروض میں کمال تھے چنانچہ اس فن میں ان کا
ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا ہو۔ مزنیہ گوئی میں اپنے
والد کے قدم بقدم تھے ایک مرتبہ اپنے اجداد کے
وطن مدلی میں قاضی حوض کے متصل اپنا قدیم مکان
تاسیس کرنے کے لیے گئے تھے کہ وہ علی التلایا
سبب نشان ہو چکا تھا اس لیے بنایا۔ ۱۰۰۰
نہایت عقین و زندہ دل تھے۔ رئیسہ عظیم آباد کے اوفات
سے دو ہزار روپیہ سالانہ مقرر تھا۔ اپنے وطن بکھڑ میں
بعد ۱۰۰۰ سال ۱۰۰۰ میں انتقال کیا۔

اولیٰ صاحب کرماتی (شیخ) حامد تخلص بہمصر شیخ سعدی
شیرازی حضرت شیخ رکن الدین کے مرید تھے شیخ
صمد الدین ملی بمی، اور حضرت شیخ اودالدین اصفہانی
آپ کے مشہور مریدین میں گزرے ہیں حضرت
بابا فرید الدین گنج شکر بھی آپ کی صحبت سے
فیضیاب ہوئے۔ آپ شاعر باللہ خلیفہ بغداد کے
وقت میں تھے۔ اور ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ میں
بقام بغداد انتقال کیا۔ کتاب مصباح الادراج
آپ کی تصنیف سے ہو۔

فوت ہوا۔ اور مقام مراد واقعہ تبریز میں دفن ہوا
اودھم بانی ایک ہندو عورت شاہنشاہ محمد شاہ کی بیگم
 تھی جس کے بطن سے احمد شاہ پیدا ہوا تھا۔ احمد شاہ
 کے تخت نشین ہونے پر اودھم بانی کو نواب بانی۔

نواب قدسیہ اور صاحب زمانی کے خطابات
 عطا ہوئے اور اودھم بانی کا بھائی مان خان قلاتی
 کے ملک کے ساتھ شمش ہزاری کے منصب پر مقرر ہوا
اودی سنگھ راجپوت ری عام طور سے موٹا راجہ کے

نام سے مشہور ہے جو دہ پور اور وار کے لئے مالدار
 کالا کا تھا اس نے بادشاہ اکبر کی ملازمت کی۔
 شہلہ کے مطابق شہلہ میں اس کی لڑائی تھی

معروف بہ جودھا بانی کی شاہی شہزادہ سلیم (جو
 بعد کو جہانگیر بادشاہ ہوا) کے ساتھ جولی بادشاہ
 شاہ جہاں اسی کے بطن سے پیدا ہوا۔ اودھم
 کے حال پر شاہنشاہ اکبر نے مدد مہیاں کیا۔ جاگیر و
 مناصب اعلیٰ ترین اس کو عطا ہوئے جو دہ پور
 جو اس کا وطن تھا اس کو دیا گیا وہ اب تک اس
 کی اولاد کے قبضے میں ہے۔ شہلہ کے مطابق شہلہ
 میں فوت ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی چار بیویاں
 سستی ہوئیں۔

اودی سنگھ رانا جتوڑ کے رانا مشہور رانا سنگھ باہر کے
 حریت کا لڑکا تھا فیطرۂ کمزور واقع ہوا تھا تھا تھا
 اکبر نے اس کے زمانے میں باپ جتوڑ کے مطابق
 شہان شہلہ میں جتوڑ کا قلعہ فتح کیا تھا۔ اس کے
 لڑکے رانا تپ نے شہر اودی پور کی بنیاد ڈالی اور
 اس کو اپنا پای تخت بنایا جو اب تک موجود ہے اور اس
 کی نس کے قبضے میں چلا آتا ہے۔ رانا تپ سنگھ
 شہلہ کے مطابق شہلہ میں مر گیا اور سنگھ
 اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

اور خاں عثمان کامیاب اور امیر طزل کا پوتا تھا اپنے والد کی
 وفات کے بعد بقیہ تمام برصغیر شہلہ میں اپنے بڑے
 بھائیوں کو تباہ کرنے کے بعد ترکی سلطنت کا مالک
 ہوا۔ اس نے باپ کے مقبوضات میں بہت اضافہ
 کیا اور پیدل فوج کا ایک دستہ بنایا اس کو
 جاں نثاروں کے نام سے موسوم کیا جس کا وچ
 بعد کو یورپ کے لئے وبال جان ہو گیا۔ وہ شہلہ
 مطابق شہلہ میں مر گیا اور مراد داؤل اس کا لڑکا

جانشین ہوا۔
اورنگ زیب وی بیگم شاہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی
 ایک بیگم تھی جس کا نام رابعہ دورانی جو ان کا مقبرہ
 اورنگ آباد میں اب تک موجود ہے جو تاج محل کے فوٹو
 پر تعمیر ہوا ہے۔

اورنگ زیب (عالمگیر ملاحظہ ہو)
 اوس اور حرمج۔ دو بھائیوں کے رہنے والے خاندان تھا
 سے تھے میں میں جب شہر سیلاب جس کو بیل عم
 کہتے ہیں آیا تو یہ دونوں بھائیوں میں سے نکل کر جیسے
 میں آباد ہوئے تمام انصاریہ میں کی اولاد سے ہیں۔
 اور گریسین اچہ کہا جاتا ہے کہ سلطان سکندر لودی سے کئی
 صدی پہلے اس نے آگرے میں حکومت کی اس کے
 بعد اگرہ بیانیہ کا ایک گاؤں ہو گیا۔ بیانیہ راجہ میں
 جو وہاں کے راجہ تھا موسوم ہوا تھا۔

اونگ خاں یا **اونگ خاں** مثل یا مشرقی تانار
 کے کرت نسل کا مثل شہزادہ تھا عیسائی مذہب قبول
 کیا اور ملک یو خان کے نام سے مشہور ہوا۔ اس شہزادہ
 کا نام رابرٹ رکھا گیا اس کی سلطنت چنگیز خاں نے
 شہلہ کے مطابق شہلہ میں چھین لی جس شخصیت
 نے اس کو اونت خاں تھوڑے کیا ہے۔ نہایت مقتدر
 بادشاہ تھا اور مباحصہ تانار کا اس کا باجگزار تھا۔

اویس جلایر سلطان اپنے باپ بھیرمن بزرگ کی کائنات
 ۱۰۰۰ سالہ مطابق جب ۱۰۰۰ سالہ ہوا
 اور تقریباً ۱۰۰۰ سال سلطنت کرنے کے بعد بروز جمعہ
 ۱۰۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ سالہ ہوا۔
 کہا اس کا ترکا سلطان حسین جلایر پاشا بن ہوا۔

اویس تشرنی خواجہ حضور رسول خدا کے عاشق نادیدہ صاحب
 معرفت بزرگ تھے جو لوگوں کے پاس جاتے تھے اس
 فراتے تھے اگر کربلا بھلا جو قوم کو میرے پاس لے
 سے کیا فائدہ اور اگر تم طالب خدا نہیں ہو تو مجھ کو تم
 سے کیا کام میں کے دینے والے قلیلہ قرن سے تھے۔
 حضرت علیؑ اور میر سادیہ کے باہم جو لڑائی ہوئی تھی میں
 شہید ہیں شہید ہوئے۔

اہلیا بانی یاد حور او پیوئی کی بیوی بی بی شاہ عالم کے عہد میں تھے
 میں جمنے کے لئے بنان گھاٹ کے نام سے ایک گھاٹ
 بنایا جو قلعے کی خدمت سے اور شکوہ کے محل تک بٹھا تھا۔

اہلیا بانی کھانڈے راؤ کی بیوی تھی کھانڈے راؤ ۱۰۰۰ سال
 میں سوزیل جاش کے ہاتھ سے ڈوب کر لڑائی میں
 مارا گیا اس کا لڑکا مالی راؤ ۱۰۰۰ سال میں گدی نشین ہوا
 کے بعد مر گیا یہ عورت قابل اور جی تھی اس نے لڑائی
 کو اپنی جانشینی کے لئے نام کیا اور وہی راج کا مالک ہو۔
 اہلی شیرازی مولین شاہ عقیل صفوی کی ملازمت میں
 تھے۔ مگر شیراز کا اکثر کرتا میں لکھیں جن میں سے سحر علی
 شمع و ہرمانہ۔ رسالہ لغز ساقی نامہ فوائد لغز اشد مشہور
 ہیں ۱۰۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ سالہ میں وفات پائی شیرازی
 آپ حافظ کے حراز کے قریب دفن ہوئے۔

ایلیا سلطان محمد غزنوی کا غلام تھا لیکن نہایت محمد جو اہر خانہ
 اس کی بہنو تھا جب وہاں جا اپنا غلامی کا لباس جو
 اس نے غلامانہ تھا پہن لیتا درباری اس سے شک
 کرتے تھے ایک دن سلطان کو اطلاع دی کہ غلامانہ

جو بھرنے میں جا کے کیا کرتا ہو اور شاہ نے اس سے کہو
 کرنا جا اور اپنی ٹانگوں سے ایسا کر کے اس تبدیل پوشاک کے
 واقعہ کو دیکھا۔ وجہ وفات کی حباب ملاکہ میں اپنی پہلی
 کوروزانہ یاد کر لیتا ہوں تاکہ غور میں نہ سما جائے۔ بادشاہ

اس پر خوش ہوا اور مہربان و مہربان میں ترقی کی۔
 ایرویش ہرزار سالہ نصف خاں جعفر بیگ زیر جہانگیر
 کا پوتا پٹے شاہزادہ غلام شاہ کی ملازمت میں تھا پھر شاہ
 عالمگیر نے اپنا معاشی مقرر کیا فرخ میر کے عہد میں مغول
 ہوا اور افشارے راز کے الزام میں فرخ میر نے اس کو
 ۱۰۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ سالہ میں قتل کروا دیا اس کی قبر گرجا
 کے احاطہ میں ایک موجود ہیں۔

ایلیا واس قوم ناگرتین کا باشندہ تھا پچیس سے ۳۰ سال
 کی عمر تک وہ فاضلی شیخ الاسلام ابن عبدالوہاب البیتونی
 ۱۰۰۰ سالہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل علم کرنا چاہا خاں
 عالم گجرات کی وساطت سے جو دھوکا میں پڑا ہوا اس
 فوجت علیگری ہم ایک ہی تصنیف اپنی یادگار چھوڑی۔

ایلیو جزیرہ (دود باسگر) ٹھاکر دوس کے بیٹے بن قریب ملکہ
 پیدا پیش سیمبر ۱۰۰۰ سالہ سنسکرت کا عالم دیا ساگر (جولہ)
 سے غفلت کیے جاتے تھے عقد بیوگان کے حامی تھے
 ۱۰۰۰ سالہ میں انہیں کی تحریک سے گورنٹ نے
 عقد بیوگان کو قاتل ناجائز ٹھہرایا۔ ۱۰۰ سال سے نادر
 عمر باکر ۱۰۰۰ سالہ کو انحال کیا ان کی اکثر
 تصانیف ہیں مگر زیادہ مشہور "شکستہ" "سیت بن با
 (سینا کی جلا وطنی) بھرتی دلاس وغیرہ ہیں۔

ایلی شری ۱۰۰۰ سالہ اپنے باپ اچو جو سکھ سادی والی
 جے پور کا ۱۰۰۰ سالہ میں جانشین ہوا اور ۱۰۰۰ سالہ میں
 فوت ہوا اس کا پسر مادھو سکھ راجہ ہوا۔

ردیف

بہار اللہ اور قرۃ العین کی کوششوں سے یہ فیصلہ ہوا کہ اس مذہب کو نئے اصولوں پر چلا یا جائے ہی بنا پر باب کے بعد یہ مذہب بہار اللہ کی سرگردگی پر ترقی کرتا رہا۔ ملاحظہ ہو بہار اللہ

باب ۱۱۱ ایک ترک مغزی تھا جس نے میں پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا بہت لوگ اُس کے پیرو ہو گئے اُس نے انا طویلہ کو بر باد کیا آخر کار مغلوب ہوا اور اُس کا فرقہ تتر بتر ہو گیا۔

باب ۱۱۲ فنانی شیرازی ایرانی مشاعر کا نام ہے جو سلطان تہمتا بن اذن حسن تبریزی کا ملازم تھا طالع طالع مطایق ۱۱۲۷ء میں بمقام مشہد وفات پائی۔ چھ ہزار شمار کا دیوان چھوڑا۔

باب ۱۱۳ کاشانی فضل الدین عہد کاشان کا باشندہ سلطان محمد غزنوی کا مقرب مضارب اور فاضل شاعر تھا۔ رباعیات بہت کہی ہیں اور دیگر بیعت بھی ہیں باب ۱۱۴ چچو۔ لاهوری ریشم کا سودا گر نہ لکھا نہ پڑھا مگر عبد اللہ جگرالوی کا جس نے اپنے آپ کو ابی قرآن مشہور کر کے حدیث رسول اللہ کو کالعدم کرنے کی کوشش کی بیجا حامی اور مددگار تھا۔ خدا کی قدرت ہے۔ جاہلی اور نیا مذہب، مدبر کو ہر اقلیدہ میں اضمثال ہوا۔

باب ۱۱۵ اسوداوی (سوداوی ملاحظہ ہو)

باب ۱۱۶ اشرف الدین۔ آپ کا مولد عراق اور بقول بعض ہندو تھا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی یا حضرت جگرالوی کے خلیفہ تھے۔ خلاطیں غلیب کے زلنے میں عراق عرب سے ہندوستان سے دکن میں تشریف لائے۔ اہل ایک پھاڑی کی چوٹی پر جو حیدر آباد سے

باب ۱۱۷ مذہب بابی کے بابی۔ اصل نام سید علی محمد بعض نے غلطی سے محمد علی لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ مشائخ میں بمقام خیراز پیدا ہوئے ۱۱۷۷ء تک بوشہر میں رہے دوران قیام بوشہر میں اُصول نے اپنے ایک تیان میں کہا کہ میں ایک غائب اور بزرگ شخص تک پہنچنے کا دروازہ ہوں (دروازہ کے لئے انھوں نے لفظ باب استعمال کیا اور آخر میں وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے اسی سبب سے اُن کے مذہب کا نام بابی مذہب ہوا) امام مہدی ہونے کے مدعی تھے اُن کی ایک کتاب موسومہ بیان مشہور ہے جس کو وہ منزل بن اللہ کہتے تھے۔ بوشہر چھوڑ کر مکملہ کا سفر کیا اور وہاں بھی اپنا دعویٰ پیش کیا حکومت اُن کے خلاف ہو گئی مگر زنجیر لڑنے ان کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس کے حکم سے گرفتار ہو کر وہ شیراز آئے اور وہاں سہری تحقیقات کے بند ضمانت پر رہا کیئے گئے وہاں سے اصفہان آئے یہاں کے قیام کے زمانہ سے اُن کی قید کا زمانہ شروع ہوتا ہے بہر حق اور نا کو فخر میں چھ سال تک قید رہے مشائخ اور مشائخ کے درمیان آذربائیجان کے دارالخلافہ میں قتل کیے گئے۔

ان کے بعد پیران باب میں دو گروہ ہو گئے ایک پُرانے عقیدوں کو باب کے تعلقات سے مطابقت کھانا جاتا تھا۔ اور دوسرا گروہ ان کی تعلیمات پر بلا کا ملا اس کے گروہ عقائد قدیم کے مطابق ہیں یا خلافت عمل کرنے کے حق میں تھا اس اختلاف کو رفع کرنے کی عرض سے باب کے سربراہان وہ عربوں نے ایک مجلس شورے قائم کی چنانچہ

مزار نیاست گاؤہ خلیق جو عس جری خان سے جوتا ہو
شاہان سلت کی متحرک ہوئی جاگہ بارہ ہزار روپہ سالانہ
کی آپ کی درگاہ کے متعلق ہو۔

بابیرون عرش مرزا دلدلطان ابو سعید مرزا پسر سلطان محمد مرزا
فرزند سلطان میراں شاہ غلت امیر تپور پورا نام ظہیر الدین
محمد باہر تھا مثل بادشاہان دہلی کا مورث اعلیٰ تھا لہذا
کی طرف سے اس کا سلسلہ جنگیں خاں سے ملتا جو حسب
نسب کے اعتبار سے منگول اور ترک تاجین سے اس کو
نسبت حاصل تھی۔ پیدائش اور عمر مشہور مطابق سنہ ۱۳۳۵
ع ۱۳۳۵ء میں اپنے باپ کے مرنے پر حکومت فرما دیا
مالک ہوا۔ اس موروثی حکومت پر قبضہ و تسلط رکھنے
کے لئے اُسے غلت لڑائیاں لڑنی پڑیں رفتہ رفتہ مفس
نے کاہل اور فداکار کو بلا کسی جادے کے فتح کر لیا۔
کاہل و نیمہ ۲۷ سال حکومت کرنے کے بعد اس نے
ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے۔ پانی پت کی
مشہور لڑائی سے قبل جس میں اس نے فتح ہوئی۔ اس نے
ابراہیم لودی کو شکست دے کر ہندوستان میں غلط
سلطنت غلیہ کی بنیاد لی پنجاب پر چار حصے اور بھی کئے
بارہ صرف اہل بیت تھا بلکہ اہل ظہری تھا اس نے
اپنی زندگی کے حالات میں ایک مبسوط کتاب ترک کر دی
کے نام سے ترکی زبان میں لکھی جس سے اس کے ترقی
زباں دانی اور قلعہ نگاری کی خدا داد قابلیت ظاہر
ہوتا جو اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی غفلت نما فوجوں
ہو چکا جو وہ ترکی اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کیا
تھا۔ فتح ہندوستان کے بعد سال تک ہندوستان
میں راجہ پتھان ۱۳۵۱ء میں سال کی عمر میں بمقام آگرہ
وفات پائی اور وہیں اُس کی فصل روشن باغ میں
جس کو اب آرام باغ کہتے ہیں سپرد خاک کی گئی لہذا
چھ ماہ کے بعد فتنہ کو کاہل سے لے جا کر دفن کیا گیا۔

جانب غرب چار میل پر ہو کر کوش ہوئے۔ اپنے اپنے
خرق عادات و حسن اخلاق کے ذریعہ دکن میں دینی نظام
کی اشاعت کی۔ انھیں انیس سو چھ کو وصال ہوا۔ اُسی
جوتی پر مرزا شریف مزع خاں جو بہاری شریف سے
موسوم ہو آپ کی رحلت کا مادہ تاریخ آہ بابا شرف الدین
جو ریست حیدر آباد سے مصارف درگاہ کے لیے معقول
و نفیذ قرار دی۔

بابا شہاب الدین۔ آپ بابا شرف الدین قدس سرہ کے بھائی
اور حضرت شہاب الدین سرور دی کے مرید و خلیفہ تھے
سلاطین غلیہ کے زلزلے میں دکن آئے اور ایک پہاڑی پر
جو حیدر آباد سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے قیام فرمایا فوج
اکبر کبیر فی الدین خاں لادرا مبارک نے اس پہاڑی کے ان
میں ایک مسجد آباد کر کے شمس آباد کے نام سے موسوم کر دیا۔
آپ مدۃ العمر وہیں قیام فرمیر رہے اور موضع ظاہری باطنی
سے اکثر کنکار و دشمنین کو راہ راست پر لانے اپنے قبول لڑا
تھے اور عمر مشہور مصلحت کو حجت فرمائی اور ملے
قیام ہی مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ
خلایق ہے پانچ گاہ آسمان جاہی سے سالانہ عرس و عہوم
کے ساتھ ہوتا ہو۔

بابا عیسیٰ یا عیسیٰ لنگوت۔ ہند ایک خدا رسیدہ تھے اُن کا
مزار آٹھ میل پر مرزا پتھان مشہور ہے کندہ ہے
بابا شرف الدین آپ کا لقب کنج ملا سرکار کا مت گاؤہ ہشتیار
تھا۔ آپ یحییٰ بن سلطان ابو القاسم عیسیٰ بن عیسیٰ بن
صاحبزادے ہیں آپ کا والد ماجد نے سلطنت ظاہری و باطنی
آپ کو غایت کر دی۔ اور خود حکومت ظاہری سے وکٹش
ہو گئے۔ آپ نامی علوم ظاہری و باطنی میں صاحب کمال
تھے آپ حضرت بابا سید محمد ولی میل عالم مداحی کے خلیفہ
ہیں۔ آپ کے خرق عادات سے شائریں، دعاوی و لائیاں
میں ۱۳۵۱ء کو رحلت فرمائی لیکن وہ منسلک مدراس میں آپ کا

تھا جہاں کے عہد میں اس کا روضہ تعمیر ہوا۔ ہاؤنڈشا
اس میں آیا اور جانشین تھا۔

بابر سلطان۔ ابوالقاسم مرزا بایسفر کا لڑکا اور شاہ رخ مرزا
کا پوتا مرزا فتح بیگ اور اس کے لڑکے عبداللطیف کی
وفات کے بعد جنوری ۱۵۱۹ء مطابق ششہ میں یہ
لپٹے بھائی سلطان محمد کے قتل میں کامیاب ہوا۔ اور
خراسان اور طبرستان ملک میں اپنی حکومت قائم کی جس کے
مرنے سے چند ہی عرصے پہلے شہزادہ مطابق ششہ میں
دوم و دستارہ ظاہر ہوا جس سے خراسان کے لوگوں
میں خوف پیدا ہو گیا۔ بروز شنبہ ۲۲ مارچ
ششہ مطابق ۵ ربیع الثانی ۹۰۷ء بمقام شہد
وفات پائی اس کی وفات کے بعد مرزا ابراہیم جو
بابر شاہ دہلی کا دادا تھا خراسان پر قابض ہو گیا۔

بابک۔ ارد شیر باجان کے باپ کا نام ہوا ارد شیر
طاحہ ہو)

بابک۔ یہ ایک سکھ شخص تھا جو عہد یمان نبوت میں سے
گزرنا پر مشتملہ مطابق سلسلہ میں سب سے پہلے
لیک ہیمبر کے نوادہ ہوا اس کی تعلیمات کی تفصیل معلوم
نہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ اس کا مذہب ان تمام مذاہب
سے جو اس وقت ایشیا میں رائج تھے مختلف تھا آفر
باجان اور عراق عرب میں اس نے بہت سے پیرو
جمع کیے اور اس قدا طاعت والا ہو گیا کہ خلیفہ الماحول
سے جنگ کی اور خلیفہ کی فوج کو اکثر شکست دی خلیفہ
المسلم کے شروع زمانے میں یہ شخص انتہا درجہ کا خدا
سمجھا جاتا تھا۔ خلیفہ نے اس کے متعلق کے واسطے
حیدر ابن کاؤس عرف ثنیں کو جو ترکی نژاد تھا بھیجا جس
نے بابک کو ڈی خوریزی کے بعد شکست فاش
دی۔ اور کم سے کم پہلے مقابلے میں ساتھ ہزار آدمی
قتل ہوئے۔ دوسرے سال ۱۵۱۹ء مطابق ششہ

میں بابک کو اس سے بڑی شکست ہوئی اور تقریباً ایک
لاکھ آدمی قتل اور قید ہوئے اس شکست کے بعد بابک سبیلوں
کی طرف بھاگ گیا اور اس طرح سے قلعہ بند ہوا کہ
ایشین ششہ مطابق سلسلہ میں بابک اس کو فتح نہ کر سکا
اسی سال میں افشین نے اس سے عفو کا وعدہ کیا اور وہ
مطیع ہو گیا افشین نے اس پر قابو پاتے ہی اس کے
ہاتھ پیر اور آخر کار سر کاٹوا دیا۔

بابک نے ۲۰ سال سے زائد خلعا کی مخالفت کی اور اس
زبانے میں دھائی لاکھ آدمیوں کا قتل و خون کیا اور اس کا
یہ عمل تھا کہ مسلمانوں والی کے اتحادیوں میں سے مرد عورت
پانچ کسی کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

بابویہ۔ یان بابویہ یان بابوہ کا باپ تھا لاکھ طاحہ اور ابوالحسن
علی بن حسن القری

بابی بانی۔ اس کو بابا بانی بھی کہتے ہیں و ملاحظہ ہو بابا بانی
باسے راؤ اول۔ اکثر پرشہ میں تخت نشین ہوا۔

کے باپ کا نام بالاجی راؤ بشونا تھا پشونا تھا۔ ۲۸ اپریل
ششہ مطابق ۱۵۱۹ء صفر ۱۰۰۷ء کو فوت ہوا۔ تین لکے
چھوڑے۔ بڑا لڑکا بالاجی باجے راؤ اس کا جانشین ہوا۔
دوسرے کا نام رگھوناتھ راؤ عرف رگھو تھا جس کا
انگریزوں سے بہت کچھ تعلق رہا جو غیر الگ کشمیر مہاراجہ
تھا اس خاندان کا سب سے آخری پیشوا رگھو بابا میا
باجے راؤ ثانی ہوا۔

باسے راؤ ثانی پیشوا۔ آخر پیشوا رگھو بابا رگھوناتھ راؤ کا
سب سے بڑا بیٹا تھا۔ شیر خوار پیشوا دوسرا راؤ کا جانشین ہوا
تھا جو بابک باؤ اکو پرشہ میں فوت ہوا تھا و ملاحظہ
کے عہد میں بابی راؤ داس کا بھائی چمپا جی جو نیر
کے قلعے میں قید رہے تھے جو پونا کے قریب ہوا ملاحظہ
کی دفعہ کے بعد چمپا جی جانشین ہوا۔ لیکن جلد مرنے
کہہ گیا۔ دولت راؤ مسند صیانتے تیار ۱۵۱۹ء میں

مشہور باجی راؤ کو ملے عام میں مشہور اشتہر کیا۔ ماہ
مئی مشہور میں مناجات سرکار ایک اشتہار جاری ہوا
جس کے ذریعے باجی راؤ کو پکٹ بناؤ مت منزل
اور رہتا بسنگہ زراں راجستارہ کو قید سے رہا کیا
گیا اور ملک پونا کا ایک حصہ اس کی پرورش کے واسطے
عطا کیا گیا۔ باجی راؤ نے مجبوراً اپنے آپ کو انگریزوں کے
ہولے کر دیا انگریزوں نے سچون مشہور کو آٹھ لاکھ
روپیہ سالانہ اس کی پیشین مقرر کر دی۔ وہ کانپور کے قریب
شہور میں ماہ دسمبر مشہور میں فوت ہوا۔ دھونڈ پوت
اس کا پسر متی جو نا اصاب کے نام سے مشہور ہو
اُس کا جانشین ہوا۔ یہ ہی نام صاحب مشہور میں باجی
ہو گیا تھا۔

بادشاہ بانو بیگم، جاگیر بادشاہ دہلی کی بیگم تھی مشہور
مطابق مشہور میں فوت ہو گئی۔

بازول۔ رفیع خاں باذل ملاحظہ ہو۔

بارمہ ایک مشہور ایرانی گویا تھا خسرو پرویز شاہ ایران
کے دربار میں گائے کا استہدا تھا۔ اُس نے ایک لاکھ
موسومہ اور گئی ایجاد کیا اور اپنے نام پر ایک باج بنایا تھا
جس کا نام برید یا ہرید تھا۔

باریک بن بہلول لودی شاہ دہلی ملاحظہ ہو حسین شاہ
شاہ

باریک پوری بن ناصر شاہ اپنے باپ کی جگہ بنگال
کے تخت پر مشہور میں بیٹھا اُس نے ۱۱ سال حکومت
کی اور مشہور مطابق مشہور میں فوت ہوا۔

بارزی بن عبدالرحیم ایک عربی مصنف تھا جس نے ایک
کتاب لہر الغفرلی نامی تھی وہ مشہور مطابق مشہور
میں فوت ہوا مصنف وہی شخص معلوم ہوتا ہے جو کہ
بارزی بھی کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خواب میں اسے
حضرت محمد عالم کی زیارت نصیب ہوئی تھی اور صاحب

میں حضور نے اس کو مرض جذام سے شفا یاب ہونے
کی بشارت دی تھی چنانچہ اس مرض سے شفا پانے کے
بعد بطور انکار لشکر اُس نے نعمت نبوی میں ایک قصیدہ
لکھا تھا جس کا ہر مصرعہ "پر ختم ہوتا ہے" قصیدہ کا لفظ
کے نام سے مشہور ہو۔

باز بہادر اس کا اصل نام ملک بائید تھا خلع خاں اپنے
باپ کے بجائے بیٹے عیسیٰ حاکم مالوہ ہوا تخت پر
ہونے پر سلطان باز بہادر کا لقب اختیار کیا۔ اور ملے
کے چند شہروں پر جو اُس وقت تک خود مختار تھے
قبضہ کر لیا۔ وہ اپنے وقت کی ایک شاعر روپ تھی
پر عاشق تھا۔ اُس کے عشق کی کہانی نے اس قدر شہرت
کھڑی کی کہ اُس کے بعد تک یہ قصہ گیتوں میں گایا گیا۔

اُس نے سترہ برس حکومت کی اور جبکہ بیٹے میں اکبر
نے ملک مالوہ کو سلطنت دہلی میں شامل کیا وہ مغزول
ہوا اور بادشاہ نے اُس کو اپنے بیٹوں دو ہزار گروں
کی فوج کا کمانیہ مقرر کر لیا۔ باز بہادر اُس کی مشہور
روپ تھی کی قبر بمقام زمین ایک تالاب کی وسط
میں واقع ہے۔

باز بہادر یہ شاہزادہ سلاطین مالوہ میں سے تھا سارنگپور
دارالسلطنت تھا اکبر نے فتح کر کے خراج گزار بنایا سارنگپور
پور ضلع پونا میں مالی شان مقبول ہے۔

باز خاں بہادر شاہ کے عہد کا امر تھا انکم شام کے مطابق
میں جو لڑائی دھول پور کے تیرہ یک ہوئی اُس میں
مروجن مشہور مطابق ۱۱۰۰ رجب الثانی مشہور
کو مارا گیا۔

باسطی۔ رسالہ باسطلی کا مصنف جو جس میں شعرا کے حالات
دفع ہیں۔

باسوس۔ ایک عربی محدث کا نام جو جس سے عربی باسوس
منسوب ہے علامہ طبری میں یہ لڑائی صرف اس وجہ

واقع ہوئی تھی کہ اس عہد کے اونٹ کے پاؤں سے ایک مرغی کا اندھوٹ گیا تھا انڈے کے مالک نے اونٹ کو تیرے زخمی کر دیا اس پر جاہلین کے دو قبیلے برسرِ پیکار ہوئے اور چالیس سال تک یہ جنگ جاری رہی۔

باقی محمد باقر علی خاں کا تخلص جو جو سلطان محمد شاہ کے عہد میں تھا اس نے ایک مثنوی موزن الاہرین مشاعرہ مطابق مشاعرہ میں تصنیف کی اور مشاعرہ مطابق مشاعرہ میں ایک کتاب گلشن اسرار تصنیف کی اس کے علاوہ ایک دیوان اور نظم مرآۃ الجمال بھی یادگار چھوڑی۔

باقی داماد (ملاحظہ ہو محمد باقر داماد)

باقی خاں سلطان شاہجہاں کے دربار کا امیر تھا۔ حاکم الہ آباد مقرر ہوا وہیں مشاعرہ مطابق مشاعرہ میں فوت ہو گیا اسی سال خان زملں بہادر کا دولت آباد میں انتقال ہوا۔

باقی خاں محمد ثانی عہد شاہجہاں کا ایک پیر تھا۔ نبی آزاد خیال اشعر و سخن کشائی اور خود بھی صاحبِ بیان شاعر تھا مشاعرہ مطابق مشاعرہ میں فوت ہوا لیکن صاحبِ آثار الامم تاریخ وفات مشاعرہ مطابق مشاعرہ لکھے ہیں۔

باقی کاشی خود تخلص لدھی کا مہر تھا۔ جو تقریباً مشاعرہ میں گزرا جو اور ایک دیوان کا مصنف ہو۔

باقی قلی کہتا ہے عابد القرآن کا مصنف تھا ملاحظہ ہو ابوبکر (بلائی)

باقی۔ ان کا نام راجہ گرو جادی پرشاد خطاب محبوب نواز دت راجہ جی بہادر تھا سبکدست اردو فارسی کے ماہر اور عربی سے بھی واقف تھے۔ دولت آصفیہ کے سرپرستہ دار تھے شعر و سخن سے دلی رغبت تھی فارسی اردو دونوں

زبانوں سے ذوق تھا۔ ان باب کمال کے قدر دان تھے مرزا داغ مرحوم کے ہی حیدر آباد میں انھیں کی بہت سی تھی ایک دیوان اردو موسوم بہ بقائے باقی کے علاوہ اردو بھی چندہ سولہ کتابیں نظم و نثر میں آپ کی مصنفہ طبع ہو چکی ہیں۔ ساٹھ برس کی عمر میں منسلکہ ع میں انتقال کیا۔

باقی باللہ (خواجہ) بن قاضی عبد اسلام خاندان نقشبندیہ میں خواجہ اکبری کے خلیفہ جلیل القدر علماء میں صاحب تصانیف گزرے ہیں۔ چالیس سال کی عمر پائی۔ ۳۰ جمادی الثانی ۱۱۰۰ شاعرہ تاریخ وفات ہوئے مقام علی متعل قدّم شریف مدون ہیں۔

باقی خاں سلطان شاہجہاں کے دربار کا ایک سردار تھا جس کو سلطان نے اگرہ کا حاکم مقرر کیا تھا عہد شاہجہاں کے چوبیسویں سال وہ دیگرہ ہزار کے منصب پر مقرر ہوا۔ اور عہد شاہجہاں کے پانچ سو سال بھی وہ قلعہ اگرہ کا حاکم تھا اس کے دوسرے سال میں وہ ہزار کا منصب پایا۔

باقی محمد خاں (دکڑا) ادھم خاں بن مہم ان کا سب سے بڑا بھائی تھا اور دکن بادشاہ کے عہد میں بہ ہزاری منصب رکھتا تھا وہ اگرہ کنگا میں جہاں اس کے پاس ایک جاگیر تھی مشاعرہ مطابق مشاعرہ میں فوت ہوا۔

بالاجی باجی او جس کو بالاراؤ پٹت پر دھان بھی کہتے ہیں۔ باجی راؤ پٹت اول کا پسر تھا۔ اپریل ۱۱۰۰ شاعرہ میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ وہ یونان تھا جبکہ مرہٹوں اور مہاراشہ اہلی کے درمیان ماہِ خوری ۱۱۰۰ شاعرہ میں لڑائی واقع ہوئی لیکن وہ اسی سال د جون میں فوت ہو گیا اس سے تین بیٹے چھوڑے یعنی بسواس راؤ ورجو پانی پت کی لڑائی میں مارا گیا، مادھو اور نرگن راؤ۔

بالائی اوشونا تھ پشوا۔ برجن خاندان پشوا کا بالائی گون میں ایک موضع کا سردار پشوا تھا۔ اس کے بعد وہ جادھوں خاندان کے ایک سردار کے یہاں ملازم ہو گیا جہاں سے وہ راجہ ساہو پسر پشوا کی ملازمت میں چلا گیا اس کی لیاقت کی وجہ سے آخر کار اس کو پشوا کا عمدہ عطا کیا گیا جو اس وقت میں اس ریاست میں درجہ دوم کا عمدہ تھا تاہم انکو برہمن میں فوت ہو اسی راڈ پشوا اس کا لڑکا چائین ہوا۔

بالاش۔ (ملاحظہ ہو بالاش)

بالتی۔ (ملاحظہ ہو جھالی)

بایزید الصاری۔ افغانی مرشد السوم بہر رشن فرقہ روضہ کے بانی تھے اپنی روحانی فوت کی وجہ سے انھوں نے افغانستان کے پہاڑوں میں ایک نبوی حکومت قائم کی اور اس طاقت سے انھوں نے اور ان کے جانشینوں نے شاہان دہلی کی امن کو پر گندہ کر دیا شاہنشاہ اکبر کے عہد میں ان کا عروج تھا۔

بایزید اول۔ بایزید دوم کے بپ مراد اول کی بجائے سلسلہ مطاہن سلسلہ ترکوں کا بادشاہ ہوا اپنے بڑے بھائی یعقوب کو جہد عوید تخت تھا گلا گھونٹ کر مراد والا۔ بلغاریہ مقدونیہ و سربیا کو فتح کیا۔ اور شاہ قسطنطنیہ کو اجکزارستان کے بعد اس نے تیرکوں پر شرق میں حملہ کیا لیکن اس نے اس میں روز جمعہ تاریخ ۱۹ جولائی ۱۵۱۷ء میں شکست کھائی اور قید ہو گیا غرور فاتح یمن امیر تھوڑے جب بایزید سے بچھا کہ اگر تم فاتح ہو تے تو تمہارا کہنے بایزید نے جواب دیا کہ تم کو اتنی فتنی میں اندکریا جاتا تمہارے کما کما بی بی حال ہو گا اور تم دیا کہ اس کو لوہے کے پنجے میں لٹکے ساتھ سے ملیں۔ ۸ مارچ ۱۵۱۷ء مطاہن

سار شعبان عشتہ۔ کو تھور کی قید میں بایزید نے وفات پائی اس کا لڑکا موسیٰ اس واقعہ کے وقت ساتھ تھا وہ اس کی نش کرور و صہ لے گیا اور وہاں دفن کیا جبکہ موسیٰ لشکر میں تھا اس کا بھائی سیلان تخت نشین ہو گیا۔

بایزید السطای خوجا۔ بگرام کے مشہور ولی تھے اور اصل نام طغوری تھا اسی وجہ سے بعض ان کو بایزید طغوری السطای بھی کہتے ہیں ان کے دادا گبر تھے بعد کا سلاطین ہو گئے ان کے دونوں بھائی آدم اور علی تھے وہ بھی انھیں کی طرح عابد و زاہد تھے سلسلہ مطاہن سلسلہ میں پیدا ہوئے سلسلہ ۱۵۱۷ء مطاہن ۱۵۱۷ء سلسلہ کے درمیان وفات پائی ابن خلکان لکھتا ہے کہ وہ سلسلہ ۱۵۱۷ء مطاہن سلسلہ د سلسلہ کے مابین فوت ہوئے۔ احمد خضر وید کا جو سلسلہ میں فوت ہوئے۔ اومان کا ایک ہی زمانہ تھا۔

بایزید ثانی سلطان۔ بادشاہ ترکی اپنے باپ عثمانی کی جگہ تخت قسطنطنیہ پر بیٹھا سلسلہ مطاہن رجب الاول ۱۵۱۷ء میں چلن ہوا۔ اپنی سلطنت کی حدود کو وسعت دی اور اہل قسطنطنیہ کو صلح طلب کرنے پر مجبور کیا باخترانی اتفاق کی وجہ سے اس کا زمانہ پریشان رہا اور اس کے بڑے لشکر سلیم اول نے دھوکا دے کر اس کو بہال کی عمر میں ۱۵۱۷ء مطاہن ۱۵۱۷ء میں زہر دیا اس نے ۲۱ سال حکومت کی یہ غیر معمولی قابلیت کا شخص اپنے سلطنت اور علوم کی ترقی میں بہت کچھ حاصل کیا۔

بایزید خاں۔ فوجدار مرہٹوں فرخ میرے سکھوں کی ہنگام اس کے لگی سرکوبی کا کم دیا یہ آدہ پیکار ہو لیکن سکھوں نے مراد جلد کے حکم سے اس کو نواز مغرب کے وقت شاہی میں تمل کر ڈالا اور خود بلا مضرت واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ

سلسلہ مطابق ۱۲۳۵ء میں ہوا۔

بایسفر مرزا، مرزا شاہ رخ بن امیر محمود کا بیٹا تھا۔ بی بی غلام
اور شریف شاہزادہ ملہار، فضلہ کا بڑا دوست تھا۔ چنگم
کے قتل میں ملوث مانا تھا۔ اس نے فاسی اور ترکی
زبان میں بغیر بھی تھیں۔ پیدائش ۱۱۹۹ء وفات
۱۲۳۵ء۔ مقام ہرات، پندرہ سال واقع ہوئی۔
بچے پال۔ بیانیہ کا ایک شہنشاہ تھا جس کا ذکر ہندوؤں
کی قدیم تاریخ اور قصے کہانیوں میں ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ
دولت طاقت اور وسعت سلطنت کے اعتبار سے
یہ راجہ ہرمولی مہاراجا تھا۔ دہلی کے راجہ جیشور کو جو
پرتگیزیوں کا باپ اسی نے شکست دی تھی۔ اور اس کے
بعد کل ہندوستان کا راجہ راجا ہو گیا تھا۔ بھرتی
کے جاٹ اپنا سلسلہ نسب اس راجہ تک پہنچاتے ہیں
اور راجہ قزوی بھی اپنے آپ کو اسی کی اولاد بتاتا ہے۔
بچہ سنگھ۔ راجہ اس کے بیٹا تھا اور مہاراجہ جیشور
راجہ جودھ پور کا پوتا تھا۔ سلسلہ مطابق ۱۲۳۵ء میں
جودھ پور کا راجہ ہوا۔ شاہان منلیہ سے چالیس سال
تک کرتا رہا۔ آخر کار ڈی ہویاں فرہیسی جنرل نے
اس کو شکست دی۔ اس کے سواروں
نے بغاوت کی۔ خاندان میں اندرونی جھگڑے پیدا
ہو گئے اور وہ ریاست کو اسی حالت میں چھوڑ کر
فوت ہو گیا۔ راجہ بان سنگھ ۱۲۳۵ء میں اس کا
جانشین ہوا۔

بچہ سنگھ۔ پسر راجہ جگناتھ (ملاحظہ ہو راجی)

بچہ انجھن۔ پسر راجہ جگناتھ بن عمر کا خطاب ہو اس نے ایک
کتاب اخلاق و ادب خیر زادگان پر لکھی ۱۲۶۰ء عیسوی
مطابق ۱۲۵۲ء میں وفات پائی۔

بچہ العلوم۔ مولانا عبدالحی قرنگی محل لکھنؤ کے مشہور عالم
ہیں (ملاحظہ ہو عبدالحی)

بچہ اور خاں۔ عہدہ لکھنؤ میں ایک امیر تھا۔ (الطیر بچہ خاں)

ملاحظہ ہو

بچہ سنگھ۔ مامور پسر اجیت سنگھ دہاد راجہ سنگھ
راجہ جودھ پور ۱۲۳۵ء میں اس کو زہر دیا گیا۔

بچہ تری۔ عرب کا ایک نہایت شہو شاعر تھا لکھنؤ ابو
عبادہ اور نام دلیہ جو قید خانہ سے تھا بقول بعض
مورخین وہ سلسلہ مطابق ۱۲۳۵ء میں پیدا ہوا۔
خلیفہ المستعین باللہ کے زمانہ میں گزرا ۱۲۰۰ء سال
کی عمر پائی بعد ازاں فوت ہوا۔ اس کا یادگار ایک عربی
قصیدہ کا دیوان نکاس ہو کے نام سے مشہور ہے
بچہ وریک۔ مگر شاہ منصور زریکان سلسلہ مطابق ۱۲۳۵ء
کا حاکم تھا۔

بچہ علی (ملاحظہ ہو محمد مختار علی)

بچہ شہو۔ ایک گویا تھا جو راجہ بکرا جیت مشہور کے دربار
میں رہتا تھا لیکن جب بکرا جیت کا تخت جاتا تو
تو وہ کالج کے راجہ کیرت کے پاس چلا گیا۔ تھوڑے
عرصہ کے بعد اس نے گجرات کی ملازمت قبول کی
جہاں وہ سلطان مہار کے دربار میں ۱۲۳۵ء سے
۱۲۳۷ء تک ملازم رہا۔

بچہ شہو۔ پسر راجہ بکرا جیت کی ایک بہن تھی
بچہ علی خاں۔ چشمہ نگار تھا زمانہ صلاحیت جنگ
نواب حیدر آباد سلسلہ مطابق ۱۲۳۵ء میں گزرا
ہو۔

بچہ الوئی (عبدالقادر بنایوئی ملاحظہ ہو)

بچہ شہو۔ شہو کا پسر جو پسر بختیار کا پسر تھا
سلسلہ مطابق ۱۲۳۵ء میں خلیفہ المکنتی کے زمانے
میں اس کا عروج ہوا اس کا دیوان بھی درباریوں
کے حالات سے پڑا ہے۔

بچہ شہو۔ (مولانا) عرقی نے بیک مرزا خاں شاہ رخ خاں

کے نوادہ میں تھا اس کی تصنیف سے ایک دیوان برآمد
بدالدین طیب کی ایک فاضل طیب تھا کتاب مجمع الفہم
اس کی تصنیف سے ہے۔

بدالدین جاجری۔ جاجری شیخ سعدی اور میر لدین
میر صاحب دیوان کا جامع تھا۔ اصناف میں کن
تھا۔ پیشانیہ میں وفات پائی۔

بدالدین سرہندی۔ ایک فارسی کتاب حضرت
القدس کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں حضرت
احمد سرہندی کی کرامتیں درج ہیں۔

بدالدین شاہ ولایت۔ بدایونی (ملاحظہ ہو شاہ
ولایت)

بدالدین صوفی۔ بحر بحیات کا مصنف ہے جو علم
اخلاق کی ایک شہرہ کتاب ہے۔

بدالدین طیب جی جنس، پیدائش ۱۰۰۰ھ
بمقام ممبئی۔ آپ کے والد کا نام محمد طیب تھا جو عرب
تجارت کی وجہ سے ممبئی میں آکر سکونت پزیر ہوئے۔

اور طیب جی بمبئی میں آپ کے نام سے مشہور ہوئے
بدالدین طیب جی نے فارسی اور دو کی ابتدائی تعلیم
کے بعد لندن میں آکر انگریزی تعلیم پائی پھر
لندن میں جا کر انگریزی تعلیم حاصل کی۔

دوسری مرتبہ ولایت جا کر میرٹھی کا امتحان پاس
کیا۔ کونسل کے ممبر رہے۔ مشعلہ میں سب سے
پہلے انڈین شیشل کاگریس کے صدر کی حیثیت سے

ہندوستان کے پوٹیکل معاملات پر ایک مدبرانہ
ایڈریس دیا۔ مشعلہ میں بالی کورٹ کے جج مقرر
ہوئے جس طیب جی نے انجمن اسلام ممبئی کی

سرکاری اور پریسیڈنٹ انجمن مذکورہ مسلمانان ممبئی
کی تعلیم اور سوشل اصلاح میں بہت کوشش کی تھی
میسوں صدی کے مسلمان لیڈروں میں وہ نہ صرف

اپنی فصاحت و تقریر کے لیے مشہور تھے بلکہ ان کے
کیریکچر کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ کسی سوشل اصلاح
کے جاری کرنے میں عوام کی طرف تشنگ کا خوف نہ

کرتے تھے چنانچہ مسلمان مستورات کے پردے کی اصلاح
میں ممبئی میں انہوں نے سب سے پہلے قدم بڑھایا
اور اس اصلاح کو عملی طور پر اپنے خاندان سے شروع

کیا۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں آل انڈیا کونسل کے کونسلر
کے اجلاس ممبئی کی صدارت کی۔ ۱۸۶۹ء
کو لندن میں انتقال کیا۔

بدالدین لولو۔ مول کا حاکم تھا۔ اور سنہ ۱۸۷۰ء میں
انامی کے عہد میں زندہ تھا۔

بدالدین محمد بن عبدالرحمن الدہری کنز الدقائق پر شرح
موسوم بطلبہ الفائق لکھی جو مقبول عام ہے۔

بدالدین محمود۔ ابن القاضی ساداناکے نام سے مشہور
اور جامع الفضولین کا مصنف ہے اس کتاب
میں تجارتی معاملات پر فقوے میں مشعلہ مطابق

مشعلہ میں وفات پائی۔
بدالدین محمود بن احمد العینی۔ کنز الدقائق کا شرح
میں مع الخاتین لکھی مشعلہ مطابق مشعلہ میں
وفات پائی۔ فتاویٰ مسابیل الہدیہ کا مصنف

ہے۔ ایام ابن محمد عسقلانی کا جامع تھا جامع الزم
مصر میں مدظل درس دیا۔ بایہ کی شرح اور صحیح بخاری
کی شرح بھی اس کی مشہور تصانیف سے ہیں۔

بدالدین سلیم۔ عالمگیری لکھی تھی۔ بارہ سنہ ۱۸۶۰ء
زیلہ مشعلہ میں وفات پائی۔

بدردی حاجی غفر الزمان نام چایج کا رہنے والا تاجند
کا پڑا نام چایج ہے سلطان محمد ظفر بادشاہ دہلی
کے زمانہ میں گزرا ہے سنہ ۱۸۷۰ء مطابق مشعلہ
کے کچھ دنوں کے بعد فوت ہوا۔ نازک خیال شاعر

بڑا بیٹھا بجائے اسٹاپ کے مشعلہ مطابقت
جانشین ہوا اُس کا وطن بندھوا اُس کا بھائی ڈیپانچا
کا حکم تھا اور اُس کے تیسرے بھائی بھرنے خراسان کی
سلطنت قائم کی تھی جہاں سے اُس نے اپنی فتوحات
کو عزیزین تک بڑھایا بریکارقی نے ۱۶ سال حکومت
کی مشعلہ مطابقت مشعلہ میں فوت ہوا۔ اُس کا
بھائی سلطان محمد جانشین ہوا۔

برکت اللہ شاہ (سید) لقب صاحب البرکات
بن سید ابویں۔ بن میر غیاث الملک بن میر غیاث الملک
بلگرامی سکام فارسی میں شفی اور ہندی میں بھی فکھلے
تھے آپ کا شمار اکبر اولیاء کوہ میں ہے۔ دیوانی دسی
دیویدہ اشعار ہندی میں ہم چچی پر کائنات اب تک موجود
ہے۔ قلمی دلی آپ کا بلگرام تھا۔ حضرت سید عبدالملک
آپ کے ہدا احمد کا مزار پھلتے مارہو ضلع ایٹہ میں واقع
تھا آپ نے بھی وہیں توپن اختیار فرمایا۔ ۲۶ جمادی الثانی
مشعلہ کو پیدا ہوئے اور ۱۰ محرم مشعلہ کو وصال
ہوا۔ درگاہ آپ کی بمقام مارہو ضلع ایٹہ زیارت گاہ
خاص و عام ہے۔

برندق مولانا بہار الدین کا تخلص ہے میر تقی کا باشندہ
تھا اور رئیس طبع۔ چچو گشا تھا۔ اُس کے ہمعصر
اُس سے بوجہ اُس کی خرافات و شوخ طبعی گھبراتے
تھے سلطان باقر مرزا پسر عرش شیر نیر اور میر تیمور کے
کے خاص مداحوں میں سے تھا جب شہزادہ باقر
مشعلہ میں تخت نشین ہوا اُس نے مکر دیا کہ
باپ کو دینا برندق کو ادا کئے جائیں لیکن باپ
کی غلطی سے اُس کو صرف دو سو دینار وصول
ہوئے اس وقت اس نے ایک فی البدیہہ نظم
لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی تھی جو مشہور ہے۔

برمان (دراختہ ہو محمد حسن)

برمان الدین ابو اسحاق الفری عام طور پر ابن
فرار کہلاتا ہے فریض الفزاری کا مصنف ہے۔ اس
رسالہ میں فقہ شافعی کے مسائل وراثت بیان کیے
گئے ہیں مشعلہ مطابقت مشعلہ میں فوت پائی۔
برمان الدین البخاری۔ ذخیرۃ الفتاویٰ جس کا
ذخیرۃ البرہان بھی کہتے ہیں اور محیط البرہان اس کی

مصنف ہے۔

برمان الدین براہیم علی بن فرحون غلط
مالکی کا خاص تذکرہ نویس تھا اور کتابت اللغات
کا مصنف تھا مشعلہ مطابقت مشعلہ میں
فوت ہوا۔

برمان الدین حید بن محمد ہروی مصنف کتاب
سراجیہ سجاد ہندی مشعلہ مطابقت مشعلہ
میں فوت ہوا۔

برمان الدین شیخ (دراختہ ہو طلب عالم) شیخ
برمان الدین علی بن ابوبکر المرغانی شیخ
مرغان وطن۔ پیدائش ۱۱۳۰ھ وفات ۱۱۹۰ھ
ہدایہ شرح ہدایہ کے مصنف ہیں جو فقہ حنفی کی ایک
بہت چمکی کتاب ہے۔ اُس کا انگریزی ترجمہ
دارل مکتب کے زمانہ میں ہوا۔ اور مشعلہ میں
لندن میں شایع ہوا۔ فارسی ترجمہ مولوی غلام علی
نے کیا جو مشعلہ میں شائع ہوا کتاب
فرائض الغنائی بھی انہیں کی مصنف ہے۔ انگریزی ترجمہ
ہدایہ مکتب کے نام سے مشہور ہے۔

برمان الدین غریب صاحب ولایت و کن
ہاںسی کے رہنے والے حضرت سلطان المشائخ غلام علی
محبوب الہی ہادیوں کے خلفائے اجل سے ہیں جب
ہاںسی سے آپ وہلی تشریف لائے تو ایک غریبانہ
حالت میں تھے جس وقت پہلی مرتبہ حضرت سلطان

کی خدمت میں حاضر ہوئے خادم نے غریب
کھنکھار کر لفظ غریب آپ کا لقب ہو گیا۔ تمام عمر
بحالت تجرد گزری۔ سراج نہیں کیا۔ کتب فقہ کے
حافظ تھے تمام عمر کوئی چیز اپنی ملک و تصرف میں نہیں
لکھی آخر عمر میں دہلی سے دولت آباد تشریف لائے
اور یہاں ہزاروں ہندو مشرف باسلام ہو کر سلسلہ
بیت میں داخل ہوئے عتقہ مطابق شہید
یہ وفات پائی ہزار شریف خدا آباد میں متصل دولت آباد
(دکن) دربار نکاح خاص و عام ہو۔

برہان الہین محمود دین احمد کتاب خلیہ الہی
کا مصنف ہے۔ خلیہ الہی کا مصنف دوسرا شخص

برہان الملک سعادت خاں (دلا حلقہ ہوس دست خاں
و مرزا ناصر)

برہان عماد شاہ۔ عماد شاہی خاندان کا ایک شہزادہ
تھا۔ وہ اپنے باپ و ربا عماد شاہ کا حالت مرضی
برادری حکومت پر جانشین ہوا۔ خلیل خاں وزیر اس
کے ریکھت کی حیثیت سے اس سلطنت انجام دیتا تھا۔
لیکن خود بادشاہ بننے کی ہوس میں شہزادہ کے
بالغ ہونے سے بیشتر حاکم خاندان اور نظام شاہی
حکومت کی مدد سے اس نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور
بالغ شہزادے کو بالوں کر کے قلعہ پر نالہ میں قید
کیا اور خود بادشاہ بن گیا۔ عتقہ مطابق شہید
میں نظام شاہ نے عقیدہ شہزادے کو قید سے چھڑانے
کے واسطے سے طفیل خاں کے مقابلے کے لیے
کوچ کیا۔ طفیل خاں نے قلعہ گاول حالہ کر دیا
اور شکست کھا کر اپنے بیٹے کے عقیدہ ہو گیا۔ لیکن
نظام شاہ نے قیدی شہزادے کو تخت مبارک
پر بٹھانے کی بجائے اس کو طفیل خاں اور اس کے

پسر کے ساتھ ایک نظام شاہی میں عقیدہ کر دیا وہاں
بیتوں بھجیب بادشاہ کے کم کے چھپتی دیکر ہلاک
کئے گئے اور اس طرح برہان خاندان عماد شاہ اور خاندان
طفیل خاں کا خاتمہ ہو گیا۔

برہان ناقد۔ ایک شاعر تھا۔ نظم دل آشوب کا مصنف
نظم شاہیجاں کے تذکرہ کی نگار تھی۔

برہان نظام شاہ اول۔ دکن میں تخت احمد نگر پر
مطابق شہید سات سال کی عمر میں تخت نشین ہوا
اس نے ۳۵ سال قری حکومت کی اور ۳۹ سال کی
عمر میں ۳۵۵۵ء مطابق شہید میں فوت ہوا اور
اپنے باپ کے مقبرے میں فن ہوا۔

برہان نظام شاہ ثانی۔ برادر مرتضیٰ نظام ثانی دکن
میں احمد نگر کے تخت پر بیٹھا۔ ۱۸ مئی ۱۷۵۵ء مطابق
یکم شعبان ۱۱۷۵ھ خود اپنے پسر اسماعیل نظام شاہ کو
معزول اور قید کرنے کے بعد تخت نشین ہوا جو اس کی
عدم موجودگی میں جبکہ وہ بادشاہ الہی کے دربار میں
حاضر تھا تخت پر بٹھا اور لگیا تھا۔ باوجود سن سید
ہونے کے وہ عیاشی کی طرف مائل ہو گیا اس نے
بادشاہ چچا پور سے جنگ میں شکست کھائی پرتھو
والوں سے بھی لڑائی ہوئی جس میں سمندر کے کنارے
کے بغیر اس کے قبضے سے نکل گئے۔ وہ چار سال
۱۷۵۷ء یوم حکومت کرنے کے بعد بتاریخ ۱۸ مارچ ۱۷۵۷ء
مطابق ۱۸ شعبان ۱۱۷۵ھ سنہ الہی کے چالیسویں
سال میں فوت ہوا۔ اور اس کا پسر ابراہیم نظام شاہ
جانشین ہوا۔ مولانا احمد علی نے اپنا ساقی نامبرائے نظام شاہ
کے ہم پر مسنون کیا تھا جس میں ... ہم ایشا رہیں۔

برہم گیت۔ سن پیدائش ۱۷۵۵ء تیس سال کی عمر میں
نجوم پر ایک کتاب برہم بہت مدح و تعریف
کی۔ ہندوستان کے چوتھے نوجوں میں گناہ

بڑا اور کتاب ادب المفردات کے مصنف ہیں اس کتاب میں اقسام حدیث اور ان کی خصوصیات سے بحث کی گئی ہے اس کے سوا ان کی ادبی تصنیفات بھی مشہور ہیں۔
 بزرگمیر نو شیرواں عادل شاہ فارس کا وزیر تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہندوستان اگرچہ طرح کاکیل لکھا اور اس کو ایران میں جا کر وہاں واقع دیا۔ وہ غفلت راور میک مشہور ہے اس نے عربیوں کی پائی مشاعرہ و مثنوی کے درمیان بعد ہر مہر مہر سوم فوت ہوا۔

بزرگ امیر امیر خانی تھا جو بانیوں کے علاوہ مطابق ریح افغانی ۱۰۸۵ھ میں حسن صاحب کا جانشین ہوا ۳۴ سال حکومت کی اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا کیا محمد اس کا جانشین ہوا۔ اور ۲۵ سال تک حکومت کی۔

بزرگ امیر خاں بن شمس الخاں سلطان مالگیر کے مہم میں ایک ذی مرتبہ افسر تھا۔ اپنی وفات کے وقت جو ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۰۸۵ھ میں واقع ہوئی وہ بہار کا صوبہ دار تھا۔

بزرگ امیر نام بہار لشکر۔ وطن کرخ شیراز میں سکونت اختیار کر گئی تھی بادشاہ بہار مالگیر کے وقت میں گجرات آیا۔ اور ۱۰۸۵ھ میں بہار و استقصیت کی جو فارسی نظم میں مشہور کتاب ہو ۱۰۸۵ھ میں بہار شاہجہاں زندہ تھا۔

بہار سیر اسراٹھ کا لقب ہے جو غلامی کے وجہ سے بہار الدولہ وزیر خلیفہ بغدادی افغان کا سپہ سالار رہا لیکن بعد بہار الدولہ سے محروم ہو کر مصر کو ہجرت کیا اور مستقر بادشاہ خلیفہ مصر کی پناہ میں رہنے لگا۔ چوتھے دنوں بعد بغداد میں آکر اس نے قائم بادشاہ کو جو عباسیوں کا چھٹیوں خلیفہ تھا قید کر لیا اور خود سے

آنا دیا اور یہ اعلان کیا کہ مستقر بادشاہ تمام مسلمانوں کا خواہ وہ مصر میں ہوں یا بغداد میں جائز خلیفہ ہے اس طریقہ سے مستقر بادشاہ ۱۰۸۵ھ سال تک خلیفہ بغداد رہا طزل بیگ بادشاہ بلوچی نے اس کو معزول کر کے پھر قائم بادشاہ کو تخت نشین کیا بساویہ کہ اس معرکہ میں شکست ہوئی اور وہ ۱۰۸۵ھ میں مستقر بادشاہ میں مارا گیا سلطان طزل بیگ نے اس کا امرا کر خلیفہ قائم بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ اس نے نیز پر چڑھا کر بغداد کی گلیوں میں شمشکے لیا بساطی سقہ سی سقہ کا ایک شاعر تھا جو امیر تیمور کے پوتے سلطان طیل اللہ کے زمانے میں گزرا ہے سابق میں وہ ایک تالین ہاتھ تھا اسی مناسبت سے حسین کھنکس کرتا تھا لیکن بعد تبدیل کئے بساطی کھنکس لکھا۔ وہ عصمت اللہ خانی کا معاصر تھا۔

بہار علی کا مشہور شاعر ابو الحسن علی نام۔ نہایت فاضل اور اچھو گو کتاب ذخیرہ کا مصنف ہے ۱۰۸۵ھ میں بمصر ۱۰ سال فوت ہوا۔

بہار لال شاہ لال شاہ نام کا باشندہ وزیر الدولہ خلف محمد امیر خاں والی ٹونک کے دربار میں نائب پیشانی تھا اور اسی کے حکم سے ۱۰۸۵ھ میں امیر نام تصنیف کیا یہ وحیقت امیر خاں کی سوانح عمری ہے۔ بساطی بدایونی (ملاحظہ ہو ضعی الدین مولوی)

بہار ساس راؤ مراد مراد بالا راؤ پٹنہ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ وہ اس لڑائی میں جو متعلقہ احمد شاہ ابدالی بتاریخ ۱۰۸۵ھ جنوری ۱۰۸۵ھ ہوئی تھی مع سداخیزاؤ وہ گھر بہار مرادوں کے مارا گیا۔

بہار سنگھ گجراتی راجہ جی پودام سنگھ کا پسر اور مرزا راجہ جی سنگھ سوانی کا باپ تھا۔ وہ ۱۰۸۵ھ

مطابق ۳۵۰ھ میں فوت ہوا۔

بشن نرائن در کشمیری برجن تے پیدائش ۱۸۶۲ء
بمقام ضلع بارہ تنگی۔ اور وفات سی کی ابتدائی تعلیم
کے بعد انگریزی ترقی کی کیننگ کان کھنڈ میں
ایف۔ اے میں داخل ہوئے مگر ریاضی میں
ناکام رہے پھر دلایت جا کر پیرس کی کیمیل کی اور
انگریزی کی تجدید و تصانیف کا مطالعہ کرتے رہے
برمانہ قیام لندن اخبار لندن ٹائمس میں اکثر
مضامین لکھے ہندوستان آکر پرنسپل اور سوشل
مسائل کی جھان بین میں ہمدن سرگرم رہے
در غفلت کرتے تھے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۱۹ء کو بمقام
لکھنؤ انتقال کیا۔

بشیر ابن الیث اس کے بھائی رفیع ابن الیث نے
باروں الرشید خلیفہ بغداد سے ۳۵۰ھ مطابق
۳۵۰ھ میں بمقام حرقہ بغاوت کی تھی اور
اُس کے مقابلے کے لیے جمعیت کثیر فرام کی تھی
بشیر بھی اپنے بھائی کا ساتھی تھا۔ خراسان کی فتح
کرنے کے لیے باغیوں نے بہت کوشش کی
۳۵۰ھ میں جبکہ باروں الرشید کا عالم نزع
تھا بشیر باہر جولاں اُس کے سامنے پیش کیا
گیا۔ اُسے دیکھتے ہی خلیفہ نے اُس کے قتل حکم
دیا چنانچہ اُسی وقت خلیفہ کے سامنے بشیر کے
ٹکڑے کر دیئے گئے۔

طبری سی عرب کا مشہور مصنف ہے جس نے ایک عالم
تھے اس مضمون سے بحث کی جو کیا انتہا پردازی
کے فن میں کمال پیدا کرنے کے لیے کن خاص
قالبیوں کی ضرورت تھی۔ فن انشاء میں اُس کی ایک
تصنیف بھی ہو۔

بغداد خاتون۔ امیر چوہان حاکم تاتاری طرک تھی زمانہ

ابوسعید بن الجاحی نوکی بادشاہت کا تھا سلطان ابوسعید
بغداد خاتون سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا۔
لیکن امیر چوہان اُس کے باپ نے اس بنا پر
کر دیا کہ اُس کی نسبت شیخ حسن سے ہو چکی ہو
بادشاہ نے اس انکار پر ناخوش ہو کر چوہان
کو مر وادالا اور حسن سے طلاق دلو اور خود نہایت
دحوم سے اُس کے ساتھ شادی کی تھوڑے دن
بیک ابوسعید بیک بیکم کے قبضے میں رہا۔ لیکن
آخر میں ناخوش ہو گیا تھا ۳۳۵ھ مطابق
۳۳۵ھ میں فوت ہوا اور شب بیک گیا کہ بیکم
نے زہر دے کر مار ڈالا۔ باید دخال نے جو
ابوسعید کا جانشین ہوا اس مشبہ میں بغداد
خاتون کو قتل کر دیا۔

بغری یا بغشوری عجمی اسحاق کا لقب تھا ایک عربی
مصنف ہے جس نے اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں
۳۶۰ھ مطابق ۳۶۰ھ میں وفات پائی

بنوئی (ملاحظہ ہوا ابو محمد فرانی ابن مسعود البنوئی)
بقا خاں حکیم دہلوی مصنف قراہین بقائی۔

بقائی ابراہیم بن عمر کا خطاب تھا جس نے قدیم حکما
کی سوانح اور دلیل پر مختلف رسالے لکھے وہ
ایک تفسیر قرآن شریف کا بھی مصنف تھا ۳۸۰ھ
مطابق ۳۸۰ھ میں فوت ہوا۔

بقائی ملا ایک شاعر تھا جو شہنشاہ بہادر شاہ کے زمانے
میں گزرا۔ ایک فتویٰ کا مصنف ہے جس کو اُس
نے سلطان بہادر شاہ کے نام پر مضمون لکھا تھا۔
بقائی ابو الفضل محمد بن قاسم التوارمی کا لقب تھا چلچل
علم کی وجہ سے زین الدین اور زین المشائخ
کا خطاب بھی رکھتے تھے انھوں نے مسلمانوں
کی عبادات اور اہل عرب کی شان و شوکت

اور غنی پر ایک کتاب موسوم بصلوة البقا
لکھی وہ مشہور مطابق سلسلہ میں فوت
ہوے لیکن بموجب قول حاجی خلفائے
مطابق تفسیر میں انتقال کیا نقلی نامی ایک
اور سالم بھی گزرے ہیں جو ۹۸۵ھ میں فوت
ہوئے۔

بکر امی غلام احمد عبدالرحمن وزارت خاں نام بر تھا
قاسم خاں کابجائی اور شمس الدین دہشتہ نواز خاں
کا دادا غنا شاہ عالمگیر کے عہد میں اُس کو مالوہ
اور بجا پور کی دیوانی پر برقی دی گئی تھی وہ ایک
اچھا شاعر تھا اُس نے ایک دیوان چھوڑا۔

بکر ماجیت اہل ہند کے قدیم مذہبی قصوں میں اس
راہ کا ذکر آیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ دیو جرات
کا راج تھا اس کا دار السلطنت امین تھا اس کا
سن جو کبھی محبت کہلاتا ہو شمالی ہند میں اب
بھی استعمال ہوتا ہے وہ ستاون سال قبل سنہ
یسوی سے شروع ہوتا ہے یہ راجہ علم ادر اہل علم
کا سرپرست تھا اس کے دربار کے فوژن مشہور
ہیں جن میں سے دمن ونتری کالی داس وغیرہ
نامور گزرے ہیں۔

بکر ماجیت بندیلہ (بگ راج) راجہ جی سنگھ بندیلہ
کا بیٹا عہد شاہجہانی میں منصب دوہڑاری اور
دوہڑار سوار پر سر فراز ہوا اور بگ راج کا
خطاب پایا۔ اس کے بعد مہات دکن خصوصاً
محاصرہ قلعہ دولت آباد میں جاناڑی کا حق ادا
کیا یہ سب عہد شاہجہانی میں جبکہ اس کا باپ
اگرے سے بھاگا بھی باپ کے ساتھ ہوا۔
راستہ میں لشکر کے متاقب سپاہیوں کے
ہاتھ سے مارا گیا۔

بلال حبشی اگلاں جلے پیدائش کے مسئلہ میں بکالت
کا فرقہ غلام تھے اُسی حالت میں اسلام قبول
کیا جس کی وجہ سے کافران اُن پر طرح طرح کے
ظلم کرتا تھا اور ترک اسلام پر مجبور کرتا تھا اس
وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
اُس کو اُس کا فرقہ خرید کر کے آزاد کر دیا
رسول کریم کے مابق صادق اور خادم خاص
تھے خدمت اداں آپ ہی کے سپرد تھی۔
حضرت نبی کریم کی وفات کے بعد ملک شام کو
ہجرت کر کے چلے گئے تھے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ
کے عہد میں سلسلہ مطابق سلسلہ میں وفات
پائی۔

بلال کثور زوجہ عالمگیر ثانی اور مادر شاہ عالم بادشاہ
دہلی اُس کا خطاب رینیت محل تھا۔

بلین و ملاحظہ ہو غیاث الدین بلین
بلیچھد سنگھ ایک راجہ تھا جو قدیم راجہ جہان اودھ کے نسل سے
تھا ایک لاکھ راجپوت اُس کے غلام تھے جس کی
وجہ سے وہ اپنے آپ کو نواب در بگھنوں کے
ہم پانچ کر نواب وزیر سے مخوف ہو گیا تھا اس
راجہ کے منسوب کرنے کے واسطے سنہ ۱۱۸۰ھ میں
ایک فرخ روانہ کی گئی جس میں کچھ تو نواب کی فرخ
نہی اور کچھ لکھنے کے سپاسی بنے لیکن نواب وزیر
آصف الدولہ کے وزیر حیدر بیگ خاں اوجینہ
ہندوستانی عاملوں کی سازش سے جنھوں نے
بہشتار وہیہ زینداروں سے وصول کر لیا تھا
نیم لاکھ مایاب بھی دو سال تک بلیچھد سنگھ کو
بار بار شکست ہوتی رہی آخر کار سیکہ وہ اپنے لشکر
میں محصور کر لیا گیا۔ وہاں سے فرار ہونے کی کوشش
میں مارا گیا۔

میں بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۷۵۷ء فوت ہوا اور اس کا
خیر خواہ سپہ جرنیل سیکھ جانشین ہوا۔

بلہانہ کفری شکرست کا شاعر تھا اس کا زمانہ نشاۃ
کے قریب گزرا جو اس پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ
وہ شہزادی کشمیر سے محبت رکھتا تھا اس پر بادشاہ
نے اس کے قتل کا حکم دیدیا مگر بلہانہ نے ایک
نظم لکھی بادشاہ نے اس سے متاثر ہو کر جان بخشی
کی اور اپنی لڑکی سے شادی بھی کر دی۔

بلوغ دلائل ظاہرہ و قون قوت و حکما کہ مصنف
ہو چند وستان کا باشندہ قاضی شاہ ۶
مطابق ۱۷۵۷ء میں زندہ تھا۔

بنائکتی دلا خطہ ہوا جو سیلان داؤدی
بنانہ۔ عرب کا ایک شاعر تھا جس کا پورا نام ابوبکر بن
محمّد بنانہ تھا۔ ایک اور بنانہ شاعر بھی گزرا جو
جسکانام ابو نعیم الخزرجی بنانہ تھا جو بخارا
میں نشاۃ میں فوت ہوا۔

بنایک اور اوجہ پسر امرت راؤ ایک عمر چٹہ سردار تھا
وہ ماہ جولائی ۱۷۵۷ء میں ۵۰ سال کی عمر میں
فوت ہوا۔

بنائی مولینا فن تعمیر کا ماہر مقام ہرات میں پیدا
ہوا۔ شاعر بھی تھا۔ بنائی مخلص کرتا تھا۔ یہ مخلص
فن عمارت کی مناسبت سے رکھتا تھا ایک کتاب
بہرام و بہروز اس کی تصنیف سے ہے اس قصے
کو اس نے سلطان یعقوب ابن اذن جن کے
نام پر معین کیا امیر علی شیر کی تعریف میں اس نے
ایک قصیدہ لکھا تھا لیکن کچھ حصہ نہ ملنے پر اس
نے سلطان احمد مرزا کی مدح میں اس کو یکسر
تبدیل کر دیا کہ میں اپنی لڑکیاں (اشعار) بغیر
مہر کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ امیر علی شیر

بلدی سنگھ بات راج بھر پور رنجیت سنگھ کا
دوسرا بیٹا تھا وہ اپنے بڑے بھائی رند میر سنگھ
کے بعد جانشین ہوا۔ ۱۷۵۷ء میں فوت ہوا۔

بلوان سنگھ معروف بہ کاشی والا راجا چیت سنگھ
راجہ بنارس کا بیٹا تھا بلوان سنگھ گوالیار میں
پیدا ہوا۔ باپ کی وفات کے بعد اس کا خاٹن
دو ہزار چھ ہجری ہجرت پر اگرہ میں قید رہا اس کا
اکو تار بیٹا نور مجر بتی سنگھ مارہ پور شاہی کو فوت
ہوا۔ اور چند روز بعد ہی اس کی ۱۴ تاریخ کو بلوان سنگھ
بھی طویل عمر پا کر فوت ہو گیا بلوان سنگھ شاعر بھی
تھا ایک اردو دیوان تصنیف کیا اس سنگھ

لڑاکو بہرہ سال اور ایک گیلہ سال کی دختر چھوٹی
بلونت سنگھ بنارس کا راجہ تھا وہ مشہور بہت سنگھ
باغی کا باپ یا بھائی تھا۔ بلونت سنگھ اپنے
باپ ہنسارام کا مشاعرے میں جانشین ہوا تھا۔
اُس نے ۳۰ سال تک حکومت کی اور نشاۃ ۶
میں فوت ہوا اور اس کا جانشین اوجہ چیت سنگھ
ہوا۔

بلونت سنگھ راج بھر پور ماہ اگست ۱۷۵۷ء میں
اپنے باپ بلدی سنگھ کا جانشین ہوا اس کو ماہ مارچ
۱۷۵۷ء میں مجازاً بھائی درجن سال نے معزول
کر دیا لیکن سرکار انگریزی نے بتاریخ ۱۹ جنوری
۱۷۵۷ء اس کو تخت نشین کیا بنگالی فوج نے
بہانہ دیا کہ وہ کم عمر ہے سالہ افواج انگریزوں نے
۱۸ جنوری ہرات پر قبضہ کر لیا۔ اور قبضہ کر لیا اس
محاصرے میں انگریزوں کے ۵۰۰ فیر لہ ۵۰۰ آدمی
مارے گئے اور زخمی ہوئے دشمن کے کئی ہزار
آدمی کام آئے اور درجن سال اگر گرفتار کر کے
الہ آباد بھیجا گیا۔ بلونت سنگھ ۳۳ سال کی عمر

کی شہادت میں وفات پائی کتب خانہ بنگلی پور
میں اس تذکرے کا ایک نسخہ موجود ہے جو علامہ آزاد
بگڑائی کی فرمائش سے مستندہ میں نقل کیا گیا تھا
گل سنا کے مولف نے اس تذکرے سے فائدہ
اٹھایا ہے۔

بندرا بن داس بندرا بن داس بہادر شاہی بہادر شاہ
اول کے درباری متولین میں تھا مستندہ جلوس
مالگیری مطابق ۱۱۳۵ھ میں اس نے خلاصہ التواریخ
نام ایک کتاب لکھی اس میں ہندوستان کی تاریخ
آریوں کی قدیم زمانے سے لیکر عہد مالگیری تک ترتیب
دی ہے عربی آمیز فارسی عبارت اس خوبی سے لکھی ہے
کہ ایرانی قلم کا دھوکا ہوتا ہو مقدمہ میں اپنے ماخذ
گناے ہیں واقعات کا نہایت اختصار کیا ہوا اس
کتاب کا ایک نادر نسخہ ۱۱۳۵ھ کا لکھا ہوا ڈیسنہ
(بہار) الاصل لاہوری میں موجود ہے۔

بندرا بن (رائے) رائے بھارل کا بیٹا تھا بھارل
نے مستندہ جلوس شاہجہانی میں حسن خدمت کے
صلے میں رائے کا خطاب پایا تھا داراشکوہ نے
اس کو اپنا دیوان مقرر کیا تھا اس کے بیٹے
بندرا بن کو مالگیری نے تربیت کیا اور رائے کا
خطاب بختا بندرا بن نے لب التواریخ کے نام
پر اپنی ایک بہترین یادگار چھپواری ہے۔

بندرا بن چاٹ راجہ بھرت پور بانی قلعہ ڈبک کا لڑکا
تھا نادر شاہ نے مستندہ مطابق ۱۱۳۵ھ میں
جب ہندوستان پر حملہ کیا تو وہ زندہ تھا اس
کی وفات کے بعد سورج مل جاٹ جانشین ہوا۔

بندہ (ملاحظہ ہو رضی مولانا)

بندہ سکھ کا گرو یا سردار گرو گوبند کا جانشین تھا اس
شخص نے بڑی موت حال کی تھی اور بہادر شاہ

بہت غصے ہوا اور اس کے قتل کا پروانہ
بادشاہ سے حاصل کر لیا۔ بنائی یہ خبر پاکلا دلا
بھاگ گیا اور شاہ آئینل کے قتل عام میں شائع
مطابق مستندہ میں مارا گیا اس نے ایک
دیوان چھپوا ہوا شمار کا چھوڑا۔

بن بنانہ لقب ابو نصر بن العزیز بن عمرو ایک بی
شاء تھا جو بغداد میں مستندہ مطابق مستندہ
میں فوت ہوا۔

بندار بن لکھنؤ کا مشہور و معروف ماہر فن قوس و سرود
خاکسار بڑے فن کا زبردست استاد تھا۔

آخری شاہ اودھ واجعلی شاہ کے زیر نگرانی
اس فن کی تعلیم پائی تھی۔ نوے سال کی عمر میں اپنے
وطن میں ۱۱۳۵ھ کو فوت ہوا۔ اس کے
چھوٹے بھائی کا لڑکا بھی اس فن میں مشہور تھا جو

اس سے پہلے مر چکا تھا۔ بندار بن اولاد تھا لکھنؤ
کا لکھ کے بیٹوں کو اس نے اس فن میں پائاد کا
چھوڑا علاوہ اپنے بھتیجوں کے اس نے اور
بہت لائق شاگرد فن بھیتی کے چھوڑے ہیں
جو تمام اطراف ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔

بندرا بن خوش گو قوم بنیں باشندہ مقرر اپنے
زمانے کے مشہور اساتذہ فن سے شرف تلمذ

حاصل تھا سراج الدین علی خاں آندو مرزا علی القاد
بہیل عماد فاضل سرخوش اور شیخ سعد الدین کلش
کی صحبتیں اٹھائی تھیں نظم و شعر دونوں میں کمال
رکھتا تھا مقید خوشگوار اور تذکرۃ العاصرین دو تذکرے
لکھے کہ نواب حمزہ الملک میر خاں کی سرکاری پیش
کیے، نواب نے قدر دانی کی اور دو روپے

روزانہ وظیفہ مقرر کیا، نواب کی وفات کے بعد
نیک دنیا کے عظیم بادشاہ نے اقامت اختیار

کے عہد میں صوبہ لاہور میں تخت غارت گری ہوئی تھی
 قہر چنگیز بادشاہ دکن میں اپنے بھائی کا مہم جو
 مقابلہ کر رہا تھا جس نے اپنے (جیلوں) کو جمع
 کیا تاکہ اگر وہ گوند کے لڑکوں کے قتل کا انتقام لیا
 جائے اس نے مسلمانوں پر نہایت بے رحمی کے
 ساتھ مظالم کیے اس پر بادشاہ نے نفیس نفیس
 کوچ کر کے نوہ گڑھ کے قلعے میں اس کو محصور کر لیا
 اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ مگر بندہ فرار ہو گیا۔ اور جب یہ
 پوشش خروغ کی سلطان فرخ سیر کے عہد میں صلہ تھا
 صوبہ کشمیر بڑی فوج کے ساتھ باغیوں کے
 مقابلے کو بھیجا۔ بہت سی تخت لڑائیوں کے بعد
 اس نے بندے کو ایک قلعے میں پناہ لینے کے
 واسطے مجبور کیا۔ بحالت غلامی بندہ کردی
 اہل قلعہ اس قدر مجبور ہو گئے کہ گائیں اور گھوڑے
 اور گدے وغیرہ تک کھانے لگے جن کا کھانا
 ان کے یہاں نہ ہوا منوں تھا۔ آخر کار جب
 کسی قسم کی غلامی باقی نہ رہی اور قلعہ اور بیماری
 انتہا درجہ کو پہنچ گئی تو انھوں نے صلح کی درخواست
 کی۔ عہد الصداق نے میدان میں بھڑکاڑہ کر
 ان کو باہر بھگنے اور ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا جس
 کی انھوں نے نسیں کی۔ اس وقت عہد الصداق کے حکم
 سے کچھ لوگ قتل کر دیئے گئے۔ بندہ مع دیگر قیدیوں
 کے ایک لوہے کے قفس میں بند کر کے دہلی
 بھیجا گیا۔ بلکہ لوگ جان بخشی کی خاطر قبول اسلام
 پر راضی نہ ہوئے۔ اس پر سات دن تک برابر
 ایک سو سٹھ پو قتل کیے گئے آٹھویں دن بندہ
 اور اس کے بیٹے کی باری آئی اس کے ساتھ بیٹوں
 بیٹے کو نہایت سزا دینی سے قتل کیا گیا پھر بیٹے
 کو بھی گرم چٹنوں سے نون کر ہلاک کر دیا گیا۔ یہ

واقعہ حال مطابقت رکھتا ہے۔
 بنکیم چندر ریچکالی زبان میں نشر کا بہترین نمونہ ہے۔ وہ بہت آموز
 آفسانے ہیں جن کا آغاز بنکیم چندر سے ہوتا ہے
 یہ مشاعرے میں پیدا ہوئے اور مشاعرے میں انتقال
 کیا۔ درگیش نندی ان کا سب سے پہلا ناول تھا
 جس نے مشاعرے میں شائع ہو کر ہندوستان
 کی ادبی دنیا میں دل چل ڈال دی۔ مشاعرے میں غلو
 نے ایک ادبی رسالہ جاری کیا جس میں بیشتر
 ہمیں کے ناول شائع ہوئے اس رسالے نے ریچکالی
 زبان کی موجودہ طرز کی بنا رکھی جو ان کے اکثر
 ناول اردو میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔

بن محمد دلاخظ ہوا بلوٹھیں مہما
 بنوالمی اس ولی شہزادہ داراشکوہ کا بہنشی تھا
 بعضوں نے اس کا نام بھوانی داس لکھا ہے۔ لیکن
 آصفیہ کے قہرست نویس نے دلی رام گسائی
 داراشکوہ ہی نام بتایا جو بنوالمی تو ثابت ہوئی
 تصنیف جو دلی اس کا تخلص نام میں داخل ہو گیا
 جو اس نے شاہان دہلی کی تاریخ علمی جو کتاب کا
 نام راجا دلی جو کتاب مستند ہے اور بہت سی خبر
 کتابوں میں اس کے حوالے ہیں اس کے علمی
 نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں

بوآب نام ابواسمن جو ابن بواب کے نام سے بھی مشہور
 جو اترنے عربی کے حروف تہجی کی جن کو ابن خلد
 نے ایجاد کیا تھا، اصلاح کی اس کے بعد یعقوب نے
 جس کو مستقصی بھی کہتے ہیں ان حروف کو موزون
 خط نسخ کا جامہ پہنایا ابن بوآب مشاعرے میں
 اور قول بعض مشاعرے میں فوت ہوا۔

بوہوئے (دسید) آپ کا نام بہوہوئے تھا۔ آپ نے
 اپنے والد کے انتقال کے بعد تمام مال و متاع

راہ ضامیں دیکر جامعۃ الفقہ فخری زیربتن کیا اور حضرت شاہ ابن الدین علی کی خدمت میں حاضر ہو کر وصیت کی اور بیاضات و مجاہدات میں مصروف ہوئے سلطان عبداللہ شاہ قطب شاہ کے عہد میں وارد حیدرآباد ہوئے محلہ دبیر پورہ میں قیام فرمایا اور ایصال فیض میں مصروف ہوئے آپ کی خرق عادات اکثر کتب تاریخ میں بھی درج ہیں اور زبان خلق پر بھی ہیں بیع الثانی ۱۰۷۰ھ میں ایصال ہوا۔ بیرون دبیر پورہ دروازہ آپ کا مزار پر سالانہ عرس بہت شاندار ہوتا ہے۔

بوس (ڈاکٹر) جگدیش چندر بوس۔ پیدائش ۱۸۷۵ء پریسیدنسی کالج کلکتہ سے بی۔ اے اور کیمبرج سے ایم۔ اے۔ اور لندن سے بی۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ پھر وہاں سے ڈی۔ ایس۔ سی کا خطاب پایا۔ پانچ سال بعد ہندوستان واپس آئے۔ یہ ہندوستان کے ایک نہایت پرمغز سائنس دان ہیں۔ اکثر مالک اسٹریا جرنی، فرنس امریکہ، جاپان میں مدعو کیے گئے اور وہاں انھوں نے اپنے معیار کیچروں سے دنیا کو فیضیاب کیا۔ انھوں نے اکثر تصنیفیں ملک والوں کو کیں اور کامیابی کے گڑھ کھائے مشر بوس نے تعلیم نسواں کی طرف بے حد توجہ کی۔ فی الحال گورنمنٹ نے ڈاکٹر موصوف کے ذاتی تجربے کا خراجات کے واسطے ایک مقبول وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔

بوعلی شاہ قلندر (ملاحظہ ہو ابوعلی قلندر)

بہاؤ خاں رومیہ ولد وریا خاں شاہجاں کے نسلانے میں معزز امیر قاضی شہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ قندھار گیا اور ۱۸۷۱ء میں ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں مر گیا۔

بہاؤ خاں فاروقی ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۸۷۱ء میں اپنے باپ راج علی خاں کی وفات کے بعد حکومت خاندیس پر قابض ہوا۔ چند سال بعد جیشہ اکبر ماتہ میں آیا کہ دکن پر حملہ کرے۔ بہاؤ خاں نے اپنے باپ کی پاسی کے خلاف اکبر پر بھروسہ نہ کیا اور نہ ان کی امداد کیلئے گیا۔ بلکہ اسیر کے قلعے میں قلع بند ہو گیا اور محاصرے کی مداخلت کی تیاری کی جب یہ خبر اکبر کو پہنچی تو اس نے خانخاناں عبدالحکم خاں اور شاہزادہ دانیال مرزا کو حکم دیا کہ احمد نگر کا محاصرہ جاری رکھو۔ اور خود دکن کو روانہ ہو گیا اور برمان پور پر قبضہ کر لیا اور ایک اپنے سپہ سالار کو اسیر کے محاصرے کے لیے چھوڑا اس قلعے کا محاصرہ عرصے تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ تمغیا رڈال دینے لگے اور بہاؤ خاں نے اکبر کے تحت کے سامنے ۱۰۷۹ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں عاجزی کی۔ اور ناقابل تغیر سیر کا قلعہ جس میں دس سال کے صرف کے قابل سامان رسد اور دس گنا خزانہ موجود تھا بادشاہ کے ہاتھ آیا۔

بہاؤ شاہ ننگر نزاری ل کا بیٹا اور بھی چند کا پوتا تھا اصل وطن گوشا ہجان آباد تھا لیکن الدہا میں سکونت اختیار کر لی تھی، یہاں عربی فارسی اور ہندی کی تاریخی کتابوں سے مواد فراہم کر کے بادشاہ شاہی کے نام سے تمام دنیا کی تاریخ علمی اس کا سال ۱۰۷۹ھ

بہاؤ شاہ ابو ظفر سراج الدین نسل تیموری سے دہلی کے آخری بادشاہ تھے۔ اکبر شاہ ثانی کے بیٹے تھے۔ قلعہ دکن بتاریخ ۱۰۷۹ھ مکتوبہ ۱۰۷۹ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں مر گیا۔ ۱۰۷۹ھ میں مر گیا۔ نام ابو ظفر جو ان کی ماں کا نام لال بالی تھا فارسی

جو پور سے واپس آیا اور محمود شاہ کو سلطنت سے محروم کر کے بتاریخ ۲۰ اگست ۱۷۵۷ء مطابق ۵ اردی قعدہ ۱۱۳۶ھ تخت پر بیٹھا ۲۲ فروری ۱۷۵۷ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۱۳۶ھ میں اُس نے مالوہ کو فتح کیا اور وہاں کے بادشاہ سلطان محمد گلی کو قید کر کے چپا نیز بھیجا جو راستہ ہی میں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ ۱۷۵۷ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۱۳۶ھ میں شاہ ہمایوں نے مالوہ کو فتح کیا اور بہادر شاہ شکست کھا کر کبالت کو بھاگا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے سنا کہ ایک بیڑا جہازوں کا جس میں ۴۰ ہزار یا پانچ ہزار پرگٹا لی ہیں بندر ٹوبہ میں آیا ہے فوراً یہ ملک لیکر وہاں پہنچا پر گلیزوں نے جب سنا کہ سلطان بہادر کو ہمایوں بادشاہ کی ہم سے فرخت حاصل ہو گئی ہے اور اب وہ لڑکر کامیاب نہ ہوں گے پیشورہ کیا کہ کسی اور تدبیر سے بندر ٹوبہ پر قابض ہوں اور وہ کسی جیلے سے سلطان بہادر کو گرفتار کرنا چاہتے تھے دوسری طرف سلطان بہادر کی یہ خواہش تھی کہ وہ پرگٹالیوں کو بندر ٹوبہ سے نکال دے۔ اسی غرض سے بہادر شاہ نے مکہ اُن کے افسر کو بلا یا اس نے بیماری کا جیکر کر کے اُن سے انکار کر دیا تو سلطان نے خود اُس کی ملاقات کو جانے کا قصد کیا اپنے جہاز میں سواری ہو کر وہاں مخالفوں کے جہاز لنگر اُتارتے وہاں پہنچا پر گلیزوں کے بڑے جہاز میں داخل ہوا لیکن یہاں اور کچھ آثار نمودار تھے جب اُس نے یہ حالت دیکھی تو فوراً مراجعت کا ارادہ کیا جب اُس نے پرگلیزوں کے جہاز سے اپنے جہاز میں کو نوا چاہا پر گلیزوں نے اپنے جہاز کو ہٹا دیا جس کی وجہ سے وہ بجائے اپنے جہاز میں داخل ہونے کے سمند میں

بڑے عالم اور اردوہ کے فصیح شاعر خط فتح کے اُتار کا غلغلہ مگھس کرتے تھے۔ ذوق دہلوی سے تندر حال تھا۔ چار دیوانہ منسوب موجود ہیں۔ ۲۸ مئی ۱۸۳۳ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۵۱ھ میں اپنے باپ کے بجائے تخت نشین ہوئے۔ قیصری سے ۱۷۵۷ء کے ہنگامہ غند میں دہلی کا تخت ابھیں کے قبضے میں تھا اسی زمانے میں اپنے سگ پریشہر کندہ کرایا تھا۔

برزو بستہ نصرت طرازی

سراج الدین بہادر شاہ غازی

ان پر بغاوت میں ملوث ہونے کا الزام لگایا اور جب غدر فرما ہوا اکتوبر ۱۷۵۷ء میں ان کو قید کر کے قلعہ بھیجا گیا۔ وہاں سے بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۷۵۷ء رنکون کو بھیجا گیا۔ اس وقت دو بیویاں ایک لڑکا اور ایک پوتا ان کے ساتھ تھے۔ گورنٹ سے ایک لاکھ روپیہ مانگا نہ کاؤتہ ملتا تھا۔ چند سال کے بعد رنکون میں وفات پائی وہیں مدفون ہوئے تاریخ وفات ۲۸ دسمبر ۱۷۵۷ء۔

بہادر شاہ افغان سلیم شاہ کے عہد میں اپنے باپ محمود خاں کی بجائے لگائے کا گورنر ہوا اور پھر تازہ بن گیا۔ سال سلطنت کی ۱۷۵۷ء مطابق ۱۷۵۷ء میں معز دل کر دیا گیا لیکن تیرانی اُس کا جانشین ہوا۔

بہادر شاہ بن مظفر شاہ گجراتی مظفر شاہ والی گجرات کا دوسرا بیٹا تھا باپ کی وفات کے وقت وہ جو پور میں تھا جموٹے بمائی محمود شاہ نے اپنے سے بڑے بھائی سکندر شاہ کو قتل کیا اور خود گجرات کے تخت پر جانشین ہوا۔ مظفر شاہ

گر گیا اور جانبر نہ ہو سکا اور ہمیشہ کے لیے اُس کی قبر عند میں بن گئی یہ واقعہ ۱۳ فروری ۱۵۳۵ء مطابق ۳۰ رمضان ۹۴۳ھ کا ہے۔ مادہ تاریخ (فرنگیان بہادر کش) ہوا (سلطان الرشید العباسی) بھی تاریخ و کائنات مقلدی ہے۔ اس بادشاہ نے اسی سلطنت کی اسیس سال کی عمر پائی۔ پرنسپلز کو چرسے کی برابر زمین دینے کا جو قصہ مشہور ہے وہ اسی بادشاہ کے وقت کا ہے۔ ابتدا پرنسپلز نے اپنا تجارتی اسباب رکھنے کے لیے ایک احاطہ بنا کر جو سرہ برابر زمین مانگی اس اجازت ملنے پر پرنسپلز نے چرسے کے باریک تے کتر لیے اور اُس کے طول کی برابر زمین حاصل کر کے اُس پر ایک مضبوط سنگین حصار بنا کر توپیں لگائیں اور اس طریقہ سے بادشاہ کا مقابلہ کر کے ملک حاصل کرنے کی تیاری کی۔ بہادر شاہ کے بعد میرن محمد شاہ اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

بہادر شاہ قطب الدین شاہ عالم اول یہ شہزادہ منظم کہلاتا تھا شاہ عالمگیر اول کا دوسرا لڑکا تھا۔ برلن پور دکن میں ۱۳ اکتوبر ۱۵۴۵ء

مطابق ۳۰ رجب ۹۵۳ھ میں پیدا ہوا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد جو مقام احمد نگر بتاریخ ۱۴ فروری ۱۵۴۸ء مطابق ۸ مہر و قعدہ ۹۵۶ھ واقع ہوئی وہ کابل میں تھا اس کا چھوٹا بھائی شاہزادہ اعظم شہنشاہ عالمگیر کی وصیت کے خلاف نامہ ہندوستان کا بادشاہ مشہور کیا گیا شاہزادہ اعظم نے مقام کابل تاج سر پر رکھا اور بہادر شاہ کا خطاب اختیار کیا۔ نویت باجی اسید کہ دو نول بھائیوں میں تخت کے لیے دھوپور اور آگرے کے درمیان مقابل ہوئے۔ ۱۰ جون ۱۵۵۶ء

مطابق ۱۰ ربیع الاول ۹۵۶ھ میں خوشنوار لڑائی شروع ہوئی ان میں شہزادہ اعظم اور اُس کے دو جوان بیٹے بیدار بخت و دلا جاہ مارے گئے یہاں شہزادہ نے تقریباً ۱۰ سال قری سلطنت کی اور اگلے سال کی عمر میں بمقام لاہور پروردہ بنوئے بتاریخ ۸ فروری ۱۵۵۸ء مطابق ۱۲ محرم ۹۵۸ھ وفات پائی۔ بمقام مہرولی مصافات دہلی میں قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب اس نے اپنی زندگی میں ایک مسجد موسوم ہوئی ہے تعمیر کرائی جو بالکل سنگ مرمر سے بنی ہو وہیں دفن کب گیا اس کا متعہ وہ بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ وفات کے بعد خلیہ منزل کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ چار لڑکے معزال دین جہاندارخا غفرلہ لکشان۔ رفیع لکشان۔ اور جہاں شاہ۔ چھوڑے۔ ان چاروں میں جگہ شروع ہوئی آخر لکڑی تین بھائی مارے گئے۔ اور جہاندارشاہ کے قبضے میں تخت آیا۔

بہادر علی حسینی میر فرخ دلم کلکتہ کالج کے میونسٹی تھے انھوں نے اخلاق نبوی کو فارسی سے ترجمہ کیا تھا۔ حسب الایام واکمل کریت ۱۵۶۳ء مطابق ۱۲۰۵ھ میں انھوں نے مشنری میجرسن کو نشر میں لکھا جو غریب نظیر کے نام سے ۱۸۰۳ء میں بمقام کلکتہ طبع ہوئی۔

بہادر نظام شاہ احمد کے نظام شاہی خاندان کا آخری بادشاہ تھا اس کا باپ ابراہیم نظام شاہ اگست ۱۵۷۰ء مطابق ۱۵۱۰ھ میں مراد اُس وقت احمد نگر میں بہت سے غریب ہو گئے اور ہر فریق نے اپنا اپنا برائے نام بادشاہ قرار دے لیا میاں منجواس وقت احمد نگر پر قابض غا اُس نے

کچھ روپیہ نقد ادا کیا گیا نیز ہمارے صوبے جو نظام شاہی سلطنت کے متعلق تھے تعزلیں کیے گئے۔ شروع شدہ مطابق سن ۱۱۹۵ء میں مغلوں نے احمد نگر کو فتح کر لیا اور بہادر شاہ خاں گل خیل الحاق کے گوالیار میں ہمیشہ کے واسطے قید کر دیا گیا۔

بہادر الدین ایک عربی کا عالم تھا جو سن ۱۱۹۵ء مطابق سن ۱۱۹۵ء میں گزر سلطان صلاح الدین کو بہت عزیز تھا۔ سلطان صلاح الدین کی بیوی عمری اسی نے لکھی ہے۔ یہ سوانح عمری سن ۱۱۹۵ء بمقام لکھنؤ (محلہ) چھاپی گئی تھی۔

بہادر الدین۔ حاکم اصفہان منتخب الاخبار کا مصنف ہے۔ یہ ایک مختصر تاریخ انبیاء اور اسلاف کی ہے۔ اس کتاب میں نبی کریم اور ان کے آل کے حالات بھی ہیں۔ شہر مکہ و مدینہ کی تاریخ اور ان شہروں کے دلچسپ حالات نہایت خوبی سے لکھے گئے ہیں۔ اس کا زمانہ سلطنت علاء مطابق سن ۱۱۹۵ء تھا۔

بہادر الدین بن شمس الدین فخر الدین کا پوتا تھا۔ سلطان غوری کی دوسری شاخ میں پہلا بادشاہ شمس الدین تھا۔ بہادر الدین دوسرا بادشاہ تھا۔ چودہ سال سلطنت کی امام فخر الدین رازی نے جو اس کے زمانے میں تھے اور سلطنت علاء مطابق سن ۱۱۹۵ء میں وفات پائی انھوں نے اپنی کتاب رسالہ ہیئت کو اس کے نام پر منسوب کیا۔ بہادر الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین جانشین ہوا جس کو سلطان محمد غورازی نے قتل کیا جس کے بعد غالباً اس شاخ کا خاتمہ ہو گیا۔

بہادر الدین آملی شیخ ایران کے شہر عامل کا رہنے والا

بہادر نظام شاہ کو جو اس وقت شیر غار پر تھا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ شیر غار شہر اودے کے نواحوں نے جو مدعیان سلطنت میں تھے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ میاں منجئے نے سلطان مراد سے جو کھراست میں گورنر تھا اور شہنشاہ اکبر کا بیٹا تھا مدد طلب کی اور یہ وعدہ کیا کہ اگر اس کی مدد سے کامیابی ہوئی تو وہ سلطنت منلیہ کا باجگزار ہو جائے گا۔ سلطان مراد نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ اور احمد نگر پر بڑی جمہیت کے ساتھ چڑھائی کی۔ قبل اس کے کہ شاہی فوج مدد کو پہنچے وہ اپنے حریفوں کو منسوب کر چکا تھا اس لیے وہ مراد سے مدد مانگنے پر بہت بچا یا اور اب اس نے صحت انحراف سے کہ اسے سلطنت منلیہ کا باجگزار بنانا پڑے۔

فخر زادہ مراد کے مقابلے کی تیاری شروع کر لیا شہر کو چاندنی بی کی کھ سلطان بہادر کی چھوٹی بی بی طغرانی میں دیکر نصیر خاں کے سپرد کیا اور خود لشکر فراہم کرنے اور طلب شاہ والی کو لکھنؤ اور احمد شاہ والی بجاپور سے کمک طلب کرنے کے واسطے روانہ ہوا۔ ۱۰ دسمبر کے قریب سن ۱۱۹۵ء مطابق سن ۱۱۹۵ء میں سلطان مراد نے احمد نگر کا محاصرہ کر لیا جس کی مدافعت جبری بہادری سے کی گئی۔ دوران جنگ میں کئی بار رخ بدلا ہوا دکھائی دیا مگر چاندنی بی کی ہڈی کی وجہ سے فوراً حالت رو باصلاح نظر آنے لگی۔ چاندنی بی برقع ڈال کر خود سپہ سالاری کرتی تھی آخر کار وہ راجستھان علاء مطابق سن ۱۱۹۵ء میں سلطان مراد نے قدرت رسد اور بیجا پور اور گوکھنڈہ کے متحدہ اقوام کی آمد کی وجہ سے چاندنی بی سے خراج قبول کر کے محاصرہ ٹھادیا۔

تھا۔ شیخ حسین کا بیٹا تھا۔ بہاؤی تخلص تھا۔ اُس کی متعدد تصانیف ہیں جن میں توحی نان و طواہی کی تصنیف سے پر شاہ عباس اعظم بادشاہ ایران کے زمانے میں تھا۔ اصفہان میں بروز سنہ ۱۰۲۵ بتاریخ ۱۸ رگست ۱۰۲۵ مطابق ۱۸ شوال ۱۰۲۵ میں وفات پائی۔ جویت کے مطابق مشہر مقدس میں دفن ہوا۔ عماد الدولہ ابوطالب وزیر اعظم شاہ عباس نے اُس کی وفات کی تاریخ "شیخ بہار الدین" دے "میں نکالی۔ مثنوی کے علاوہ بہت سی عربی تصانیف۔ ایک دیوان اور ایک کشتول چھڑا۔

بہار الدین زکریا۔ (شیخ) بن شیخ وجیہ الدین توشی پدائش ۱۱۱۶ھ بمقام کوٹ کروڑ ضلع ملتان۔ نہایت فیاض اور صاحب کثافت و کرامات تھے بکثرت آپ کے مرید ہوئے تعلیم کے بعد بغداد کا سفر کیا اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہوئے بعد ملتان واپس آئے اور بابا فہر الدین شکر گنج کے مخصوص حاضر باشوں میں ہوئے۔

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں ۶ نومبر ۱۲۲۶ء مطابق ۶ صفر ۶۲۶ھ بمقام ملتان وفات پائی۔ اور اہلک ہندوستان کے مقدس اولیاء اللہ میں شمار کیے جاتے ہیں ان کے لڑکے شیخ صدر الدین نے بمقام ملتان ۱۳۳۰ء مطابق ۱۰ شوال ۷۲۷ھ میں وفات پائی۔ ان کے غیر کاہنہ اربابوں میں، جو جن کا نام حاجی جمال الدین عرف قاضی حسام الدین، جو اولیائے کبار سے ہیں۔

بہار الدین سام غیاث الدین محمد بادشاہ غورد غزنویں کا لڑکا جو ۱۳ سال کی عمر میں اپنے باپ کی

جگہ ۱۰۲۵ء مطابق ۱۰ شوال ۱۰۲۵ میں تخت نشین ہوا لیکن ۳۰ ماہ بعد طار الدین اتسہر خلف جہاں آذر نے اس کو شکست دی اتسہر نے غورد غزنویں میں ۳۴ سال حکومت کی اور ۱۰۲۵ء میں تاج اللہ یلدرم کی لڑائی میں مارا گیا اتسہر کے ہاتھ سے شکست اٹھانے کے بعد بہار الدین قید کر لیا گیا اور حاکم ہرات نے اس کو قیدی بنا کر خوارزم کے پاس بھیجا اور خوارزم شاہ نے اس کو مع اس کے بھائی کے دریا میں غرق کر دیا یہ وہی زمانہ تھا جبکہ چنگیز خاں نے ہرات کا محاصرہ کیا تھا۔

بہار الدین (شیخ) آپ شاہ باجن ہشتی برہان پوری کے نام سے مشہور ہیں حاجی معز الدین شہید کے صاحبزادے ہیں۔ فاروقی شیخ ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰۲۵ء میں بمقام دہلی ہوئی۔ چودہ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل سے فارغ ہو کر خدمت شیخ رحمت اللہ ٹانوی کے مرید اور خلیفہ ہو کر عالم رویا کی بشارت پر عمل کر کے برہان پور خاندیس میں قیام کیا۔ بادشاہ نے آپ کے بیٹے خانقاہ اور مسجد بنوائی۔ آپ کی ذات علوم ظاہر و باطنی کے فیوض کا مرکز تھی ایک سو اکیس سال کی عمر میں ۱۳۱۷ھ قندہ ۱۰ شوال ۱۰۲۵ء مطابق ۱۰ شوال ۱۰۲۵ کو دارقانی سے رحلت فرمائی اور برہان پور میں دفن ہوئے ایک کتاب علم سلوک حقایق میں زبان فارسی لکھو جری آپ کی علمی یادگار ہو۔

بہار الدین شبیر آزادی شیرکٹہ مشہر قاضی تھے جو ۱۰ شوال ۱۰۲۵ء مطابق ۱۰ شوال ۱۰۲۵ میں فوت ہوئے۔

بہار الدین مولانا نام محمد لقب بہار الدین عرف سلطان العلماء ہونے کے رہنے والے تھے اور حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز

میں رہے یہاں بھی انھوں نے بانی مذہب کی
"تلقین شروع کی جنوں نے ان کو "منظہر اللہ"
تسلیم کیا وہ یہاں ہی کھلائے یہاں سے گئے پھر
کے لئے ۱۶۷۱ء سے ۱۶۹۱ء تک تھے میں قید رہے
اور چالیس سال کی قید کے بعد گئے ایک میل کے
فاصلے پر ایک گاؤں میں رطت کی ان کے بعد
ان کے بیٹے عبد الہما چاشین ہوئے۔

بہار ایک ہندو گھٹس ہو کھوٹیک چند

بہار لال پھول احمد (راجہ) پر مٹی مانج کچھو اہہ کا بیٹا باد
بھگوانداس کا باپ اور راجہ مان سنگھ کا دادا بھائی
کچھو اہہ کا سردار تھا راجہ توں میں سب سے پہلے
اسی فرزند روزگار راجہ نے ملازمت اکبری میں
شامل ہونے کا فخر حاصل کیا۔ اور اسی کے اوصاف
مجمدہ اور سامی جمید کا اثر تھا کہ راجہ توں کے اکثر
خاندان سلاطین مغلیہ کی جاں نشاری پر کمر بستہ ہو کر
ان کی محبت و الفت کا دم بھرنے لگے ۱۶۹۹ء
میں راجہ بہار لال کی بیٹی (مان سنگھ کی پھوپھی)
بیمات اکبری میں شامل ہوئی اور یہ سب سے
پہلی راجپوت لڑکی تھی جو اکبر کی بیگم اور شہنشاہ جہانگیر
کی ماں ہوئی۔ بھگوان داس بہار لال کا لڑکا متادہ
بھی شاہی فوج میں بڑے عہدے پر ممتاز رہا۔
۱۶۷۱ء میں بھگوانداس نے اپنی بیٹی کی شادی
جہانگیر سے کر دی۔

بہار یا نو بیگم جہانگیر کی دوسری لڑکی تھی شہزادہ تیمور
خلف شہزادہ و انبال کو منسوب تھی
بہاری لال ایک مشہور ہندی شاعر تھا سولہویں صدی
میں اس کا عروج ہوا اس نے اپنی شاعری کے
ذریعہ سے ایک راجہ کی چال طہن کی اصلاح کی تھی
تصدیر بیان کیا جاتا ہو کہ جی پور کے راجہ جسنگھ

کے پدر بزرگوار تھے سلطان محمد قطب الدین غورانی
کے عہد میں بہت اعزاز پایا۔ اپنے وقت کے
مشہور صوفی تھے اور تبلیغ اور وعظ میں ایسی شہرت
حاصل کی تھی کہ ایران کی اطراف سے ان کے
وعظ سننے کو لوگ جمع ہوتے تھے اپنی آخر زندگی
میں انھوں نے اپنا وطن چھوڑ کر قونہ جو ایشیائے
ترکی میں ہو سکونت اختیار کی ۱۶۷۱ء میں
۷۲۱ھ میں وفات پائی مولانا روم آپ کے
بعد جاؤں ہوئے۔

بہار الدین نقشبندی (شیخ) مشہور ولی اور سلسلہ
نقشبندیہ کے بانی ہیں۔ حیات نامے کے مصنف
ہیں۔ یہ ایک اخلاقی نظم جو قبول خاص و عام جو
۱۶۷۱ء میں مطابق ۱۰۷۱ھ میں بمقام حرہ (ایران)
میں وفات پائی۔ ان کی دوسری تصنیف تصوف
میں دلیل العاشقین جو۔

بہار اللہ ملی نام میرزا حسین علی نقوی باب بانی مذہب
بانی کے شاگرد ان خاص میں تھے استاد نے
بہار اللہ کا لقب دیا تھا موضع فور واقع طہران کے
رہنے والے کیا بیادشاہوں کی نسل سے تھے۔
طہران میں سب سے پہلے باب کی تصدیق کرنے
والے ہی تھے۔ باب کے ایک خادم نے ایک
سازش میں شریک ہو کر جب بادشاہ ایران پر گولی
چلائی تھی اس وقت بابوں کا قتل عام ہوا تھا
جس میں قزوین مشہور بابیہ عورت بھی کام
لے لی اس وقت بہار اللہ بیل میں ڈالے گئے ان پر
بھی ریشہ کیا گیا تھا کہ بادشاہ کی جان لینے کی
سازش میں شریک تھے لیکن تحقیقات کے بعد
دو مشہور غلامانیت ہوا اور وہ بعد چلے آئے
جہاں بارہ برس تک قیام رہا۔ تین سال بیانیوں

ہائی کورٹ کے جج رہے دوران ملازمت میں
تین مرتبہ پھر ولایت گئے اور یورپ کے اکثر ممالک
کی سیر کی۔

بہاری لال (رائے) دیوان عہد شاہجہانی میں ترقی
کر کے دارالسلطنت لاہور کا دیوان مقرر ہوا۔

سلسلہ جلوس شاہجہانی میں صوبہ بلتان کی دیوانی
پر تبدیل ہوا۔ اس کے بعد خالصہ شاہی کا دیوان
نائب (دوم وزیر اعظم) مقرر ہوا۔ سلسلہ جلوس
میں کل صوبہ پنجاب کی دیوانی پر تبادلا ہوا۔ پھر
اُس کی ملازمت شاہزادہ داراشکوہ کی سرکار
میں منتقل ہو گئی اور شاہزادوں کی سرکار کا دیوان
کل مقرر ہوا۔ سلسلہ جلوس شاہجہانی میں پھر شاہی
ملازمت پر واپس ہو کر منصب برادری ذات
صد و پنجاہ سوار سے ممتاز ہوا۔

بہرام خاندان ساسانی کا چوتھا بادشاہ تھا اور بہرام
کا لڑکا تھا۔ شہر میں ایران کے تخت پر
بیٹھا۔ نرم دل اور فیاض شہزادہ تھا۔ رعایا اُس
سے بہت محبت کرتی تھی اس نے عہد کا سب
سے مشہور واقعہ مشہور ہو سوانی کا قتل ہی جو فرقہ
مانیاں کا بانی تھا (لاحظہ ہو مانی) بہرام نے مرث
۳۰ سال ۳ عیسوی سلطنت کی اس کے بعد وہ
مر گیا اور اُس کا لڑکا بہرام ثانی سلسلہ میں
تخت نشین ہوا۔

بہرام ایک عصف ہجرت نے ممبئی کے پامبیول کی
تاریخ الموسوم چھہ سہجانی ملاحظہ میں لگی۔
بہرام ثانی بہرام اول کا لڑکا تھا۔ سلسلہ میں تخت ایران
پر اٹھن ہوا۔ ۱۱ سال سلطنت کی اس کی وفات کے
بعد بہرام ثالث سلسلہ میں جانشین ہوا۔

بہرام ثالث اپنے باپ بہرام ثانی کی بجائے شہزادہ

نے ایک نہایت حسن کم سن لڑکی سے جو ہنوز بچہ
کو نہ پہنچی تھی شادی کی تھی جس کے حسن و جمال پر وہ
اس قدر فریفتہ ہوا کہ اُس نے فار و بار ریاست
چھوڑ دیا تھا صرف اپنی محبوبہ کا نظارہ کیا کرتا تھا
بہاری لال نے یہ حالت دیکھ کر ایک ہندی شعر
تصنیف کر کے ایک چوکری نے ذریعہ سے راجہ
کے کتبے کے نیچے رکھوا دیا اس شعر کا مطلب یہ
تھا اچھی جگہ بھول کھلا نہیں جب تو درخت کا
یہ حال ہو جب فتنہ گلشن ہو کر خوشبودے گا تو
خدا جانے کیا غضب ڈھائے گا۔ ایک اردو
شاعر نے کم و بیش اسی مضمون کو اس طرح ادا کیا

ہوسے
مشام بلبل میں عطر گل کی ہنوز بوجی نہیں گئی ہو
ابھی وہ نام خدا ہر غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہو
ہندی شاعر کی اس نصیحت آمیز شعر کا راجہ پر نہایت
اچھا اثر ہوا۔ ودریاست کا رو بار کرنے لگا اور
بہاری لال کی ایک دوامی پیش منور کردی اُس
کے مصنفہ دیوان ہندی موسومہ مرث سنی کے
صلے میں بندہ ہزار و پیرہ انعام دیا۔ اس کتاب
کا نام مرث سنی سارت سوا شعار کی مناسبت سے
رکھا گیا تھا۔

بہاری لال گیتا (آنزبل) آئی سی ایس۔ پیدائش
۳۰ اکتوبر ۱۸۷۲ء بنام کلکتہ پریسیدنسی کالج کلکتہ
میں ۱۸ سال تعلیم پانے کے بعد وفایت جاکر مشرق
میں اٹھین سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ کچھ
دنوں بعد کلکتہ پریسیدنسی کے محکمہ میں مقرر ہو کر سب
سے پہلے اسی محکمہ میں قاعدہ میں ترمیم کرائی
کہ ایسی حکام کو بھی یورپین کے مقدمات کی حالت
کا اختیار ہو جس کی لیڈ کوشل کے ممبر بھی ہو گئے اور

میں تخت ایران پر بیٹھا اور صرف ۳ ماہ حکومت کی
اس کے بعد اس کا بھائی نرسی جانشین ہوا۔

بہرام رابع خاندان ساسانیہ کا بارہواں بادشاہ ایران
تھا۔ ۳۳۵ء میں اپنے بھائی شاپور کا جانشین
ہوا اس نام کے دیگر شہزادگان سے وہ بوجہ خلعت
کرنا نشانہ کے ممتاز و بڑے خطاب اس کا اس وجہ سے
ہوا کہ اپنے بھائی کی زندگی میں یہ کراں کا حاکم
تھا بعض مورخ اس کے عہد کے مدت ۱۱ سال
اور بعض ۵ سال بیان کرتے ہیں۔ اپنی فوج کی
لغاوت فرو کرنے کی کوشش میں ایک تیر کے
گھنے سے مر گیا۔ اور یزدجرد اول اس کا جانشین
ہوا۔

بہرام خامس خاندان ساسانیہ کا چودھواں ایرانی
بادشاہ تھا تاریخ ایران میں بہرام گور کے نام سے
مشہور ہے یہ یزدجرد اول کا لڑکا تھا۔ اور اس کے
بعد ۳۳۵ء میں تخت نشین ہوا۔ لفظ گور سے چٹلی
گورخر مراد ہے اور اس بادشاہ کو گورخر کے ٹھکانے کا
بڑا شوق تھا۔ اور یہ ایک گورخری کے تعاقب
میں مرا۔ بہرام ہندوستان میں آیا تھا اور ہندوؤں
(۳۳۵ء ۳۳۵ء ۳۳۵ء) بادشاہ قسطنطین کا ہم عصرا
۱۰ سال ایران پر حکومت کی اور ۳۳۳ء میں وفات
پائی یزدخرشی اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

بہرام چوہمیں بہرخر ثالث بادشاہ ایران کا پہلے سالار
تھا اس نے بادشاہ کو تخت سے اتار دیا اور خود
۵۹ سالہ سلطنت تقریباً ۵۹۰ء میں کی (ملاحظہ ہو
بہرخر ثالث)

بہرام شہاہ ولد سلطان مسعود ثالث تخت غزنین پر اپنے
بھائی ارسلان شاہ کے بعد جو ۳۳۵ء میں
۳۳۵ء میں مارا گیا باورداہنے مجلس سلطنت

کے جانشین ہوا۔ بہرام شاہ نے ۵۳ سال تک
اچھی سلطنت کی۔ اس کے بعد ۳۳۵ء مطابق
۳۳۵ء میں سلطان علاء الدین حسن غوری
نے اس کو شکست دی اور یہ لاہور بھاگ آیا
اور اسی سال وفات پائی۔ اس کا لڑکا خسرو شاہ
حکومت لاہور کا جانشین ہوا۔ اس کے زلمے
کے شعراء شیخ سنائی اور ابوالمجد بن آدم الغزنوی
ہیں۔

بہرام شاہ معزالدین ولد سلطان رکن الدین فیروز
ملا سلطان رضیہ کے قتل کے بعد تخت دہلی پر
بتاریخ ۲۱ اپریل ۳۳۵ء ۲۰ بروز شنبہ
بیٹھایا گیا اور اس نے دو سال سے زیادہ
حکومت کی۔ وزیر مہتاب الدین کے ایما
سے ۵ مئی ۳۳۵ء کو مارا گیا۔ اور سلطان
شمس الدین التمش کا دوسرا لڑکا سلطان علاء الدین
مسعود تخت نشین کیا گیا۔

بہرام گور یزدجرد ساسانیوں میں یہ ہواں بادشاہ
تھا اس کی ظلم کی شدت سے عربوں نے اس کا لقب
ایم رکھ دیا۔ اولاد زندہ نہ رہی تھی۔ بہرام گور زندہ
رہا چار سال کا ہوا تو دربار کے مخیم ہروش اور
ہوشیار نے راجہ بنایا۔ ان کی بیٹھن کوئی تھی کہ
بہرام گور صاحب تخت و تاج ہوگا مگر مدائن میں
رجسٹرانسٹیں ہو عربیں پرورش ہو یزدجرد بننے
نعمان بن مند بن عمرو بن عدی کو جو جرہ کا فرماں روا
اور سلطنت حکم کا تخت تھا بلایا اور بہرام گور اس کے سپرد
کیا انھوں نے تین گنبدوں کا مکان اس کے بننے کے
لیئے بنوایا جس کا نام مسعودیہ تھا۔ عربوں نے اس
کو صدر بنایا۔ ایک مکان لکھا انکھانے کے لیے
بنایا اس کا نام خورون گاہ تھا جس کو عربوں نے

خونین کر لیا۔ اور اس کے بعد غور نگاہ ہوا۔
خونین قہر میں بیخست تھی کہ طلوع آفتاب کے
وقت سفید چاشت کے وقت سفر۔ دوپہر کو
سبز زروب آفتاب کے وقت زرد ہو جا نا
تھا۔ ہمارے مہندس ان قصوں کا سنار رومی
تھا۔ دس برس کی عمر میں عربی فارسی ترکی بان
میں ماہر ہو گیا۔ شہ ساری اور فنون ہندوستانی میں
طریق تھا۔ یزدجرد کے مرنے کے بعد رکان دولت
نے آروغیہ پانکان کے خاندان سے کشتی نامی
کو سلطان بنایا۔ مگر بہرام نے اس سے تخت
چھین لیا بہرام گور گور کے شکار کا بہت
شوق تھا اس لیے بہرام گور مشہور ہو گیا۔ اس
کا وزیر دسات رخش خاں چین سے ایسی سے
مل گیا تھا بہرام نے حکمت عملی سے ایسی کو
گرفتار کر کے مرو میں قتل کر دیا۔ دسات رخش
وزیر کو بھی مارا۔ اس نے مہرزئی کو وزیر
مقرر کر دیا۔

بہرام ہند خاں ولد مرزا بہرام بادشاہ امرا کا گھیر
میں سب سے زیادہ مہم تھا۔ روح انشا خاں
کی وفات کے بعد بادشاہ نے مشورۃ مطاب
مستطیر میں میر بخشی کے ہمراہ ہند متا کر لیا اور
وکن میں مارا۔ کتبہ شلیع مطاب ہر جا کی لٹانی
۱۳۱۱ھ کو وفات پائی۔ بہمنی وصیت کے
بوجہ بہادر گھر میں مدفون ہوا۔ ذوالفقار
نصرت جنگ اس عہد پر اس کا جانشین ہوا۔
بہلول واما خلیفہ ہاروں لاسٹید کے زمانے میں
تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو مسلمان
ولی یا مجذوب سمجھتے تھے۔ ان کا لقب الجبل
تھا۔ ظرافت طبیعت میں بہت تھی۔

بہلول لودی سلطان دہلی افتادوں
کے لودی خاندان سے تھا اس کا باپ ملک کا
ابراہیم خاں عرف ملک بہرام کا بیٹا تھا جو کہ سلطان
تھا۔ مستطیر مطاب ۳۵۵ھ میں جبکہ سلطان
علاء الدین خلعت محمد شاہ بدایوں کو چلا گیا تھا
اُس نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصے تک سلطان
کا نام خطبے میں جاری رہا۔ لیکن جب سلطان
نے اُس کو سلطنت دینے کا اس شرط پر
 وعدہ کیا کہ اُسے بدایوں میں اطمینان کے
ساتھ رہنے دیں سلطان بہلول نے علاء الدین
کا نام خطبے سے نکال دیا اور ارجوئی سے
مطاب ۵۰۰ھ رومی ۱۱۰۵ھ کو رسم تاج پوشی
ادا کی۔ بہلول نے قری حساب سے ۵۰۰ ہمالی
، سپینے ، دن حکومت کی۔ اور بتاریخ ۵۰۰ھ
۵۰۰ھ مطاب ۶۰۰ھ مر شعبان ۵۰۰ھ وفات
پائی نصر الدین محمود غزنوی شاہ دہلی کے متغیر کے
قریب دفن ہوا۔ اس کا لڑکا نظام خاں جلد
ہوا۔ اور سکندر شاہ کا خطاب اختیار کر لیا لودی
خاندان کے حسب ذیل بادشاہ دہلی میں ہوئے
بہلول لودی سکندر شاہ ۵۰۰ھ بہرام خلعت کند شاہ
یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ بادشاہ
نے اس کو شکست دے کر قتل کر دیا۔

بہمن ایران کا قہیم بادشاہ تھا اسکا بیٹا ہوا
کا دادا جس نے رستم کے خاندان کو قتل دیا
کیا آخر تک رات انہوں نے اُس کا خاتمہ
کیا۔
بہمن یار شیخ الرئیس بوعلی سیرا کا شاگرد علم منلق و
طہ میں چند کتب کا مصنف مشہور ہو۔
بہمن یار خاں شایستہ خاں کا لڑکا اور آصف خاں

کا پوتا بادشاہ عالمگیر کے دربار کا امیر تھا۔
 بہو بیگم نواب آصف الدولہ والی گھنٹو کی ماں کا نام ہو
 کیا ان بیگمات سے جو جن سے بدسلوکی کر کے کا
 الزام وارین میں لگنے پر لگا لیا گیا تھا اور جواب
 طلب کیا گیا تھا۔ بہو بیگم ۲۸ نومبر ۱۷۵۷ء کو
 فوت ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بیگم نہایت
 فیاض تھی ایک لاکھ آدمی اس کے دربار سے
 روزی حاصل کرتے تھے۔

بھاؤ (ملاحظہ ہو سد اشو بھاؤ)

بھاوا بھوئی قوم کا برہمن۔ سال پیدائش وفات
 دریافت نہ ہوا۔ آٹھویں صدی عیسوی کے
 اول نصف کو اس کا زمانہ کہنا چاہیے۔ دابھا
 (موجودہ برار) اس کا وطن تھا مگر زندگی کا
 کچھ حصہ راجا سودرن کی زیر سرپرستی قونج
 میں گزارا۔ تین درجے اس کی یادگار ہیں۔
 بھاوا بھوئی بعض خصوصیات میں نئی روش لکھتا
 ہو اس کی سب سے زیادہ مقبول کتاب لٹائی دھو

بھاؤ سنگھ جو مرزا راجہ بھی کہلاتا ہے راجہ جھگڑا
 کھو ارا راجہ (دج پور) کا دوسرا پسر تھا۔ وہ اپنے
 باپ کی وفات کے بعد ۱۷۵۷ء مطابق ۱۷۵۷ء
 میں فوت ہوا۔ سلطان جہانگیر نے اس کو
 پنج ہزاری کا منصب عطا کیا۔ شراب خواہی
 کی وجہ سے ۱۷۵۷ء مطابق ۱۷۵۷ء میں
 فوت ہوا اس کی دس بیویاں تھیں اس کے
 ساتھ تھی جو کر جان دی۔

بھنبو خاں بھنبو خاں (ملاحظہ ہو ضابطہ خاں)
 بھرتری ہر سنگرت زبان کا ایک مشہور شاعر ہے
 ۱۷۵۷ء میں فوت ہوا۔

بھسکر اچاریہ ہندوستان کا ایک نہایت مشہور
 نجومی تھا جو دکن کے ایک شہر بیدائی میں
 سمت سالباہن ۱۷۳۳ء مطابق ۱۷۳۳ء مطابق
 ۱۷۵۷ء میں پیدا ہوا تھا۔ وہ بہت سے
 رسالوں کا مصنف تھا۔ منجملہ ان کے لیاوتی
 دیہی گیتنا جبر مقابلہ ریاضی و ہندسہ میں ہیں۔ اور
 سرمدی علم نجوم میں ہے۔ یہ کتابیں ہندوستان
 کے ذخیرہ علوم میں مستند شمار ہوتی ہیں۔

لیلاوتی کا فارسی ترجمہ شہنشاہ اکبر کے حکم سے
 فیضی نے کیا تھا اور انگریزی میں ڈاکٹر ٹیلر نے
 ترجمہ کیا جو بمبئی سے شائع ہوا۔ بھسکر نے ستر سال
 سے زیادہ عمر پائی صرف اس کی ایک لڑکی
 لیلاوتی تھی جو جوانی میں کنواری مر گئی اسی کی
 یادگار قائم رکھنے کی غرض سے اس نے کتاب
 کا نام لیلاوتی رکھا۔

بھگوانداس راجہ (امیر الامرا) جس کو ابغسل نے
 بھگونت داس لکھا ہے راجہ سارال کھو ارا راجہ
 جو پور کا بیٹا تھا اس کی لڑکی کی شادی شہزادے
 مرزا سلیم کے ساتھ (جو کہ بعد کو جہانگیر کہلا یا ۱۷۵۷ء
 مطابق ۱۷۵۷ء میں ہوئی تھی جس کے بطن
 سے ایک دختر سلطان النشاہ بیگم اور ایک پسر
 سلطان خسرو پیدا ہوا تھا یہ اکبر کا نہایت فادار
 سردار ادبے تعصب تھے۔ اس نے لاہور
 میں ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جس میں اکثر آدمی
 نماز مسجد ادا کرتے ہیں۔

بھگوانداس (درائے) کا ستھن خاص بہتندی ولد
 دلپت داس ساکن کاپلی تنظیم و تربیت لکھنؤ میں
 ہوئی مولوی سید بصیر علی سارن پوری سے
 تحصیل علم کی، نواب آصف الدولہ کی سرکار میں

قلم سنگ کو تنگست دے کر ۹۲ سالہ میں جو دھو
کاراج پھین لیا اور ستر سالہ میں فوت ہوا اس کا
جانشین مان نگہ ہوا۔

بھیم سین کا بیٹھہ رگھو نند داس اس کے باپ کا نام
آٹھ سالہ جلوس شاہجہانی میں ۱۵۹۳ء برطان پور
دکن میں پیدا ہوا تھا اس کا ایک عزیز بھلند اس
عالمگیر کے دربار میں دیوان تھا اور دیانت رائے
کے خطاب سے ممتاز تھا بھیم سین نے بندیلہ کے
حاکم راؤ دلپت کی سرکاریں لوگاری کی راؤ دلپت
دکن کی لڑائیوں میں نہایت کار آمد سردار ثابت
ہوا تھا عالمگیر نے راؤ کے خطاب کے ساتھ تین لاکھ
فوج کا افسر بنا دیا بھیم سین کو گایسٹھ تھا لیکن قلعہ
نالدھرک کی قلعہ داری اس نے نہایت خوبی سے
کی یہ ۱۶۵۷ء میں لوگاری سے ستھنی ہو کر اپنے وطن
میں گوشہ نشین ہو گیا اور اب موقع آیا کہ تلوار کی
جائے قلم کا حق ادا کرے لیکن اس کے نام سے
عہد عالمگیر کی تاریخ لکھی جو اب تک موجود ہے۔

بھیمیا امیاں سلطان سکندر لودی کے دربار کا ایک
سردار تھا جس نے شہر دی میں منہ کی تعمیر کرائی
لیکن بعد کو بادشاہ نے اس کو اس وجہ سے قتل
کرا دیا کہ اس کے گرد لوگوں کا مجمع کثیر رہتا تھا۔
پوریا شاہ دکن کے مشہور فخر میں صاحب کشف الکرم
کے زمرے میں شہر ادنگ آباد میں شاہیہ خاں کی
مسجد کے پاس رہتے تھے ایک گنا آپ کا فریق
تھا جب وہ فوت ہوا اس کے جنازے کی
نماز پڑھی قبر بتا کر اس کو دفن کیا نابل شرع اس پر
محرم ہوئے آپ نے کہا کہ وہ گنا قبر میں نہیں
ہو اگر ہو تو نکال لو لیکن کسی کو قبر کھودنے کی جرأت
نہ ہوئی جو لوگ آپ کے خرقہ حادث سے واقف

سرکار میں مقرر عہد سپر ممتاز ہوئے پھر متھالہ
مہاراجہ نیکت رائے نائب دیوان شاہ اودھ
کے مصاحبوں میں داخل ہو گئے دو تدر کے ان
کی علمی زندگی کی یادگار یہ حدیقہ ہندی اور غیر ہندی
حدیقہ ہندی میں گزشتہ شعرا اور بغینہ ہندی
میں معاصرین کے حالات میں اس کی تالیف
کا نام ہے۔

بھیم سنگ رانا جو ایام غدر ۱۸۵۰ء میں
موجودہ رانا تھا ۱۴ فروری ۱۸۵۳ء کو فوت

بھیمراج (ماخطہ پورا جہ بھوج)

بھیمراج رانی مہاراجہ نیکت سنگھ کی آخر و میرہتی وہ
لاہور میں بتایا ۱۵ مارچ ۱۸۵۷ء لاہور فوت
ہوئی اس کے پسر بھتی کور بھوپ سنگھ نے بہت سا
مدد پایا اس کی وفات سے قبل اور بعد غریبوں
کو بطور خیرات تقسیم کیا اس کا کرایہ بری شان
وشوکت سے ہوا اس کی لاش مہاراجہ تونی
کے سوادھ کے قریب جلائی گئی اور اس کی راکھ
ہر دور کو لگائی گئی اس کے واسطے بھی گئی اس کو
سرمکار سے ۸۰ روپیہ دیا ہوا پیشین منی تھی اور
ساتھ ہزار روپیہ مالانے سے زیادہ کی اس کے
پاس جاگیر تھی۔

بھیمیا بانی راجہ جسونت راؤ ہکروانی اندور کی بیٹی تھی۔
اندور کی ندی پر پختہ پل اس کا بنوایا ہوا ہے۔
بھیمراجہ بکرات کا راجہ تھا جس کے عہد میں سلطان
موجودہ غازی خان نے ستر سالہ میں سومناٹھ کے شہر
منہ پر حملہ کیا۔

بھیم سنگ رانا اودھ پورہ میں ۱۸۵۰ء میں فوت ہوا۔
بھیم سنگ راجہ پورہ اس نے اپنے دادا کی وفات پر

فارسی کا مشہور شاعر تھا۔ اصحنان سے عہد ملا لکھنؤ
میں ہندوستان آیا کچھ دنوں دلی لاہور آکر
میں بسری کے عہد اللہ قطب شاہ کے عہد میں
گوگنڈہ (دکن) میں پہنچا۔ اس وقت یہاں جیسے
کی واپس لکھنؤ ہوئی تھی یہاں بھی اس دبا میں
مطابق ۱۰۳۰ھ میں فوت ہو گیا۔ صاحب شاہ
نے لکھنؤ میں بھی اس کی وفات اسی سن میں
لکھی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ گوگنڈہ میں نہیں بلکہ
اپنے وطن کو جاتے ہوئے کشتی میں آگ لگنے
کی وجہ سے دریا میں غرق ہو گیا۔

بی بی بانی محمدزاہ عادل شاہ دہلی کی بن تھی اس کی
ثانی بی بی شاہ سوسے ہوئی تھی جس کے بطن
سے شہزادہ فیروز شاہ علی شاہ کی وفات کے بعد
فیروز کو جو کہ اس وقت ایک شیرخوار بچہ تھا اس
کے ماموں محمد شاہ نے قتل کرنا چاہا اس نے
نسایت استقلال سے بچے کو اپنی گود میں چھپا لیا
اور اپنا جسم خیر کے سامنے کر دیا۔ لیکن اس کے
بچے رحم بھائی نے مسعود شہزادے کو گود سے
چھین کر انصیب مال کے سامنے اس کا سر
جسم سے اتار لیا یہ وقوعہ ۱۰۳۵ھ میں ہوا
بی بی دولت شاہ بیگم بادشاہ اکبر کی بیگم تھی جس
کے بطن سے شہزادہ سالار بیگ پیدا ہوئی جو شہزادہ
کے بعد تک زندہ رہی جہانگیر کے عہد میں
فوت ہوئی

بی بی زندہ ابدی جس کو اچھ کے لوگ عام طور سے
بی بی زندہ دی کہتے تھے یہ حلال کی نسل میں
تھی۔ وہ اچھ واقع ملتان میں دفن ہوئی
اس کا مقبرہ نہایت شاندار ہے اس عمارت پر
مختلف رنگوں کی کھارکی ہے اور بدخشاش کے

تھے وہ سمجھ گئے کہ کتا قبر میں موجود نہ لے گا تو فوت
کی مذمت ہوگی۔ **سلیمہ مطاہ** ۱۰۳۵ھ میں
وفات ہوئی اور نگ آباد دکن میں مزار موجود

بو اس بن شاہ ۱۰۳۵ھ میں شاہ بدر الدین حبیب اللہ قادری آپ
سید عبدالقادر پوت بنگالہ کی جو بنگالہ
بیدر (دکن) میں آکر سکونت پذیر ہوئے تھے
پوتے ہیں اور سلطان ابراہیم عادل شاہ کے
زمانے میں بیجاپور آگئے تھے بادشاہ کو آپ کے
خرق عادات کا نہایت عقائد تھا ۱۰۵۵ھ کے
قریب آپ کا انتقال ہوا قبر شہر بیجاپور میں
زارت گاہ خاص و عام ہے۔

بیان مخلص نام سید محمد تقی زیدانی مستطیعین
فرقانی کے شاگرد اور میرٹھ کے قابل شاعر تھے فن
نغمہ میں کامل مہارت تھی ۱۰۳۵ھ میں پیدا
ہوئے طولی ہند کے ایڈیٹر تھے اس کے علاوہ
جلوہ طور وغیرہ اخباروں میں مدت تک معاونین
نکلے انھوں نے سندس حالی کے جواب میں
ایک سندس لکھا تھا جو چھپ چکا ہے ایک اردو کا
دیوان بھی چھوڑا جو چھپا نہیں تاہم اکثر غزلیں
نہال زو عام ہیں سندس ۱۰۳۵ھ میں بمقام میرٹھ انتقال
کیا فارسی میں زیدانی مخلص تھا۔

بیان خواجہ حسن اللہ دہلوی کا مخلص مولانا خیر الدین
اور نگ آبادی کے مرید اور شاعری میں مرزا
جان جاناں کے شاگرد تھے دلی سے حیدر آباد
چلے آئے تھے وہیں ۱۰۳۵ھ میں صاحب ۱۰۳۵ھ میں
فوت ہوئے۔ آپ کے کلام میں شیرینی اور ظرافت
کی چاشنی ہوتی تھی۔

بیان آقا محمدی اصحنانی کا مخلص تھا ابو طالب بیگم کا لکھا تھا

بھیمبندوستان کا مشہور گویا ہی اس کے علاوہ ہلکے
گویا اور فنین بھی اس فن میں مشہور گذرے ہیں۔

نے خیر خان بہادر ذوالقدر غلام غوث الدہ آبادی
کا تخلص پر ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء میں خیال
میں پیدا ہوئے بنارس میں نشوونما پایا ۱۲۵۰ھ
میں لکھنؤ شمال و مغرب میں جس کو اب صوبہ
کہتے ہیں نائب میرمنشی مقرر ہوئے بعد میرمنشی
ہو گئے ۱۲۸۸ھ میں نیشن پالی صدر شہر کے
موقع پر خیر خواہی کے صلے میں سند و غلہ
لا فارسی زبان کی شاعری پر مثل اہل زبان کے
قادر تھے مرزا غالب کے معاصر تھے مرزا ان کی
بہت قدر کرتے تھے۔ خون نامہ جگر (رقعات نشوونما
نظم فارسی) اور فغان بے صبر (رقعات اردو)
آپ کی تصنیف سے چھپرہ آپ کی زندگی میں
شائع ہو گئے تھے مثلاً وہ میں انتقال کیا۔

نے خیر تخلص مرزا غلامتاشدین لطیف لکھنؤی ۱۲۵۰ء کے
قریب ہی میں فوت ہوا کہنا سفینہ شے خبر کا مصنف ہے
بیجو وسید و حمید الدین دہلوی کا تخلص ہے مرزا داغ دہلوی کے
شاگرد و شہید ہیں ان کی پیدائش ۱۲۵۰ء کے بعد کی ہے
تقریباً ۷۰ سال عمری ایک ناول نامہ ونگٹ اور
دیوان بیجو آپ کی تصنیف شائع ہو چکا ہے دہلوی
نے خود (دیوانی) مولوی عبدالحی خلیف مولوی غلام
صدیقی دیوانی ۱۲۵۰ء مطابق ۱۸۳۵ء میں
پیدا ہوئے۔ خوش پوش۔ رنگین مزاج زندہ دل
آدمی تھے پہلے مولانا حالی سے بعد کو داغ دہلوی سے
شاعری میں تلمذ حاصل کیا۔ ایک مبلوہ دیوان الحالی
یا گوکار چھوڑا۔ نومبر ۱۲۸۰ء میں انتقال ہوا۔

بیدار اصلی نام امام بخش انبالہ کا رہنے والا ایک
مصنف تھا۔ کتاب تاریخ سعادت اس کی تصنیف

مشہور کان کے لاجوردی پتھر اس میں لکھے
گئے ہیں۔ یہ بڑی عمارت تھمنا۔ دھنیٹ بلند ہے
اور اس کا محیط ۲۵ فیٹ ہے۔

نے بدل خاں ایران کا ایک شاعر تھا جو ابولباب
کلم کے نام سے مشہور ہے وہ سلطان جہانگیر
کے عہد میں ہندوستان آیا اور شاہجہاں
کے عہد میں شہرت پائی اور نے بدل خاں
کا خطاب عطا ہوا۔ تخت طاؤس اسی کے
انتظام میں تیار ہوا تھا۔

جسٹس اس کو ریسر گویاں داس راجہ شیوپور اس نے
ایک بار اصفی بہت گنج کے قریب دریائے جمنہ
کے کنارے اپنا مکان اور بلع تعمیر کرایا تھا۔
تھبہ شالی گمن میں وہ سہ ہزاری منصب پر
متنازع کیا گیا اور قلعہ اگرہ کا قلعہ دار مقرر کیا گیا
اور بیخ ہزاری کے منصب پر فائز ہوا۔ ۱۲۶۲ء
میں وطن چلا گیا اور وہاں فوت ہوا۔

بیجا بانی مہاراجہ دولت رادسیندھیا راجہ گوالیار کی
رائی تھی اپنے شوہر کی وفات کے بعد جو لادہ
فوت ہوا تھا اس نے بتاریخ ۱۸۰۰ء میں ۱۲۵۰ء
جھنکوراؤ سیندھیا کو اس کا جانشین منتخب کیا
جھنکوراؤ نے اس کو ۱۲۵۰ء میں نکال دیا اور
وہ جہانپور کو پہنچی گئی جہاں اس کی بڑی یاست تھی
وہ گوالیار میں ۱۲۵۰ء میں فوت ہوئی

بیجان۔ لالہ بخش داس اورنگ آبادی کا تخلص ہے
نواب صلابت جنگ بہادر دلی وکن کے دارالاشا
میں لازم تھا فن خوشنویسی میں کمال رکھنے کے
سبب جو اہل قلم مشہور تھا۔ شاعری میں شاہ سراج
اورنگ آبادی سے اصلاح لیتا تھا تاریخ وفات
معلوم نہ ہوئی۔

سے جو جس میں نوابان اودھ کے حالات صحیح الاول
کے عہد سے سادت علی خاں کے زمانے تک
لکھے گئے ہیں یہ کتاب نواب سادت علی خاں
کے عہد میں ۱۱۸۳ھ میں تصنیف ہوئی اور
انہیں کے نام سے موسوم کی گئی۔ اس نے نواب
سادت علی خاں کے نام سے گلشن سادت یک
منوئی بھی لکھی۔ نواب نصیر الدین حیدر کے زمانے
تک زندہ تھا۔

بیدار تخت سنگھ ہندو کا تخلص ہے۔ ۱۱۵۲ھ
مطابق ۱۷۳۸ء میں حیات تھا۔

بیدار تخت بن احمد شاہ بادشاہ دہلی غلام شاہ
مطابق ۱۱۷۲ھ بقیدہ ۱۱۷۲ھ کو تخت دہلی پر چھا
جکہ غلام قادر نے شاہ عالم کو قید کر لیا تھا۔ وہ
کے دہلی کی طرف پہنچے۔ تک بیدار تخت حکومت
کرتا رہا۔ ۱۲۰۰ھ کو تخت سے گھبرا گیا لیکن بعد کو
گرفا کر لیا گیا اور شاہ عالم کے حکم سے قتل ہوا۔

بیدار تخت بہادر سلطان بہادر شاہ اور بیدار تخت
کے باپ سے ایک لڑائی ہوئی۔ چونکہ ۱۱۷۲ھ مطابق
۱۱۷۲ھ میں واقع ہوئی اسی جنگ میں بیدار تخت
مارا گیا۔

بیدل تخلص مرزا عبدالقادر نام۔ اس کا پہلی
وطن توران تھا۔ فارسیں پڑھا ہوا۔ نہایت صفت
میں بہت جہاں ہندوستان آیا اس کی تعلیم تربیت
ہندوستان میں ہوئی اس میں بیدل کا شمار
اہل زبان شعرا میں نہیں ہے۔ چنانچہ غالب نے لکھا ہے
کہ اگرچہ بیدل اہل زبان ہے لیکن اس کی تعلیم و تربیت
شاہزادہ محمد اعظم پسر اورنگ زیب کی سرکار میں
تازم ہوا۔ شاہزادہ نے اپنی مرع میں قصیدہ کی
فرمائش کی بیدل غما جو کردہ لی آیا اہل تصنیف ہر اس

سے ہی زبان فارسی کا کینا باہر اور نہایت کمال
شاعر مستغنی المزان اور قانع شخص تھا غالب نے اس کا
اتباع زیادہ تر تہ نظر رکھا ہے۔ تصنیفات میں
چہار عنصر بیدل۔ نجات بیدل۔ رقات بیدل
اور ایک دیوان فارسی غزلیات کا چھوڑا ہے۔
۱۱۳۳ھ میں بنگام دہلی فوت ہوا اس کا کلام
نصرت سے مالا مال ہے۔

بیدو خاں طراغانی کا لٹکا اور ہلاکو خاں کا پوتا
تھا۔ جنوری ۱۲۰۹ء مطابق ۱۷۹۳ھ میں
تخت نشین ہوا اور ایران میں صرف مابطلت
کی اس کے بھتیجے غازی خاں ولد ارغون خاں
نے اس کو معزول کر کے مار ڈالا۔ غازی خاں
کو اپنی مخالفت کے واسطے چوڑا اپنے چچا پر حملہ
کرنا پڑا۔ واقعہ اکتوبر ۱۲۰۹ھ میں ہوا۔ انگریزی
تواریخ میں اس کو باتو لکھا ہے۔ ۱۲۱۲ھ میں اس
نے پانچ لاکھ فوج کی قیادت سے مشرقی روس
کو فتح کر کے ریازن و اسکوف وغیرہ کو غارت کیا
تھا۔

بیرنگی ایک بندہ سردار تھا جس سے سلطان سلیم
اکبر کے بڑے بیٹے نے اکبر کے وزیر ابو الفضل کو
قتل کرنے کے واسطے سازش کی تھی اکبر نے
سہرا دیے مگر غرض سے اس سخت تباہی کی لیکن
وہ بھاگ گیا سلیم نے تخت نشین ہو کر اس کو
انعام دیا۔

بیرم خاں سلطان خانان مغلیہ دربار کا نہایت
امتا ز سردار۔ ترکمان تھا اور اس کے آباؤ
اجداد نے خاندان تیموری کی خدمت میں رہا تھا
کی بیرم خاں ہمایوں بادشاہ کے ساتھ مغلستان
سے ایران کو گیا اکبر کی تخت نشین کے وقت تھا۔

کا خطاب ملا چشیت وزیر علم کے کل اختیارات
ملی و فوجی اس کے ہاتھ میں تھے۔ عہدہ
مطابق عہدہ میں جب اکبر نے علی گڑھ
اپنے ہاتھ میں لی پیرم خاں کو وزارت سے محروم
کر دیا۔ پیرم خاں نے پہلے بناوٹ کی لیکن کام
رہا۔ اور شاہی تہذیب کی خوشگامی پر مجبور ہوا
بادشاہ نے علاوہ مہمانی کے اس کو پاس ہزار
روپیہ سالانہ کی پیشین گواری کے واسطے دی اس
کے بعد پیرم خاں نے بادشاہ سے حج بیت اللہ
کی اجازت چاہی اور قازان کے ارادہ سے بکرات
کو گیا۔ لیکن ایک شخص بابرک خاں لوہانی نے
جس کے باپ کو شہنشاہ ہمایوں کے زمانے میں
پیرم خاں نے اپنے ہاتھ سے لڑائی میں مارا تھا
قتل کر دیا یہ واقعہ بورجہ تاریخ ۱۳۱۳ سنہ ۱۵۹۷
مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۹۷۷ھ ہوا۔ اولاد
حسام کے قبر کے قریب بکرات میں دفن ہوا بعد
اس کی لعش شہد کو بھی لئی اس کی قبر وہیں ہے
صاحب دیوان ہے۔

بیضی و قاضی نام ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ ابن عمر
لقب بیضی و قاضی۔ وطن بیضا واقع شیراز کے مدت
درانک قاضی رہے اور مقام تبریز ۱۰۲۷
مطابق ۱۰۲۷ھ یا بقول دیگر ۱۰۲۷ھ مطابق
سابقہ میں وفات پائی یہ شوق تفسیر موسوم بہ
تفسیر بیضی و قاضی کے مصنف ہیں اس تفسیر کو
نور التقلید اور اسرار التاویل بھی کہتے ہیں
بعض لوگ کہتے ہیں کہ نظامت التواریخ کے
بھی یہی مصنف ہیں لیکن بعض لوگ پیر بیضی و
کو اس کا مصنف بناتے ہیں۔

بیکسی مولینا شیراز کا ایک شاعر غزلی کا ہنر تھا جو

۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۰ھ میں فوت ہوا۔
بیکسی سلطان ایک ذی رتبہ عورت تھی جس کی قبر
آج تک اعنہ الدولہ کے مقبرے کے چھانک
براگرے میں موجود ہے اس کتبہ سے جو اس کی
قبر پر ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ہمایوں کے
عہد میں ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۵۹۷ھ میں فوت ہوئی
تھی وہ شیخ کمال کی دختر تھی۔

نظیر سید محمد نے نظیر شاہ واری ۱۰۲۷ھ
۱۰۲۷ھ میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی میں فاضل
میں انگریزی بھی جانتے ہیں۔ اول وطن کٹر مانگیر
ضلع الہ آباد ہمدت سے حیدر آباد میں قیام جو
شعربہ خاصی ہمدت ہو غزل میں وحید الہ آبادی
سے اور مثنوی و قصائد میں امیر مینائی سے تلمذ
ایک مثنوی الکلام ۱۰۲۷ھ میں مبلغ نو کشور میں
طب ہو چکی ہے۔

بینی مراد بن ایک ہندو تھا لیکن مولوی سید احمد بن
راے بریلی کا بہت متفقہ تھا اس نے ایک قسم کا
تذکرہ موسوم بہ تذکرہ جنال لکھا ہے (جو ۱۰۲۷ھ
میں شائع ہوا) اور بہت سی دوسری کتابیں نشر
اور نظم میں لکھی ہیں۔

بیہقی (احمد بن حسین ابوبکر بیہقی) آپ شہور محدث اور
شافعی مذہب کے فقیہ غزنی کے دارالعلوم میں معزز
عہد پر ممتاز تھے آپ نے حدیث شریف کی کئی
لیئے کے لئے بہت کچھ تحریر کیا۔ آپ ایک نامکمال
اور قانع بزرگ تھے پیدا ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۵۹۷ھ
ہوئی یہیں دفن ہوئے البسوط لیسن لکھنؤ و صغیر
دلائل النبوة لیسن والا تار شیب الایمان مناقب الثانی
المطبی مناقب احمد بن فضل آپ کی مشہور تصانیف ہیں مشہور
مطابق ۱۰۲۷ھ میں وفات پائی۔

رولف پ

پالاس۔ بجائے اپنے باپ فیروز اول کے سلسلہ میں تخت فارس پر جانشین ہوا۔ چار سال حکومت کی بعد اُس کا بھائی قباد تخت پر بیٹھا۔

پتھورا۔ دلاخطہ جو برقی راج چوان راجہ

پدماوتی۔ لکنا کے راجہ کی بیٹی تھی جس کو چتور کار راجہ رتن سنگھ جین نے لیا تھا۔ اور راجہ مذکور سے اسکا

سلطان ملار الدین نے سلسلہء مطابق سن ۷۱۱ میں فتح چتور کے وقت لیا۔ حسین غزنوی نے اسانی

کا قصہ فارسی نظم میں لکھا، اور لکاک محمد جاسی بھاشا نظم میں بھی ترجمہ لکھا۔ دوسرا ترجمہ فارسی

نثر میں رائے گووند لکھی نے سلسلہء مطابق سن ۷۱۱ میں لکھا تھا جس کا تاریخی نام تختہ القلوب ہو سکتا ہے

مطابق سلسلہ میں دو شاعروں نے لی کر اس کو اردو میں نظم کیا۔ پہلا حصہ میرضیاء الدین عبرت کا

اور دوسرا حصہ غلام علی عشرت کا لکھا ہوا ہے

پیران سکھ۔ ایک کا بیٹہ تھا ایک انشا اس کی تصنیف ہے جس کا نام انشاے راحت جان ہے۔ یہ کتاب بعد

عمر شاہ سلسلہء مطابق سلسلہء تکمیل کو پہنچی تھی پر بھونراٹن سنگھ بہاؤر (سرمہار راجہ ہراتی) نے

موجودہ والی بنارس پیدا فاش سلسلہء مطابق سلسلہ میں مندرجین ہوئے۔ جی۔ سی۔ آئی کا

خطاب ہے۔ یہ ریاست راجہ ہمنت زراٹن کے زمانے میں سلسلہ کے عہد نامے کے ذریعے سے براہ راست

گورنمنٹ انگریزی کے انتظام میں آگئی تھی۔ صرف چند دیہات بطور ملکہ خاندانی (فیملی ڈومینس)

راجہ کے انتظام میں باقی رہ گئے تھے۔ مال کے

اختیارات اس علاقے میں راجہ کو نوچاڑ کے کلکٹر کو حاصل رہتے تھے۔ لیکن ہمارا حال کے زمانے

میں یکم اپریل ۱۸۵۷ کو یہ نفاذ بطور رسمی ریاست کے قرار دیا گیا۔ اور ہمارا راجہ کو وہ تمام اختیارات

جو دوسرے والیان ملک کو حاصل ہیں چپ۔ شرائط کے ساتھ دیدیے گئے

پرتاب سنگھ۔ راجہ ان سنگھ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ یہ اپنے باپ کے سامنے مر گیا۔ اور ایک

بیٹا ہا سنگھ چوڑا مرزا راجہ جو سنگھ کا باپ تھا۔

پرتاب سنگھ۔ جھپور کے راجہ کا نام ہے۔ یہ اپنے باپ مادھو سنگھ کی جائیداد میں تخت پر

بیٹھا اور بچے سنگھ راٹھور کی سازش میں شریک ہوا جو سلسلہ میں ہوئی۔ اور سلسلہ میں مر گیا

اُس کا بیٹا جگت سنگھ جانشین ہوا۔

پرتاب سنگھ۔ کرنل سرتاب سنگھ کے۔ سی۔ بی سلسلہ میں جو دھپور میں پیدا ہوئے۔ ۲۳ سال کی

عمر میں وزیر ریاست جو دھپور ہوئے۔ رفاہ عام کے اکثر کام کیے۔ شجاعت میں تقدیر راجہ پتوں کی

زندہ مثال ہیں۔ سلسلہ میں منجانب گورنمنٹ برٹش سیر کے ہمراہ کابل گئے۔ سلسلہ میں لفٹنٹ

کرنل کا اعزازی عہدہ عطا ہوا۔ سلسلہ میں راجہ ایدر کے انتقال پر گورنمنٹ نے ان کو وارث جانے

قرار دیا۔ اور والی ایدر بنا دیا۔

پرتاب سنگھ۔ اودے پور کا رانا۔ رانا اودے سنگھ کا بیٹا اور رانا سنگھ کا پوتا تھا۔ مغلوں کے مقابلے

میں مائل کی ہی۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی
ہی کہ پنجاب کی عدالتوں میں اردو کی جگہ پنجابی
راج ہو جائے۔

پر تھی راج چوہان۔ جمیر اور دہلی کا راجہ تھا جس کو
شہاب الدین غوری نے سلاطین میں قید کر لیا
اور غزنی بھیج دیا۔ جہاں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کو
پتھور بھی کہتے ہیں۔

پر تھی راج رائے۔ شاہجہانی عہد کا منصف دار
تھا۔ خان جہاں لودی سے اسی نے مقابلہ کیا
کلہ یہ کلہ لڑائی ہو کر دونوں زخمی
ہوئے بادشاہ نے اس کو منصب دوہزار پائی
ممتاز کیا۔ دکن کی حمیر پر ایام محاصرہ قلعہ دولت
میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ بلخ اور کابل
اور بدخشان کی حمیر میں بھی کام کیا۔ سلاطین
مطابق سلاطین میں فوت ہوا اس کے مرنے پر
اس کے بیٹے کیسری سنگھ اور بھائی رام سنگھ کو
مناصب عطا ہوئے۔

پر تھی سنگھ (لاحظہ ہو مادہ سنگھ کچھواہ)

پرول۔ مالگیر کے زمانے میں شاعر تھا جس کا حال
مذکرہ مرآۃ الخیال میں درج ہے۔

پرساجی۔ پرساران بھوسلا کے نام سے مشہور ہے
رگھو جی بھوسلا کا بیٹا تھا۔ پانچ سلاطین میں اپنے
باپ کی جگہ برار کا مالک ہوا۔ چونکہ یہ قوت تھا
مودہ حاجی الخاٹب بہ آپا صاحب نے بھانسی
دی۔ انگریزوں نے آپا صاحب کو اس کا
جانشین بنا دیا۔

پرمہن بانو بیگم۔ قندھاری بیگم کے بطن سے شاہجہاں
کی لڑکی تھی۔ سلاطین مطابق سلاطین میں وفات
پائی۔

میں اس نے جو کارہائے نمایاں کیے ان کے واسطے
وہ مشہور ہے۔ سلاطین میں حکومت کی اور اکبر کے
مرنے سے پہلے اپنی کھوئی ہوئی ریاست کا زیادہ
حصہ واپس لے لیا۔ اس نے پایہ تخت اودے پور
کی بنا ڈالی۔

پرتاب سنگھ نارائین۔ ستارے کا راجہ راجہ
ساجو کا بیٹا اور رگھو جی بھوسلا کا پوتا تھا۔ اس کو
پیشوا راجے رائے نے قید کر لیا تھا۔ آپا صاحب کی
معزولی کے بعد وہ قید سے رہا ہوا اس کو انگریزوں
۱۱ اپریل ۱۸۵۷ء میں تخت پر بٹھایا اور ایک عہدہ
مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۵۷ء کے ذریعے سے ضلع پونا کا
وہ حصہ جو پہلے اس کی حکومت میں شامل تھا اس کو
دیا گیا۔ مگر سلاطین میں خلافت و زری عہد نامے
کی بنا پر معزول کر دیا گیا اس کا بھائی آپا صاحب بوجہ
اس کے لاوڈ ہونے کے جانشین ہوا۔ اور ۵
اپریل ۱۸۵۷ء کو لاوڈ فوت ہوا۔ پرتاب سنگھ
معزول راجہ نظر بندی کی حالت میں سلاطین میں
مقام بنارس فوت ہوا۔

پرتول چندر چیمڑجی۔ (دراستہ قوم برہمن۔ وطن گلندہ
قیام حال لاہور۔ پیدائش سلاطین ایم۔ اسے
بی۔ ایل۔ ایل ڈی۔ سلاطین میں پنجاب چیف کورٹ
کی جج پرستین ہوئے۔ سلاطین میں وکالت سے
ریٹائر ہوئے۔ یونیورسٹی کے فیلو اور شعبہ قانون کے
سکریٹری بھی رہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس
چانسلر بھی رہے۔ اس یونیورسٹی کو نئے ضابطے
کے اندر لانے کی خدمات میں رائے بہادر کا
خطاب حاصل کیا۔ فی الحال کوٹوریہ ڈاکٹر جوبلی
ڈیکنیکل انسٹیٹیوٹ کے پریسیڈنٹ ہیں۔

سری پرتول نے زیادہ نام آوری اردو کی مخالفت

پروانہ - فارسی شاعر کنوجونست سنگھ کا تخلص ہے جو راجہ بینی بہادر کا بیٹا تھا۔

پرویز سلطان - شاہ جہانگیر کا دوسرا بیٹا تھا۔ اس کی ماں صاحبہ جمال خواجہ حسن کی بیٹی تھی۔ جو زین خاں کو کا کا بیچا تھا۔ کابل میں ۹۵۷ھ مطابق ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوا اور بہان پور میں ۱۰۲۳ سال ۱۶۱۲ء کو بمطابق ۱۶۱۲ء میں فوت ہوا اس نے اگر کے قریب موضع سلطان پور میں چار سو چاس لکھ اراضی میں شاندار عمارات تعمیر کی تھیں جو اب لکھنؤ نظر آتے ہیں۔

پیشنگ - توران کا بادشاہ اور سیاب کا باپ تھا۔ پیچھی - نجم الدین مولد بگرام تھا۔ ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۷ء میں حیدر آباد گئے۔ درمنگل و ستفی المزاج تھے یہاں علامہ حسینی علم ہیں ان کا قلم کیا ہوا پیچھی کا براق نیش مشہور ہے۔ ایک دیوان اردو اپنی یادگار چھوڑ کر سنہ ۸۰۰ھ میں انتقال کیا۔

پندرہ رازی - یہ ری کا ایک شاعر تھا جس کا نام کمال الدین تھا اور سلطان محمد الدولین فرخ الدولہ کے دربار میں ۸۰۰ھ میں گزرا ہے۔ عربی۔ فارسی اور دہلی زبانوں میں شعر کہتا تھا۔

پور بھاجا جامی - قصیدہ جام واقع ہرات کا بے بیہ و لا فارسی شاعر، ہام تہریزی کا ہم عصر تھا۔ ارغون بادشاہ خداس کے وقت میں گزرا ہے۔

پور حسن اسفہانی - ان کا شمار ادیبان ہیں۔ اسفہان کے رہنے والے تھے۔ شیخ جمال الدین فاکر کے مرید تھے۔ شیخ رضی الدین علی لالہ کے ہم عصر شاعر بھی تھے تبرکی و فارسی غزلیات کا دیوان یادگار ہے۔ فارسی غزلیات میں پور حسن تخلص ہے اور ترکی کام میں حسن اعلیٰ

پہاڑ سنگھ بندیلہ - راجہ نرسنگھ دو بندیلہ کا بیٹا تھا۔ شاہ جہاں کے عہد میں منصب سہ ہزاری پر ممتاز تھا۔ راجہ کا خطاب تھا۔ برہان پور کا ناظم رہا شہزادہ مراد بخش اور اونگ زیب کے ساتھ ہم ملخ و بدخشاں میں شریک رہا۔ منصب چار ہزاری پر ترقی پا کر چوالیسویں حکومت پر متین ہوا۔ ۱۰۲۷ھ میں فوت ہوا بقول صاحب آثار الامرا اونگ آباد (دکن) کی شہر نہا کے باہر کچھ اور تارکے کوٹنے پر اس راجہ کا آباد کیا ہوا یہ وہ اب تک موجود ہے پھول سیخ - دلی۔ محمد غوث گوالیاری کے بھائی ہیں ان کو پھول شاہ بھی کہتے ہیں۔ ان کا مقبرہ بیانہ کے قلعے کے پاس ایک پہاڑی پر ہے۔

پیاری بانو - شاہزادہ شجاع کی جوشا جہاں کا لڑکا تھا دوسری بی بی تھی۔ اس سے تین لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے وہ نہایت بذلہ سیخ اور بہت خوب صورت تھی۔ بنگال میں اس کی تربیت کے گیت آج تک مشہور ہیں اور اس کے جسم کی موزونیت ضرب ایش ہے۔ اور کان سے جب اس کے شوہر شجاع کے مرنے کی خبر آئی تو پتھر سے مرکزہ اگر اس نے جان دیدی اور اس کی دو لڑکیاں بھی زہر کھا کر مر گئیں۔

پیام - میر شرف الدین کا تخلص ہے اگر وہ ۸۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں فوت ہوا۔ فارسی کا شاعر تھا پیر علی چوری سیخ - چور کا جو غزلیں میں ایک گانوں پر کہنے والا اور کشت الطیب کا مصنف ہے ۸۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء میں انتقال کیا۔

لاہور میں ۸۰۰ھ میں پیر محمد جہانگیر - جہانگیر مرزا کا سب سے بڑا بیٹا اور امیر تیمور کا پوتا تھا۔ وہ ۸۰۰ھ مطابق ۱۶۰۰ء

میں ہندوستان بھاگ گیا اور امیر تیمور کے محلے کے بعد اُس نے لٹان پر قبضہ کر لیا۔ اُس کے دادا نے اپنا جانشین بنانے کے لیے اس کے حق میں وصیت کی تھی۔ لیکن امیر تیمور کی وفات کے وقت وہ قندھار میں تھا۔ اس لیے صرفت میں اُس کا بھائی خلیل سلطان تخت پر بیٹھ گیا جس پر دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ لیکن سہ داران سلطنت اور فوج نے خلیل کا ساتھ دیا۔ اسوجہ سے پیر محمد کو کامیابی نہ ہو سکی اور امیر تیمور کی وفات کو کچھ پہلے ہی نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ اپنے ہی وزیر کی سازش سے شہداء مطابق شہید ہو گئے۔

پیر محمد ملہ - شہدائی شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پنج ہزاری تھا باز ہا درالوہ کے بادشاہ کے نقاب میں شہداء بیسوی مطابق شہداء میں دریائے زہد میں ڈوب گیا۔

پیر سلاجی - مرہٹوں کا سردار تھا۔ اور درحقیقت موجودہ ریاست بڑودہ کا بانی تھا۔ محمد شاہ شہنشاہ دہلی کے وقت میں اس نے فوج سورت میں چٹھ وصول کرنے کے لیے کچھ دنوں تک لوٹ مار کی۔ پھر مستملی خاں کو شکست ہوئی۔ سراجی پہلا مرہٹوں کا حمایتی شہداء میں گجرات پر ہوا تھا اس محلے میں اور اس کے بعد کے محلے میں سلاجی لگیو ا نے بڑی ناموری حاصل کی شہداء میں پیر سلاجی نے گجرات سے

باقاعدہ چٹھ وصول کرنا شروع کی۔ داجی اُس کے لڑکے نے سہ شہداء میں بڑودہ پر قبضہ کیا لیکن حکومت منلیہ اُس وقت تک گجرات میں قائم رہی۔ جب تک کہ سہ شہداء میں احمد آباد پر مرہٹوں کا قبضہ نہ ہو گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مرہٹوں کے دو فریقوں لگیو اور پیشواؤں نے ملک کا حصہ بانٹ کر لیا تھا۔ داجی سہ شہداء میں مر گیا اور سیاجی راؤ اول - فتح سنگھ راؤ داجی راؤ اور گوہند راؤ اُس کے لڑکے تھے جنہوں نے باری باری سے علی الترتیب تھوڑے تھوڑے دنوں حکومت کی سب سے آخر میں گوہند راؤ کو حکومت ملی جو شہداء میں مر گیا۔ آئندہ راؤ اس کا جانشین ہوا۔ اس کے زمانے میں نہایت بدعالی رہی۔ بالآخر گورنمنٹ انگریزی کو دخل دینا پڑا اور آئندہ راؤ کو راجہ تسلیم کر کے شہداء میں ریاست بڑودہ اوگلا گورنمنٹ کے ہاں اسم ایک عہد نامہ ہوا اور بنیاد دیگر امور کے طے ہو کر ریاست کے امور خارجہ انگریزی گورنمنٹ سے متعلق ہوں گے۔ اور پیشوا لگیو اور کے معاملات بھی گورنمنٹ انگریزی طے کر گئے۔ باجے راؤ پیشوا اینڈ ایووں اور ہلر کی لڑائیوں میں ریاست بڑودہ انگریزوں سے متحد رہی۔ شہداء سے سلطہ شہاء تک جبکہ سیاجی راؤ حکمران تھا۔ ان دونوں گورنمنٹوں میں اختلافات

رو نما رہے۔ جن کو سر جیس کا رنگ گور ز
 بہی نے سسٹم میں طے کر دیا۔ سسٹم
 میں گنپت راؤ راجہ ہوا اُس کے عہد
 میں ریاست کا تعلق بھائے کوکل گورنمنٹ
 بہی کے سپریم گورنمنٹ سے ہو گیا۔
 گنپت راؤ کے بعد سسٹم میں کھانڈے
 راؤ تخت نشین ہوا۔ اُس کے زمانے میں
 بہت سی اصلاحات ہوئیں غدر سسٹم

ہیں اس راجہ نے انگریزوں کا ساتھ دیا
 اُس کے بعد سسٹم میں اُس کا بھائی لکھ راؤ
 راجہ ہوا۔ لکھ راؤ کو سسٹم میں بدتمیزی کے
 الزام میں معزول کر دیا گیا۔ اُس کی جگہ موجود
 روشن داغ حکمران سیاجی راؤ سوم
 کی تیرہ برس کی عمر میں تخت نشین
 ہوئی۔

(ملاحظہ ہو سیاجی راؤ)

روایت

شاہاں - میر عبدالحی رضوی دہلی میں پیدا ہوئے۔

اس قدر خشین تھے کہ یوسف ثانی مشہور ہو گئے

تھے جو شاہ عالم بادشاہ شہرت سن کر دیکھنے

کے مشتاق ہو گئے تھے۔ جن ظاہری کے ساتھ

طبیعت بھی نہایت صاف ستھری پائی تھی۔

امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر دل غریزی میں

آپ ہی اپنی نظر تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں

کے مرید تھے۔ فن سخن میں شاہ عالم سے تلمذ تھا۔

لیکن بقول شیعتہ مرزا رفیع سودا سے اصلاح

سخن پہنتے تھے۔ لباس اکثر سیاہ رنگ کا پہنتے

تھے جو ان کی دلکش صورت اور جامہ زیب

بدن پر زیب دیتا تھا۔ شاہ عالم تک زندہ تھے

عین عالم شباب میں بمقام دہلی انتقال کیا۔

صاحب دیوان تھے۔

شاہاں - مرزا تنجیع الدین خاں خلف نواب

شہاب الدین احمد خاں نائب رئیس لوہارو

شاہی میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ علوم

مشرقی میں معقول دستگاہی۔ فن سخن میں فصیح الملک

دراغ دہلوی سے تلمذ کی۔ دو دیوان مرتب ہیں

شہانہ روزیہ شہانہ۔ زبان درست

ہندش جہت خیال پاکیزہ طبیعت فطرت شاعرانہ

پائی۔ کم و بیش اکثر اصناف سخن میں دخل کی

دہلی کی موجودہ دنیا کے شاعری میں بہت غنی ہیں

شاہاں رخاں - غیاث الدین خلعتی کا تبتی - سلطان

محمد شاہ خلعتی کا وزیر جس نے قرآن شریف کی

تفسیر لکھی اور اس کا نام تفسیر تار تار خانی رکھا

اس کی دوسری کتاب فقہ میں فتاویٰ تارخانی

ہی۔ سلطان فیروز شاہ بارک کے زمانے

میں انتقال کیا۔

شاہاں رخاں - خراسان کا رہنے والا تھا۔ عہد اکبر شاہ

میں ایک ہزاری منصب دار تھا دہلی کا حاکم تھا

اور وہیں شہداء مطابق شہداء میں مر گیا۔

شاہاں - مرزا محسن کا تخلص ہے جو صاحب دیوان تھا۔

اس کا زمانہ شہداء مطابق شہداء کا تھا۔

تاج آرا بیگم - واجد علی شاہ اودھ کی والدہ

تھی جو اودھ کے مرکز کا رمی مقبوضات کے الحاق

کے بعد انگلستان گئی اور فرانس میں شہداء

میں مر گئی (ملاحظہ ہو جو ادلی)

تاج الدین ابو الفضل بن طاہر - حاکم سیستان

طاہر کا لڑکا۔ یہ ملک سلطان سمرقند کے

مطلق شہداء میں دیا تھا۔ چنگیز خاں کے

حکومت کے اس کے جانشینوں کی فرست جو

سیستان پر حکمران رہے حسب قبیلہ۔

تاج الدین ابو جعفر -

نعمت الدین محمد بن تاج الدین - اس کو بھائی قتل کیا

تاج الدین ہرب بن عز الملک اس نے ۶۰ سال

حکومت کی۔

ہرم شاہ - تاج الدین - اس کے زمانے میں

ابو نصر فارابی مصنف نصاب اہمیاں گزرا۔

نصرت الدین بن برہم دیہ اپنے بھائی رکن الدین

کے مقابلے میں قتل ہوا۔

رکن الدین بن برہم دو چنگیز خاں کے حملے کے

وقت قتل ہوا۔

شہاب الدین بن تاج الدین لڑائی میں ہلاک ہوا،
شہاب الدین داس نے دو سال قلعہ سمیتانہ میں
مقاہر کیا۔ مگر آخر کو چنگیز خاں کی فوج نے قلعہ کو
لے لیا اور اس کو مع ساتھیوں کے قتل کر دیا۔

تاج الدین حسین۔ سید عارف علی کے بیٹے۔

خاندان سادات مودودیہ سے سہسواں ضلع
بدایوں کے رہنے والے علوم ظاہری و باطنی میں
کامل تھے۔ اکابر اولیاء میں شمار ہیں۔ استاد
ریاست رامپور اور پھر دہلی میں شاہ رفیع الدین
و شاہ عبدالعزیز سے کسب کمالات کر کے وطن
واپس ہوئے۔ پچاس سال سے زیادہ عرصے
گوشہ نشین رہے۔ علوم ریاضی و تصوف
و زبان فارسی میں علامہ تھے۔ باوجود طلبہ امراء
و اولیاء ملک گھر سے واپس نہیں گئے

اور اپنے وطن میں ۹۰ سال مسند علمہ میں
وفات پائی۔ قبر زیارت گاہ عام ہو۔ مولوی حکیم
سید اعجاز احمد ان کے نواسے منشی کمال ہیں

تاج الدین عبدالوہاب بن آسی۔ طبقات

الشافیہات کا مصنف ہو۔ اس کتاب میں علماء

شافی کے حالات و برج ہیں بہت مشہور ہو۔

مسند مطابق مسند میں وفات پائی۔

تاج الدین گازیرونی۔ بحر سادات اس کی تصنیف

ہو۔ یہ کتاب بہ زبان فارسی لکھی گئی ہو۔ آخر نشہ عالم

نیکی اور اخلاقی فرائض کی ضرورت پر مضامین لکھے

ہیں جن پر ایات قرآنی سے استدلال کیا گیا ہو

تاج الدین یلدوز۔ شہاب الدین محمد غوری کا

بقی تھا جو بعد کو بادشاہ غزنویا ہوا۔ مسند

مطابق مسند میں شہاب الدین کی وفات پر

ترکی افسروں نے اس کے بھتیجے محمود کو غزنیں

کا بادشاہ بنا دیا۔ لیکن وہ کامل الوجود اور

پست ہمت واقع ہوا تھا اس نے اپنے

موروثی حکومت غور پر قناعت کر کے غزنیں کا

بادشاہ ہونے سے انکار کر دیا۔ یلدوز کو اس نے

غزنیں کا بادشاہ اس شرط پر تسلیم کیا کہ وہ

اس کا نذر گزار رہے۔ قطب الدین ایبک

بھی شہاب الدین محمد غوری کا بھتیجہ تھا وہ

دہلی کا بادشاہ ہوا تھا۔ یلدوز نے قطب الدین

کے مرنے پر دہلی سے سلطنت لینے کے لیے

ہندوستان پر چڑھائی کی اور مس الدین

سے اس کا مقابلہ ہوا۔ اس وقت مطابق مسند

میں شکست کھائی۔ التمش نے اس کو قید کر کے

بدایوں بھیجا۔ اور اسی قید میں اس کا خاتمہ

ہو گیا۔ بدت حکومت نو سال تھی۔

تاج الملک۔ اصلی نام ملک تاجو خضر خاں۔

بادشاہ دہلی کا وزیر تھا۔ ۱۳ جنوری ۱۸۵۷ء

مطابق مرحوم مسند کو فوت ہوا اس کا

بیٹا سکندر اس کے بعد ملک الشرق کے

نقب سے وزیر ہوا۔

تاجی۔ میر محمد حسین کا تخلص ہو۔ اس کا آبائی وطن ملک

فارس میں اندجان تھا۔ یہ عالمگیر شاہ کے زمانے

میں گزرا ہو اور صاحب دیوانی تھا۔

تارابی۔ راجہ رام برادر سیمھاجی پسر سیمھاجی

بھونسلہ حاکم ستارام پٹھ سوار کی بی بی تھی

اپنے مسند میں اپنے شوہر کی وفات کے

بعد اپنے لڑکے سیدو کے نام سے جو دوبرس

کا تھا۔ حکومت کی۔ مسند میں اپنے شوہر

کی وفات کے بعد جب اعظم شاہ نے

ناچو پسر سمجھا جی کو رہ کر دیا تو سا ہو مذکور نے
نور۔ اشارے پر پہنچ کر تار بان کی کو حکومت سے
معزول کر کے قید کر لیا اور خود ستارا پر قابض
ہو گیا۔

۱۰۔ ایک۔ ایک کی بی بی تھی۔ چالیس بیگہ اراضی پر
آزادہ میل اس کا باغ تھا جواب ویران ہو۔
۱۱۔ ناتھیاں لالہ دس باب کا نام کال کنکر
بالت۔ پیدائش بنام کلکتہ سنہ ۱۷۷۷ء میں
ہندو کا ج کی تعلیم ختم کرنے کے بعد گلستان
گئے۔ وہاں سے آکر کلکتہ میں بیرٹری کی کمال
کے عظیم الشان صنعتی کالج کے بانی تھے۔ کلکتہ
یونیورسٹی کو بندرہ لاکھ روپے دیے۔ گورنمنٹ
سے سرکار خطاب ملا۔

۱۲۔ ناتھیاں شاہ۔ (ملاحظہ ہو اوس قطب شاہ)
ناتھیاں تولی۔ سنہ ۱۷۷۷ء کے صدر کے باغیوں کا
شہر سرگنا تھا۔ مارچ ۱۷۷۷ء میں
انگریزوں کی کوشش پر کچھ جنگیں گزریں
اور مارچ ۱۷۷۷ء کو پھاٹی دی گئی۔ کہا جاتا ہے
کہ مرنے سے پہلے اس نے کانپور میں فرنگیوں
کے قتل کے خواہ کرنے کا اقرار کیا اور کہا کہ انا
صاحب نے انگریزوں کی جان پانے کا حلف
اٹھایا تھا۔ اور وہ ان کے قتل کا مانع تھا۔ اسی
لیے وہ اس سے ناراض تھا۔ اس کا یہ بیان
صرف اس وجہ سے تھا کہ وہ ناتھیاں صاحب کی
جان بچانا چاہتا تھا۔ اور اپنے متعلق تو وہ یہ
سمجھتا تھا کہ اُسے پھانسی ہوگی۔ اس نے یہ بھی
بیان کیا تھا کہ وہ قوم کا برہمن اور پونا کا باشندہ
تھا۔ وطن سے آکر وسط ہند میں توپ خانے کا
سپاہی ہو گیا۔ اسی وجہ سے وہ توپ کی گفتا

ہو اس کے بعد وہ بطور میں خزانے کے کام پر
انا کا ملازم ہو گیا۔ یام صدر میں وہ اسی کام پر
تھا۔ صدر میں آٹھ ہزار باغیوں کی اس نے
سرگردی کی۔ کرنل گرینٹ کی فوج سے بمقام
آگرہ مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ ناتھیا
نے بیان کیا تھا کہ بیٹو کی لڑائی میں بائیس
ہزار جنگجو شخص اس کی ماتحتی میں تھے جس سے
نیا وہ تھرا داس کے گردہ کی کبھی نہیں ہوئی۔
۱۳۔ انیسین۔ ایک مشہور ہندی موسیقی داں تھا
شہنشاہ اکبر کے دربار میں نوکر تھا۔ پہلے
یہ راجہ راجندر کے یہاں تھا مگر شہنشاہ
کی درخواست پر راجہ نے اس کو یہاں بھیجا
تھا۔ سنہ ۱۷۷۷ء مطابق سنہ ۱۷۷۷ء میں مر گیا۔

تجلی۔ شاہ تجلی علی۔ حیدر آباد میں پیدا ہوئے
علوم متداولہ میں فارغ التحصیل تھے۔ آہنگری
نکاری۔ خطاطی۔ مصوری وغیرہ فنون میں
کمال ہونے کے علاوہ ان کا شمار اہل اللہ
میں تھا۔ اردو فارسی میں نہایت خوشگو۔
ناثر و ناظر تھے۔ علاوہ اور تصانیف کے
تبرک آصفیہ ان کی بہت مشہور و معروف
کتاب ہے جس کے صلے میں حضور آصف جاہ
ثانی سے پچاس ہزار روپیہ نقد علاوہ خلعت
کے سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۷۷۷ء مطابق سنہ ۱۷۷۷ء
میں وفات پائی۔

تجلی۔ علی رضا کا غلم ہے۔ یہ آقا حسین
خواں شاری کے زمانے میں تھا۔ سلیح الجبال
نظم اس کی تصنیف ہے۔ سنہ ۱۷۷۷ء مطابق
سنہ ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

تخت سلیم۔ جو دہ پور کا راجہ تھا۔ راجہ

میں فوت ہوا۔

ترخان یا نواب ترخاں۔ (ملاحظہ ہو نور الدین سفید دلی لا)

ترکان خاقان۔ ملک شاہ کی بیوی تھی۔ ملک شاہ

سلجوقی خاندان کا مشہور بادشاہ تھا جس

کی حکومت دہرہ چین سے قسطنطنیہ کے

فصل تک رہی۔ یہ عورت نہایت ابرار و

بیدار مغز تھی۔ سلطان ملک شاہ اسی کے

مشورے سے سلطنت کرتا تھا۔ بادشاہ

کے مرنے کے بعد اس کے سوتیلے بیٹے سنی

برکیارق سے جانشینی کے معاملے میں انہیں

ہو گئی تھی۔ دونوں کی فوجوں میں مقابلہ ہوا۔

اس نے آخر میں امیر تمیل کے ساتھ جو برکیارق

کا حقیقی بھائی تھا کھینچ کر لیا تھا اور اصفہان کے

صوبے میں اپنی علیحدہ حکومت قائم کر لی تھی

تمام ملک میں اس نے مسجدیں ۸۰۰ سے ۱۰۰۰

شمارے میں بنوائے تھے۔ مشہور مطابق

سلطان نے بقیام اصفہان وفات پائی

محمد و سلجوق بن ملک شاہ اس کے بلبل سے

پیدا ہوا۔

ترخزی۔ یہ حکیم الترخزی بھی کہلاتا تھا۔ اس کا نام

ابو عبد اللہ محمد بن علی تھا۔ ایران کے شہر

ترخزا کا ایک مشہور مصنف اور حکیم و مفتی

مطابق ۵۵۵ھ میں وفات پائی۔

ترکش۔ ملک شاہ سلجوقی کا بھائی تھا۔ مگر دونوں

بھائیوں میں ان تھی۔ ترکش نے ملک شاہ

سے بغاوت کی اور اپنی جان بچا کر چلا گیا

بعض وہی معلوم ہوتا ہے جس کو ابن خلیکان

نے ترکش بن الپ ارسلان کہا ہے اس نے

ان کے گھم اپنے باپ کی بجائے فوج سرسخت ہوا کو

تخت نشین ہوا۔ اور ۱۲ فروری سنہ ۶۰۰ کو

مرگیا اور جس وقت سنگھ اس کا بیٹا جو اس کے

زندگی ہی میں کاردار سلطنت کرنے لگا تھا۔

تخت نشین ہوا اس کے زمانے میں وفات ہوئی

جو سنہ ۶۰۵ میں شروع ہو گئی تھی۔ برٹش گورنمنٹ

کی مداخلت سے فرو ہو گئی۔ اس کی وفات پر

سنہ ۶۰۹ میں اس کا بیٹا سردار سنگھ گدی نشین

ہوا۔ لیکن سلطان نے اس کو بھی موت نے آدیا

اور موجودہ راجہ۔ مہاراجہ میر سنگھ بہادر اس

کے (ڑکے گدی نشین ہوئے۔ ملاحظہ ہو مہاراجہ

میر سنگھ)

تذرومی۔ ترکسی کا بھتیجا تھا۔ روم سے ہندوستان

کو آیا۔ یہاں بادشاہ مظاہر علی سے فوت

ہو کر آگرے میں دفن ہوا۔ ایک مثنوی اس کی

تصنیف سے ہے جس کا نام رسالہ حسن و یوسف

محرران ہے۔

تربیت خاں۔ عالمگیر کے زمانے کا چارہزاری

منصب دار تھا اور میر آتش بینی توپ خانے

کا کمایز بھی تھا۔ اس بادشاہ کی وفات کے بعد

وہ اعظم شاہ کا طرفدار ہو گیا۔ اور بہادر شاہ

کے مقابلے میں جو لڑائی سنہ ۱۱۰۰ مطابق ۱۶۸۸

میں ہوئی مارا گیا۔

تربیت خاں برلاس۔ شیخ الشہخاں کا لقب

تھا۔ ایران کا رہنے والا تھا ایران سے جانب

ہندوستان آیا۔ شاہ جہاں اور عالمگیر کے زمانے

میں شاہی خدمات انجام دیں۔ اپنی وفات

کے وقت چارہزاری منصب پر ممتاز رہا۔ اور

جنپور کا حاکم تھا وہی سنہ ۱۱۵۰ مطابق ۱۷۳۷ء

اقبیز سلطان خوارزم کو قید کر لیا تھا۔ اور ۶۱
اکتوبر ۱۲۱۷ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۶۱۷ھ
قتل کر دیا۔ ترکش نے اپنے بھتیجے برکی رقی
سے جنگ کی اور اتوار کے دن ۲۵ فروری ۱۲۱۷ء
مطابق ۱۷ صفر ۶۱۷ھ میں ۳۰ سال کی عمر
میں اس جنگ میں قتل ہوا۔

تسخیر شاہزادہ مرزا سیلطان قدربن مرزا
خوارزمیہ قتل کا تخلص ہے۔

تسلیمی امیر ایہم شیرازی کا تخلص ہے جو ہندوستان
آیا ۱۷۱۷ء مطابق ۱۱ صفر ۱۱۱۷ھ میں زندہ تھا۔ یہ
صاحب دیوان ہے۔

تسکین میر حسین عوف میرن صاحب شاعریہ

بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ فارسی میں مولوی
امام بخش صہبائی اور اردو میں ابتداً شاہ نصیر
سے اور آخر میں مومن خاں سے اصلاح لینے تھے
کلام میں استاد کار رنگ تھا۔ شاہ نصیر کا
دیوان ترتیب دے کر اردو ادبی دنیا پر جم
احسان کیا۔

تسلیم محمد قلی برابن پور میں پیدا ہوئے ان کے
بزرگ بھائی تھے وہ عالم فاضل تارک دنیا تھے
بسا اوقات عالم جذب میں صحرا فوری کرتے
ان کی یادگار ایک شہنوی اور ایک دیوان
فارسی ہے۔ مطابق ۱۱ صفر ۱۱۱۷ھ میں بمقام
برابن پور وفات پائی۔

تسلیم محمد ہاشم شیرازی کا تخلص ہے۔ مالگیر
کے آواز میں ہندوستان آیا۔ صاحب
دیوان تھا۔ مطابق ۱۱ صفر ۱۱۱۷ھ میں
حیات تھا۔

تسلیم نشتی امیر اشہ نام تسلیم تخلص۔ مولوی عبد

کے بیٹے۔ اصل وطن فیض آباد تھا مگر اکثر لکھنؤ
رہتے تھے اور عرصہ دراز تک نواب
کلب علی خان والی رام پور کے یہاں ملازم
رہے۔ شاعری میں مرزا اصغر علی خاں نیم
دہلوی کے شاگرد شہید تھے۔ مسلم الثبوت
استاد تھے۔ ایک دیوان "نظر ارجستہ"
اور دو سر "نظر دل افروز" کے نام سے مشہور
ہوئے۔ شہنوی نازک تسلیم۔ شام غریباں۔ اور
صبح خنداں وغیرہ ہیں ان کے ارشد تلامذہ
میں مولانا حسرت مولانی وغیرہ ہیں ۱۲۱۷ء
میں پیدا ہوئے اور ۱۲۱۷ء میں انتقال ہوا

تشیبھی (ملاحظہ ہو اکبر علی تشبھی)
تغلب اصل نام ابوالعباس احمد ہے۔ ایک عالم
اور اہل کوفہ کے امام تھے ۱۱ صفر ۱۱۱۷ھ
میں بمقام بغداد وفات پائی۔

تغلق سلطان غیاث الدین بلبن کا ایک غلام
تھا۔ اس کا بیٹا خسرو شاہ کو قتل کرنے کے بعد
تحت دہلی پر بیٹھا اور ۱۱ صفر ۱۱۱۷ھ میں سلطان
غیاث الدین تغلق کا لقب اختیار کیا۔

تغلق شاہ۔ (ملاحظہ ہو غیاث الدین تغلق شاہ)
اور محمد تغلق شاہ

تغلق زانی۔ اصل نام محمد سعد الدین مسعود بن عمر
تغلق زان ملک خراسان کا باشندہ مشہور
مصنف ہے۔ شرح معاضد شرح عقائد۔ شرح
کشاف۔ شرح شرف زرخانی۔ مطول۔ اور
مختصر تلخیص اسی کی تصنیف سے ہیں۔ شرح
حلاج بھی اسی کی مصنفہ ہے۔ آخر زمانے میں
امیر تیمور کی ملازمت کی۔ اور عمر قید میں ۱۰
جنوری ۱۲۱۷ء مطابق ۱۲ محرم ۱۱۱۷ھ کو

وفات پائی۔ سال پیدائش ۱۰۰۰ مطابق
۱۰۰۰ھ ہی۔

تقصیر - ہر گوپال نام سکندر آباد ضلع بلند شہر
وطن قوم کا ستھ فارسی کے شاعر تھے۔ مرزا غالب کے
ارشد تلامذہ میں شمار ہوئے۔ سلسلہ میں پیدا ہوئے
۱۰۰۰ھ میں انتقال ہوا۔ چار دیوان فارسی۔
ایک کتاب تصنیف گشت چھوٹی جو ان کی زندگی
میں طبع ہو گئی تھی۔

تفضل حسین خاں - فرخ آباد کا بانی نواب
منظر جنگ - یا منظر حسین خاں کا پوتا اور
جانشین تھا۔ اُس نے ۱۰۰۰ھ میں بناوٹ میں
حصہ لیا تھا۔ امن ہونے پر تحقیقات کی گئی اور بعد
بعثوث جرم پھانسی کا حکم دیا گیا لیکن گورنر
جنرل نے سزائے موت کو کجلا وطنی سے تبدیل
کر دیا چنانچہ ۱۰۰۰ھ میں کوہہ حر است
میں پھنسی بھیجا گیا اور وہاں سے جہاز پر سوار کر کے
کے شریف بھیج دیا گیا۔

تقی احمدی ایک ایرانی شاعر تھا جو ہندوستان
آیا ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۰۰۰ھ میں اگرہ میں حیات
تھا۔ یہ صاحب دیوان ہی۔

تقی امام - (ملاحظہ ہو محمد تقی)

تقی میر (ملاحظہ ہو میر)

تقی الدین عجمی - شفی تھا، اک حروف تہجی کی ترتیب
سے ایک تذکرہ تصنیف کیا جس کا پورا نام
"طبقات استغنی تراجم الحنفیہ" ہے مطابقت
۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

تقی الدین سبکی - عبدالکافی کیٹا۔ اس نے مختلف
مضامین کی ۱۰۰ کتب تصنیف کیں ۱۰۰۰ھ
مطابق ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

تقی الدین محمد بن احمد بن علی شفا الزمراس
کی تصنیف ہے ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۰۰۰ھ میں

وفات پائی۔

تقی الدین محمد کاشانی - شرف الدین علی حسین ذکری
کا لڑکا تھا۔ کاشان میں ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۰۰۰ھ
میں پیدا ہوا۔ خلاصۃ الاشعار و زبدۃ الافکار
اس کی تصنیف ہے جو ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۰۰۰ھ
میں لکھی گئی۔

تقی کاشانی (ملاحظہ ہو تقی الدین محمد کاشانی)
تقسیم خاں - دشت قچاق کا حاکم تھا جس کو
امیر تیمور نے ۱۰۰۰ھ میں شکست دی۔

تکلمہ - فارس کا بادشاہ تھا (ملاحظہ ہو سنقر)
تکوجی ہو کر - موجودہ فرمانروائے ریاست

اندوینی ہزاری نس ہماراج دھراج راجہ جیش
سوامی سری گوجی راؤ ہو کر اندور کی ریاست
ستر لاکھ روپیہ سالانہ کی موجودہ راجہ اپنے
وزیر اعظم اور پانچ وزرائے ایک کونسل کے
مشورت سے حکومت کرتے ہیں۔

تکوجی ہو کر - لٹھار راؤ ہو کر اول کا بھتیجا تھا۔ اہلیہ
بائی نے جو کھانڈے راؤ پسر لٹھار راؤ کی بیوی
تقی ۱۰۰۰ھ میں اُسے راجہ بنایا۔ اُس نے ۳۰
سال حکومت کی۔ ۱۰۱۵۔ اگست ۱۰۰۰ھ کو
مرگیا اُس کے بعد اُس کا بڑا بیٹا کاشی راؤ اُس کا
جانشین ہوا لیکن دولست رائے سندھیانے
کچھ دنوں کے لیے ریاست پر ناجائز قبضہ کر لیا
اور اُس کے بعد جیونٹ راؤ کا قبضہ ہوا۔

تکلم - بال گنگا دھر تک - لومکانیہ۔ پونا کے رہنے
والے مرہٹہ برہمن پیدائش جولائی ۱۰۰۰ھ
انڈین نیشنل کانگریس کی راج روپا ہندوستان

کے امور لڑتے۔ دو مرتبہ سزا دے دی۔
میں اُن پر باغیانہ مضامین شائع کرنے کا مقصد معلوم
کیا۔ سال تک جیل خانے کی زندگی بسر کی۔
مستطاب صرف ایک مکی مدبر ہی نہیں تھے وہ
فن ریاضی اور فلسفہ کے ماہر تھے۔ اور قانون
جاننے والے تھے۔ شکرست کے جید عالم تھے۔
مشہور صنعت اور فن صافیت میں اعلیٰ دستگاہ
رکھتے تھے اور تیسلم نے حامی تھے۔ جو کس کو ان
کی یاد کا یہو یلم اگست سنہ ۱۸۷۵ء کو بمبئی میں
انتقال ہوا۔

تلمشی داس سال پیدائش ۱۸۷۵ء کے بہن
ہندوؤں میں جمشیت ایک مذہبی صلح اور شاعر
کے اُن کی بڑی عزت کی جاتی ہے وہ بادشاہ کبر
اور جانیگیر کے عہد میں گزرے ہیں۔ اچھ پور متصل
چتر کوٹ اُن کا وطن تھا۔ لیکن وہ زیادہ سفر
میں فقیرانہ طریقے سے رہتے تھے۔ مہاراکھو
سنہ ۱۸۷۵ء کو بھام بنارس فوت ہوئے۔ وہ
رامان کے مصنف ہیں۔ ان کے بہت سے
گیت اور بھاشا کی نقیض مشہور ہیں۔ ہندوستان
میں سوائے راجہ پودھ کے اور کوئی شخص بھی
تلمشی داس سے زیادہ وسیع الاثر نہیں گزرا
توران دخت۔ خسرو پرورد کی لڑکی تھی۔ اپنے
بھائی شہر وہ کی وفات کے بعد سلطنت میں ملک
تخت و تاج ہوئی۔ صرف ایک برس چار ماہ
اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا چچا زاد
بھائی جو کہ اس کا عاشق تھا شاہ شہنشاہ کے
نام سے تخت نشین ہوا اُس نے صرف ایک
مہینہ سلطنت کی بلآخر اوزم دخت و خرمانیہ
خسرو پرورد نے اُسے تخت سے اتار دیا۔ اور

سنہ ۱۸۷۵ء میں خود تخت نشین ہو گئی۔ یہ شہزادی
نہایت ذکی انعم اور خوب صورت تھی۔ اُس نے
کل انتظام سلطنت براہ راست اپنے ہاتھ
میں لے لیا اور تہذیب و ترقی کی بھی کچھ ضرورت نہ
بھی لیکن ایک ایرانی سردار کے طعن و خبیثت
اُس کے منصوبے پورے نہ ہونے دیے۔ فرخ
ہر فرخ کا خراسان اُس پر عاشق ہو گیا۔ یہ کہنا
چاہیے کہ اُس کی سلطنت کا خاتمہ اُس نے
دربار شاہی میں پھینکا اپنی محبت کا راز
شاہزادی بظاہر کر دیا لیکن شاہزادی نے
شادی کرنے سے انکار کر دیا اور فوراً وہ شہزادی
کے اشارے سے قتل کر دیا گیا جب اُس کے
بیٹے رستم کو اس واقعے کی خبر پہنچی وہ اپنی
فوج لیکر شہزادی پر چڑھ آیا۔ شہزادی کو اس
لڑائی میں شکست ہوئی اور اُس کو رستم نے
قتل کر کے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیا۔ اس
واقعے کے بعد فرخ زاد جو خسرو پرورد کا بھائی
منغنیہ کے بن سے لڑکا تھا بادشاہ ہوا وہ بھی
ایک مہینے سے زیادہ سلطنت نہ کر سکا اور پھر
سے اُس کا کام تمام کر دیا گیا۔ ایران کی تاریخ
کے واقعات جو تہذیب و رسوم و عوالم
ساسانی کا آخری بادشاہ فارس تھا، کے
وقت سے پہلے گزرے تھے اس بات کا پتا
دیتے تھے کہ اس غیر الشان ایرانی حکومت کا
آخری وقت قریب آچکا تھا۔

توران شاہ۔ ملک العظم نام۔ صلح الین
سلطان شام کا بھائی تھا۔ سلطان نے اس کو
دمشق کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ یہ اکندرت
میں پہلی جولائی سنہ ۱۸۷۵ء صفر ۱۲۹۵ھ

میں مر گیا۔

توران شاہ - خواجہ جلال الدین نام۔

شاہ شجاع حاکم شیراز کا وزیر تھا۔ تیسری اپریل ۷۵۷ھ کو مر گیا۔

توسنی - منوہر اس کا تخلص تھا۔ گریا و جو دہندو

ہونے کے یہ محمد منوہر اور مرزا منوہر مشہور تھا

یہ شاعر عبدشمنشاہ اکبر میں گزرا ہی۔ اس کے

باپ کا نام لون کرن تھا جو سانہر کا راجہ تھا

لون کرن کے لفظی معنی ناک ساز کے ہیں۔

توفیق - غدیو مقرر تھا۔ ۷۸۷ھ میں وفات پائی

توکل بن اسماعیل - صفوۃ الفا اس کی تصنیف

ہی۔ اس میں شیخ صفی کی تاریخ جو ۷۵۷ھ ایران کے

شاہی حماد ان صفویہ کا مورث تھا ۷۸۷ھ

مطابق سنہ ۷۸۷ھ میں یہ کتاب لکھی گئی۔

توکل فشی - شاہنامہ شمشیر خانی اس کی تصنیف ہے

جو شاہنامہ فردوسی کا تخریب خلاصہ ہے ۷۸۷ھ

مطابق ۷۸۷ھ میں لکھا گیا شاہ اکبر ثانی کے

زمانے میں سنہ ۷۸۷ھ مطابق ۷۸۷ھ میں ایک

شاعر نے اس کا ترجمہ اردو نظم میں کیا۔

تولی خاں - چنگیز خاں کا چچ تھا بیٹا تھا۔ ۷۸۷ھ

میں باپ کے مرنے پر فارس و خراسان کا بل کا

بادشاہ ہوا۔ ۷۸۷ھ میں مر گیا۔ بہت سے

لڑکے چھوڑے جن میں سے منگو خاں اور

باکو خاں مشہور ہوئے۔

تیراند از خاں - اکبر اعظم کا ایک غلام تھا۔ علی

عبدیہ ترقی پائی اور خاں کا خطاب ملا۔

دو ہزاری منصب دار ہوا بعد شاہ جہاں نے

اس کو احمد آباد کا حاکم مقرر کیا۔

تیغ بہا اور سکوں کا گرد تھا وہ اپنے جیلوں کو جمع

کر کے اور حافظ آدم ایک مسلمان پیر کے

مریدوں کو اپنے ساتھ لے کر قریب دھار کے۔

لوگوں سے۔ وہ یہ وصول کرتا تھا۔ شہنشاہ

مالگیر نے اس کو خطرناک شخص خیال کر کے

۷۸۷ھ مطابق سنہ ۷۸۷ھ میں قتل کرادیا۔ اور

اس کی لاش کے چار ٹکڑے کر کے شہر میں

آویزاں کرادیئے۔

تیمور - (امیر تیمور بلخ خطہ ہو)

تیمور سلطان - شیبانی خاں کے جوارکوں کا

سرور تھا۔ فوت ہونے کے بعد ۷۸۷ھ

مطابق ۷۸۷ھ میں دو عمر قند کا بادشاہ ہوا

اور جانی بیگ خاں اور عبداللہ خاں نے

بجائے رہا کر لیا۔

تیمور شاہ - احمد شاہ ابدالی کا سب سے

بڑا بیٹا تھا۔ بجائے اپنے باپ کے کابل اور

قندھار کے تخت پر ۷۸۷ھ مطابق ۷۸۷ھ

میں جانشین ہوا اور اپنے باپ کے وزیر محمد

شاہ ولی خاں کو قتل کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کے

چھوٹے بھائی کو جو وزیر کا داماد تھا۔ بادشاہ

بنانا چاہتا تھا اس نے ۲۰ برس حکومت کی

۷۸۷ھ مطابق ۷۸۷ھ میں شوال ۷۸۷ھ

میں مر گیا۔ سینتالیس سال کی عمر پائی اس کے

بعد بڑا بیٹا مہاراجا قندھار کا بادشاہ ہوا

اور محمود ہرات کا۔

روایت

ٹھکارام - مرہٹی زبان کا ایک مشہور مصنف گزرراہی
اس کا دوسرا نام ٹلو یا بھی ہو سکتا ہے میں پیدا ہوا
ذات کا شہر تھا۔ آغاز عمر میں وکاندرسی کی گر
تجارت کو فروغ دیا۔ اس کے عالمی معاملات
نے اس کی زندگی تل کر دی تھی۔ انہیں اسباب
سے دنیا کو ترک کر کے فیری اختیار کر لی۔ اس کے
کلام میں اخلاقی تعلیم زیادہ ہے

ٹھکارالال منشی ولد بھوج واس کا ستھ
اتر ضلع برہان پور کا رہنے والا تھا۔ سلاطین
میں اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام دستور الملک
شاہنشاہی رکھا اس میں اس نے ہندوستان
اور دکن کے واقعات بطور فہرست ترتیب
دیے ہیں۔

ٹوڈرل - ذات کا کھتری۔ اس کے وطن کی اہت
مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں لاہور کا
ساکن تھا۔ بعض موضع لاہر علاقہ اودھ کا رہنے
والا بتاتے ہیں۔ بیوہ ماننے اس کو تنگ دستی
اور افلاس کی حالت میں پرورش کیا۔

شروع شروع میں شہنشاہ اکبر کے عام
منشیوں میں داخل ہو گیا تھا۔ مگر اس نے اس
قابلیت اور محنت سے کام انجام دیا کہ رفتہ
رفتہ بے واسطہ بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر
کاغذ اس کی پیشی کرنے لگا۔ اس کی مستندی کو
دیکھ کر بادشاہ کا خیال قائم ہو گیا کہ عطا
مستدی گری کے سپاہ گری اور سرداری
کی بھی قابلیت رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہوئی کہ

ٹوڈرل اکثر شہنشات پر بھی جانے لگا جس جگہ
وہ بھیجا گیا کامیابی اور فتح اور نصرت کے ساتھ
واپس ہوا اور دربار شاہی میں روز بروز
اس کا وقار بڑھتا گیا یہاں تک کہ سلاطین
میں سب جھگڑے چکا کر پھر دربار میں آیا
تو وزارت کی مستقل مناصب پر بیٹھا اور دیوان
کل ہو گیا۔ سلاطین میں چار ہزاری مناصب دار
ہو گیا آخر کار ارمحرم سلاطین انور
سلاطین میں ایک کھتری نے اس عداوت
سے کہ اس کو کسی بدعالمی کی راہ نے مزادی
قصی سات کے وقت تلوار سے اس کا کام
تمام کر دیا۔ راجہ چند دلال پیشکار و مددگار
دکن اسی کی اولاد سے تھے جن کے جانشین
موجودہ زمانے میں ہر کسی منشی سرسہار جہ
کشن پرشاد ہوا دیہین اسلمندہ بی۔ سی۔ آئی
ای پیشکار سابق مدارالامام دکن ہیں۔

ٹپسو سلطان - حیدر علی خاں سلطان میسور کا لڑکا
تھا۔ سلاطین میں پیدا ہوا اور اپنے باپ
کی جگہ دوسرے سلاطین میں میسور کا بادشاہ ہوا
وہ انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کے ساتھ
ہو کر لڑا۔ سلاطین میں رٹاون کوڑ کے مقام پر
اس نے شکست فاش کھائی۔ اور انگریزوں
کی اطاعت قبول کر کے اس نے سلاطین میں
لارڈ کارنوالس کے ساتھ صلح کرنے کی ضمانتی
ظاہر کی اور یہ شرط ٹھہری کہ وہ اپنے دونوں
لڑکوں کو بطور ضمانت کے حاضر رکھ لکھا۔ اور

ٹیپو شاہ کا مقبرہ ارکاٹ میں اب تک
زیارت گاہ خاص و عام ہو۔

ٹیک چند۔ اس کا تخلص چاند ہو۔ لہرام کا لڑکا تھا۔
سرہند کا رہنے والا عالمگیری محمد بن گزراوی۔
فارسی نظم میں گلدستہ عشق اس کی مشہور
کتاب ہو جس میں کامروپ کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔
ٹیک چند منشی متخلص بہار ذائقہ کا کھڑی
بہار غم کا مولف جو ایک فارسی کا ضخیم اور مستند
نعت ہو اور ایک کتاب جو سلسلہء مطابقت
سلسلہ میں تھی محلی موسو مہنوار اور المصا و
بھی اسی کی تصنیف سے ہے۔

کلب کا کچھ حصہ دینے کے سوا تیس لاکھ روپیہ
بطور تادان ادا کرے۔ لیکن اس کا ساز باز
فرانسیسیوں کے ساتھ بدستور جاری رہا اور
وہ انگریزی طاقت کے بڑا کرنے کی خفیہ
تدابیر کرتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سولہ ٹریس
پھر لڑائی شروع ہو گئی اور انگریزوں نے بین
اس کے دار السلطنت پر حملہ کیا اور اس نے
شگھاٹن کے ایک قلعے کو ہادری کے ساتھ
بچانے کی کوشش کی۔ جس میں وہ ۴۷ مئی
۱۷۹۹ء مطابق ۲۸ مئی قندہ مسئلانیہ کو
بعر ۲۵ سال مارا گیا اور بمقام لال باغ اپنے
باپ کے مقبرہ میں دفن ہوا۔ ٹیپو سلطان علوم
وفنون کا حامی اور سرپرست تھا اس نے اپنے
عمل میں ایک کتب خانہ جمع کیا تھا جس میں
سنسکرت کی کتابیں قرآن شریف کی تفسیر
شاہانِ خلیفہ کی فتوحات کی تاریخ کے سوادے
اور ہندوستان کے تاریخی وقائع موجود تھے
جس سے اس کے علم دوست ہونے کا پتا
چلتا ہو۔ یہ سارا ذخیرہ گلگتہ کے کتب خانے میں
منقل کر دیا گیا۔ ٹیپو سلطان کی تصنیف سے دو
کتابیں ہیں۔ ایک فرمان بنام علی راہ دسری
فتح الحجابین ہے۔ آخر الذکر کتاب کے ایک
کا ترجمہ مسٹر ٹی کرسپ B. C. ۱۷۹۹
نے کیا ہے اور وہ شاخ بھی ہو گیا ہے۔

ٹیپو شاہ۔ ارکاٹ کے مشہور درویش تھے
حیدر علی خاں بادشاہ میسور ان کا بہت
مقتدر تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام انیس کے
نام پر ٹیپو رکھا۔ ٹیپو کے نقلی بیٹے کنری ان
میں جو جنوبی ہند میں بولی جاتی ہے پیتے کے ہیں

رویف ث

ثابت۔ میر محمد افضل دہلوی کا تخلص ہے۔ ۳۳۰
مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔ پانچ ہزار اشعار کا
ایک فارسی دیوان چھوڑا۔

ثابت۔ خواجہ حسن کا تخلص ہے۔ سلسلہ مطابقت
سلسلہ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان اردو
اس کی تصنیف ہے۔

ثابت بن قزو۔ اُس نے یونانی زبان سے
اقلیدس و دیگر کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا
سلسلہ مطابقت سلسلہ میں فوت ہوا۔

ثاقب۔ شہاب الدین خاں خلعت نواب خٹیا اویں
خان میر دہلوی۔ روسائے کوہار و سقے تھے۔
مرد غالب مرحوم کے عزیز اور شاگرد تھے۔ مرزا

دماغ کے چچازاد بھائی تھے۔ علمی مذاق بہت
اچھا تھا۔ اردو فارسی میں شعر کہتے تھے۔ عالم
شہاب میں سلسلہ میں وفات ہوئی۔

ثبات۔ میر محمد عظیم بن میر محمد افضل ثابت کے
لڑکے کا تخلص ہے۔ بقیہ آباد سلسلہ مطابقت
سلسلہ کو پیدا ہوا۔ سلسلہ مطابقت سلسلہ

کو انتقال کیا۔ تقریباً چار ہزار اشعار کا ایک دیوان
چھوڑا۔

ثقفی۔ اصل نام ابو یحییٰ تھا۔ عربی صرف و نحو کا
ماہر سلسلہ مطابقت سلسلہ میں انتقال ہوا۔
ثعلبی امام۔ تاریخ ندر السیر اور تاریخ عراق
مصنف اور

ثمانی۔ اصل نام ابو القاسم عمرو۔ اس کے باپ کا
نام ثابت ہے۔ یہ عربی کی صرف و نحو کا ایک ماہر

ثنا اللہ۔ ابو الوفا۔ مولوی فاضل۔ امرت سری
آپ کی عمر تخمیناً ۷۰ سال ہو۔ مولد امرت سری

(پنجاب) آپ کا سلسلہ نسب کشمیر کے
نوسلم خاندان سے جن کو کشمیر میں نمٹو کہتے
ہیں تھا جو ان کی تصانیف میں مذکور ہیں

اردو اور عربی میں کام مجید کی تفسیر کی جو
متعدد دینی کتب کے مصنف و مولف ہیں
اخبار اہل حدیث کے ریڈیٹر ہیں۔ مباحثات

غیر مسلم میں پیش پیش ہیں۔ آریہ سماج اور فرقہ
فادائی سے متعلقہ آثار اہل تشیع ہوئے۔ حضور
نظام کے وظیفہ خوار ہیں۔

ثنا اللہ (قاضی) پانی پتی شیخ جلال الدین صاحب
پانی پتی کی اولاد سے تھے۔ یہ نہایت متقی
اور عالم اجل تھے۔ سات سال کی عمر میں

قرآن مجید حفظ کیا۔ اور سولہ سال کی عمر میں
تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے۔ شاہ محمد
سنائی سے بیعت کی پھر ان کی وفات

کے بعد مرزا منظر خانہاں سے کسب کمال کیا
فقہ میں اکثر کتب و رسائل تصنیف کیے تفسیر

سات جلدوں میں۔ اہلیت المسلمون۔
دشمیر پر مہر، ارشاد الطالین۔ الایمان
ورسالہ شہاب ثاقب۔ دیگر کتب و
رسالہ جامعہ تیس سے زائد ان کی تصنیف

سے ہیں۔ یکم رجب المرجب ۱۳۷۷ھ کو
وفات پائی۔

رویف ج

جابر بن عبد اللہ - آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مشہور محدث تھے۔ انیس غزوات میں جو ان حضرت کے زمانے میں ہوئے تھے ان کی شرکت ثابت ہو سکتی ہے۔ مطابق سلسلہ میں ۴۹ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

جابر اللہ زرخشتری - اصلی نام محمود بن عمر تھا موضع زرخش دروغ خوارزم کے رہنے والے تھے اور اپنے وطن کی نسبت سے زرخشتری کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنی عمر کا بڑا حصہ مکہ معظمہ میں صرف کیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب جابر اللہ ہوا۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں پیدا ہوئے اور سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال فرمایا۔ ین قبہ مقبرہ کے جید عالم مشہور تفسیر قرآن شریف کثافت انھیں کی تصنیف ہو۔

اساس البیاعۃ (لغت) - ربیع الابرار فصوص الاخبار - روس المسائل (فہمہ) والفرائض و علم الفرائض - منہاج اور مقدمۃ الادب دیوان التمثیل وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں

جابر برومی - عوف خضر الدین احمد بن حسن ایک مصنف تھا جس نے شرح ثاقبہ اور حاشیہ کشف لکھا وہ سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔ جامعہ باب - دلا حظ ہو میر سید جامہ یافت۔ جامی نور الدین عبد الرحمن - فارسی کے مشہور شاعر تھے۔ ان کے والد کا نام مولانا محمد صفائی

تھا۔ ۱۰ نومبر ۱۰۸۷ مطابق ۱۳ شعبان ۴۷۸ھ کو وضع جام میں جوہرات کے قریب واقع ہو ولادت ہوئی۔ اسی مناسبت سے انھوں نے اپنا تخلص جامی رکھا تھا۔ وہ نہایت خوش طبع اور شریف الطبع انسان تھے ان کی وسعت معلومات کا یہ حال تھا کہ اس زمانے میں کوئی دوسرا عالم ان کا ہم پلہ نہ سمجھا جاتا تھا سلطان ابوسعید مرزا اہرائی سے ان کے تعلقات بہت دوستانہ تھے جو سلطان مذکور کے مرتے و متک تاغر ہے سلطان مذکور کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اور جانشین سلطان حسین مرزا بھی مولینا جامی کے ساتھ اسی مہربانی سے پیش آتا رہا۔ مولینا مشہور تذکرہ نویس دولت شاہ کے زمانے میں موجود تھے۔ دولت شاہ نے اپنے تذکرہ "دولت شاہی" میں تذکرہ شعرا فارس کے سلسلے میں ان کا حال بھی لکھا ہے مولینا جامی چالیس سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں۔ ثمنوی یوسف نیر خاں جو ان کے محبوب ہفت اور نگ میں شامل ہو فارسی کی درسی کتابوں میں مشہور کتاب ہو۔ دوسری کتاب نفحات الافس بھی مقبول عام ہو۔ اس کتاب میں صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے مختصر حالات دیے گئے ہیں۔ جو عربی کتاب طبقات الصوفیہ کا فارسی ترجمہ ہو۔ مولینا نے اس ترجمے کو مشہور وزیر علی شیر کا نام دیا ہے۔ مطابق سلسلہ میں معنون کیا تھا۔ ان کی

سات لکھ میں جو ہفت اوزنگ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ہیں سلت الذہب۔

سلمان آبل تختہ الاحمر۔ سجنۃ الابرار یوسف وزینما یلی و مجنوں۔ خردنامہ۔ ان کے علاوہ سکندرنامہ۔ ہمارستان فتوح الکربن خورشید و ماہ۔ لواح جامی۔ ثنواہ النبوة۔

شرح لما جامی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

سلامان و ابدال کا ترجمہ مسٹر ایڈورڈ

فٹرلڈ نے انگریزی نظم میں کیا ہے۔ جامی نے

اکیاسی سال کی عمر پائی۔ ۱۰ فروری ۱۷۷۱ء مطابق

۱۸ محرم ۱۱۹۷ء کو مدینہ منورہ کی راہ میں۔

انتقال ہوا۔

جان جاناں مرزا۔ ان کے آپ کا نام سہمی

مرزا جان تھا جو جانی تخلص کرتے تھے خود

مرزا جان جاناں بھی شاعر تھے۔ ان کا دیوان

مشہور ہے اس کو اہل تصوف نہایت قدر کی

نظر سے دیکھتے ہیں منظر تخلص تھا ۱۱۹۹ء

مطابق سلسلہ میں بنغام اگر پیدا ہوئے

اور زیادہ حصہ عمر کابل میں صرف کیا۔ ۶۰

جنوری ۱۱۹۷ء مطابق ۱۰ محرم ۱۱۹۷ء بمقام

دہلی وفات پائی۔

جان سپار خاں۔ شہنشاہ عالمگیر کے عہد کے

ایک امیر سہمی مختار خاں سبزواری کا دوسرا

بیٹا تھا۔ اپنی وفات کے وقت ودحیدر آباد

کا صوبہ دار تھا۔ اور حیدر آباد ہی میں سلسلہ

مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔

جان سپار خاں ترکمان۔ بھائی کے عہد

میں چہار ہزاری منصب دار تھا۔ عہد

شاہجہاں کے پہلے سال ۱۱۷۲ء مطابق

سلسلہ میں صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا

اور اسی سال الہ آباد میں فوت ہوا۔

جان صاحب۔ میر باہر علی دلدہ میراں و قدیم

رہنے والے لکھنؤ کے تھے۔ آخر عمر میں رام پور

آگئے تھے۔ وہاں نواب کاتب علی خاں کے

درباری سفر میں شامل ہو کر خوب شہرت

حاصل کی یہ بختی میں مورتوں کے محاورے

اور رسم و رواج نظم کرنے میں خاص ملکہ

حاصل تھا۔ ان کا دیوان سلسلہ میں چھپا ہے

جواب کیاب یہ تقریباً سلسلہ میں انتقال ہوا

۱۱۹۷ء مطابق ۱۰ فروری ۱۷۷۱ء کو مدینہ منورہ کی راہ میں۔

انتقال ہوا۔

جان فشاں خاں۔ سر دھن کے نواب بھی

ان کا خاندان ضلع میرٹھ میں آج تک دفاداری

کے لیے مشہور ہے انھوں نے سلسلہ میں

سرکار انگریزی کی بڑی خیر خواہی کی اس کے

صلے میں ایک ہزار روپیہ دوامی باہواری

نیشن پائی۔ اس کے علاوہ دس ہزار روپیہ

سالانہ آمدنی کی جاگیر بطور رعائی کے دی گئی

جان شار خاں۔ شاہجہاںی عہد کا سہ ہزاری

منصب دار تھا۔ وفات کے وقت جو

سلسلہ مطابق سلسلہ میں واقع ہوئی

سیستان کا حاکم تھا۔

جان شار خاں۔ دسیہ وزیر قمر الدین

خاں کا سالہ تھا۔ اور شاہ نے اس کو ان

سب امتخاص کے ساتھ جنوں نے اس

کے قتل عام سے بچنے کی کوشش کی تھی

قتل کروا دیا تاہم واقعہ سلسلہ مطابق

سلسلہ میں واقع ہوا۔

جان شار خاں نواب۔ وزیر قمر الدین خاں کا

ابو الحسن الاشعری کا استاد تھا۔

جبلی - عبدالواس کا تخلص (لاحظہ ہو عبدالواس

جبلی)

جیلہ رام نگر - ایک ہندو سردار تھا جو الہ آباد

کا صوبہ دار تھا۔ اپنے اے عی محمد شاہ میں

مسئلہ مطابق مسئلہ میں بمقام الہ آباد

فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا

گردھارودھ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور مسئلہ

مطابق مسئلہ میں اس کو مالوہ کی صوبہ داری

برہان الملک سعادت علی خاں کو دی گئی۔

باجی راوہر جٹوں کے پیشوا کے حملے کے دوران

میں جس نے راجہ ساہو کی جانب سے حملہ کیا

تھا۔ تقریباً ۱۷۵۷ء مطابق مسئلہ میں گردھ

مالوہ میں فوت ہوا۔ دیا ہاداس کا ایک عزیز

راجہ گردھ کا جانشین ہوا جو بہاؤری کے ساتھ

دشمن کا مقابلہ کرتا رہا۔ ۱۷۵۷ء مطابق مسئلہ

میں اسی مقابلے میں مارا گیا۔ جس کے بعد محمد بخش

اس صوبے کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

جرات - قنبر بخش کا تخلص جو حافظ امان کا بیٹا

اور میر جو علی حسرت کا شاگرد کوچہ رائے امان

دہلی کا بانی تھا۔ مسئلہ مطابق ۱۷۵۷ء

میں لکھنؤ جا کر مرزا سلیمان شکوہ کے یہاں

لازم ہوا۔ پھر نواب محبت خاں کے یہاں

شعراء کے زمرہ میں داخل ہوا۔ عین شباب

میں اندھا ہو گیا۔ مگر رنگین اور پر طبع مضامین

عوب سوچتا تھا۔ سنا رہی جانے میں مشاق تھا۔

انشاء، مسخفی اور قلیل وغیرہ اس کے معاصر تھے

میر تقی کے طرز کا متقلد تھا۔ تین دیوان اس کی

تصنیف سے ہیں۔ ۱۷۵۷ء میں انتقال کیا

ہوئی تھا۔ وہ ضلع کوٹا جہان آباد واقعہ صوبہ

الہ آباد کا چکلا دار مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں کے زمیندار

راؤ بھگونت سنگھ نے اس کو مسئلہ مطابق

مسئلہ میں قتل کر دیا۔

جانو جی بھوسلا - برار کا دوسرا راجہ تھا۔ مسئلہ

میں اپنے باپ راٹھو جی بھوسلا کا جانشین ہوا

اور مسئلہ میں فوت ہوا۔ اس کا جانشین اس کا

بھائی مادھو جی بھوسلا ہوا۔

جانی بیگ ترخاں مرزا - ٹھٹھہ (گجرات) کا

حاکم تھا۔ اپنے باپ کے بعد مسئلہ مطابق

مسئلہ میں تخت نشین ہوا۔ شاہنشاہ اکبر

نے اس کے ملک پر سلاطین میں فوج کشی

کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۱۵۹۵ء

مطابق مسئلہ میں بمقام برہان پور فوت ہوا

جانی بیگ - عبدالرحیم خاں خانخاناں کی لڑکی کا

نام جو کہ شہزادہ دانیال کے عقد میں آئی

مطابق مسئلہ میں فوت ہوئی۔

جاوید خاں - (خواجہ مرزا) احمد شاہ جانشین

محمد شاہ زنگیہ بادشاہ دہلی اور اس کی اس

کے مزاج میں اس درجہ درخو رہا کہ بادشاہ

نے اس کو منصب امارت پر ممتاز کر کے

نواب بہادر کا خطاب عطا کیا۔ یہ بات

نواب صفدر جنگ کو ناگوار ہوئی۔ اور

انھوں نے جاوید خاں کو ایک دعوت میں

دعو کر کے ۲۸ اگست ۱۷۵۷ء مطابق

۲۸ شوال ۱۱۷۱ھ کو قتل کر دیا۔

جاہی - تخلص ابراہیم مرزا سلطان کا جو دلاحظہ

ہوا ابراہیم مرزا سلطان

جبابی - ابو علی محمد بن عبدالوہاب کا لقب جو

مادہ تاریخ وفات پیروی

ہائے ہندوستان کا شاعر ہوا۔

جرجانی۔ البیہ الشریعت ابو الحسن یا ابو الحسن علی

نام ہی۔ تاریخ میں جرجانی کے نام سے مشہور

ہیں کیونکہ جرجان ان کا مولد تھا۔ وہ مسلمان

عالموں میں نہایت مشہور عالم تھے ۷۵۷ھ

مطابق ۱۳۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۱۷ھ

مطابق ۱۴۱۵ھ میں بمقام شیراز فوت ہوئے

جبریل یا **احضرہ** عمر مر ابن عظیمہ۔ ایک سب سے

بڑا اور مشہور شاعر تھا۔ خلیفہ عبدالملک

خاندان بنی امیہ کے زمانے میں گزرا ہی اور

جس کو شاہی خزانہ سے منقول وظیفہ ملا کرتا تھا

ایک مرتبہ صرف ایک مدحیہ قصیدہ پر خلیفہ

نے اس کو ۱۰۰ اونٹ اور ۱۸ غلام اور ایک

چاندی کا آفتاب نام دیا۔ عبدالفرح ابن خبزی

نے جبریل کی وفات ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۶۵ھ

میں ۸۰ سال کی عمر میں بیان کی ہے

جبریل ابن عبداللہ۔ حضرت عمر خلیفہ دوم کے

عہد میں فوج کے سپہ سالار تھے۔

جسونت راؤ **ملک**۔ ۱۷۷۷ء میں اندوڑ کا حکمران

ہوا۔ ۱۷۷۷ء میں اس نے دو آب پرحمل کیا

مگر کاراگریزی کی فوج نے اس کو شکست

دیکھ کر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ صلح کے بعد

ملک راجہ کو واپس کر دیا گیا۔ ۱۷۷۷ء میں

فاتر انقل ہو گیا۔ ۲۰ اکتوبر ۱۷۷۷ء میں فوت

ہوا۔ ۱۷۷۷ء اور ۱۷۷۷ء میں اس کا بیٹا جانشین

ہوا۔

جسونت رائے۔ ولد بھگونت رائے۔ ولد

سندر داس منشی لاہوری۔ فارسی زبان کا

فاضل اور شاعر تھا۔ پہلے پر دل خاں کے یہاں

نوکرتھا۔ ۱۷۷۷ء میں کرا ملک گیا۔ اور نواب

سعادت اللہ خاں کے دربار میں رسائی پہلے

کی اور ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا۔ نواب نے

تقدردانی کی اور جسوت رائے نے وہیں

سکونت اختیار کر لی اور سید نامہ کے نام سے

نواب سعادت اللہ خاں اور ان کے خاندان

کی تاریخ لکھی۔

جسونت سنگھ۔ راجہ جودھو راجہ راجہ

اپنے باپ تخت سنگھ کے ۱۷۷۷ء مطابق

۱۷۷۷ء میں گدی نشین ہوا

جسونت سنگھ بند پلا۔ ولد راجہ اندر من

شاہ عالمگیر کے عہد میں فوج کا ایک معقول

عہدہ دار تھا اور تقریباً ۱۷۷۷ء مطابق

۱۷۷۷ء میں فوت ہوا۔ اس کا چار سالہ

لوکا اس کا جانشین ہوا وہ ۱۷۷۷ء مطابق

۱۷۷۷ء میں فوت ہو گیا۔

جسونت سنگھ مہاراجہ۔ راٹھور راجپوت

قوم کا مشہور راجہ جو دھوڑ تھا۔ راجہ گج سنگھ

باپ کا نام تھا جس نے عالمگیر اور اس کے

بھائی اور اسکوہ کی باہمی خانہ جنگی میں

داراشکوہ کی جانب داری کی تھی۔ لیکن

عالمگیر نے تخت نشین ہو کر نہایت فراخ

دلی سے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اور

اس کو ہفت ہزار روپیہ کا منصب عطا کیا۔ اسی

عہد میں وہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا۔ کابل

کے قریب تاریخ ۱۷۷۷ء میں ۱۷۷۷ء مطابق

۱۷۷۷ء میں فوت ہوا

جسونت سنگھ ولد بلونت سنگھ مہاراجہ

بھرت پر بتایا ۲۸ فروری ۱۸۵۷ء پیدا ہوا۔
اور اپنے باپ کی جگہ بتایا ۱۶ مارچ ۱۸۵۷ء
دو سال کی عمر میں گدی نشین ہوا۔ ۱۸۵۷ء
میں ریاست کو مرکارا انگریزی نے اپنی نگرانی
میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد دو مرتبہ ریاست
میں بد نظمی پیدا ہوئی۔ بالآخر راجا جسونت سنگھ
کو مرکارا انگریزی نے گدی نشین کیا۔ اس وقت
سے اس کا دور دورہ ہوا۔ ۱۸۷۷ء میں
وفات پائی اور اس کا بیٹا سردار سنگھ راجہ
ہوا۔ جو سلطانہ میں فوت ہو گیا۔

جعفر - آصف خاں کا غلط بیٹا جو جعفریگ کے
نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔
جعفر - ایک سپاہی پیشہ شخص تھا۔ ایک مثنوی کا
مصنف ہے۔ جس کو اس نے سلطان شاہ جہاں
کے حضور میں نذر گزارا تھا۔

جعفر ابن ابوطالب - حضرت علی کے
برادر حقیقی تھے۔ اس لڑائی میں شہید ہوئے
تھے جو بمقام موتہ (مک شام) رومی فوج
سے ۱۰۰۰۰۰ مطابق شہید ہوئے تھے
جعفر برکی بن یحییٰ - خالد بن برمیک کا جو
ابتداء میں آتش پرست تھا پھر اٹھا اس کا باپ
یحییٰ ہارون الرشید کا وزیر تھا۔ ہارون رشید
تمام امور سلطنت میں اس سے مشورہ لیتا
تھا۔ بعد ازاں اس کے بیٹے جعفر کو خلیفہ نے
وزارت کے عہدے پر ممتاز کیا۔ اس کا
دادا خلیفہ ابو العباس سفاح کا وزیر تھا۔ اور
وہ خلفائے عباسیہ میں سب سے پہلا
وزیر ہوا ہے۔ کیونکہ خلیفہ سفاح سے پہلے کسی
اور خلیفہ نے وزیر مقرر نہیں کیا۔ اپنے

وزیر جعفر کو ہارون الرشید بہت عزیز رکھتا
تھا۔ اس نے اپنی بہن عباسہ کی شادی
جعفر کے ساتھ اس شرط پر کر دی تھی کہ تعلقات
زن و شو قائم نہ ہونے پائیں۔ لیکن جعفر خلیفہ
کے اس حکم کی وجہ صرف خلاف شرع ہی بلکہ
خلاف فطرت بھی تھا۔ تعمیل میں قاصر رہا۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہارون رشید نے اپنے
وفادار اور قابل وزیر جعفر کو قتل کرایا۔ بلکہ اس کے
باپ یحییٰ اور اس کے بھائیوں فضل موسیٰ اور
محمد نے قید میں ڈال دیا اور ان کی جائداد
ترقی کر لی۔ یحییٰ بحالت قید مستعصم مطابق
مسلطہ میں فوت ہو گیا اور اس سے تین
سال بعد فضل موسیٰ بھی جیل خانے ہی میں
جاں بحق تسلیم ہوا۔ موسیٰ اور محمد نے یحییٰ کی
وفات کے بعد رہائی پائی۔ جعفر جس وقت
قتل ہوا اس کی عمر صرف ۲۸ سال کی تھی
اس کا قتل برزیکشتہ بتایا ۱۶ جنوری ۱۸۵۷ء
مطابق یکم صفر ۱۸۵۷ء واقع ہوا۔

جعفر بن ابوجعفر المنصور - بغداد کا خلیفہ تھا
ہارون الرشید کی نامور بیگم زبیدہ خاتون
جس کا نام زبیدہ کی تعمیر کی وجہ سے مشہور
عالم ہوا اسی خلیفہ کی لڑکی تھی وہ مستعصم
مسلطہ میں فوت ہوا۔

جعفر بن طفیل - عرب کا ایک حکیم قنابہ بارہویں
صدی میں گزرا ہے۔ وہ ایک کتاب کا مصنف
ہو جس میں ایک قصے کے پیرایہ میں یہ ثابت
کیا گیا ہے کہ فطرت کی روشنی سے انسان شہ
اور خدا کا عالم حاصل کر سکتا ہے۔

جعفر بن محمد حبیبی - منتخب التواریخ کا مصنف تھا

جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر شاہ رخ بن امیر تیمور تک کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب مشرقی واقعات کی مستند تاریخ بھی جاتی ہے۔ یہ تصنیف شاہ رخ کے پسر سویم بیسا نعر کے نام پر مستند مطابقت مستند میں مضمون کی گئی تھی۔ مستند تاریخ کے نام سے، ورنہ انہیں بھی یہی پائی جاتی ہے۔ جس میں امیر عبدالنثار بدایونی کی تاریخ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ لیکن وہ جعفر کی اس تاریخ سے علمی ہے۔

جعفر خاں۔ اس کا خطاب عمدة الملک تھا۔

صادق خاں میر غنشی کا لڑکا تھا اور یہیں لدہ آصف خاں وزیر کا بھانجا اور داماد تھا۔ عماد شاہ جہاں میں پنج ہزاری منصب پر تیار تھا۔ مستند مطابقت مستند میں عالمگیر نے اس کو وزارت کا عہدہ عطا کیا۔ تیرہویں سال جلوس عالمگیری یعنی مستند مطابقت مستند میں وہ ملی میں فوت ہوا۔ لیکن اس کی نعش اگر کو بھی گئی۔ اس کی وفات کے بعد وزارت کا عہدہ اسد خاں کو دیا گیا۔ جو ایک مالدار کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے جعفر خاں کا مقبرہ اگرے میں جتنا کے کنارے ہے۔ اب تک موجود ہے۔

جعفر خاں۔ ابتدائی خطاب مرشد قلی خاں

تھا۔ شاہنشاہ عالمگیر نے مستند مطابقت مستند میں اس کو صوبے دار لنگال مقرر کیا۔ اس نے دار السلطنت مرشد آباد کی بنیاد ڈالی اور اپنے خطاب کی رعایت سے اس نوآباد شہر کا نام مرشد آباد رکھا وہ ایک

برہمن کا لڑکا تھا۔ اور اس کو حاجی فتح مہناپی نے مسلمان کیا تھا۔ شاہنشاہ محمد شاہ کے عہد میں مستند مطابقت مستند کے قریب فوت ہوا۔ اس کا داماد شجاع الدین جو بعد کو شجاع الدولہ مشہور ہوا اس کا جانشین ہوا اس خاندان کے حکمران نوابان مرشد آباد کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت حسب ذیل ہے۔

مرشد قلی جعفر خاں

شجاع الدین داماد جعفر خاں

شجاع الدولہ

علا الدولہ سرفراز خاں

الاور دی خاں نہایت جنگ

سریج الدولہ

نبیرہ الدولہ دی خاں

جعفر علی خاں مستند میں

معزول ہوا

قاسم علی خاں داماد جعفر علی خاں

جعفر علی خاں دوبارہ مستند میں

کیا گیا۔

نجم الدولہ پسر جعفر علی خاں

سبقت الدولہ برادر نجم الدولہ

مبارک الدولہ

ناظم الملک وزیر الدولہ

تاریخ ۱۸۰۲ء میں مرشد قلی فوت ہوا۔

سید زین الدین علی خاں پسر

وزیر الدولہ

سید احمد علی خاں۔

ہمایوں جاہ

مصور علی خاں نصرت جنگ

جعفر خاں - جلوس بہادر شاہ کے پہلے سال میں نوازش خاں کی جگہ مستندہ مطابق سلطانہ میں صوبہ دار کشمیر مقرر ہوا لیکن وہ ناقابل ثابت ہوا ایک مجمع نے اس کے قیام گاہ میں آگ لگا دی۔ وہ شراب بھرت پیتا تھا۔ یہی شہرت شراب نوشی اس کی موت کا سبب واقع ہوئی وہ مستندہ مطابق سلطانہ میں فوت ہوا۔

جعفر خاں بن صادق خاں شاہان خاندان نژاد سے فارس کا بادشاہ گزر رہی۔ فارس میں مستندہ میں علی مراد خاں کی وفات کے بعد۔ فارس کے شاہ پر شرف نے اس کو بادشاہ تسلیم کر لیا تھا مگر یہ لوگ آقا محمد خاں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ آقا محمد خاں نے جعفر خاں کو مستندہ میں دعا سے قتل کر دیا۔

جعفر علی میرزا - نارنول کے سید تھے شاہزادہ اعظم شاہ پسر مائیک کی ملازمت میں داخل تھے۔ ہندوستان میں اپنی بذلتی اور ہزلیات کے لیے مشہور ہیں۔ ریختہ میں ایک شاہنشاہ کے مصنف ہیں۔ شاہ فرخ میر کی تحت نشینی کے موقع پر ایک جو آمیز نظم لکھنے کی وجہ سے حکم بادشاہ مذکور مستندہ میں ۲۲۵ء میں قتل کیے گئے۔

جعفر صادق - (امام) کنیت ابو عبد اللہ ابو اسماعیل نام جعفر اور لقب صادق ہے۔ آپ کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ آپ محمد باقر علیہ السلام کے خلف اکبر تھے۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام کے پرستے

تھے۔ حضرت صدیق اکبر آپ کے جسد مادری تھے۔ آپ کی والدہ بی بی ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن حضرت ابی بکر صدیق تھیں۔ آپ امام ششم ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۱۴ ربیع الاول ۱۱۰ھ مطابق ۶۹۹ء کو ولادت ہوئی۔ وراثی شہر میں عہدہ خلافت ابو جعفر المنصور ۲۳۲ھ مطابق ۸۴۶ء میں وفات پائی۔ اکثر حدیثوں کے راوی ہیں۔ خلیفہ المنصور نے جب آپ کو اپنے دربار میں استغدادہ حاصل کرنے کی غرض سے یاد کیا تو حضرت نے جواب بھیجا کہ جس کی نظر اس دنیا پر ہو تجھ کو کبھی نصیحت نہیں کرے گا۔ اور جس کی نظر عقبی پر ہو وہ تیری محبت اختیار نہیں کریگا، مدت امت کی چونتیس سال ہو وفات آپ کی (۱۵) رجب مستندہ مطابق ۳۵۶ھ روز جمعہ کو ہوئی۔ جنت البقیع واقع مدینہ منورہ میں آپ کا فرما ہے۔ وہیں آپ کے باپ دادا مدفون ہیں۔ آپ کی مادر گرامی کے نام سے جو حضرت قاسم بن محمد اول کی دختر تھیں ایک خانہ منسوب بنایا جاتا ہے۔

جعفر علی (میر) حسرت تخلص۔ اردو کا شاعر۔ جرات کا استاد تھا۔ ابتدا میں دہلی سے فیض آباد آیا۔ اور نواب شجاع الدولہ کی ملازمت اختیار کی۔ بادشاہ کے ساتھ فیض آباد سے لکھنؤ گیا۔ آصف الدولہ کے دربار میں بہت معزز تھا۔ ۱۲۸۱ء میں انتقال کیا۔ مفتی نجف لکھنؤ میں قبر ہے۔ قصائد لکھنے میں بہت ملکہ تھا۔ اکثر قصیدے شکل

زمینوں میں کہتے۔ قصائد کا ایک مکمل دیوان چھپوا
دو دیوان غزلیات ایک دیوان رباعیات
ایک قطعات کا اہل کے علاوہ ہیں
جعفر علی خاں - تاریخ میر جعفر کے نام سے مشہور
جو انگریزوں نے شکست دی۔ وفات نواب
سراج الدولہ کے بعد راہ جون سلطان مطابق
شوال ۱۱۸۷ میں اس کو نکال کا نواب بنایا تھا
مگر وہ انتظام سلطنت سے فاضل ثابت ہوا۔
اس وجہ سے سلطان مطابق ۱۱۸۷ میں
معزول کر دیا گیا اور اس کی معقول پیش منقر
کر دی گئی۔ اس کا دادا امیر قاسم علی خاں مسند
پر بیٹھا۔ میر قاسم نے مسند نشین ہو کر انگریزوں
کی مخالفت کی۔ اس لیے انگریزی فوج کو اس سے
مقابلہ کرنا پڑا۔ میر قاسم نے او دو انا لکی لڑائی
میں بتایا ۱۲ اگست ۱۱۸۷ مطابق ۲۲ محرم
۱۱۸۷ شکست کھائی۔ اس واقعہ کے بعد
انگریزوں نے پھر جعفر کو مسند نشین کیا۔ میر جعفر
بروز چار شنبہ بتایا ۷ فروری ۱۱۸۷ م
مہر افغان سلطان فوت ہو گیا۔ اس کا پسر میر
پہلوار ہی نجم الدولہ کے لقب سے مسند نشین ہوا
جعفر کا منقہ مرشد آباد میں موجود ہے اس مقبرے
پس اس کی بیگم اور اس کا لڑکا میرن بھی مدفون ہیں
جعفر نصیری - ایک مصنف تھا جس نے کتاب
اطلاعت بحال کو ۱۱۸۷ مطابق ۱۱۸۷ میں
مکمل کیا۔ اس کتاب کی تصنیف کی بنیاد ایک شخص
محمد شاہ نامی نے ڈالی تھی۔

جگجیون واس - ولد منوہر واس باشندہ بکرات
محمد مظفر شاہ کی سرکاری ڈاک کا مہتمم تھا جو ننگہ
خیر سرکاری کاغذات اس کی نظر سے گزرتے

تھے اس لیے اس کے واقعات کے صحیح کرنے کا
شوق پیدا ہوا سلطان میں بہادر شاہ اول نے
لاہور کے دربار میں باریا بنی بخشی اور وقائع
نکاری کی خدمت پر اس کو مامور کیا مگر سلطان
میں اس نے اپنی محنتوں کا ثمرہ تحفہ التواریخ
کے نام سے لکھ کر پیش کیا اس کے صلے میں دربار
شاہی سے خطاب و خلعت و انعام حاصل ہوا۔
جگت سنگھ - پسر کنہ سنگھ ہزارا شہنشاہ
عالمگیر کے زمانے میں امرتسار اہل الہائے سے
تھا سلطان میں زندہ تھا۔

جگت سنگھ - جے پور راجہ بیکاراج تھا۔ اس کے
باپ کا نام راجہ پرتاب سنگھ تھا۔ اس کا باپ
راجہ جے سنگھ ولد ایشری سنگھ تھا۔ ایشری سنگھ
مشہور راجہ ہوا جو راجہ جے سنگھ کا بیٹا تھا۔ جے
سلطان محمد شاہ کے عہد میں گڑ راجہ ۱۱۸۷
میں بگت سنگھ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ کس
جائے کو کہ یہ راجہ شہرانی اور عیاش واقع ہوا تھا
اس راجہ کے پاس ایک طوائف تھی جس کا
نام رس گور تھا۔ ایک رات شراب کے نشے
میں مخمور پاکر اس نے آدھاراج مانگا۔ راجہ نے
فوراً بحالت نشہ اس کی درخواست منظور کر لی
اسی وقت تقسیم نامے بہرہ و دستخط ہو گئے۔
صبح کو جب مہاراج ہوش میں آئے اور خدام
سے حسب عادت اپنی ضرورت کی کوئی چیز
طلب کی کہا گیا وہ تو رس گور ہی کے حصے میں
گئی۔ پوچھا کیسا حصہ جب لوگوں نے
رات کی کیفیت بیان کی ہنسکر خاموش ہوئے
رات ہی رات میں رس گور ہی نے مہر بھی
کھدوا لی تھی اور نکال میں سنگھ بھی رس گور نے

”ادھر اجن“ کے نام سے چلا یا تھا۔ اس پر مہاراج نے حکم دیا کہ اشتہار جاری کیا جائے اور شاہی کراؤ بجائے کہ رات کے وقت چونکہ مہاراج حکم دیں وہ کا عدم بھجا جائے کوئی نہ ملے۔ راجہ جو سنگھ اس کا جانشین ہوا جس کو مہاراج جگت سنگھ نے بوجہ لاؤ لہ ہونے کے متنبی کیا تھا۔ جگت سنگھ کنور۔ راجہ ان سنگھ کا بڑا بیٹا آپ کے ساتھ ملازمت شاہی میں داخل ہو کر منصب ہفت ہزاری سے سرفراز ہوا۔ یہ اگر کا خاص درباری تھا ۱۹۹۹ء میں شہنشاہ عیسوی میں نگلے کا حاکم بنایا گیا۔ اگرہ میں سپر فیکر رہا تھا کہ سفر آخرت پیش آیا۔ اگرہ نے اس کے صغیر بن بیٹے مان سنگھ کو باپ کی جگہ دی اور نگلے کی روٹھی کا فرمان صادر کیا۔ شہنشاہ جہانگیر نے سہ جلوس میں اس کی بیٹی سے شادی کی راجہ مان سنگھ نے علاوہ ساتھ ہاتھیوں کے بالکھوں روپیہ کے زیور رات اور صبح آلات دے دیے۔

جگت گشتائیں۔ (ملاحظہ ہو جو دو جہان بانی، جگت نارائن)۔ ایک شاعر تھا جس نے ہندو نواب گھنٹی قرین میں قصیدہ لکھا ہی یہ شاعر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۵ھ میں فوت ہوا۔

جگدیش چندر بوس۔ پروفیسر، وطن بنگال۔ اپنی سائنس دان کی وجہ سے تمام ہندوستانیوں میں قابلِ فخر اور تمام یورپین ملک میں ممتاز تھے فروری ۱۹۰۷ء میں لاہور گئے وہاں بہت عزت ہوئی اور یونیورسٹی ہال میں لیکچر ہوئے ایک مضمون برقی لہر کے عنوان سے سائنس میں شائع ہوا اس وقت لندن یونیورسٹی

سے ان کو ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری عطا ہوئی انھوں نے سائنس کے آلات بھی خود بنائے اور انھیں سے کام لیا انھوں نے برلن لائپکونٹ جرمن میں بھی لیکچر دیے جو وہاں پچھے ہیں انھوں نے تحقیق کی کہ حیوانات کی طرح نباتات اور جمادات پر بھی بیرونی طاقتوں کا اثر ہوتا ہے۔ جگتا تھا۔ راجہ بھگوانداس کا بھائی تھا۔ اُس نے ایک لڑائی میں جو راجہ پر تپ سنگھ کے مقابلے میں ہوئی تھی نام پیدا کیا تھا۔ مشہور پہلوان رامداس کے پسر جہا ماہ کو اسی نے قتل کیا تھا۔ جگتا تھا راجہ۔ پسر جہا راجہ۔ شہنشاہ جہانگیر کے دربار کا ایک ہندو سردار تھا۔ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۵ھ میں گزرا۔ اس کو منصب پنج ہزاری حاصل تھا۔

جگتا تھا کلاؤٹ۔ مہین موسیقی میں کمال رکھتا تھا شاہجاں کے دربار میں ملازم تھا۔ بادشاہ شاہجاں نے اس کو مہاراج کا خطاب عطا کیا تھا۔

جلال۔ سید فاضل نام۔ جلال تخلص تھا۔ حکیم اصغر علی کے فرزند۔ رشک و برق کے گشت گزرا اور لکھنؤ کے باشندے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں علی پور لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی تعلیم مکمل نہ ہوئی تھی کہ شاعری کا شوق ہو گیا۔ اور اس کو ایک حد تک پورا کیا۔ نواب دوست علی خاں کے آخر میں رام پور قیام کیا۔ امیر شاہی اور دماغ کے ہمعصر تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ کچھ دہائیوں ریاست مانگر دل کا ٹھکانا اور کے نواب قاضی حسین میاں صاحب کے یہاں مقیم رہے وہاں لکھنؤ برطانوی مطابق شوال ۱۲۷۵ھ میں

انتقال کیا۔

جلال یا جلالی۔ عرف سید عالم جلال یا جلالی۔ اہلبائے
کے رہنے والے تھے ہر سید جلال بن حسن کے
صاحب زادے اور خلیفہ تھے۔ ایک دیوان کے
مصنف ہیں۔

جلال السیر (ملاحظہ ہوا سیر)

جلال الدین الدواقنی۔ (ملاحظہ ہو دواقنی)
جلال الدین پورنی۔ اصلی نام جت مال تھا۔
اس کے آپ کا نام حسن تھا۔ جو بنگال کا راجہ تھا
اپنے باپ کے فوت ہونے پر سرفراہ مطابق
مستقلیت میں تخت بنگال پر مستنشین ہوا۔ باپشا
ہو کر اس نے مذہب اسلام اختیار کر لیا تھا۔
اس کا اسلامی نام جلال الدین تھا۔ اس نے
اس قدر انصاف کے ساتھ حکومت کی کہ اپنے
زمانے کا خوشرواں کہلایا۔ اس کی مدت حکومت
۱۱ سال ہوئی۔ سندھم مطابق سلاطین میں دو
فوت ہوا اور اس کا بیٹا احمد اس کا جانشین ہوا۔

جلال الدین سیوطی بن عبدالرحمن بن
ابی بکر۔ مصر کے رہنے والے چار سو کنابوں کے
مصنف تھے۔ جن جلد ان کی تفسیر و التفسیر
اور تفسیر جلالین کا آخری نصف حصہ بہت مشہور
ہو۔ اس تفسیر کو جلالین کا نام اسی وجہ سے دیا
گیا ہے کہ اس کے دونوں حصے مختلف دو اشخاص
کی جن کے نام جلال الدین تھے مصنف ہو چکے
اول کے مصنف جلال الدین علی ہیں۔ جن کا
انتقال ۷۵۰ھ مطابق ۱۳۵۰ء میں ہوا۔
جلال الدین سیوطی کی دوسری مشہور تصنیف کا
نام کتب الباب ہو۔ یہ رسالہ کتاب فی الانساب
کے اسی انتخاب کا جو ابن الاثیر نے سابقین

صدی چری میں شامل کیا تھا۔ خلاصہ ہو۔ جیسا کہ
اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہو۔ سیوطی کی ایک
اور تصنیف کشف السلسلہ عن وصف الزلزلہ
ہو جس میں ان تمام زلزلوں کی تاریخ لکھی گئی ہو
جو ۵۱۰ھ مطابق ۱۱۱۵ء سے ان کے زمانے
تک محسوس ہوئے تھے اس کتاب کو مصنف نے

اس زمانہ میں تصنیف کیا تھا جب کہ مصر میں
ایک بڑا زلزلہ آیا تھا اس کتاب میں سیوطی نے
یہ بتایا ہو کہ زلزلہ اس وقت خدا بھیجتا ہو جبکہ
انسانوں کی معصیت ٹرہ جاتی ہو۔ ڈاکٹر
اسیر نے عربی زبان سے اس کتاب کا ترجمہ
انگریزی میں کیا ہو۔ سیوطی کا نام علم الحدیث
میں بھی مشہور ہو۔ اس فن میں کی ایک کتاب
جامع الجوامع مشہور ہو۔ بعد ازاں اس کا ایک
انتخاب خود مصنف ہی نے جامع صغیر کے نام
سے لکھا تھا سیوطی نے سلاطین مطابق ۷۵۰ھ
میں وفات پائی۔

جلال الدین رومی مولانا۔ آپ کا نام محمد
اور لقب جلال الدین۔ نسب صدیقی۔

والد کا نام محمد بہاء الدین ہو جو سلطان العلماء
کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا مولد بخارا ہو۔
۶۰۰ شمسی مطابق ۱۲۰۰ء میں ربيع الاول ۶۰۰ھ
تاریخ و زادت ہو۔ ابتدا میں اپنے والد بزرگوار
سے جو خفی المذہب تھے تعلیم حاصل کی۔ پھر سید
برہان الدین نرغزی۔ محقق خلیفہ رشید والد
بزرگوار سے علم ظاہر و باطن حاصل کیا۔ طالب علمی
کے زمانے کا بڑا لکھنے بندہ اس گراں آپ نے
حصول علم کے لیے ہزار۔ شام۔ دجنان کا بھی سفر
کیا شیراز میں بھی مقیم رہے۔ سب سال

لارندے میں گزارے وہیں ۱۸ سال کی عمر میں تکمیل کا درجہ حاصل کیا۔ سلسلہ میں شادی کی بڑے فرزند سلطان بہاد الدین پیدا ہوئے پھر آپ قونیہ (روم) میں تشریف لے گئے اس کے بعد ساٹھ سال آپ نے دمشق اور حلب کے مدارس جلاویہ میں تعلیم پائی جب حضرت شمس تبریزی جو بابا کمال جنیدی کے خلیفہ تھے اپنے پیروں کے ایما سے قونیہ جا کر مولنا رومی سے ملائی ہوئے تو مولنا نے ان سے بیعت کر لی۔ اس سے پہلے مولنا پر علم ظاہری کا جو رنگ غائب تھا یعنی درس و تدریس و حفظ و پختہ قوی نویسی وغیرہ بیعت کے بعد یہ سب اشغال ترک ہو گئے اور حضرت شمس تبریزی صحبت کے سوا ان کو کوئی شے معلوم نہ ہوتی تھی۔ محبت اور استغراق کا غلبہ ہو گیا تھا۔ کئی کئی دن صبح کی کیفیت میں باغور و نوش گزر جاتے تھے۔ زہد و قناعت اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اکثر اوقات منہیں بلبلہ سیاہ رکھتے تھے مگر خلوص مدہ اور جگر کی گرمی سے صفر کا غیل نہ ہو۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ کپڑے تک سالوں کو دیر بیٹے تھے۔ حلم و تواضع میں بھی بے مثل تھے ان کی وجہ معاش صرف وہ پندرہ دینار تھے جو خدمت قوی نویسی کے معاوضہ میں اوقات سے ماہوار مقرر تھی۔ آپ نے ادائے فرض کے خیال سے مریدوں کو ہدایت کر دی تھی۔ کہ خواہ میں کسی حالت میں ہوں۔ مجھے قوی کے لکھانے والے ضرورت مند شخص کی آمد کی اطلاع کی جائے۔ چنانچہ مریدین ہر وقت وقتاً قلم بے تیار رہتے تھے۔ جب کوئی استغاثہ آتا

فوراً آپ جواب لکھا دیتے۔ سلسلہ میں قونیہ میں ایک زلزلہ آیا جس کا اثر چالیس روز تک رہا اس کے چند روز کے بعد ۵۰ ہجری ثانی سلسلہ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۰۸۵ قونیہ میں وصال ہوا جو سلسلہ بیعت آپ سے چلا ہوا وہ جلالہ اور مولویہ کے نام سے مشہور ہو روم و شام مصر و عراقین اور حجاز و عرب و بعض دیگر جہاں میں مروج ہو۔ مولنا کی مشہور تصانیف سے تین کتابیں مشہور ہیں۔ ایک خطوط کا مجموعہ۔ دوسرا دیوان جس میں ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں ایک دیوان جس میں تقریباً ۳۰ ہزار اشعار ہیں پنجاب میں طبع ہوا ہو وہ انتخاب ہو پورا دیوان بلکہ کلیات وہ ہو جو مطبع نو لکھنؤ نے لکھنؤ میں چھاپا ہو لیکن چونکہ مولنا نے جابجا مقطع میں اپنے غلصہ کے بجائے اپنے پیر شمس تبریز کا نام لکھا ہو اس لیے غلطی سے اس کو شمس تبریز کا دیوان کہا جاتا ہو۔ ششوی مولنا روم مشہور خاص و عام ہو جس کی تصنیف انھوں نے سلسلہ میں شروع کی تھی اس کے سات دفتر ہیں جس میں ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار شمار کیے گئے ہیں۔ اس ششوی کی جس قدر شرحیں لکھی گئی ہیں غالباً اس سے زیادہ کسی دوسری فارسی کتاب کی نہیں لکھی گئیں۔

جلال بخاری یا سید جلال بخاری۔ فارا سے ہندوستان آئے۔ شیخ بہار الدین ذکر الہیاتی کے مرید ہوئے۔ ادھر واقعہ قنات میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ ہندوستان کے بعض شہروں میں

آپ کا قوسٹ مرثک ہوتا ہو۔

جلال بخاری سید۔ دوسرے سید جلال

ہیں جو سید احمد کیر کی اولاد سے ہیں۔ ان کے والد کا نام سید محمد بخاری ہے۔ ۱۱۔ فروری ۱۱۰۰ مطابق ۱۱۰۰ھ کی اول سنہ کو پیدا ہوئے۔ شاہجہاں ان کی بڑی عزت کرتا تھا جس کے عہد میں وہ تمام ہندوستان کے صدر الصداور مقرر ہوئے تھے۔

شش ہزاری منصب حاصل تھا۔ شاعری بھی تھے۔

رضا تخلص تھا۔ ۱۱۰۰ھ میں ۱۱۰۰ھ مطابق یک جمادی الاول سنہ ۱۱۰۰ھ میں وفات پائی اور تلخ گنج آگرہ میں دفن ہوئے ان کے والد سید احمد کیر کی بیوی ایک تمام بچہ منڈل میں دفن ہیں۔ جلال۔ بخاری نے تین بچے چھوڑے تھے یعنی سید جعفر سید علی لقب بہ رضوی خاں اور سید یحییٰ سید جعفر سب سے بڑے تھے جو تمام دراج و ناصب میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے

جلال سروانی یا جلال الدین حبیب فارسی سنہ ۱۱۰۰ھ

اور سنہ ۱۱۰۰ھ کے درمیان گزرا ہے۔ "تکرم گورور"۔

جو سنہ ۱۱۰۰ھ مطابق سنہ ۱۱۰۰ھ میں لکھی گئی اسی کی مصنف ہے

جمال۔ ابو الفضل محمد بن عمر خالد عربی کی مشہور منت صلاح

کا مصنف ہے۔

جمال الدین بن مالک۔ القیہ کا جو تصوف کی مشہور

کتاب جو مصنف ہے۔

جمال الدین افغانی۔ (سید) سنہ ۱۱۰۰ھ میں بمقام

بیرت شرف علاقہ کابل میں پیدا ہوئے۔

انیسویں صدی کے بعد سے افغانستان کے سوا ایران

مسراور ٹکی میں بھی دستور کی حکومت کے خیالات

کی اشاعت میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا۔ سنہ ۱۱۰۰ھ

میں ہندوستان آئے یہاں ایک سال پھر بیسے بنام ی

علوم مغربیہ میں ہنگامہ حاصل کی مسند میں یہاں سے کے شریف تشریف لے گئے۔ مسند میں دوبارہ مصر سے ہندوستان آئے اور حیدر آباد میں رہنے لگے یہاں سے مصر کے سیاسی معاملات کے سلسلے میں لکھتے بلے گئے۔ مسند میں آپ ایران میں مقیم تھے اسی سال بادشاہ ایران کے حکم سے گرفتار کر کے خارج البلد کر دیے گئے اور قسطنطنیہ چلے گئے وہیں واپس مسند کو وفات پائی۔

جمال الدین حسن۔ ہاروں کے رہنے والے شیخ

صدیقی۔ مولوی و باب الدین موجودہ توتلی کے

پوتے تھے۔ اپنے بھائی مولوی جمال الدین باقر

سے علوم عقلی و نقلی میں تعلیم پائی اور سرکار

آگریزی کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ غدر

مسند سے پہلے ضلع میں پوری اور اضلاع

اور دھیں ڈپٹی کلکٹر رہے بعد ندر جھانسی کی

ڈپٹی کلکٹر مٹی۔ شاعری بھی تھے حسن تخلص تھا۔

سر ایسے رسول اکرم موسوم پر شبیہ احمدی

ان کی تصنیف ہے۔ چارلس ریس صاحب بہادر

لکشنر قسمت لاہور کی فرانس سے ایک کتاب

موسوم ہے۔ حالانکہ وہی تصنیف کی جس میں

پیشکش بند و بست وغیرہ کے قواعد و دیگر

حالات ہیں کا جائزہ پڑھیں حکام کو ضروری ہے۔

دیج کیے ہیں۔ یہ کتاب گورنمنٹ کے حکم سے

مسند میں سرکاری پریس آگرہ سے شائع

ہوئی اور مدتوں تک سر سرشتہ تعلیم کے

نصاب میں داخل رہی۔ ۱۳۔ صفر سنہ ۱۱۰۰ھ

مسند کو انتقال کیا۔

جمال الدین حسن بن یوسف۔ بن منظور بن آپ کا

لقب شیخ العلماء تھا اور شہرہ کے فقہا میں

سربراہ اور وہ بھی جانتے تھے۔ کتاب خلاصۃ الاول
کے مصنف ہیں اس کے سوا آپ کی فہم کی کتابیں
بہت مشہور ہیں۔ تفسیر المرام۔ غایت الاحکام۔
شرح الاحکام مختلف الشیعہ آپ ہی کی تصنیف
سے ہیں۔

جمال الدین حسین ابنحو۔ غزالدین کشمیری کا بیٹا اور
لفظ فرشتہ جانیگری کا مصنف تھا۔ یہ کتاب
مستندہ مطابق سلف میں بعد جہانگیری لکھی
گئی اور بادشاہ جانیگر کے نام پر مضمون کی گئی تھی
انجوشہ از سے دکن آیا اور وہاں سے مشہور
مسندہ اکبر کے عہد میں اگر وہ آیا اور رفتہ رفتہ
سہ ہزاری منصب پر فائز ہو گیا۔ جہانگیر کے عہد
میں عقد الدولہ کا خطاب پایا۔ اور چار ہزاری
منصب ملا۔

جمال خاں۔ اس کو شاہ جہاں کے عہد میں پنج ہزاری
منصب حاصل تھا۔ بادشاہ نے ایک بیٹا بازار
تغیر کرایا اور یہ حکم دیا تھا کہ تمام اراکین اور عزیزین
کی عورتیں اس بازار میں اپنے اپنے جواہرات کو
فروخت کرنے کے لیے لے جائیں۔ وہ جو قیمت
طلب کریں گے اسی قیمت پر خریدے جائیں گے
اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ بازار میں فروخت کرنیوالی
عورتوں میں اس جمال خاں کی زوجہ بھی تھی جو کہ
نہایت نیکل اور صاحب جمال تھی۔ اس عورت
کو دیکھ کر بادشاہ نے اس سے بات چیت کی اور
ایک لاکھ کی قیمت میں اس کا پیش کردہ مصنوعی
ہیرا خرید لیا کہ قدرتشکر پایا گیا تھا۔ یہ عورت
حسین ہونے کے سوا عقل بھی تھی۔ اور آخر کار
وہ محل شاہی میں داخل ہو گئی۔

جمال خلیفہ۔ اسحاق کرانی کا لقب ہو۔ شرح حدیث

الاربعین کا مصنف ہو۔ مستندہ مطابق مستندہ
میں وفات پائی۔

جمال کیلی شیخ۔ قزوین۔ داقدو اسفہان کا باشندہ
تھا اور فارس کے بادشاہ علاء الدین امینلی کے
زمانے میں گزرا ہو کر ما جاناکو کہ وہ آئینلی مذہب
کا پیروی کرنے والا تھا۔ بروزد ووشنبہ
بتایا کہ ۹۰۰ شمیر ۸۰۰ مطابق ہر شوال ۸۰۰
فوت ہوا۔

جمالی شیخ (دعاخذ ہوشیج جمالی)

جمشید۔ حضرت یحییٰ سے ۱۰۰ سال پہلے خاندان
پیشدادیان سے فارس کے بادشاہ تھا۔ اس کا
جام جمشید اور تخت جمشید مشہور ہو۔ اول الذکر
کو زیادہ تر شعراجام جم لکھتے ہیں اور اس کے
مناطق مختلف قصے فارسی طرح میں مشہور ہیں۔

جام جمشید کا شمار اس زمانہ کے عجائبات میں تھا
جمشید قطب شاہ اول۔ گوکنڈہ روکن، کا
بادشاہ تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد
۱۰۰۰ شمیر ۹۰۰ مطابق جمادی الثانی ۹۰۰
میں تخت نشین ہوا۔ ۱۰ سال چند ماہ حکومت کی
۹۰۰ مطابق ۹۰۰ میں فوت ہوا اور
اس کا بھائی اس کا جانشین ہوا۔

جمیل ابن معمار۔ ایک مشہور عربی شاعر تھا
جو خلیفہ عبدالملک کے زمانے میں ہوا اور
۹۰۰ مطابق ۹۰۰ میں فوت ہوا۔

جناب عالیہ۔ محمد علی شاہ۔ شاہ اودھ کی والدہ
کا لقب ہو۔ جرحین آباد لکھنؤ میں ہو قطعہ تاریخ
قبر پر کندہ ہو۔ جن کا آخری شعر ہے۔

رحمت حق مشہد تو تباہ بخش نما
دایم از ہر جناب عالیہ

آنجینہ فروشی کرتے تھے اور ان کا وطن شہر
نہاوند تھا۔

جنیب سلطان - مشہور شیخ صفی الدین اردبیلی
کی تیسری پشت میں تھا اور شاہ اسماعیل اول
ایرانی بانی خاندان صفوی کا پوتا تھا۔ نادر شاہ
نے اس کا نالہ لکچ بچ گئی۔ وہ ایک صوفی حکیم
تھا۔ لیکن چونکہ اس کو ترکمان حاکم جہاں شاہ
نے آذربائجان سے نکال دیا تھا۔ اس لیے وہ
دیازگر میں آباد ہوا۔ اپنی زندگی کے آخری
زمانہ میں وہ مع اپنے مریدوں کے شہر وان
گیا اور ۹۷۷ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں غریب شاہ
حاکم شروان کی فوج کے ساتھ ایک لڑائی میں
مارا گیا۔

جواد علی مرزا - سکندر رحمت بہادر امجد علی شاہ کا بیٹا
اور واد علی شاہ معزول بادشاہ اودھ کا بھائی
تھا اور دہلی سلطنت انگریزی حکومت میں شامل
ہو جانے پر والدہ شاہ اودھ کے ساتھ ۱۷۷۷ء
میں ولایت کا سفر کیا۔ اس سفر کی غرض دعایت
یعنی تھی کہ پارلیمنٹ میں سلطنت کے واپس لپانے
پہل کیا جائے۔ مگر پیرس میں فوت ہوئیں۔ اس
کے بعد ۱۷۷۷ء میں اس کو بھی وہیں پیام اجل
آیا اور پیرس میں اپنی والدہ کے پاس دفن ہوا
جواں بخت بن شاہ عالم - دلاخط ہو
جہاندار شاہ ثانی)

جواں بخت مرزا - بہادر شاہ معزول بادشاہ
دہلی کا سب سے چھٹا لڑکا تھا جو ۱۷۷۷ء میں
اپنے باپ کے ہمراہ رنگون گیا تھا۔ جہاں وہ
اپنی وفات تک جواں بخت مرزا بنوین واقع
ہوئی تھیں رہا۔ یہ وہی شاہزادہ تھا جس کی

جنابی - ابو محمد مصطفیٰ بن سید حسن الحسینی کا لقب ہے
جو ایک مشہور مورخ اور ایک کتاب تاریخ جنابی کا
مصنف تھا جس کا صحیح نام بحر الزخار ہے۔ یہ کتاب
فی تاریخ بن ابتدا میں بی لکھی گئی تھی۔ بعد کو
مصنف نے اس کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔
ابتداء آفرینش سے لیکر ۱۷۷۷ء مطابق
۱۱۹۹ھ تک کے حالات اس میں درج ہیں
۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۷۹ء میں فوت ہوا۔

جنگ بہادر رانا - پراچوت قوم کا دوراندیش
اور عالی ہمت شخص انیسویں صدی کے شروع
میں پیدا ہوا اور وہ بھول بعض نیپال کا
بیمار کھلائی۔ اپنی معمولی تعلیم ختم کرنے کے
بعد ایک معزز عہدہ پر مامور ہوا۔ ۱۷۷۷ء میں
معزول ہو کر نیپال چلا آیا۔ دو سال بعد پھر
نیپال واپس آیا۔ اور لیہد سپہنہر بکرم کا
لازم ہوا۔ ۱۷۷۷ء شہر سلطنت کو نیپال کی وراثت
کا قلمدان اس کے سپرد ہو گیا۔ ۱۷۷۷ء میں
ولایت کا سفر کیا۔ جب تبت سے جنگ ہوئی
تو اس کی بہادری اور شہدائی کی وجہ سے
۱۷۷۷ء میں تبت نے مجبور ہو کر صلح کر لی۔
۱۷۷۷ء میں اپنے عہدے سے مستعفی ہو گیا اور
مہاراجہ کا خطاب پایا۔ ۱۷۷۷ء فروری ۱۷۷۷ء
کو انتقال کیا۔

جنونی بختشاں - بدخشاں کا ایک شاعر اور ایہام
گو (حکایت باز) تھا جو ۱۷۷۷ء مطابق ۱۷۷۷ء
میں تھا۔

جیند لغاروی شیخ - آپ خواہر زادہ و مرید
و خلیفہ حضرت خواجہ سری قلی کے تھے۔ آپ کا
مولود منشاخداؤد آپ کے والد محمد بن خلیفہ

شادی کے مشورہ سے (نظم مبارکبادیاں) غالب اور ذوق کے دواوین میں موجود ہیں۔
جواہر سنگھ۔ ایک سکھ سردار تھا جو بعد وفات ہیر سنگھ کے مہاراجہ ولیب سنگھ کا وزیر ہوا۔ بنیایں ۱۲ تمبر ۱۸۵۷ء سکھ فوج نے اُس کو قتل کیا۔ اُس کا جانشین راجہ لال سنگھ ہوا۔

جواہر سنگھ جاٹ راجہ دیگ و بھرت پور سورجمل جاٹ کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد دسمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۱ھ میں جانشین ہوا اور شہنشاہین قتل کر دیا گیا۔ اُس کا جانشین اس کا بھائی راؤ رتن سنگھ ہوا۔ رتن سنگھ ۱۸۱۰ء ۱۳ دن حکومت کرنے کے بعد مارا گیا۔

جواہر ناتھ۔ نو مسلم (کشمیری) محدث اور علوم عقلیہ کے جامع تھے۔ وطن میں تحصیل علوم کے بعد حج کو گئے۔ وہاں کے علماء سے حدیث پڑھنے کے بعد اجازت حدیث حاصل کی۔ پھر کشمیر واپس آئے۔ اہل حلال کی عرض سے اُن کا تنہا پیشہ اختیار کیا تھا۔ درس عربی دیتے تھے۔ ان کے مشہور شاگردوں میں مامد ٹوٹیکر تھے جو شیخ شریعہ ملا جلی ہیں۔ سندھ میں وفات پائی اور کشمیر میں دفن کیے گئے۔

جو جی خاں۔ چنگیز خاں تاتاری کا سب سے بڑا اولاد کا تھا۔ اُس نے اپنے حصے میں قفقاز کا بڑا ملک پایا۔ لیکن یہ شہزادہ اپنے باپ سے چند ماہ پیشتر ۱۲۷۱ء میں فوت ہوا۔ اور اپنا ملک اپنے پسر با تو خاں کے واسطے چھوڑا۔ جس نے روس و بلغاریہ کو فتح کیا۔ اور مالک پولینڈ و مووی و یاد صوبجات روس، اورو

ڈولینیا کو غارت کیا اور قسطنطنیہ پر حملے کرنے کی غرض سے ہنگری کو کوچ کیا۔ جہاں قتلانے اُس کی فاختانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔
جوش۔ حافظ رحمت خاں کے پر پوتے احمد حسین کا تخلص ہے۔ اس سے ایک اردو و ہریانہ لادگا ہے۔ ۱۲۷۱ء مطابق ۱۸۵۷ء میں بمقام لکھنؤ حیات تھا۔

جوشیش۔ محمد حسن یا محمد روشن ساکن پٹنہ کا تخلص ہے جو شاہ عالم کے زمانے میں گزرا ہے۔
جوگی۔ (سلطان) (لاحظ جو محمد جوگی) جوہر۔ اس کا نام جوہر سنگھ تھا۔ ملا اطق حسب نیشاپوری کا شاگرد تھا۔ فارسی اور اردو کا دیوان چھوڑا۔ اور ۱۲۷۱ء مطابق ۱۸۵۷ء میں زندہ تھا۔

جوہر۔ منشی سیوار ام شاہجہان پوری کا تخلص ہے جو اکبر شاہ ثانی کے عہد میں گزرا ہے۔ وہ فارسی میں بہت سی کتابوں کا مصنف ہے جو اہر التعلیم و جوہر التریب وغیرہ اسی کی تصنیف سے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سندھ مطابقت ۱۲۳۵ء میں زندہ تھا۔ کیونکہ آخر الذکر کتاب اسی سن کی تصنیف شدہ ہے۔

جوہری فارابی۔ ابو نصر اسمعیل بن حماد لقب ہے باوجود ترکی النسل ہونے کے زبان عربی میں اس قدر دسترس حاصل کر لی تھی کہ عربی اور علمی اُس کو امام اللغات کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ صحاح اللغات کا مصنف ہے۔ اسی وجہ سے اُس کو صاحب الہصح بھی کہا جاتا ہے۔ وہ تاریخ میں اپنے وطن کی نسبت فارابی التریکی کے نام سے مشہور ہے سندھ مطابق ۱۲۹۷ء

نبوی سے مشرف ہوئے گی اگر وہ مندر ہوئیں
اور یہ درخواست قبول کی گئی سنہ ۶۵۷ م
سنہ ۶۵۷ میں ہجرت سال وفات پائی۔

جوینی۔ (ملاحظہ ہو معین الدین جوینی)
جوینی۔ جن کا صحیح نام ابو المعانی عبد الملک بن
عبد اللہ ایک جید عالم اور بہت مشہور حکیم
تھے جن کا خطاب امام الحرمین ہے۔ ملک شاہ
سلجوقی کے عہد میں گزرے ہیں۔ حضرت امام
غزالی ان کے شاگرد تھے۔ تاریخ جہاں کشا
اور غنیۃ الثقات ان کی مشہور تصانیف
ہیں۔ سنہ ۵۷۷ مطابق سنہ ۶۵۷ میں فوت
ہوئے۔

جہاں۔ (ملاحظہ ہو معنی زبان)
جہاں آرا بہکم۔ شاہنشاہ شاہ جہاں کی مثال
ہیٹی تھی۔ ممتاز محل و خراصت خاں وزیر
کے بطن سے بروز بہار شنبہ تاریخ ۲۳
اپریل سنہ ۱۰۲۶ مطابق ۲۱ صفر سنہ ۱۶۱۷
میں پیدا ہوئی تھی۔ یہ یکم غوثی صورت کے
ساتھ غوثی سیرت میں بھی لے کر شرم و
حیا کی مجسم تصویر تھی۔ جیسا اس تاریخی واقعہ
سے ظاہر ہے۔ سنہ ۱۰۲۶ میں حشر کے موقع پر اس کے
کہکھڑوں میں آگے لپک گئی چونکہ اس موقع کے
قریب عام عہد سلطنت موجود تھے۔ اس کے
ذرا بھی شور و غل نہ کیا اس کو یہ ڈر تھا کہ
علامہ ابن اس کاشور و غل کن کر کے اندر
چلے آئیں گے اور اس کو اس حالت میں دیکھ
لینے اس ڈر سے وہ اپنی جان پر کھیل کر
غلبت کے ساتھ آگے کو بڑھی اور زمانے
کمرے میں پہنچتے ہی زمین پر بیویں ہو کر گر پڑی

میں وفات پائی۔ لیکن بعض مؤرخین کا قول ہے
کہ اس کی وفات سنہ ۵۷۷ مطابق سنہ ۶۵۷
میں ہوئی۔

جو یا۔ شخص مرزا وارث بیگ شاعر جن کا وطن
جوینہ تھا۔ متعلقہ مطابق سنہ ۱۱۱۱ میں فوت
ہوا۔ ایک دیوان کا مصنف ہے۔ اس کے بھائی
مرزا کامران کا قلعہ گویا تھا۔

جواباں امیر۔ (جو دین۔ جو یاں) سلطان ابوسید
بن الحاکم توتقہ فارس کا استاد اور سپہ سالار
تھا۔ ملک غیاث الدین نے بادشاہ محمد
مطابق محمد بن محمد میں سلطان کے حکم سے
اس کو ہلاک کیا کیونکہ اس نے سلطان کے ساتھ
اپنی دختر بغداد خاتون کی شادی کرنے سے
انکار کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو بغداد خاتون)

جویریہ۔ حادث بن جرار کی بیٹی تھیں جو قبیلہ مصطلق
کا سردار تھا۔ نبی مصطلق کے قبیلہ سے جو اس
وقت کا فتنہ شدہ میں مسلمانوں سے جنگ
ہوئی اور اس طوائف میں امید سے زیادہ کافر
گزار ہوئے۔ جہاں میں حضرت جویریہ بھی تھیں
جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت جویریہ
ثابت بن قیس انصاری کے حصے میں آئیں اور
نوادقہ سونا داد کرنے کے بعد ثابت بن قیس
ان کو رہا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن یہ رقم ان
کی استطاعت سے زیادہ تھی۔ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئیں
اور کہا کہ میں نے اس رقم کو آپ کے بھروسے
پر منظور کر لیا ہے۔ آپ حضرت نے اس رقم
کو ادا کر دیا۔ اور حضرت جویریہ اس رحمہ
ذرا اخلاق سے متاثر ہو کر شرف و زوجیت

اس حادثہ سے اس کی صحت پر نہایت خراب اثر پڑا۔ اُس وقت ایک انگریز ڈاکٹر مسورت میں موجود تھا۔ بادشاہ نے اُس کو علاج کے لیے بلایا اور دوائے اُس ڈاکٹر کے علاج سے نہاد کی صحت عطا کی۔ بادشاہ نے علاوہ ذاتی انعام و اکرام کے ڈاکٹر کی روزیت پر اس کے ہم قوم تاجروں کے مال تجارت چند سونے کی حدود سلطنت کے اندر لایا جائے حصول معاف فرمادیا۔ جہاں آ رہے شاہ جہاں کے زمانہ قید میں اس کی خدمت کر کے اپنی آزادی کو قید سے تبدیل کر کے بڑی ریشافرستی کا ثبوت دیا تھا اور والدین کے اطاعت کا سب سے اعلیٰ اخلاقی فرض ادا کرنے کی مثال قائم کی تھی۔ وہ علم اور فضل میں اعلیٰ درجہ رکھتی تھی۔ شعر بھی کہتی تھی۔ کتب موشن الارواح میں حضرت خواجہ بھیر رحمتہ اللہ علیہ کے حالات اسی بیگم نے لکھی تھی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں آ رہے بہت بڑی انشا پر داز تھی۔ اس کتاب میں چو اشعار بزرگان دین کی شان میں جا بجا پائے جاتے ہیں وہ خود اسی مصنفہ کی تصنیف سے ہیں۔ قلعة اترہ کے قریب ایک شاندار مسجد سنگ مسخ کی وجوہ سندھم ہو گئی ہے، شاہ جہانی عہد میں اسی بیگم نے یا اس کے نام سے بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیے کی لاگت سے ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ میں تعمیر کرائی تھی۔ ۵ ستمبر ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ رمضان ۱۰۶۷ھ بعد عالمگیری جہاں آ رہے بیگم راہی ملک بقاء ہوئی۔ دہلی میں روضہ حضرت محبوب النبی کے قریب دفن ہوئی۔

جہاں بانو بیگم - شاہزادہ مراد میں شاہنشاہ اکبر کی لڑکی تھی۔ اس کی شاہزادہ پرورد پسر ہو جائے ہوئی تھی اس کے بطن سے نادرہ بیگم پیدا ہوئی جو شاہزادہ سخی داراشکوہ سے منسوب ہوئی۔

جہاں خانوں - اپنے حسن اور شعر گوئی کی وجہ سے ایران کی تاریخ میں بہت کچھ مشہور ہے۔ بعد وفات پہلے شوہر کے اس کی شادی خواجہ ابن الدین وزیر شاہ ابو اسحاق حاکم شیراز سے ہوئی تھی۔

جہاندار شاہ - جس کا نام محمد معز الدین تھا۔ دکن میں بروز بہار شنبہ ۱۶۷۷ء مطابق ۱۰۸۷ھ رمضان المبارک شنبہ ۱۰۸۷ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ماں کا نام نظام ہائی تھا۔ فروری ۱۶۷۷ء مطابق ۱۰۸۷ھ میں بہادر شاہ بن اورنگ زیب اس کے باپ کی وفات واقع ہوئی۔ بہادر شاہ نے چار لڑکے چھوڑے تھے۔ اس کی وفات کے ایک ہفتے کے بعد چاروں بھائیوں کے درمیان تقسیم ملک و مال کی بابت گفتگو ہوئی۔ معز الدین چاروں بھائیوں میں بڑا تھا۔ لیکن وہ ضعیف اور عیش دوست تھا وہ سلطنتوں کے کاموں میں بہت کم دلچسپی لیتا تھا۔ لیکن سلطنت میں سے کسی امیر کو وہ اپنا دوست اور خیر خواہ بنانے کی سعی پر وہ ناکام تھا صرف ذوالفقار شاہ بہادر اس کا طرفدار تھا۔ اور وہی چاروں بھائیوں کے درمیان رسل و رسائل کے فرائض کو انجام دیتا تھا۔ لیکن مصالحت سے معاملہ طے نہ ہو سکا چاروں بھائیوں میں لڑائی ہوئی۔ ایک بھائی (غلام الشان) ایک طرف اور بقیہ تین بھائی معز الدین جہاں شاہ اور رفیع الشان جنھوں نے باہم عہد کیا تھا کہ غلام الشان پر فرخ پانے کے بعد ملک کو برابر تین حصوں میں تقسیم کریں گے دوسری طرف تھے۔ غلام الشان کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور مارا گیا۔ آٹھ پانے کے بعد جو کثیر زرفعتیوں بھائیوں کے ہاتھ آئے اُس پر پھر جھگڑا ہوا۔ اب معز الدین اور جہاں شاہ برسر پیکار ہوئے۔ رفیع الشان ان دونوں بھائیوں کے باہمی جنگ کے نتیجے کا منتظر ہو کر ملحدہ رہا۔ جہاں شاہ

ہو گیا۔ جہاندارشاہ نے صرف نو ماہ حکومت کی اور فرخ سیر کے حکم سے۔ جو رسی سلطانہ مطابقت فی الجملہ سلطانہ میں قتل کر دیا گیا اور اس کی کفن بادشاہ کے حکم سے منظر عام پر نمایاں کی گئی۔ اس کی قبر دہلی میں بادشاہ ہمایوں کے مقبرے کے سامنے چوتھے پرانے موجود ہے۔

جہاندارشاہ شہزادہ۔ شاہ عالم کا سب سے بڑا رہا تھا۔ سلطانہ عیسٰی میں ماہ اگست ۱۷۰۱ء میں پیدا ہوا۔ احمد شاہ ابدالی جب مرہٹوں کے مقابلے میں پانی پت کے میدان میں مشہور فتح حاصل کر کے پانی پت سے نواح دہلی میں آیا تو اس نے شہزادہ عالی گرجی شاہؔ کو سلطانہ عیسٰی میں ہندوستان کا بادشاہ مقرر کیا۔ شاہ عالم اس وقت دہلی میں موجود تھا اس لیے اس نے اس شہزادے کو جس کا خاندانی نام چوہان تھا مرزا تھا۔ بادشاہ کا نائب مقرر کر دیا۔ شاہ عالم کی کمزور طبیعت کی وجہ سے اس کے زمانے میں سلطنت میں اندرونی خرابیاں اور بد نظمی کی حالت نمودار ہو گئی تھی۔ مرزا چوہان بخت سے جب یہ حالت نہ دیکھی گئی تو وہ یہ خبر معلوم کر کے کہ انگریزی گورنر لکھنؤ میں آ گیا۔ پریل ۱۷۷۱ء میں دہلی سے لکھنؤ اس ارادے سے گیا کہ وہ انگریزوں کی مدد سے سلطنت کی حالت کی اصلاح کرے لیکن اسے کچھ مدد نہ ملی۔ جب چار سال یوں ہی گزر گئے تو اس نے سلطانہ عیسٰی انگلستان کے بادشاہ جارج سوم کو ایک خط لکھا تھا کہ وہ گورنر جنرل ہند کو بادشاہ شاہ عالم کی امداد کا حکم دیں۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خط انگلستان کو روانہ بھی ہوا یا نہیں۔ اس شہزادے آخر وقت یہ خواہش کی کہ وہ اٹلی میں ایک کی مدد سے

اور اس کا بیٹا فرخندہ اختر اس لڑائی میں قتل ہوئے اس کے بعد رفیع الشان سے بھی خاموش نہ رہا گیا۔ اور باوجود قلت سپاہ اور عدم قابلیت جنگ کے اپنے بڑے بھائی سمر الدین کے مقابلے پر آیا۔ اس کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے دونوں بھائیوں کا ہوا تھا۔ سمر الدین ہر سردعیان سلطنت کو بھڑکانے لگانے کے بعد با دن برس کی عمر میں تخت و تاج شاہی کا مالک ہو کر بروز پنج شنبہ تاریخ ۱۰ اپریل ۱۷۷۱ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ میں جہاندار شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے رسم دل خاں۔ اور اور دی خاں اور قلعہ خاں کو نہایت برحمتی سے قتل کرادیا۔ ذوالفقار خاں کو اس نے وزارت کے عہدے پر مامور کیا۔ اس کے وقت میں فتح و فوج کو بہت ترقی ہوئی۔ یہ بادشاہ نہایت آرام طلب عیش پسند۔ کمزور طبیعت واقع ہوا تھا۔ اس کو عورتوں کی طرح اپنے جسم کی آرائش کا بہت شوق تھا۔ ایک کسی لال کو رے اس کو کمال تفتیح تھا۔ اس کو امتیاز محل کا خطاب دیکر محل میں داخل کر لیا تھا۔ لال کنور کے سگے بھائی۔ خوش حال خاں کو صوبے لدھی اکبر آباد اور منصب چیچ ہزاری سہڑ سوار مرحمت ہوا اور اس کے چچرے بھائی سمس نعمت خاں کو بھی منصب عطا ہوا۔ بادشاہ کی اس قسم کی خفیت الحاکم کا سے امرائے دولت میں بہ دلی پیدا ہو گئی تھی۔ آخر فرخ سیر نے جو عظیم تابو میں حکومت کر رہا تھا۔ یہ عبداللہ خاں اور حسین علی کی مدد سے اس کے قریب ایک لڑائی میں جہاندارشاہ اپنے چچا کو شکست دی اور اس کو قلعہ دہلی میں نظر بند کر کے۔ تخت شاہی کا مالک

قلندر اگر کو فتح کرے مگر کامیابی نہ ہوئی، بالآخر وہ پھر انگریزوں کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوا۔ نواب و بربر نے انگریزوں کی سفارش سے باغ لاکھ روپیہ سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ بنارس میں اس نے سکونت اختیار کر لی مگر مئی ۱۸۳۱ء میں اس نے مطابق ۲۵ شعبان ۱۲۴۹ھ کو ۲۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اس کا خاندان اب تک بنارس میں آباد ہے۔ جس کا شاہی وظیفہ خزانہ سرکاری سے جاری ہے۔ کارن ڈی ہاسی کے سفرنامے سے پتا چلتا ہے کہ ولایت میں اس کی تصنیف سے ایک کتاب موسومہ مباحض عنایت مرشد زادہ۔

موجود ہے۔ جس کا انگریزی ترجمہ کرنل اسکاٹ نے کیا تھا اور جو مسٹر ہسٹنگز کے ریویو آف دی اسٹیٹ آف بنگال کے تحت کے طور پر شائع ہوا تھا۔

جہاں شاہ ترکمان - بن قراہست ترکمان سکندر

ترکمان کا بھائی تھا۔ سکندر ترکمان کی وفات کے بعد ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۲۴۹ھ میں شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور نے اس کو آذربائیجان کا صوبہ دار بنایا تھا۔

سکندر ترکمان کی وفات تک جو ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۲۵۱ھ میں واقع ہوئی اس کی حکومت اس صوبہ

تک محدود رہی لیکن اس کے بعد ہی اس نے فارس کا بڑا حصہ فتح کر لیا اور اپنی فوج دیار بکر تک

لے گیا اور ایک لڑائی میں جو حسن بیگ عرف اذن حسن حاکم دیار بکر سے ہوئی تھی، ہلاک۔ نومبر

۱۲۵۱ھ مطابق ۱۲۵۱ھ رجب الثانی ۱۲۵۱ھ ۲۰ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ اس نے ۲۰ سال قمری سے

زیادہ حکومت کی۔

جہاں شاہ شہزادہ - بادشاہ بہادر شاہ کا تیسرا

لڑکا تھا۔ بہادر شاہ کی وفات کے بعد اس کے

بیٹوں میں پانچ سالہ میں سلطنت پر خاندانی ورثہ ہوئی۔ اسی لڑائی میں بہت کم لاہور ماہ پانچ سالہ میں قتل ہوا نہ صرف وہ قتل ہوا بلکہ اس کا بھائی رفیع الشان اور اس کا لڑکا بھی کام آیا۔

ان مقتولین کی لاشیں لاہور سے دہلی کو بھیجیں اور خاموشی کے ساتھ بادشاہ ہمایوں کے مقبرے میں جس کو خاندان شاہی کالج شہیدوں سمجھا چاہیے دفن کر دی گئیں۔

جہانگیر قلی خاں - خاں اعظم مرزا عزیز کو کا لڑکا

تھا۔ لکھنؤ جہانگیر کے عہد میں ملازمت شاہی کی خزانہ دار بن گیا۔ جلوس شاہ جہانی کے پانچویں سال یعنی

۱۲۵۱ھ مطابق ۱۲۵۱ھ میں فوت ہوا۔

جہانگیر قلی خاں کوٹلی - پیر خاں ہزاری کے منصب

کا ایک امیر تھا جس کو جہانگیر نے ۱۲۵۱ھ میں فوت ہوا۔

۱۲۵۱ھ میں صوبہ دار بنگال مقرر کیا تھا اور بنگال

میں ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۲۵۱ھ میں فوت ہوا۔

جہانگیر مرزا - امیر تیمور کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اپنے

باپ سے قبل ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۲۵۱ھ میں فوت

ہوا۔ اس کے بیٹے کا نام پیر محمد تھا۔

جہانگیر مرزا - اکبر شاہ ثانی کا سب سے بڑا بیٹا

تھا۔ اس نے دہلی کے ریڈنٹ مسٹر بیٹن ریستون پلا کیا تھا۔ لہذا وہ بطور شاہی قیدی کے الگ آگے بٹھایا

گیا جہاں وہ سلطان خسرو کے باغ میں بہت عرصے

تک رہا۔ وہیں ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۲۵۱ھ میں

۳۱ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کے دفن کے

وقت ۳۱ ضرب انوار کی سلامی سر کی گئی تھی۔

خسرو داغ میں مدفون ہوا۔ کچھ دنوں بعد اس کا تابوت

دہلی کو منتقل ہو کر حضرت محبوب الہی کے جوار میں سپرد

خاک کیا گیا۔

ہماگیر نور الدین محمدؒ اکبر کا بیٹا راجہ بہاری ل

بجھواہ کی لڑکی کے بطن سے تھا۔ اس بیگم نے
شاہی محل میں داخل ہو کر پریم زانی خطاب پایا
تھا حضرت شیخ سلیم ہشتی کی دعا سے جو موضع سیکری
ضلع آگرہ میں قائم ہے کہا پھر ۳۳ سال تک وہاں
مطابق ۱۰۹۵ھ کو پیدا ہوا اس کی
ولادت موضع سیکری ہی میں واقع ہوئی تھی کیونکہ
بادشاہ نے اسی غرض سے کہ موضع محل کی سعادت
شیخ کے گھوس حاصل ہو سکے کو پہلے سے وہاں بھیجا
تھا شہزادے کا نام شیخ کے نام پر جیسا کہ شیخ نے
دعا کے وقت فرمایا تھا مرزا سلیم رکھا گیا بیٹا راجہ
نام شیخ بنایا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں راجہ
بجھواہ اس کی بیٹی سے اس کی شادی ہوئی۔

دوسرا بیٹا راجہ اودے سنگھ کی لڑکی سے ہوا۔
تیسرا بیٹا خواجہ حسن عمر زین خاں کو کا کی دختر یا
بھتیجی سے ہوا۔ چارہ بیٹا شہزادہ اس راٹھور اور ایک
اور ہاڑی۔ راجہ کی لڑکیوں سے بھی اس کی شادی
ہوئی تھی۔ قریب قریب ہر بیگم سے اولاد پیدا
ہوئی۔ شہزادہ غورم جو بعد کو شہنشاہ کے لقب سے
جانشین ہوا راجہ اودے سنگھ کی دختر کی بطن سے
تھا۔ ہماگیر کی سب سے بہاری بی بی نور جہاں
مقامی۔ جس کے ساتھ اپنے جلوس کے چھ سال میں
اس نے نکاح کیا۔ رفتہ رفتہ وہ امور سلطنت میں
اس درجہ ذخیل ہو گئی کہ اس کا نام سکے پر کتبہ
ہو گیا۔

بکرم شاہ جہانگیر یافت صدر زبور

نام نور جہاں بادشاہ و بیگم زور

بتاریخ ۸ جمادی الآخر ۱۰۹۵ھ مطابق ۱۶ اکتوبر
۱۵۷۷ء اڑیس سال کی عمر میں دارا خلافت آگرہ

میں نور الدین جہانگیر کے نام سے سر پر آرائے
سلطنت ہوا۔ جلوس کے بعد سب سے پہلے
اس نے ہماگیر محل کا کم کی یہ ہماگیر طاقی تھی۔ اس کا
وزن چار من اور طول تیس گز تھا۔ اس میں ساٹھ
گھنٹے چلتے تھے۔ اگر کوئی ستم رسیدہ گھنٹہ ہلاتا تھا
تو بادشاہ کو اس کی فوراً اطلاع ہو جاتی تھی۔ اس کے
وقت کے دو ازادہ احکام مشہور ہیں۔ جو اس نے
کل مالک محروسہ میں عاملوں کے دستور العمل کے
طور پر رعایا کی بہبودی کے واسطے جاری کیے تھے۔
اس کے وقت میں کبوتروں کو نامہ بری سکھائی
گئی تھی۔ بادشاہ شکار کا بہت شائق تھا۔ اس نے
۱۱ سال کی عمر سے پچاس برس تک کی عمر کے
شکار کا حساب اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ سترہ ہزار
ایک سو طرسٹھ شکار غواہ اپنے ہاتھ سے اس مدت
میں کیے تھے۔ ان میں چھپا سی شیر تھے۔ پچاس سال
کی عمر کے بعد شکار سے تو بہ کر لی۔ شاعری کا بھی شوق
تھا۔ مصوری بھی جانتا تھا۔ شراب بکھرت پیتا تھا
جس کا ذکر اس نے اپنی سوانح عمری میں نہایت
آزادانہ طریقہ سے لکھا ہے آخر وقت میں کمی ہو گئی تھی
ایون میں جو چالیس سال کی رفیق تھی چھوٹ گئی
تھی کشمیر کے سفر میں مرنے کا مرض غالب آیا۔ اسی
حالت میں کشمیر سے لاہور کو روانہ ہوا راستے
میں ۲۸ صفر ۱۰۹۵ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۵۷۷ء
کو طائر روح نفس عنصری سے پردہ از کر گیا۔ ساٹھ
برس کی عمر پائی۔ تقریباً تیس سال عجب قری
سلطنت کی۔ لاہور میں جہانگیر کا مقبرہ نور جہاں کے
پانچ من موجود ہے، یاد تاریخ وفات ہماگیر جہانگیر
ہو۔ اس بادشاہ کی طرف دو کتابیں منسوب کی
جاتی ہیں۔ جس میں اس نے اپنے عہد کا حال

عمر میں فوت ہوا۔ اُس کا جانشین اُس کا پسر
متین جیایا سندھیا سابق راجہ گوالیار ہوا۔
جیایا سندھیا۔ راجہ جیایا سندھیا کا جو سندھیا
خانہ اُن کا بانی تھا اُن کا تھا۔ سندھیا کے مطابق
میں قتل کیا گیا۔ اُس کا جانشین اُس کا بھائی مادھو جی
سندھیا ہوا۔

جیایا جی راؤ سندھیا۔ راجہ گوالیار تھا۔ پورا
نام ہمارا راجہ عالی جاہ۔ جیایا جی راؤ سندھیا راجہ
جھنکو جی راؤ سندھیا کا متین پسر تھا جس کی وفات
پر وہ بتایا کہ فروری ۱۸۵۷ء میں سندھیا ہوا
اُس کو جی۔ سی۔ بی کا خط تھا کہ رمنٹ انگریزی
کی جانب سے سپہ سالاری کا اعزاز کی عہدہ
عطا ہوا۔ سندھیا میں فوت ہو گیا۔

جیپال اول۔ لاہور کے برجن راجہ ہسپتال کا
پسر تھا۔ اس کی حکومت طول میں سرہند سے
لنگرن تک اور عرض میں کشمیر سے ملتان تک
پھیلی ہوئی تھی لیکن سلطان غازی سے اس کا
مقابلہ ہوا تھا۔ اس مقابلے میں خوریز لڑائی
کے بعد شکست کھائی تھی۔ دوسری مرتبہ رُو
دوشنبہ بتایا کہ نومبر ۱۸۵۷ء میں سلطان محمد
بن بکتگیں نے شکر پور دی تھی۔ اس لڑائی
میں جیپال نے اپنے خاں سرداروں کے جو
اُس کے بیٹے اور بھائی تھے قید ہوا۔ اُس
کی پانچ ہزار فوج میدان جنگ میں قتل ہوئی
عمود نے اُس کی جان بخشی کر کے قید سے رہا
کر دیا تھا لیکن اُس نے زلمے کے اس دستوں
کے مطابق کہ راجہ غیر ملک کے بادشاہ سے
دوبارہ شکست کھائے وہ تخت سے اتار دیا
جاتا تھا۔ چتا پر میٹھ کر اور اپنے ہاتھ سے آگ لگا کر

خود لگھاؤ۔ جن کا نام تزک جہانگیری ہے۔ جس کی
سید احمد خاں نے ۱۸۵۷ء میں سب سے
پہلے چھپوایا تھا اُس کے بعض حصوں کا ترجمہ ڈاکٹر
اڈرس نے انگریزی میں کیا ہے۔ دوسری جلد
تزک جہانگیری کا انگریزی ترجمہ بھی میجر ڈیوڈ پرائس
نے کیا ہے جو لندن میں ۱۸۵۷ء میں چھپا تھا۔

جہانپاں جہاں گشت۔ مخدوم۔ راجا خطہ جو
شیخ جال،

جھجرا خاں۔ شمس الدین نام۔ ان کا خاندان ۱۸۵۷ء
میں بکھڑے سے بدایوں آکر آباد ہوا۔ نسب شیخ
صدیقی عبدالرحمانی تھے۔ فیروز شاہ سو کے امیر
میں داخل تھے سرہند کی صوبے داری پر مامور
رہے۔ بعد میں جب شہنشاہ اکبر کا زمانہ ہوا
اُسے شاہی میں داخل ہوئے اور قلعہ پنجاب
کے قلعہ دار مقرر ہو گئے۔ لیکن ۱۸۵۷ء میں کچھ
روپیے کے عوض میں یہ قلعہ راؤ سرجن باڑ کو
جو میواڑ کا ماتحت مانا جاتا تھا اُسے کر دیا۔ بعد
اکبری کے آخری دور میں وفات پائی۔ بمقام
بدایوں (سراے مل)، اپنے خاندانی گورستان
میں ایک گنبد سندھیا کے مطابق ۱۸۵۷ء میں
تعمیر کیا۔ بعد وفات خود بھی وہیں مدفون ہوئے
جھنکو راؤ سندھیا۔ جس کو کوئی راوی بھی کہتے ہیں
دولت راؤ سندھیا کی وفات پر اُس کی بیوہ باجی
نے جھنکو راؤ سندھیا کو راجہ گوالیار مقرر کیا
۱۸ جون ۱۸۵۷ء کو سندھیا بنوا لیکن چونکہ وہ
اُس وقت صرف ۹ سال کا تھا۔ لہذا باجی بائی
منتظم ریاست رہی اُس نے ۱۸۵۷ء میں حکومت
کی باگ اپنے ہاتھ میں اور ۱۵ سال چند ماہ حکومت
کی بتایا کہ فروری ۱۸۵۷ء میں ۲۲ سال کی

خود کشی کر لی تھی اس کے بعد اُس کا بیٹا سسی
آندیا پال راجہ ہوا۔

جیپال ثانی۔ اندیا پال کا لڑکا تھا۔ سلسلہ میں
اپنے باپ کی جگہ لاہور کا راجہ ہوا۔ سلطان محمد
نے سلسلہ میں اُس کو ایک بڑی لڑائی میں
جو دریائے راوی کے قریب ہوئی تھی شکست
دی اس لڑائی کے بعد سلطان محمود کی طرف
سے لاہور میں ایک مسلمان صوبے دار بننے
لگا اور لاہور کی ہندو حکومت کا خاتمہ ہو گیا
جیپال اجیر کو بھاگ گیا۔ یہی واقعہ ہندوستان
میں سلطنت اسلامی کی بنیاد قائم کرنے والا
سمجھا جاتا ہے۔

جیحی بیگم۔ شہنشاہ اکبری کی دایہ اور مرزا عزیز کو کاکی
نان تھی۔ مرزا میرنے اکبری عہد میں ہی عزت پائی
اُس کو شہنشاہ اکبر نے خان اعظم کا خطاب
عطا کیا تھا۔ جیحی بیگم ۱۵۷۵ء مطابق سن ۹۸۳
میں فوت ہوئی اُس کی وفات پر اکبر نے فلہا
رنج و مال کیا اور بطور اعزاز خود اُس کے
جنازے کو کنبھا دیا۔

جے چندر راء ٹھوڑ۔ قنوج کا آخری راء ٹھوڑ
راجہ تھا۔ بکسر سے لیکر قنوج تک سارا
ملاک اُس کے زیر حکومت تھا۔ اس نے
اپنے رہنے کا محل جس کو وہ بہت پسند
کرتا تھا۔ موجودہ قنوج کے قریب ۱۵۵۷ء
مطابق سمت ۱۲۱۶ میں تعمیر کیا تھا۔ موجودہ
شہر قنوج کو فیروز شاہ نے سال ۱۵۵۷ء
مطابق ۱۵۵۷ء میں اپنے چچا غفر الدین محمد
جوناں کی یادگار میں تعمیر کرایا تھا "شہر قنوج"
سے اس کی تعمیر کا سنہ برآمد ہوتا ہے کہ قبل

بھاٹ صاحب کی تاریخ سے پایا جاتا ہے کہ جے چندر
کی حکومت کا زمانہ بارہویں صدی عیسوی
کے قریب قریب ہے۔

جگ سنگھ اول راجہ۔ جو عام طور پر مرزا راجہ
کچھواہا کہلاتا تھا۔ راجہ مہا سنگھ ولد تپا سنگھ
ولد راجہ مان سنگھ کا بیٹا تھا۔ شاہجہان کی
ملازمت میں تھا اور ۱۶۵۷ء کے قریب اُس کے
فائدہ لگنے دکن کے صوبہ جات مفتوحہ کے
صوبیداری عطا کی تھی۔ سلسلہ میں وہ
دربار میں واپس بلایا گیا تھا۔ برہان پور پٹنکر
راستے میں ۲۸ محرم ۱۰۳۵ھ مطابق سن ۱۶۲۶ء
کو فوت ہو گیا۔ تمام راجپوت راجاؤں میں
وہ علی لحاظ سے قابل سمجھا جاتا تھا۔ ہندی اور
سنسکرت کے علاوہ ترکی فارسی اور عربی
بھی جانتا تھا۔ اس خاندان میں یہ دستور
تھا کہ لڑکوں کا منہ دس بارہ برس کی عمر
تک کوئی مرد نہیں دیکھنے پاتا تھا۔ اُن کی
تعلیم اس طرح ہوتی تھی کہ لڑکے اور استاد
کے درمیان میں چٹن ڈال دی جاتی تھی۔

راجہ جے سنگھ کی تعلیم بھی اسی طریقے سے
ہوئی تھی۔ اس کے سکوا یہ رسم بھی تھی
کہ راجہ زمین پر پاؤں نہیں رکھتے تھے
جس طرح بچوں کی ہوا کھانے کی گاڑیاں
ہوتی ہیں اسی قسم کی گاڑیوں سے کام
لیا جاتا تھا۔ راجہ شیو پر شاہ اپنی سولخ
میں لکھتے ہیں کہ اُنھوں نے یہ گاڑیاں جو
جو سونے چاندی کی بنی ہوئی تھیں اپنی
آنکھ سے دیکھیں جن کے کھینچنے کے لیے
دو برہمن مقرر تھے اور دس ہزار روپیہ

کی جاگیر پاتے تھے۔ ہوا محل اسی ریاست میں سب سے بلند و منزل کی عمارت ہو اس پر چڑھنے کے لیے بجائے زینے کے ایک کھرنبہ بنوایا گیا۔ ہماراج کی گاڑی جسے گھوڑا کہتے ہیں اس کھرنبے پر بوجھ کر اڑ پڑتی جاتی ہو۔ اس کے بعد رام سنگھ اس کا بڑا بیٹا راجہ ہوا۔

جی سنگھ نے آگرہ میں بہت سی عمارات تیار کرائی تھیں لیکن امتداد زمانے نے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ وہ مقام جہاں یہ عمارات کسی زمانے میں تعمیر ہوئی تھیں اب بھی موجود ہیں جو سنگھ پورہ کہلاتا ہے۔

جی سنگھ ثالث راجہ۔ جی پور کا راجہ راجہ جت سنگھ کا لڑکا تھا جو اپنے باپ کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا جو سنگھ کو اس کے دادا نے جس کا نام جیوٹا رام تھا سمیت ۸۹۱ یا جنوری ۱۸۸۷ء میں قتل کر دیا اور اس کا شیروار پکا جس کا نام رام سنگھ تھا اس کا جانشین ہوا۔

جی سنگھ سوانی ثانی۔ جیوٹا قوم کا راجپوت تھا۔ اس کے باپ کا نام بٹن سنگھ تھا جو رام سنگھ ولد مرزا راجہ جی سنگھ کا پوتہ تھا۔ یہ راجہ بھی عام پور مرزا جی سنگھ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ صوبہ اجمیر میں ایک بڑے جھٹ ملک کا جس کو اس وقت امیر کہتے تھے راجہ تھا۔ اس راجہ نے اپنے راج میں ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام جی پور رکھا۔ اس لیے وہ راجہ جی پور کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور آج تک اس کے جانشین اسی نام سے مشہور ہیں۔ اس کا باپ بٹن سنگھ تقریباً سال ۱۷۷۷ء مطابق ۱۸۰۰ء سمیت میں فوت ہوا۔ اس کے فوت ہو جانے پر اس کو عالمگیر نے

راجہ کا خطاب مع منصب ایک ہزار پانچ سو کے عطا کیا۔ عالمگیری کی وفات کے بعد جی سنگھ اعظم شاہ کا مددگار ہوا۔ اور بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر سہ ہزاری کا منصب جی سنگھ کو عطا کیا۔ جی سنگھ اور جی سنگھ میں راج پر جھگڑا ہوا۔ بادشاہ دونوں میں کسی شخص کو ناخوش کرنا نہ چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے راج کو ضبط کر لیا۔ اور سب حسین علی خاں کو وہاں کا فوجدار کر دیا۔ مستلزم مطابق ۱۸۱۷ء میں بادشاہ اپنے بھائی مہم بخش کی سرکوبی کے غرض سے دکن کو روانہ ہوا۔ جی سنگھ نے موقع پا کر اجمیر میں سکھ راجہ ٹھوڑی مدد سے فوجدار شاہی کا مقابلہ کیا۔ اور فوجدار کو قتل کر کے اس سو بے پر قبضہ کر لیا۔ فرخ سیر کے عہد میں اس کو دھراج راجہ جی سنگھ کے خطاب سے معزز کیا گیا اور محمد شاہ کے عہد میں سوانی کے خطاب سے معزز کیا گیا۔ مستلزم مطابق ۱۸۱۷ء وہ مالوے کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس نے نجوم کی تعلیم کے واسطے پانچ لاکھ روپے دیے اور اس وقت متھرا میں تین لاکھ روپے میں تعمیر کرائیں اور بادشاہ کے نام پر علم نجوم کی ایک کتاب نیک محمد شاہی شائع کی۔ اس نے ہندو متناق کے ہر صوبے میں مسافروں کے آرام کے واسطے اپنے خرچ سے کارواں سرائے اور بازار بنوائے۔ گورنر کے رفاہ عام میں دلچسپی اور اپنے علم کے ذوق و شوق کی وجہ سے وہ رعایا میں بہت ہر دل عزیز تھا۔ ۱۸۱۷ء بمطابق ۱۸۰۰ء شہنشاہ ۱۸۱۷ء کو فوت ہو گیا۔ اس کا جانشین اس کا پسر ابشر سنگھ جس کی وفات کے بعد مستلزم میں ادھو سنگھ اس کا

رویلینچ

چاند۔ دہلی کے چوہان راجہ برہمپتی راج کے زمانے کا ملک اشعرا تھا۔ جب برہمپتی راج شہاب الدین کے ہاتھ میں اسیر ہو کر غزنی بھیجا گیا تو چاند بھی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں نے شہاب الدین کے مرنے پر خودکشی کر لی۔ اس کی پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن اس کی تصانیف سے پتا چلتا ہے کہ وہ لاہور میں پیدا ہوا تھا۔

چاند بی بی یا چاند سلطانہ۔ دکن کی مشہور تاریخی خاتون حسین نظام شاہ والی احمد نگر کی لڑکی مرتضیٰ نظام شاہ کی بہن اور بیجا پور کے علی عادل شاہ کی بیگم تھی۔ مسلمان علی عادل شاہ کی وفات کے بعد اس کا نابالغ بھتیجا ابراہیم عادل شاہ دوم مسند نشین ہوا اس کی نابالغی کے زمانے میں چاند بی بی بحیثیت سرپرست کے بیجا پور کی سلطنت کا کام انجام دیتی رہی۔ وہ اس زمانے میں مشہور مدبر و سیاست دان تھی۔ ۱۵۹۷ء میں جب شہزادہ مراد نے دکن پر لشکر کشی کی تھی۔ اس وقت احمد نگر کو اسی نے مغلوں کے زبردست پیچھے سے محفوظ رکھا تھا۔ اس لڑائی میں جو ہوشیاری مراد نے اور ہمت اور استقلال چاند سلطانہ نے دکھائی وہ تاریخ میں یادگار رہی۔ میدان جنگ میں اگر خود چاند سلطانہ نے کمان کی کیونکہ اس کو اپنے گرفتار ہو جانے کا خوف نہ تھا۔ آخر کار وہ سر بہم نہ پہنچنے کے فوج مغلیہ اس قدر عاجز ہوئی کہ شہزادہ مراد اور اس کے ساتھی چاند بی بی کے ساتھ صلح پر رضی ہو گئے اور یہ شرائط قرار

جائیں ہو۔ اس نے تین رانیاں چھوڑی تھیں جنہوں نے مع اپنی خواہوں کے اس کی چتا پر جان دے دی۔

جوسلگہ یا رانا جوسلگہ۔ رانا سانکا کی اولاد سے تھا۔ اکبر کے زمانے میں اودے پور کا راجہ تھا۔ مختلف معاتق سلطانہ میں اپنے باپ کا جانشین مقرر ہوا۔

جیکب ساسوں۔ بمبئی کا بہت بڑا نامی سوداگر ڈیوڈ ساسوں کا پوتا مشہور تھیں بیرونٹ کا خطاب ملا۔ تتریس کی عمر ہوئی۔ ۱۶۳۳ء کو برطانوی میں بانی نکلا۔ بمبئی میں انتقال ہوا۔ اس کے مرنے پر بیرونٹ کا خطاب اس کے چھوٹے بھائی ایڈورڈ ایس ساسوں پر منتقل ہوا۔

جیل۔ ایک راجہ تھا جس کو تاریخ میں سب سے زیادہ بہادر راجہ کہا گیا ہے۔ ۱۵۵۵ء میں شہنشاہ اکبر اودے پور کے بانی اودے سلگہ پسر رانا سانکا سے ناخوش ہو گیا۔ اکبر نے قلعہ چنور کا محاصرہ کیا۔ رانا سانکا نے اپنے دوسرے داروں جیل اور قہار اپنا ملک چھوڑ دیا اور خود روپوش ہو گیا۔ راجہ جیل اور قہار نے قلعے کے بچانے کی جان توڑ کوشش کی۔ اگرچہ قلعہ چار ماہ کے بعد فتح ہو گیا اور جیل مارا گیا۔ لیکن جیل کی بہادری کے گیت اب تک لوگوں کی زبان پر ہیں۔ اکبر نے ان کی یادگار میں دو بڑے باقی پتھر کے تشروائے ان پر جیل اور قہار کی موتیں سوار کیں اور قلعہ اگرہ کے صدر دروازے پر ان کو بنوایا۔ اگرہ کے اس طریقے سے نصب کرا دیا کہ دونوں ہاتھوں کی سونڈیں لکڑی بن گئی ہیں

اس کا نام چارگلشن رکھا جو چار گلشنوں پر مشتمل ہے۔
گلشن اول بادشاہان ہند کے حال میں۔ گلشن دوم
دوم صوبوں کے حال میں۔ گلشن سوم۔ دہلی سے
چاروں طرف بڑے بڑے شہروں تک جو شہر
گئی ہیں ان کی بنائش اور ایک ایک منزل کا حال
یہ باب اس کتاب کا سب سے اہم حصہ ہے۔ گلشن چہارم
میں ہند و غیر ہند اور جوگیوں کے حالات اور
سلسلے پس سلسلہ میں یہ کتاب اتمام کو پہنچی۔
چراغ علی۔ ریاست حیدرآباد سے نواب اعظم
یار جنگ بہادر کا خطاب ملا۔ صوبہ گجرات کے
صوبیدار اور حیدرآباد میں متحد فاضل رہے۔ بڑے
عالم و فاضل تھے۔ ایک بڑا کتب خانہ جمع کیا
سرحد کی تعلیمی مشن کے خاص حامی تھے۔
تہذیب الاخلاق میں اسلامی مباحث پر
متنوں مضمون لکھے ہیں جو ایک رسلے کی صورت
میں علیحدہ شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۲۰۵ھ میں
مطابق ۱۵ جون ۱۹۰۷ء کو بمقام بمبئی انتقال کیا
پچاس برس کی عمر میں۔ تصانیف درج ذیل ہیں
تحقیق الجہاد۔ اعظم الکلام۔ فی ارتقاء الاسلام
مجموعہ رسائل چراغ علی۔ اسلام کی دنیوی بہتیں
دیگرہ وغیرہ۔ علاوہ عربی۔ فارسی۔ انگریزی
کے عبری۔ کالڈی زبانوں میں بھی کچھ دستگاہ
رکھتے تھے۔ یٹن اور گریک بھی جانتے تھے۔
انگریزی میں بھی ان کی تصانیف ہیں۔ بلکہ
حیدرآباد میں آپ کے نام سے ایک محلہ
آج تک چراغ علی کی گلی کے نام سے مشہور ہے۔
چغتیا خاں۔ جنگیز خاں کا دوسرا بیٹا تھا۔ باپ کے
مرنے پر اس کی وصیت کے مطابق ملک کا
وسطی حصہ جس میں بلخ۔ بدخشاں۔ کاشغر وغیرہ

ہائیں کہ صرف ہزار ہزاروں کے قبضے میں رہے
اور احمد نگر اور اس کے تعلقات چاندنی بی کے
زیر ہستام بہان شاہ کے پوتے بہادر شاہ کے
قبضے میں رہے۔ ۱۹۰۷ء مطابق مسئلہ میں
جب کہ دوبارہ شہنشاہ اکبر کی فوج نے
قلعہ احمد نگر پرورش کی۔ جیشہ خاں خواجہ سہیل
بھٹن اہل قلعہ سے سازش کر کے چاندنی بی کو
مار ڈالا اس کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔

چتر سال۔ بنیہ لکھنؤ کے سردار چیت سنگھ کا لڑکا
تھا۔ باپ کے بعد بند لکھنؤ کا راجہ ہوا۔ مرہٹوں
کی بڑھتی ہوئی قوت کے خوف سے مرہٹوں کے
سردار باجے راؤ سے عہد نامہ کر لیا اور اپنے
ملک کا ایک تہائی حصہ باجے راؤ اول کو
شرط پر ویدیا لکھنے کے بعد اس کے
جانشین چتر سال کے ملک کی حفاظت کرے۔
چتر سال ۱۸۱۷ء میں مر گیا اور دو لڑکے
ہر دے ساہ اور گیت زان چھوڑے۔ مرہٹوں
کو جو ملک چتر سال سے ملا تھا۔ اس میں کاپی۔
سیرویج۔ کوچنگرا کو بیٹہ اور ہر دے نگر شامل تھے
اور ٹھوڑے عرصے کے بعد جب بنیہ لکھنؤ کے
افسر لڑائی میں قتل ہو گئے اور چتر سال کے
اولاد میں سے بھرت سنگھ کے پوتے ناناجن
نے ملک کو ویران کر ڈالا تو نانافرویس نے جو
اس وقت مرہٹوں کا وزیر اعظم تھا۔ چتر سال
کے عہد نامے کا کچھ خیال نہ کر کے اس کے تمام
ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔
چتر من رائے۔ رائے قوم کا ستھ سکینہ۔
اس نے وزیر الملک فازی الدین خاں کی
فرمائش سے۔ ہندوستان کی تاریخ لکھی اور

شال تھا۔ اس کے حصہ میں آیا لیکن اس نے اپنے حصہ ملک میں نائب مقرر کر رکھے تھے۔ وہی سیاہ پسیدے مالک تھے۔ یہ خود اپنے بڑے بھائی آقا خاں کے پاس جو مشرقی حصہ ملک پر مکران تھا اپنی زندگی غزلت گزینی میں بسر کرتا تھا۔ آقا خاں اس کی نیکی کی وجہ سے اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ آقا خاں سے سات ماہ پہلے جون ۱۳۳۵ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۳ء میں فوت ہوا۔

چکبست۔ ہندو تہذیب و تمدن کا نام چکبست تخلص۔ وطن آہانی لکھنؤ میں مسلمان فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ کیننگ کالج لکھنؤ سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد تانزن کا امتحان دیا اور اب لکھنؤ میں وکیل ہیں۔ شاعری میں آتش اور انیس کی متلا ہیں۔ اساتذہ کا کلام پڑھنے کا بھی بہت شوق ہے۔ شریں بھی اچھے مضامین لکھتے ہیں اور چند لوگوں کے کلام پر ریویو کیے ہیں کلام کا مجموعہ صبح وطن کے نام سے لکھنؤ سے ۱۳۵۱ء میں شائع ہوا ہے۔ گزاردیم پر ایک مہذب تنقید لکھی ہے **چکر چو پاں** (سیر) سازنگ پور ضلع پٹواڑ میں پختہ پڑا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے ترو وسط چوتھے میں تھی۔ قبر مرکتے مرکتے اب کو نے میں ہو گئی ہے اس لیے ان کو وہاں کے ہاشیے پر سر کی کھٹی **چمچیا جی**۔ مرہٹہ سردار رگننہ راؤ کا چھوٹا لڑکا تھا مادھوراؤ دوم کے بعد تختہ طور سے ۱۳۵۱ء میں پونا میں تخت پر بٹھا گیا لیکن غلطی سے مرے کے بعد معز دل کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کا بڑا بھائی باجی راؤ دوم ۱۳۵۲ء کو بیٹھا۔

چندر اصحاب۔ چند اصحاب حسین دوست محمد خاں کا لقب تھا۔ جو کہ ارکاٹ کے نواب کا داماد تھا اس نے اپنی فوجی خدمات سے اس ریاست میں اچھا رسوخ حاصل کیا تھا۔ ٹرچن پانی کی حکمرانی کو اس نے اپنی باتوں سے رام کر لیا حتیٰ کہ مسلمان اس شہر پر خود قابض ہو گئے اس میں اس کو مرہٹوں نے ستارہ کے قلعے میں قید کر دیا لیکن مسلمانوں میں ڈوپلے کی مدد سے رہا پائی اور منظر جنگ نے اس کو ارکاٹ کا نواب بنا دیا۔

۱۳۵۱ء مطابق ۱۳۵۱ء میں مرہٹوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا اور اس کا سر محمد علی خاں کے پاس جو اس وقت انگریزوں کی مدد سے ارکاٹ کا نواب بن گیا تھا بھیج دیا گیا۔ محمد علی خاں نے تقریباً چالیس سال حکومت کی۔ **چندر اکنور**۔ لاہور کے مہاراجہ پنجیت سنگھ کی رانی اور دیپ سنگھ کی ماں تھیں ۱۳۵۱ء میں کنشٹنٹین میں انتقال کیا۔

چندر امہ لقا۔ چند امہ لقا جید رآباد کی مشہور طوائف جو فن شعر میں قابلیت رکھتی تھی۔ صاحب دیوان تھی۔ اس دیوان پر شیر محمد خاں مخلص بہ ایمان نے نظ ثانی کی تھی۔ اس کی تاریخ وفات صیح نہیں معلوم لیکن اس قدر پتا چلتا ہے کہ اس نے یکم اکتوبر ۱۳۵۱ء کو اپنے ہاتھ سے اپنے دیوان کی ایک جلد کپتان مالکھم کو نذر کی تھی۔ جلد اب بھی ایسٹ انڈیا ہوس لائبریری میں موجود ہے۔

چندر بھان برہمن۔ چندر بھان پٹیلے کا باشندہ تھا اس کو فارسی زبان میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ برہمن تخلص کرتا تھا بھان بھان

بادشاہ صاحبقران کے بڑے بیٹے داراشکوہ کے دربار میں میرمنشی رہا تھا۔ گلدستہ تختہ الانوار تختہ الفصحی، مجمع الفکر، چارچمن، مشیات برہن جن میں اس نے اپنے مکتوبات کو جمع کیا ہے۔ اور ایک دیوان فارسی اس کی تصنیف سے ہے۔ داراشکوہ کی وفات کے بعد وہ بنارس چلا گیا تھا اور وہیں سلطانہ مطابق سترہ برس فوت ہوا۔

چندر گیتا۔ اس نے خاندان ہند کے تمام ہماذگان کو قتل کر کے سلطنت گلدھ کو جس کا دار السلطنت مشہور و معروف شہر ہائی پتر تھا فتح کیا اور یلوکس نمکیش کی روکی سے شادی کی۔ اشوک اسی کا پوتا تھا

چندر لال۔ پیدائش ۱۱۱۱ھ رنے رائن اس کے بیٹے تھے ان کا سلسلہ نسب راجہ ٹوڈل سے ملتا ہے۔ پہلا نواب کشمیر جنگ کی کشتی میں کام کیا۔ پھر والی دکن کے یہاں تعلقہ موروثی کے کارپرداز رہے۔ سلطانہ میں راجہ بہاؤ اور سلطانہ میں ہماراجہ اور سلطانہ میں راجہ راجایاں کے بندیریج خطاب پائے۔ نواب ناصر الدولہ سلطانہ میں وزیراعظم مقرر ہوئے۔ نہایت فیاض اور ملودست تھے۔ اپنی عمر کا زیادہ حصہ ملکی خدمات میں صرف کیا۔ اور ۱۱۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ شاعری میں شادوں کا خاص تھا۔ اردو میں شاہ نصیر دہلوی سے سیکھتا تھا۔

چنگیز خاں۔ چینی تاتا رکے اُن بلند اور وسیع میدانوں میں جو ہنگو کیا کہلاتے ہیں۔ چندر خانہ بدوش قومیں رہتی تھیں۔ جو ایک ہی مورث کی اولاد تھیں۔ نہایت غوغو اور

سخت دل اور جنگ جوشہو رتھیں۔ اسی قوم میں سلطانہ مطابق ۱۱۱۱ھ میں چنگیز خاں پیدا ہوا۔ تیرہ سال کی عمر میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اُس وقت متفرق طور پر ہر قوم کا جدا جدا سردار تھا۔ اس کا باپ بھی ایک سردار تھا۔ اس کو اپنے گروہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی لوگ اس کی جان کے در پر تھے اور اس کو سردار بنانا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن اس نے کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد اپنے دشمنوں پر کامل فتح حاصل کی۔ اور بالآخر تمام متفرق اقوام کو متحد کر کے سلطانہ مطابق ۱۱۱۱ھ میں ان کا بادشاہ بن گیا۔ اور خاقان کا لقب اختیار کیا۔ اور رفتہ رفتہ دار السلطنت بنایا اس کے بعد اُس نے جنوب و مغرب کی طرف رخ کیا۔ سلطانہ مطابق ۱۱۱۱ھ میں اُس نے کل تاتار اور چین کو اپنا ماتحت کر لیا۔ خوجنہ۔ بخارا۔ سمرقند۔ بلخ۔ ارغچ۔ فیسا۔ نیشاپور۔ ہرات۔ دی۔ اُس نے فتح کیے اور دنیا کا فتح مشہور ہوا۔

چورامن۔ یہ ایک بہادر جٹ تھا جس نے بادشاہ اورنگ زیب کے دکن کے آخری سفر میں شاہی خزانہ کو لوٹ کر آکر گہرے ۱۴ کوس کے فاصلے پر بھرت پور میں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا تھا۔ اور اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ بھرت پور کے راجہ اسی کی اولاد ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد جب محمد شاہ بادشاہ قندھار الملک سید عبداللہ خاں میں جنگ جھڑپی تو اس لڑائی میں چورامن بھی کام آیا۔ اور اس کا لڑاکا بدن شکہ اُس کے مرنے پر نومبر ۱۱۱۱ھ مطابق

روایت

حاتم دشاہ، شیخ غفور الدین کا تخلص ہے۔ دہلی دکنی کا
ہم عصر تھا۔ دہلی میں ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں
پیدا ہوا۔ سپہ گری پیشہ تھا۔ پیشتر رفر تخلص تھا۔
فارسی شاعری میں صاحب کا پیر و تھا۔ اس کی
اردو شاعری کی ابتدا اُس وقت ہوئی جبکہ
۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء میں دیوان ولی دکن
سے دہلی آیا۔ دہلی میں سب سے پہلے حاتم ہی
صاحب دیوان اردو کا شاعر گزرا ہے دو بین
دیوان اردو کے اور ایک فارسی دیوان اس
یادگار ہے۔ آخر زمانے میں اردو کی اصلاح کی
طرف خاص توجہ کی تھی۔ یعنی بہت سے
غیر مانوس اور غیر فصیح الفاظ ترک کر دیے تھے
لیکن مام لوگوں نے اس کی پابندی اور توجہ
نہ کیا۔ بالآخر قریباً سو برس کے بعد ناسخ و آتش
ذوق و موسی کے وقت میں رفتہ رفتہ اس کے
خیال کی تکمیل ہوئی۔ اور اردو موجودہ فصاحت
کے زینہ پر پہنچ گئی۔ اردو شاعری میں یتا لیس
اصحاب کو ان سے تلمذ حاصل تھا۔ جن میں بے
زیادہ نامور مرزا رفیع المسودا ہیں۔ شاہ حاتم
نے تارک الدنیا ہو کر میر بادل شاہ سے صحبت
کی تھی۔ پچاسوے سال کی عمر میں ماہ رمضان
۱۱۰۰ھ میں انتقال کیا۔ دہلی میں دہلی دروازہ
کے باہر قبر ہو۔ بقول بعض سال وفات
۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء ہے

حاتم دریاں، سنبلی، شاگرد و مرید شیخ عزیز اللہ
سنبلی اپنے زمانے کے بے ہمتا۔ عالم و فقیہ لہو

عمر ۳۰ سالہ میں جانشین ہوا۔
چیت سنگھ راجہ۔ بلونت سنگھ پسر منارام بانی
ریاست بنارس کا جانشین اور لڑاکا تھا۔ ۱۱۰۰ھ
میں باپ کے ہرنے کے بعد بنارس کا راجہ ہوا
وارن ہیسٹنگس گورنر جنرل ہند نے حزیہ
ساوان ملکی ضرورتوں کے پورا کرنے کی غرض سے
منجانب گورنمنٹ آف انڈیا۔ اگست ۱۱۰۰ھ
میں طلب کیا۔ راجہ کے انکار کرنے پر گورنر
جنرل نے اُس کو قید کر لیا۔ اس پر بلوہ ہوا۔
سپاہیوں کی دو کمپنیاں اور افسر مارے گئے
لیکن آخر کار راجہ چیت سنگھ کو شکست ہوئی۔
اُس کا قلعہ چھین لیا گیا۔ دو گدی سے اتار دیا
گیا۔ راجہ مہیب نرائن اُس کا بھتیجا جانشین ہوا
چیت سنگھ نے گوالیار میں پناہ لی۔ ۱۱۰۱ھ اور ۱۱۰۲ھ
۱۱۰۰ھ کو وہیں مر گیا۔
چیت سنگھ خاں (ملاحظہ ہو نظام الملک آصف شاہ
اول)

————— ❦ —————

متقی تھے۔ کہتے ہیں کہ شرح مفتاح و مطول کو اپنے
بسم اللہ سے تائے تحت تک چالیس مرتبہ
پڑھا تھا۔ ایسا ہی دیگر کتب پر قیاس کرنا چاہیے
جب ملا علی الدین رازی نے حاشیہ عقائد
مصنفی تصنیف کر کے اس کو دعویٰ کے ساتھ
میاں حاتم کے سلسلہ پیش کیا تو آنھوں نے
آپنی باریکیاں نکالیں کہ ملا کو لاجواب ہونا پڑا۔
۷۰ سال کی عمر یا کر ۷۵ یا ۸۰ میں۔
انتقال کیا۔

حاتم اصم۔ کافوں سے معذور تھا۔ اسی وجہ سے
الاصم کہلاتا تھا۔ اپنے علم و فضل و زہد کی وجہ
سے نہایت مقتدر تھا۔ ثقیف بنی کا شاگرد تھا
اور احمد خضرویہ کا استاد تھا۔ سلسلہ مطاہرین
۲۳ میں متوکل خلیفہ بغداد کے زمانے میں
وفات پائی۔ اور اپنے وطن بنی ملک خراسان
میں دفن ہوا۔

حاتم طائی۔ عرب میں قبیلہ بنی طح کا مشہور عربی
سردار۔ قیاضی ہمدانی اور شاعری میں بہت
مشہور تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے
کچھ ہی پیشتر گزرا ہو۔ کبھی کبھی سائل کو خالی
نہ پھرتا۔ اس نے جوش سخاوت میں اپنے عزیز
گھوڑے اور اسلحہ کے دینے میں بھی عذر نہ
کیا۔ عرب میں موضع انور میں اس کا مقبرہ
ابھی تک ہے۔ "حاتم طائی" فارسی نامی کتاب
میں جن کا اردو میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ اس کے
کا زمانے درج ہیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ
ڈبچن۔ فارسی اسے ایم نے کیا ہے۔

حاتم علی بیگ۔ مرزا۔ دلا حظ ہو
امر

حاجی بیگ۔ ہمایوں کی بی بی قلی دلا حظ ہو جمیدہ
انویگ۔

حاجی خلیفہ۔ ایک مشہور مصنف تھا۔ عملاً مصطفیٰ
حاجی خلیفہ کہلاتا ہے۔ فضلاء اس کی تصنیف پر
کشف الخفون۔ تقویم التواریخ رومی بھی اسی کی
تصانیف ہیں۔ تقویم التواریخ رومی میں ابتدائے
آفرینش سے مشعلہ مطابق مشعلہ تک کے
مشہور واقعات بالترتیب ایک نقشے کی صورت
میں درج ہیں۔ سلطان محمد چہارم شاہ قسطنطنیہ کے
زلزلے میں ترکی زبان سے عربی میں کا ترجمہ ہوا
کشف الخفون سوانح مشاہیر کی ایک کتاب ہے
جس کا انگریزی اور لاطینی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے
جیمس اسٹینٹون کی تاریخ کبیرہ مصنف
بھی اسی کو لکھا ہے تواریخ وفات مشعلہ مطابق
مشعلہ ہے۔

حاجی محمد بیگ خاں۔ مشہور مصنف میرٹھالہ کی
بابہ ترکی النسل تھا۔ لیکن اس کی پیدائش عباس آباد
راستخانہ کی تھی۔ مادر گردی میں فارس سے
ہندوستان چلا آیا۔ نواب ابوالنور خاں صفدر جنگ
کے مصاحبوں میں داخل ہوا۔ صفدر جنگ نے
اپنے بھتیجے محمد قلی خاں کو ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۶۲ھ
میں اپنا نائب مقرر کیا۔ اور اس کی ماتحتی میں
حاجی محمد بیگ کا فخر ہوا۔ صفدر جنگ کے
مرنے پر جب شجاع الدولہ کا داماد آیا اس نے
محمد قلی خاں کو قتل کرادیا۔ اس واقعہ کے بعد
حاجی محمد بیگ اپنی جان بچا کر سو پڑ بنگال کو
بھاگ گیا۔ اور وہیں اپریل ۱۷۶۹ء مطابق
ذی الحجہ ۱۱۷۹ھ میں بمقام مرشد آباد فوت
ہو گیا۔

حاجی محمد خاں (دیس تانی) یہ پہلے بیرم خاں خان خاناں کی ملازمت میں تھا۔ جب خان خاں خاں علیحدہ ہوا اس کو اکبر نے سہزاری منصب عطا کیا۔ وہ منعم خاں خان خاں کے ہمراہی میں بنگال کو بھیجا گیا تھا۔ اسی اثنا میں بمقام گوڑ ۹۸۳ھ مطابق ۱۵۷۵ء فوت ہوا۔

حاجی محمد جاں مشہدی۔ مشہد کارہنے والا تھا اس کا تخلص قدسی تھا۔ شاہجہاں کے زمانے میں ملک اشتر ہوا۔ نظر نامہ شاہجہانی اسی کی تصنیف سے ہے۔ ۹۸۶ھ مطابق ۱۵۷۳ء میں فوت ہوا۔

حاجی محمد کشمیری مولانا۔ اس کے مورث اعلیٰ ہمدان سے میر سعید علی ہمدانی کے ساتھ کشمیر آئے۔ حاجی محمد کشمیری کا مولد کشمیر ہے۔ لیکن اس نے نشوونما دہلی میں بائی۔ اکبر کے زمانے کا ایک نامور شاعر تھا اور جمعرات کے دن ۲۲ ستمبر ۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۲ء صفر ۱۰۲۱ھ میں فوت ہوا۔

حاذوق حکیم۔ حکیم مہام کا بیٹا بولنچ گیلانی کا بیٹجا تھا۔ شاہجہانی عہد میں گزرا ہے۔ مشہور طبیب اور شاعر تھا ۱۰۷۵ھ مطابق ۱۶۶۲ء میں فوت ہوا۔

حاذق الملک۔ (ملاحظہ ہو مسیح الملک) **حارث بن ابی مالہ**۔ حضرت بنی خدیجہ کے پہلے شوہر سے فرزند تھے۔ جب پہلی مرتبہ مسلمان ہوئے تو ادچالیس تک پہنچ چلے پر آنحضرت صلم نے حرم کعبہ میں جا کر توحید کا اعلان کیا تھا تو کفار اہل حضرت صلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ حارث یہ خبر سن کر دوڑے آئے کافروں نے

ان کو شہید کر دیا۔ راہ اسلام میں یہ پہلی شہادت تھی۔

حافظ آبرو۔ نور الدین بن اطف انداس کا نام ہے "سایح حافظ آبرو" کا مصنف ہرات میں پیدا ہوا۔ بچپن ہمدان میں گزارا وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ امیر تیمور کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل کیا۔ امیر تیمور کی وفات کے بعد شاہ رخ مرزا کے درباری شعرا میں داخل ہوا۔ تباہ زادہ بایسنقر اس کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس نے زبدۃ التواریخ بایسنقر جو تمام دنیا کی تاریخ ہے لکھی۔ جس میں عالم کے مختلف مذاہب اور رسوم کا جو ۹۵۴ھ مطابق ۱۵۴۶ء تک دنیا میں رائج ہو چکی تھیں حال لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے تصنیف سے پانچ سال کے بعد ۱۰۳۳ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں شہر زنجان میں فوت ہوا۔

حافظ آدم۔ شیخ احمد سرہندی کا مرید اور خلیفہ ۱۰۴۸ھ میں سکھوں کے گرد قیام ہمار کے ساتھ مل کر اس نے اپنی ایک بڑی جماعت بنائی تھی۔ اس کے بعد قرب و جوار کے باشندوں سے خراج وصول کیا۔ شہنشاہ عالمگیر نے سندھ کے پارہند وستان سے جلا وطن کر دیا۔

حافظ حلوانی۔ شاہ رخ مرزا ابن امیر تیمور کے زمانے میں ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں ہرات میں گزرا ہے۔

حافظ خواجہ۔ ان کا نام محمد لقب شمس الدین حافظ تخلص۔ کمال الدین کے بیٹے محمد شمس الدین نام خواجہ حافظ کا خاندان اصفہانی تھا۔ ان کے دادا

نے شیراز میں سکونت اختیار کی تھی۔ یہ بھی شیراز ہی میں ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ ایران کے سب سے زیادہ نازک خیال شاعر تھے۔

ان کا ابتدائی زمانہ شیخ حسین حاکم شیراز کے عہد میں گزرا ہے۔ مگر ان کی زندگی میں شیراز کے سات بادشاہ یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے اور جنگ و جدال ہوتی رہی۔ امیر تیمور کے زمانہ میں جب اس نے شاہ منصور کو شکست دی جو وہ زندہ تھے۔ ایک ہرولعز شخص تھے۔

اور سلاطین کے درباروں میں بھی جاتے تھے خواجہ حافظ کی علمی ادبی قابلیت اعلیٰ درجے کی تھی۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ اور اکثر قسمت کے اوقات میں روز قرآنی بیان کرتے تھے۔

تفسیر کشاف کا حاشیہ لکھا۔ مقول و منقول کی تطبیق کی۔ ان کے تمام اشعار نزاکت اور

لطافت، صنائع و بدائع اور حسن ادا کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں۔ سید قائم انوار نے ان کی وفات کے بعد ان کے کلام کو معج کیا جو ”دیوان حافظ“ کے نام سے مشہور ہے۔ حافظ کو لسان انبیب کہا۔

جاتا ہے۔ لوگ ان کے دیوان سے فال نکالتے ہیں۔ ۱۱۸۷ھ مطابق ۱۷۷۳ھ میں انتقال کیا اور بقیہ مصلیٰ شیراز میں دفن ہوئے۔ انتقال کی تاریخ کسی نے خوب کبھی ہے

چو در خاک مصلیٰ یافت مسکن

بجوتار بخش از۔ خاک مصلیٰ

آپ کے مقررے کی شاندار عبارت جو ہر فن کثیر تیار کرانی لگتی ہے۔ اب تک شیراز میں موجود ہے۔ ہر ہفتے میں روز مقررہ پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ رئیس مزاج رند مشرب۔ خواجہ حافظ

کے نام کی چند ہند میں جام ارغوانی سے خاک مصلیٰ پر گر دیتے ہیں اور پھر مست ہو کر ان کے ترانے گاتے ہیں۔ کچھ لوگ کھٹنے پکاتے اور چا پیتے ہیں۔

حافظ دراز۔ (پیشاوری) اصل نام محمد حسن واعظ

ابن حافظ محمد صادق واعظ۔ پیدائش ۱۲۰۰ھ

فقہ و حدیث و اصول میں بیکار روزگار۔ اکثر

علوم اپنی والدہ ماجدہ سے تحصیل کیے۔ تمام

عمر تدریس و تالیف میں صرف کی۔ ہجرا ۶۱ سال

تقریباً ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور

تصانیف یہ ہیں۔ منبع الباری۔ شرح فارسی

صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ یوسف۔ تفسیر بعضی

معراج نامہ۔ وفات نامہ۔ حاشیہ شرح

قاضی مبارک بر مسلم۔ حاشیہ تتمہ۔ اخوند۔ یوسف وغیرہ۔

حافظ رحمت خاں۔ (حافظ الملائک) ایک

روہیلہ سردار تھا۔ ۱۸۷۷ھ میں صفدر جنگ نے

ایک رسالہ مرہٹوں کا روہیلوں سے خراج

شاہی وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ روہیلوں کو

نکست ہوئی ۱۸۷۷ھ میں روہیلوں نے

باہم حکومت روہیل کھنڈ کو تقسیم کر لیا۔ بریلی اور

پیلی بھیت حافظ رحمت خاں کے بھتے ہیں یہی

مراد آباد اور کچھ حصہ ضلع ہریوں کا دو بنگال

کوٹہ حافظ رحمت خاں اپنی قابلیت کی وجہ سے

سب میں پیش پیش تھا۔ اس زمانے میں مرہٹوں

کا دور دورہ تھا اور وہ روہیلوں کو نکست

دینے پر تلے ہوئے تھے۔ ۱۸۷۷ھ میں نواب

دہرپراودہ شجاع الدولہ سے حافظ رحمت خاں

نے یہ صلح نامہ کیا کہ وہ ان کو ہاراکھ روہیلانہ

سے مقابلہ کرنے کے لیے میراں پور کرٹے میں
خیمہ زن ہوئیں۔ ۱۱ صفر ۱۱۸۱ھ مطابق ۱۲
اپریل ۱۷۶۷ء کو فریقین میں سخت جنگ ہوئی
دو ہفتہ تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ دو ہزار روپے
اور ہسٹے سردار کام آئے۔ حافظ رحمت خاں
کے بائیں بازو کے قریب گولہ لگا جس سے وہ
جان بحق تسلیم ہوا۔ اس کا ایک بیٹا بھی قتل ہوا۔
دوسرا بیٹا قید ہو گیا۔ تیسرا بیٹا مغرور ہو گیا۔
حافظ رحمت خاں کی روح کا پر واز ہونا تھا
کہ میدان جنگ انگریزوں کے ہاتھ رہا۔ حافظ
کا سر سلطان افغان نے کاٹ کر شجاع الدولہ کے
سامنے پیش کیا۔ نواب شجاع الدولہ نے یہ سر
سید شاہ دن سے شناخت کر لیا یہ سید
شاہ دن شجاع الدولہ کے ممتاز علیہ تھے۔ اور بطور
وکیل کے حافظ رحمت خاں کے پاس آتے
جاتے تھے۔ شاہ صاحب نے اس کو پہچانا اور
یہ شعر پڑھا

سہ کشتہ بر نیزہ میز و فسخ
کہ معراج مرداں ہیں سنت و پس

اس پر نواب خاموش ہو گیا مگر ان کو بسولی
پہنچ کر قید کر دیا۔ حافظ رحمت خاں کی لاش میدان
جنگ سے بریلی لائی گئی، اور شہر بریلی سے باہر
جانب غرب ۱۲ صفر ۱۱۸۱ھ کو مدفون ہوئی
کرلی جیتنے نے جو اس لڑائی میں انگریزوں
کی طرف سے شریک تھا۔ حافظ رحمت خاں
کی ببادری و استقلال کی بڑی تعریف لکھی تو
حالی۔ مولانا الطاف حسین نام حالی تخلص باپ
کا نام از و بخش۔ سلسلہ نسب عبداللہ نصاری
سے ملتا ہے۔ مشائخ میں قصبہ پانی پت پر پیدا

بطور راج ادا کیا کرے گا بشرطیکہ شجاع الدولہ
مرہٹوں سے بچائے میں اس کی مدد کرے۔ اور
سلسلہ میں جب مرہٹوں کا اور زیادہ زور ہوا۔
اور وہ مراد آباد، سہنل اور گنور کو تباہ و برباد کر چکے
تو حافظ رحمت خاں نے چالیس لاکھ روپیہ
شجاع الدولہ کو اس شرط پر ادا کرنا منظور کیا کہ
وہ مرہٹوں کو اس کے ملک سے خارج کر دے
اس روپیہ کے تمسک لکھوایا گیا کہ مرہٹوں کو روپے
دیکر روپیل کھنڈ کو ان کی اخست و تاراج سے
بچایا جاوے۔ لیکن مرہٹوں کو شجاع الدولہ ان
کے ارادوں سے باز نہ رکھ سکا۔ اور مرہٹوں نے
شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لیے حافظ
رحمت خاں سے راستہ طلب کیا۔ در صورت
راستہ نہ دینے کے خود اس کے ملک کو تباہ
کرنے کا اعلان کیا۔ حافظ رحمت خاں نے مسلمان
نواب کے مقابل میں مرہٹوں کا ساتھ دینا منظور
نہیں کیا اور مرہٹوں کا مقابلہ کیا ان کو شکست
دی۔ بعد ازاں حافظ رحمت خاں نے شجاع الدولہ
سے واپسی تمسک کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ اس تمسک
کی ادائیگی اس پر مشروط تھی کہ نواب مرہٹوں کو
روپیل کھنڈ کی اخست و تاراج سے باز رکھے گا
لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آخر مجبوری حافظ رحمت خاں
نے کچھ روپیہ دیکر مرہٹوں سے صلہ کر لی۔
تب نواب شجاع الدولہ کے کان کھڑے ہوئے
اور اس نے روپیہوں کو زبر کرنے کے لیے انگریزوں
سے مدد چاہی۔ انگریزوں نے اس شرط پر کہ
نواب چالیس لاکھ روپیہ ان کو دے۔ اپنی فوج
روپیہوں سے لڑنے کے لیے بھیج دی۔ شجاع الدولہ
کی بھی ہمتا فوج تھی۔ دونوں فوجیں حافظ رحمت خاں

ہوئے غالب کے نامور شاگردوں میں تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری کی بنیاد جدید مغربی طرز پر قائم کی اور اس طرز کے مسلم الثبوت شاعر ہوئے۔ مسلمانوں میں سرکار انجریزی کی طرف سے شمس الملک کا خطاب ملا۔ ان کی مشہور تصانیف: مسدس حالی الموسوم بہ دوجرہ اسلام، یادگار غالب، حیات جاوید، حیات سعدی، دیوان حالی، شکوہ ہند وغیرہ ہیں۔ ان کی نظم جو سب سے زیادہ مقبول ہوئی وہ مسدس موسومہ دوجرہ اسلام ہے۔ جس میں مسلمانوں کے عروج و زوال کا فوٹو دکھایا ہے۔ یہاں میں کہیں گیا ہے۔ ایک کتاب مجالس النساء عورتوں کی تعلیم کے لیے قصے کے پیرایہ میں ان کی ابتدائی تصانیف میں مشہور ہے۔ ایک کلیات جو قدیم و جدید غزلیات اور قطعات اور رباعیات وغیرہ کا مجموعہ ہے جس کا ایک بے مثل مقدمے کے جس میں شاعری پر ایک عالمانہ بحث کی ہے۔ مسلمانوں میں شائع ہوئی تھی۔ ان کی متفرق نظموں کا ایک مجموعہ مجموعہ منظم حالی کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ۳۰ دسمبر ۱۳۵۷ء کو مولانا حالی نے پانی پت میں انتقال کیا وہیں دفن ہیں۔

حالی - قاسم بیگ کا تخلص ہے جو طران میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اور اس کی زندگی کا زیادہ حصہ قزوين میں بسر ہوا۔ شاہ طہاسب صفوی کا ہم عصر تھا اور شاہ مظفر قاجار کے عہد کے مسلمانوں مطابق مسلمانوں میں تاریخ نگار کی فاری میں ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

حامد - محمد الحامدی، بمبئی کے تھے۔ مشہور خوشنویس تھے۔ انھوں نے معاویہ ثانی (بنی امیہ) کے زمانے میں عربی رسم خط میں بہت اصلاح کی

مسلمانوں مطابق مسلمانوں میں انتقال کیا۔
حامد علی خاں - نواب سید کریش، ہزاری نسل ایجاد فرزند ولید ریرو دولت انگلیشیہ۔ مخلص الدولہ ناصر الملک امیرالامراہ۔ مستعد جنگ۔ جی۔ سی۔ پائی ای۔ جی۔ سی۔ وی۔ او۔ فرانس روئے ریاست رامپور۔ آپ کی ولادت بمقام رام پور دھوبی مقدرہ آگرہ واودھا ۲۱ اگست ۱۸۵۷ء کو ہوئی آپ کا سلسلہ نسب حضرت زید شہید سے ملتا ہے اور آپ زیدی سادات سے ہیں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی نواب سید مشتاق علی تھا بہادر تھا۔ جن کی وفات ۲۵ فروری ۱۸۸۷ء کو ہوئی، ۲۷ فروری ۱۸۸۷ء کو آپ کی رسم منشیہ ادا ہوئی اس وقت آپ کی عمر سال اور ۷ ماہ کی تھی تاہن بلوغ تک گورنمنٹ کونسل آف بھنبی قائم ہوئی۔ پانچ سالہ میں سفر یورپ کو تشریف لے گئے۔ اور جنوری ۱۸۹۷ء میں مع انجیر واپس ہوئے۔ آپ کا سفر نامہ یورپ شائع ہو چکا ہے جو مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ فروری ۱۸۹۷ء میں آپ کی شادی نواب صاحب جاوہر کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جون ۱۸۹۷ء میں کونسل آف بھنبی شکست ہوئی اور آپ کو اختیارات کامل عطا ہوئے۔ ملکی اور قومی کاموں کی ترقی و اصلاح میں عموماً اور مسلمانوں کی ترقی و تعلیم میں خصوصاً آپ کو زیادہ اہمیت تھی آپ کی دریاوی اور فاضلی کی جو علمی کاموں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے پتہ پتا نہیں ہے۔

سر سید میوہل خاں میں پچاس ہزار روپیہ اور سو روپیہ ابھار ہمیشہ کے لیے مقرر (کرائے) مسلمانوں میں عمولانہ جو کیشل کا نمونہ کو اپنے

دارالریاست میں مدعو فرما کے مسلمانان ہندوستان کی ہمت افزائی فرمائی۔ بریلی کلج کے واسطے اپنی آزمائی واقع بریلی کا ایک وسیع قطعہ مرحمت فرمایا ندوۃ العلماء کے واسطے پانچ سو روپیہ سالانہ منافع فرمائے مسلم یونیورسٹی کے واسطے یکمشت ڈیڑھ لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔ بریلی اسلامیہ اسکول کو دس ہزار روپیہ مرحمت فرمائے لپٹی ڈفرن ندی لپچاپس ہزار علی گڑھ یونین کلب کو دس ہزار محسن الملک فاضل ۱۵ ہزار۔ نائش الد آباد کے چندے میں میں ہزار روپیہ۔ زمانہ اسکول لکھنؤ کے چندے میں چالیس ہزار روپیہ دئے

شیدہ کافرنس کو پانچ ہزار روپیہ کلج کو دو لاکھ روپیہ وقفہ فرمائے۔ آپ تہایت علم دوست اور عربی و قدر دان علم و ادب و فضائل و ہنر وادب خاص رام پور میں انگریزی ہائی اسکول کے ملاوہ عربی تعلیم کے واسطے مدرسہ عالیہ ایک مشہور مدرسہ جس میں ہر سال بہت سے طلباء داخل ہو کر سندیں حاصل کرتے ہیں۔ آپ عربی و فارسی کے ملاوہ انگریزی زبان کے ایک دہر دست مقرر ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے تہذیب میں اس وقت (۱۹۲۲ء) کتابیں ہیں جن میں سے (۱۹۰۰ء) قلمی کتب ہیں۔ ان میں اکثر ایسی نادر و نایاب ہیں کہ ان کا دوسرا نسخہ ہندوستان میں دستیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کتب خانے کی ایک مفصل اور مشرح فہرست موجود ہے جس میں ہر کتاب کی تاریخ و بیچ و بے فہرست حافظ احمد علی خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ کتب خانہ کی محنت اور وقوف بیزی کا نتیجہ ہے۔

حامد علی مرزا۔ شاہزادہ مرزا حامد علی خاں۔ پسر

واحد علی شاہ آخری بادشاہ اودھ ۱۸۵۷ء میں اپنی داوی کے ساتھ حصول ریاست کی کوشش میں انگلستان گیا۔ دہلا خطہ ہو جو ادلی،

حبیب الرحمن خاں (مولوی) شروانی

والد کا نام محمد تقی خاں۔ بھیک پور ضلع علیگر ٹک کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ عمر خاں شروانی تھے جن کا ذکر سکندر لودی کے بیان میں صاحب تاریخ فرشتہ نے کیا ہے۔ اسی نسبت سے یہ خاندان شروانی مشہور ہوا ہے۔ بزرگ البری اور شاہجہانی عہد میں درج سے ترک سکونت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔

پیدائش ۱۲۸۰ھ ۱۸۶۲ء مولانا مفتی

لطیف اللہ صاحب علی گڑھی و بھولی علی گڑھی خاں

صاحب غنی مؤرخ آبادی سے علوم عربیہ

حاصل کیے۔ اور شیخ حسین صاحب عرب

حدیث بھوپال سے حدیث میں سند حاصل کی

انگریزی تعلیم بھی انٹرنس تک پائی ہو حضرت

مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی سے

بیعت ہیں۔ منشی امیر احمد صاحب لکھنؤی

مینائی سے شاعری میں تلمذ حاصل ہو حضرت

تخلص ہو۔ اردو فارسی میں شعر فرماتے ہیں۔

ندوۃ العلماء کے رکن ہیں۔ علی گڑھ کلج کے

ٹرسٹی ہیں آل انڈیا محمدن ایجوکیشن کافرنس

کے انگریزی سکریٹری ہیں۔ ایک علمی رسالہ

کافرنس گزٹ آپ کی ایڈیٹری میں علیگر ٹک

سے نکلتا ہے۔ مدتوں رسالہ الندوہ کے بھی

ایڈیٹر رہے ہیں "طلبہ سلف" جس میں ہندو

قدیم کی علمی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ معاشرتی۔ اور

دنیاوی زندگی کا حال بیان کیا گیا ہے۔ آپ

کی مشہور اور مقبول تصنیف ہے۔ آپ کی ایک تصنیف "ناینا علماء" کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں انہوں کی تعلیم کا کیا طریقہ تھا۔ سیرۃ الصدیق۔ ذکر میل ذکر حبیب۔ آپ کی تصنیف سے ہیں۔ آپ کا ایک شاندار کتب خانہ بھی جس میں عربی فارسی اردو کی بالخصوص فارسی کی نایاب قلمی کتابیں جمع کی گئی ہیں حبیب گنج میں جو بھیک پور ضلع علیگڑھ کے قریب آپ کے والد مرحوم کے نام سے آباد کیا گیا ہے موجود ہے جس سے آپ کے ماسد ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ جون مشعل کے آپ صدر الصدور امور مذہبی کی خدمت پر ریاست حیدر آباد میں مامور ہیں۔ ابتدا میں چند سال جامع عثمانیہ کے وائس چانسلر رہے۔ عربی زبان کے سب سے بڑی دارالاشاعت ددائرة المعارف کے ناظم اعلیٰ مجلس اشاعت علوم و فنون کے رئیس اکبر اور کل رقبہ حکومت دکن کے شیخ الاسلام ہیں رجب ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ نے آپ کو نواب صدر یار جنگ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

حبیب اللہ۔ بحر المنطق عربی زبان میں منطق کی مشہور کتاب جو انھیں کی تصنیف ہے حبیب اللہ (شیخ) قزوچی۔ علوم و رسم کے عالم۔ مولوی علی اصغر قزوچی کے ہم عصر۔ اور شاہ عبدالحلیم الدہلوی کے مرید تھے تمام عمر ہدایت و ارشاد میں مشغول رہے مسئلہ میں بمقام قنوج وفات پائی۔ اور اپنے باغ میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف لطیف

جو اہر خمسہ تذکرۃ الاولیاء، روضۃ النبی۔ اور انیس العارفین۔ الفاضل۔ فی الفقه مشہور ہیں۔

حبیب اللہ خاں (امیر کابل)۔ مشاعر میں پیدا ہوئے۔ اور سندھ میں تخت نشین ہوئے

ان کے زمانے میں افغانستان میں بہت کچھ عربی ترقی ہوئی۔ فوج کی تعداد پانچ لاکھ ہوئی اور تمام اسلحہ جو بیشتر دیگر ممالک سے خریدے جاتے تھے وہیں تیار کیے جانے لگے۔ سلطنت ہند سے محروم ہونے کے محاذوں میں سرکار برطانیہ نے اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ وفاق منظور کیا اور سندھ میں قدیم عمارتوں کی تجدید کے ساتھ ہزاریوں کے بجائے ہزاروں کی تعداد میں تسلیم کیا گیا۔ جنوری ۱۸۵۷ء میں انھوں نے ہندوستان کا دورہ کیا۔ اور آگرہ۔ دہلی کلکتہ۔ بمبئی اور علیگڑھ وغیرہ میں خیر مقدم ہوا دارالسلطنت کابل میں جیسے کلج کی بنیاد ڈالی جس میں موجودہ طرز تعلیم رائج ہو اور جدید علوم وغیرہ سکھائے جائیں۔ ۲۰ فروری ۱۸۵۷ء کو ایک قاتل کے ہاتھ سے بمقام نعمان شہید ہوئے۔ یورپ کی حبیب جنگ سندھ میں سرکار برطانیہ کا نہایت وفاداری کے ساتھ ساتھ دیا۔ امیران اللہ خاں ان کے فرزند جانشین ہوئے۔

حبیب اللہ شاہ۔ شاہ نعمت اللہ ولی کے اولاد میں تھے۔ دکن کے بہمنی بادشاہوں کے یہاں بڑا اقتدار پایا تھا۔ سلطان ہمایوں ثانی بہمنی کے زمانے میں بھی موجود تھا یہ بادشاہ بہمنی خاندان میں بڑا عالم فہم و ذرا ہوئے ان کو جون سندھ مطابق شبان سندھ میں

قتل کرادیا۔

جسیب عجمی خواجہ۔ خواجہ حسن بھری کے خلیفہ اور مرید مشہور بزرگ تھے۔ عجم کے رہنے والے تھے۔ رمضان سنہ ۱۰۲۰ مطابق ۱۶ اگست سنہ ۱۶۰۷ء کو وفات پائی۔

حجاج بن یوسف الشافعی۔ بنی ثقیف میں سے ایک عرب سب سے پہلا مفتاح۔ خلیفہ عبد الملک (بنی امیہ) نے اس کو حجاز اور عراق عرب کا حاکم بنا دیا تھا اور اس کے ماتحت عبداللہ بن زبیر کے خلاف فوج روانہ کی تھی اس نے دینے پر حملہ کر کے سخت خونریزی کی اور بعد ازاں کے بڑے بڑے کرمحارہ کر لیا۔ اور ہر طرف سے پتھر پٹے شروع کر دیئے۔ سنہ ۱۵۰ مطابق ۷۶۷ء میں بغداد میں زہر شہید ہوئے۔ حجاج بڑا عالم اور سفاک تھا۔ اس نے حجاز کی متبرک سرزمین پر جو ظلم توڑے ہیں وہ نہایت ہی سنگین اور بیشمار ہیں۔ اس نے مختلف جنگوں میں ایک لاکھ ۵۰ ہزار مسلمانوں کا خون کیا تھا۔ اور اس کے مرنے کے بعد پچاس ہزار مسلمان اس کی حراست میں پائے گئے۔ خلیفہ ولید اول کے زمانے میں سنہ ۱۵۰ مطابق ۷۶۷ء میں ۸۵ برس کی عمر میں ہلاک ہو گیا۔

حجّت (ملاحظہ ہونا ضرور)

حجر۔ ایک بڑے زاہد متقی پابند شرع شریف۔ خدا رسیدہ۔ بزرگ موالیان اہل بیت میں سے تھے۔ امیر معاویہ کے عہد میں انھوں نے زیاد حاکم کو ذمہ دہر و گفتگو کرتے ہوئے۔ تھارت کے لہجہ میں نہایت دلیری سے کہا تھا کہ خلافت سوائے اولاد علی کے اور کسی کا حق نہیں۔ اس

امیر معاویہ کے حکم سے سنہ ۶۰ میں شہید کر دیئے گئے۔

حریری۔ ابو محمد قاسم بن علی بن عثمان الحریری ہمدانی اس کا پورا نام ہے۔ بصرہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے زمانے میں بہترین مؤرخ گزرا ہے۔ مقامات حریری اس کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو نو شیر و اس بن خالد وزیر سلطان محمد بلوچی کے فرمائش سے تصنیف کیا تھا۔ شعراء اور مؤرخین اس کتاب کو عربی علم ادب میں قرآن مجید کے بعد دوسرے درجے پر سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا تقریباً مغرب و مشرق کی ہر زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ حریری نے مقام بصرہ سنہ ۱۰۱۷ء مطابق ۱۶۰۷ء میں وفات پائی

حزین مولینا شیخ محمد علی۔ اصناف کے متمول خاندان سے تھا۔ شیخ ابوطالب گیلانی کا بیٹا تھا۔ شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف شیخ زاہد گیلانی جو شیخ صفی الدین اردبیلی کے پیر تھے۔ ان کے مورثوں میں تھے۔ ۱۰۲۹ء میں سنہ ۱۶۱۷ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۶۱۷ء کو بمقام اصناف پیدا ہوا۔ باپ کی دولت کو ناقصت اندیشی سے برباد کرنے کے بعد فکر معاش میں اور ان واقفان کی سیر کرتا ہوا ہندوستان آیا۔ جب دہلی پہنچا تو ٹھیکہ دار وہاں ہی زمانہ تھا جب کہ نادر شاہ دہلی کو لوٹا۔ تباہ کر چکا تھا۔ یعنی سنہ ۱۰۲۹ء مطابق سنہ ۱۶۱۷ء محمد شاہ بادشاہ دہلی کا عہد تھا۔ عام بد فہمی اور بے ایمانی پھیلی ہوئی تھی۔ نواب عمدة الملک امیر خاں کی وساطت سے بادشاہ کے حضور میں رسائی ہو گئی۔ دہلی میں

چودہ سال قیام کے بعد بنارس پہنچا۔ اور آخر وقت تک وہیں رہا۔ جیسا کہ اس کے مشہور شعر سے ظاہر ہوتا ہے۔

از بنارس دروم معبد عام ست اینجا
ہر برہمن بچہ چھن ورام ست اینجا
نظم و نثر فارسی میں کثیر التصانیف تھا۔ کئی دیوان اور مثنویاں اور اپنی سوانح عمری لکھی جو کلیاتِ حزین کے نام سے موجود ہیں اس کا لکھا ہوا ایک فارسی تذکرہ شعرا بھی ہے۔ حزین کی سوانح عمری کا انگریزی ترجمہ مستند میں سٹر ایبٹ سی بیٹون نے کیا تھا۔ مستند اور بتول بعض مستندہ مطابق مستندہ میں بنارس میں انتقال کیا اور وہیں اپنے نسلے ہوئے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

حسرت۔ فضل الحسن کا تخلص ہے والد کا نام انظر حسن ہے۔ مولانا ضلع منٹاؤ کے رہنے والے علی گڑھ کالج سے مستندہ میں بی۔ اے پاس کیا۔ ابتدا سے شاعر عمری کا شوق تھا۔ بخشی امیر اٹھ چھابہ تسلیم لکھنوی سے تمنا اختیار کیا۔ کالج چھوڑنے کے بعد رسالہ اردو دوئے سلی جاری کیا جس نے اردو لطیفہ کی بہت خدمت کی لیکن کچھ دنوں کے بعد اس رسالے کی ادبی حیثیت پر ایڈیٹر کے سیاسی خیالات کا رنگ غالب آ گیا اور وہ یکسلے ایک ادبی رسالے کے سیاسی رسالہ ہو گیا مستندہ میں مولانا حسرت کو رسالے کے ایک مضمون کی وجہ سے قید کی سزا ہوئی۔ قید میں بھی برابر سلسلہ شاعری جاری رہا۔ قید سے واپس آکر اردوئے سلی پھر جاری کیا جس میں مشاہدات و مذاہن کے

نام سے جیل خانے کے حالاتِ نثریں لکھے اور ایام قید کی معنی غزلیں بھی وقتاً فوقتاً اس میں شائع ہوتی رہیں سیاسی معاملات میں کانگریس کے حامی اور مشترک کے مفکر رہے موجودہ جنگِ عظیم کے شروع ہونے کے بعد مستندہ میں پھر نظر بندی کا حکم ہوا جس کے جواز پر انھوں نے اعتراض کیا اور عام تعمیل حکم میں قید محض کی سزا دی گئی۔ جون مستندہ میں قید سے رہا ہوئے۔ تقریباً پچاس سال کی عمر کو کئی دیوان اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ اردو دیوان غالب کی شرح لکھی اور بعض اساتذہ سابق و حال کے غیر مطبوعہ کلام کا انتخاب مانا نہ رسالے کے ساتھ شائع کیا۔ تجارت پارچہ وغیرہ ذریعہ معاش ہے کا پتہ نہیں قیام ہے

حسرت۔ پشتون کے میر محمد حیات کا تخلص ہے۔ اس کا خطاب ہیبت قلی خاں تھا۔ پورنیہ (بنگال) میں کچھ عرصے تک نواب شوکت جنگ کا ملازم رہا اور بعد کو مرشد آباد کے نواب سرایہ الدولہ کا ملازم ہوا۔ مستندہ مطابق مستندہ سال وفات ہے اردو دیوان اشعار کا دیوان چھوڑا۔
حسرت۔ مرزا جعفر علی کا تخلص ہے۔ اشعار ہوں صدی کے اور آخر کار دو شاعر تھا۔ نواب محبت خاں لکھنوی کا اُستاد تھا۔

حسرت (ملاحظہ ہو حبیب الرحمن خاں مولوی)
حسرتی۔ (ملاحظہ ہو شہینہ)
حسن (امام) جناب سیدہ و مولانا علی کے فرزند اکبر کنیت ابو محمد اسم مبارک شہرِ وطن ہے ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۸۵ مطابق یکم اپریل ۱۲۸۵ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

واقعہ میں منور ہوئے۔

حسن (مولانا) صفائی۔ لاہوری۔ ان کے بزرگ صفحہ (جہاں) سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے تھے۔ پیدائش ۱۵ صفر ۱۰۰۰ھ بمقام لاہور ہوئی۔ اپنے والد ماجد سے فنیس علوم کی تعلیم میں بجا کر مقیم ہوئے۔ اور وہیں ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی اپنی وصیت کے موافق کتبہ منظم میں دفن ہوئے۔ کتاب العروض مشارق الانوار مہذبہ بلع اللہ عجی وغیرہ کے سوا کتاب الفرائض و کتاب العبادت کا مکمل آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

حسن (میر) غلام حسن نام حسن قلیص میر غلام حسین ضاحک کا پوتا اور میر سنیا الدین ضیا کا شاگرد تھا۔ ثمنوی سحر البیان جو ثمنوی میر حسن کے نام سے مشہور ہو۔ اس کی اردو کی قابل قدر تصنیف ہو۔ یہ ثمنوی ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۰ء میں نواب آصف الدولہ کے نام پر مینون کی گئی اس کے مورث ہرات کے باشندے تھے۔ مگر حسن دہلی میں پیدا ہوا۔ عالم شباب میں فیض آباد آیا۔ پھر لکھنؤ میں مقیم ہوا۔۔۔ جہاں نواب صفدر جنگ اور ان کے بیٹے نواب مرزا آواز شعلی علی خان کی عزت اور مدد کرتے رہے ۱۰۷۰ھ ہر بیت ۱۰۷۰ھ یک دیوان اور اردو شعرا کا تذکرہ بھی اسی کی تصنیف ہو۔ ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۶۰ء میں انتقال کیا۔

حسن ابدال۔ ابا حسن ابدال بھی کہلاتے ہیں۔

ایک مشہور بزرگ اور خراسان کے مشہر سبزواری کے سید تھے۔ یہ مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کے ہمراہ ہندوستان آئے اور قندھار میں

سر سے پھینکے تک اپنے ابا حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ زہد و خاوت میں وہ ضرب المثل تھے۔ دومرتبہ تمام مال و اسباب اور تین مرتبہ نصف نصف مال راہ خدا میں خیرات کر دیا۔ دوازدہ امام میں سے امام دوم ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد دس روز کم چھ ماہ تک خلیفہ رہے۔ آپ کی خلافت کا عہد خلافت راشدہ کی تیس سال کی مدت کا پورا کرنے والا تھا۔ خلیفہ ہو جانے پر دار الخلافہ کو فیس چالیس ہزار آدمیوں سے زیادہ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ کے حاکم کا نقش "الغزاة شد" تھا۔ شوال ۱۰۰۰ھ میں ملک و سلطنت معاویہ ابن ابوسفیان کو جنھوں نے فوج کثیر کے ساتھ عراق پر حملہ کیا تھا اس شرط پر پرہیز کر دیا کہ تا عین و حیات معاویہ خلیفہ رہیں ان کے بعد حضرت امام حسین خلیفہ بنائے جائیں۔ خلافت چھوڑ کر مدینہ منورہ میں یا مدینہ یثرب میں زندگی بسر کی۔ امیر معاویہ بطور تذکرہ ہر سال ایک کثیر رقم بھیجا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ بنت النخعش نے جو آپ کی ایک زوجہ تھی۔ زینب بنت معاویہ کے اغوا سے طمع دنیاوی زہر دیا۔ زینب نے اس صلے میں اس کو اپنی بی بی بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن بجائے اس وعدے پورا کرنے کے صرف ذکر کثیر و کفر قاتلہ کو خوش کر دیا۔ زہر دینے کے واقعے سے چالیس روز بعد ۱۰۰ھ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ مطابق ۶۱۰ء کو درجہ شہادت حاصل کیا۔ اڑتالیس برس پانچ مہینے بیس روز کی عمر ہوئی۔ مزار شریف جنت البقیع

وفاقت پائی وہیں ان کا خراب ہو۔

حسن بزرگ - شیخ حسن یا امیر حسن القاء آئی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ امیر القاء ان جلاز کا لڑکا تھا جو سلطان ارغون خان بادشاہ فارس کی نسل سے تھا۔ امیر جو باں کی لڑکی بندہ داغتون سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ ابو سید بادشاہ فارس کے فوت ہونے پر اس نے اس کی بیوہ دل شاد داغتون سے شادی کر لی اور اسی طرح سے بندہ اد کی حکومت کے حاصل کرنے کا اس کو موقع مل گیا۔ حکومت بندہ اد پر اترے اور حاصل کی خواہش نے اسے زندگی بھر چین سے نہ بیٹھے دیا۔ قتل اس کے کہ اس کو بندہ اد پر تسلط کامل حاصل ہو اور اس کی دیرینہ آرزو بر آئے۔

جولائی ۱۱۵۵ھ مطابق جب ۱۱۵۵ھ میں فوت ہو گیا۔ لیکن اس نے سلج و تخت کے حصول کے لیے جن کوششوں میں اپنی عمر تمام کر دی تھی۔ اس کی وہ مساعی خلیفہ اس کی خوش قسمت بیٹے اویس جلاز کے عہد میں بار آور ہوئیں جس نے نہ صرف حکومت بندہ اد پر قائم کی بلکہ اپنے زمانے میں آذربائجان اور تک خراسان پر بھی فوج کشی کی اور کم و بیش اٹھارہ سال کی حکومت کے بعد۔ اکتوبر ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۱۵۵ھ میں فوت ہو گیا۔

حسن بصری خواجہ - موسیٰ راغی ابن خواجہ اویس قرنی کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حمزہ تھا جو خادمہ تھیں ائمہ المؤمنین حضرت ائمہ سلمہ کی مدینہ منورہ میں بعد خلافت حضرت عمر فاروقی ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نہایت خوش روا اور خوبصورت

تھے۔ حضرت عمر نے ان کی حسن کی وجہ سے حسن نام رکھا۔ اپنے وطن دبصرہ کی نسبت سے حسن بصری مشہور ہوئے جو اہرات کی تجارت کرتے تھے۔ اس وجہ سے جو و ہری بھی کہلاتے ہیں۔ آخر میں آپ نے اس کو ترک کر کے عزالت گزینی اختیار کر لی۔ آپ بہت بڑے صاحب کرامات مستجاب الدعوات امام الوقت علوم ظاہری و باطنی کے جید عالم اور حافظ تھے۔ آپ کے بیان میں نہایت در و اور ذوق پایا جاتا تھا۔ نو اسی سال کی عمر میں ۵ رجب ۱۱۵۵ھ مطابق اکتوبر ۱۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ خراب آپ کا بصرہ میں آبادی شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔

حسن بن سہیل - سہیل کے بیٹے تھے۔ خلیفہ مامون رشید کے وزیر تھے۔ حسن کی ایک لڑکی توران دخت نامی نہایت حسین قابل تعلیم یافتہ تھی۔ خلیفہ نے اس کے ساتھ اپنی شادی کر لی۔ توران کو خلیفہ کے مزاج میں اس قدر دخل ہو گیا تھا کہ اس نے بہت سے در سے شفا خانے عورتوں کے واسطے تعمیر کرائے۔ بعض مومنین کہتے ہیں کہ ماوید ان کے کا جو ایک فارسی کتاب ہے۔ عربی ترجمہ اسی نے کیا تھا۔

حسن بن محمد خاکی (شیرازی) اکبر کے زمانے میں ہندوستان آیا۔ سلطنت میں مختلف عہدوں پر مامور رہا۔ منتخب التواریخ اس کی تعریف ہے۔ تاریخ عبد القادر بدایونی کی منتخب التواریخ سے ملتا ہے جو۔ اکبر کی ختم حکومت سے پہلے اس نے سلطنت میں

جس سال وہ چٹنے کا دیوان مقرر ہوا تھا۔ اس کتاب کی تصنیف شروع کی تھی۔

حسن بن محمد شریعت۔ "انیس العشاق" اس کی تصنیف ہوئی۔ اس میں شعر کے تمام مہملاحات و استعارات کی شرح لکھی گئی ہے اور کہیں کہیں سند کے طور پر مثالیں بھی دی گئی ہیں۔

حسن بیگ خانی بدخشی۔ دو ہزار اور پانصدی کے متغیب و اوروں میں داخل تھا۔ اکبری عہد کے آخری دور میں کابل کا حاکم ہوا اور پنجاب میں قلعہ رہتاس جاگیر میں ملا تھا۔ دوسروں کو

مورم بنانے کی ہچکار کو شش کی سزائیں اس کو ایک لکھنے کی کھال پنا کر گدھے کے پیسے باندھ کر تمام شہر میں گھسوا یا گیا جس سے چند گھنٹوں میں دم گھٹ کر اس کا کام تمام ہو گیا۔

حسن جلاہر سلطان۔ امیر حسن بزرگ کا پوتا تھا اپنے والد سلطان اولیس جلاہر کی جگہ اکتوبر سے سلاطین مطابق سلاطین میں بغداد کا بادشاہ ہوا اور اپنے بھائی سلطان احمد کے مقابلے میں سلاطین مطابق سلاطین میں لڑائی میں کام آیا۔

حسن خاں شاملو۔ شاہ عباس صفوی دوم اور اس کے بیٹے شاہ سلیمان کے زمانے میں ہرت کا حاکم تھا۔ سلاطین مطابق سلاطین میں فوت ہوا۔ صاحب دیوان ہے۔

حسن خواجہ (ملاحظہ ہو حسن شہری) **حسن خواجہ**۔ بن خواجہ ابراہیم ایک برگزیدہ درویش تھے۔ شاعر بھی تھے۔ ان کی تصنیف سے ایک دیوان جو جس کے ہر غزل کے آخر میں آنکھوں نے اپنے معشوق کا نام لکھا ہے۔

حسن سلیمی (ملاحظہ ہو سلیمی)

حسن شہری (والد کا نام ملائے شہری تھا۔

حضرت امیر خسرو کے مخلص تھے جن کا سعدی ہندی لقب ہے۔ ۵۰ سال کی عمر میں حضرت نظام الدین اولیا محبوب الہی کے مرید ہو گئے دہلی سے دکن جا کر سلسلہ رشتہ دارشاہ و جاری کیا اور وہیں بقول مصنف تذکرہ

مرآۃ الخیال سلسلہ مطابق سلسلہ میں وفات ہوئی۔ خلد آباد میں دفن ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الہی کے لطوفات آپ نے جمع کیے ہیں جو فوائد الفوائد کے نام سے مشہور ہیں ایک فارسی دیوان بھی چھوڑا۔ شاہ

حسن سید غنی۔ غزنی کا رہنے والا سلطان بگرام غزنی کے زمانے میں شاعر گزرا ہے۔ صاحب دیوان تھا یہ سید حسن الحسینی بھی کہلاتا ہے۔

سلاطین مطابق سلاطین میں کا معطلہ سے واپس ہوتے ہوئے راستے میں فوت ہوا۔

حسن مسیح۔ شیخ نذر اللہ کا بیٹا تھا۔ صراط استقام اس کی تصنیف ہے۔ سلاطین میں بمقام میرٹھ انتقال ہوا۔

حسن صلیح۔ چوتھی صدی ہجری کے شروع میں طوس میں پیدا ہوا تھا۔ خواجہ حسن نظام الملک مشہور وزیر دربار سلجوقی کا ہم کتبہ۔ اور دوست تھا۔ اسی کی وساطت سے سلطان

المپ ارسلان سلجوقی کے دربار میں سیوا دل میرفتیب ہو کر مقرر ہو گیا تھا۔ لیکن وہ بعدہ خود اپنے حسن نظام الملک کی تحریب کے دربار ہو گیا اور دربار سے نکال گیا۔ شام میں پہنچ کر قرقہ اہلکلیا کے پیشوا کی ملازمت میں

داخل ہو گیا اور اسی فرقے کے عقائد کے بموجب
تعلیم و تہذیب کا سلسلہ جاری کر دیا۔ اس نے
کوشش کی کہ شاداب قطعات میں مالیشان
اور خوشنما مکانات تعمیر کرائے۔ جس کو وہ
بہشت بتاتا تھا۔ اس بہشت میں خوبصورت
لوگوں اور لڑکیوں کو بطور عورتوں کے
اُس نے آباد کیا تھا۔ اُس نے عقیدت مند
جو دور و دراز فاصلے سے اُس کے پاس
آتے ان کو بھنگ کے نشے میں سرشار کر کے
اُس بہشت کی سیر کراتا۔ اُس کی جماعت بڑی
نیوٹن پرستی تھی اور جب اُس کے مریدوں کی
تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تو اُس نے نبوت
کا دعویٰ کیا۔ ایک منسوب اور ناقابلِ گزرتلے
پرجسلاطین و پادشاہان کا بنایا ہوا تھا اُس نے
مطابق سنی مذہب میں قبضہ کر لیا ماکاشا
سلجوقی نے جو اُس وقت فارس کا بادشاہ تھا
نظام الممالک کو اُس کے مقابلے پر فوج بیکر بھیجا
راستہ میں صباغ کے ایک مرید نے خنجر
مار کر نظام الممالک کو قتل کر دیا۔ اُس کے دو
ماہ بعد ملک شاداب بھی انتقال ہو گیا اور شاہی
فوج محاصرہ اٹھا کر واپس ہو گئی۔ حسن بن
صلب ۲۶۷ ہجری میں شاداب سے مصافحہ
میں شہید ہو گیا۔ ۳۰ سالہ نبوتِ مہاکت کے
بعد فوت ہو گیا۔ تاریخ میں شیخ الجبل کوستانی
سکونت کی وجہ سے مشہور ہوئے اور انہی الممالک
بھی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُس نے بنی امیہ اور
بنو عباس کے خلاف بغاوت کی تاہم بنی فاطمیہ کی
ہمدردی میں اپنی پیش قدمی قرار دی تھی کہ
جو لوگ اُس کے مرید ہوتے تھے وہ فدا

کداتے تھے اور وہ بھیجیں بدل کر اپنے فی نہیں
کو کسی نہ کسی طرح مار ڈالتے تھے وہ اپنا کام
ایک کونسل کے سپرد کر گیا تھا جس کا حاکم
اعلیٰ کیا قرار پایا اُس نے بھی اُس مشن کو
جاری رکھا۔
حسن عسکری۔ آپ خلف اکبر حضرت سید
امام علی نقی کے ہیں اور دوازدہ امام میں سے
گنیا رہیں امام ہیں۔ اپنے والد کے بعد
مسند امامت پر بیٹھے۔ بمقام مدینہ دس
ربیع الاول ۲۶۰ھ مطابق سن ۸۷۴ء میں پیدا
ہوئے مدت امامت قریب ۶ سال بمقام
سمرن رائے (متصل بغداد) آپ کو پایائے
حاکم بغداد زہر دیا گیا جس سے ۲ ربیع الاول
۲۶۶ھ بروز جمعہ ۱۲ میں شہید ہوئے۔ اپنے
والد کے مقبرے کے پاس بمقام سمرن رائے
متصل بغداد مدفون ہیں۔

حسن علی۔ نیسور کے سلطان طبر کے عہد میں
ملک اشعرا تھا۔ بھوگیل یا کوک شاستر
بزبان فارسی اس کی تصنیف ہوئی۔ اس کتاب
میں عورتوں کے متعلق عجیب و غریب معلومات
معلوم ہیں اس کو سنسکرت سے ترجمہ کیا گیا
ہوئی۔ اس کتاب کا دوسرا ترجمہ فارسی شتر
میں لذت النساء ہو جو ضیاء الدین بھٹائی کا
کیا ہے۔

حسن کا شی مولانا۔ کاشان کا رہنے والا
فارسی کا شاعر تھا۔ بہت سی غزلیں اور
قصیدے اس کے مشہور ہیں۔ ہفت بند
کاشی اس کی تصنیف ہے۔ تاریخ و کتاب
معلوم نہیں ہوئی صرف اس قدر پتہ چلتا ہے

کہ شاعر پنجویں صدی ہجری میں گوراجی۔
حسن کوچک بنیخ۔ امیر جوان کا پوتا تھا۔ ابو سعید
 شاہ فارس کی وفات کے بعد سلسلہ شاہی میں شورش
 اور بد امنی ہوئی۔ حسن کوچک کو
 اسی زمانے میں عروج ہوا امیر حسن بزرگ
 سے کئی بار لڑا۔ اتفاق سے دسمبر سال ۳۸۵ھ م
 رجب ۳۸۵ھ میں اپنی ایک تیز مزاج زوجہ
 کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

حسن مہمندی۔ ناصر الدین کی جنگیں کے زمانے میں
 دیوان تھا۔ ناصر الدین نے اس کی دراز و بیل
 کی اطلاع پا کر اس کو قتل کروا دیا تھا۔ عوام میں
 یہ غلط مشہور ہو کہ وہ سلطان محمود غزنوی کا وزیر
 تھا کیونکہ محمود کی تخت نشینی سے پہلے ہی وہ
 مر چکا تھا۔ صحیح واقعہ یہ ہو کہ اس کا بیٹا احمد بن حسن
 مہمندی سلطان محمود غزنوی کا وزیر تھا۔

حسین۔ مغیر حسین کا تخلص ہو جس کو شہید بھی کہتے
 ہیں۔ ریاض السالکین اس کی تصنیف ہو۔
حسین الدین حسین بن علی۔ برہان الدین علی کا
 شاگرد تھا۔ شرح دایہ الموسوم "نایہ" اس کی
 تصنیف ہو۔

حسین بن حسن نحسینی۔ غور کار سننے والا تھا
 گنجر الرموز سیانہ۔ نزہت الارواح
 زاد المسافرین۔ طب المجالس۔ روح الارواح
 صراط المستقیم اور دیوان عربی و فارسی اس
 کی تصنیف ہیں۔ بقول جامی سلسلہ مطابقت
 سلسلہ میں انتقال کیا اور ہرات میں دفن
 ہوا۔ مصنف تاریخ فرشتہ لکھتا ہو کہ اس
 کا نام امیر حسینی سادات تھا۔ اور یہ اپنے
 والد سعید بن علی الدین کے ساتھ بہ تقریب تجارت

ہندوستان آیا۔ ملتان کے شیخ ہار الدین
 ذکر کیا کہ مرید ہوا۔ اور ہرات میں یکم ستمبر
 ۳۸۵ھ مطابق ہر شوال ۳۸۵ھ کو انتقال ہوا
حسین بن علی۔ اسم مبارک آپ کا بشیر حسین
 کینت ابو عبد اللہ لقب سید الشہداء ہو
 حضرت رسول مقبول صلعم کے نواسے حضرت
 مولانا علیؑ کے فرزند اصغر ہیں۔ ولادت تشریف
 مدینہ منورہ میں ۳۰ یا ۳۱ شعبان ۳۸۵ھ مطابق
 جنوری ۳۸۵ھ روز سہ شنبہ کو ہوئی۔ آپ
 ۱۸ سال سے تپا قدم حضور سرور عالم صلعم کے
 مشابہ تھے۔ دو روز ۱۵۵ھ امام میں سے تیسرے
 امام ہیں۔ امیر معاویہ کے بعد جب زید بن
 معاویہ تخت نشین ہوا اس نے ولید بن عقبہ
 حاکم مدینہ کے پاس ایک تحریر بھیج کر آپ سے
 اپنی بیعت چاہی۔ آپ نے انکار کر دیا۔

اس سے قبل زید کو ولی عہد مقرر کر کے ۳۸۵ھ
 مطابق ۳۸۵ھ میں امیر معاویہ نے خود جینے
 کے پہنچ کر زید کے حق میں بیعت لینا چاہی
 تھی۔ لیکن اس وقت بھی آپ نے اور نہ صرف
 آپ نے بلکہ عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن
 بن ابوبکر اور عبد اللہ بن زبیر نے بھی ایک
 بے دین اور فاسق کے ہاتھ پر بیعت کرنی پسند
 نہیں کی۔ ۳۸۵ھ میں آپ مع عیال و اطفال
 مکہ میں مدینہ سے تشریف لے آئے تھے۔
 یہاں پہنچ کر آپ کو اہل کو فکی طرف سے
 متعدد درخواستیں بھیجیں کہ آپ یہاں تشریف
 لا کر ہمیں زید کے مظالم سے بچائیے۔ اور اپنی
 بیعت سے مشرف کیجئے۔ آپ کو فوں کی
 درخواست پر دہاں جانے کے لیے مستعد

ہو گئے آپ کے تمام دوستوں نے یہ کہہ کر روکنا چاہا کہ اہل کوفہ اور تمام اہل عراق "لبن مزاجی اور بے وفائی میں مشہور ہیں۔ اُن کے وعدوں کا اعتبار نہیں کرنا بل عراق کے حلفی وعدوں پر اعتبار کر کے نیک دل اور خدا ترس امام اہل وعیال و جان تیار اور تابعین کے ساتھ کوفے کو روانہ ہو گئے۔ یہ سر فدائی لشکر اذیں کل بہتر تھے جس میں ۳۲ سوار اور ۴۰۰ پیدل تھے۔ جب آپ عراق کی حد میں پہنچے تو کوفیوں کی مدد کا نشان نہ پا کر آپ کو اُن کی وفاداری پر شبہ ہوا۔ اور راستے میں کر بلا میں خیمہ زن ہو گئے۔ عبید اللہ بن زیاد جو تاریخ میں قصاب کے لقب سے مشہور ہوئے کوفہ کے تخت آپ کے مقابلے کو ایک فوج روانہ کی جس نے آپ کے چیمے کو گھیر لیا اور دریائے فرات کی طرف آمد و رفت بند کر دی۔ آپ کے اہل وعیال اور فدائیوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ آپ نے دشمن سے کہا کہ یا تو مجھے مدینہ واپس جانے دو یا رومیوں کے مقابل سرحدی جنگ پر قسطنطنیہ کی طرف بھیج دو یا زید کے پاس پہنچا دو لیکن عبید اللہ بن زیاد کو حکم ملا کہ کوفہ کا قتل مطلقاً نہ کھانا چاہیے اور ایک نہ سنی ہلے۔ آخر میں آپ نے یہ فرمایا کہ میرے بچوں اور عورتوں کو نہ ستایا جائے۔ ساتھیوں کے قتل عام سے درگزر کی جائے۔ صرف مجھے شہید کر کے اس جھگڑے کا خاتمہ کیا جائے مگر دشمن تو خون کی ندیاں بہانے پر اڑا ہوا تھا۔ جب وہ کسی بات پر راضی نہ ہوا تو آپ نے اپنے رہتے ایما کیا

کہ وہ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ مگر کسی نے آپ کو تنہا چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ دشمنوں کی فوج میں سے ایک سردار "کر" نامی بھی شہید فوج میں آئے تھے۔ پہلے فردا فردا جنگ شروع ہوئی اُس میں رقتوں نے امام نے خجاعت کے حیرت کارنامے دکھائے اور دشمنوں کو بہ کثرت تہ تیغ کیا تو اپنی ناکامی دیکھ کر خالین نے دور سے تیر اندازی شروع کی۔ جس سے باری باری آپ کے ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ حتیٰ کہ صرف امام بہ نص نفیس باقی رہ گئے۔ لیکن حالت یہ تھی کہ تمام جسم مبارک زخموں سے پھلنی تھا۔ پیاس کی شدت سے زبان خشک تھی۔ آپ نے ارادہ کیا کہ وہاں کی طرف جائیں۔ لیکن تیروں کی شدید بارش نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ تو آپ پھر چیمے میں اہل وعیال کے پاس تشریف لے گئے۔ اور حضرت علی اصغر اپنے شیرخوار بچے کو گود میں لیکر فوج اہل اے کے مقابل آئے۔ لیکن ظالموں نے اس شیرخوار بچے پر بھی رحم نہ کھایا۔ اور تیر کا نشانہ بنا کر اُس بے گناہ کا کام تمام کر دیا اُس وقت بھی آپ کی زبان سے بے صبری اور ناشکری کے الفاظ نہ نکلے۔ اسی حالت میں آپ نے زندوں اور مردوں کے واسطے دعا کی زان بعد ایک ہزار دلہن جوش کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر دشمنوں کی فوج کے قلب میں جا پہنچے اور اُن کو مار مار کر مارتے آپ کے جسم مبارک سے خون جاری تھا۔ حالت ستیر تھی۔ آخر غش گھا کر زمین پر گر پڑے

مقبول نہ ہوئی۔

حسین بن محمد السمعانی - خزائن الغنیہ میں

بہت سے فتوے ہیں جو ہندوستان میں

فتہ کی مستند کتاب بھی جاتی ہے ان کی تصنیف

سے ہے۔ یہ کتاب مسند و مطابق مسند یہ

میں تصنیف ہوئی ہندوستان کے اکثر کتب خانوں

میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

حسین حلاج شیخ (ملاحظہ ہو منہور ملاحج)

حسین خوانساری - ایک مشہور ایرانی فلسفی

تھا۔ طران اور کاشان کے درمیان ایک شہر

خوانسار نامی ہے۔ اس کی نسبت سے خوانساری

کہلاتا ہے۔ تیرہویں صدی کے دوسرے حصے

میں گزر رہا ہے۔

حسین دوست سنبھلی میر سنبھل کا بہن

والا ابوطالب کا بیٹا تھا۔ تذکرہ حبیبی کا مصنف

ہے جو شعرا کا ایک بسوطة تذکرہ ہے۔ تصنیف

محمد شاہ بادشاہ دہلی کی وفات سے جو مشاعرے

میں واقع ہوئے۔ چند سال بعد کی معلوم ہوتی ہے

حسین سادات میر (ملاحظہ ہو حسین بن

حسن انجینی)

حسین سبزواری - سبزواری کا رہنے والا لفظ

وظائف اور راحت الارواح میں اس کی تصنیف

ہے۔ اس میں ریاضت و نفس کشی کے بہترین

طریقے درج ہیں۔

حسین شاہ سید - "ہشت گلگشت" کا مصنف

ہے۔ یہ کتاب حضرت امیر خسرو کی منظوم کتاب

ہشت بہشت سے نثر کی گئی ہے۔ مشاعرے

مطابق سندھ لکھ میں ایم چارلس پیرن -

Charles Pearson - دہلی فرانشس سے

تو غریباغولی معین نے تلوار سے سر مبارک کو

جدا کر دیا۔ اور گستاخی اور بے ادبی کی کوئی

حد نہ چھوڑی۔ یہ واقعہ - اعظم مسند مطابقت

۱۰ اکتوبر ۱۵۷۰ء کو ہندو غارتگر ہوا۔

اس کے بعد کوٹے جا کر سر مبارک عبید اللہ

بن زیا دے پاس پیش کیا گیا۔ اس ملعون نے

بھی سر مبارک سے گستاخی کی اور اپنی پٹری

سے ٹھکرایا اور اس کو مع اسیران اہل بیت

کے جن میں صرف حضرت امام زین العابدین

از جنس ذکور جو مرہیں ہونے کے باقی رکھے

تھے یزید کے پاس دمشق بھیج دیا۔ تمام مسلمانوں

میں اس سانپ کی خبر نے ایک تھکے چلے چا دیا

عمر کے پتلے ہفتے میں اس واقعے کی یادگار

آج تک منائی جاتی ہے۔ سر مبارک اور دیگر

شہدائے سرائے بیت کی ہر اہی میں۔ نعمان

بن بشیر کی سمیت ہیں مدینہ منورہ کو لائے گئے

وہاں سر مبارک جنت البقیع میں حضرت بی بی

فاطمہ کی قبر شریف کے پاس مدفون ہوا۔ جسم

مبارک جس کو دشمنوں کی فوج بے گور و کفن

میدان کر بلا میں چھوڑ گئی تھی۔ تیسرے روز

باشندگان موضع غاصیہ نے جو قریب کر بلا کے

ایک گاؤں ہے۔ کر بلا میں دفن کر دیا۔

یہی خاندان کے پہلے بادشاہ نے اس موقع پر

ایک شاندار روضہ تعمیر کرایا جو زیارت گاہ

خاص و عام ہے۔ گنبد فیض کے نام سے مشہور ہے

موجودہ زمانے میں مرزا اجیت دہلوی نے اس

مشہور واقعہ شہادت سے انکار کر کے شہرت

حاصل کی، اور اس کے متعلق ایک کتاب بھی

شائع کی جو دلائل کی کمزوری کی وجہ سے

شائع ہوئی، اس کتاب میں ہر ام گور کا قصہ و شاعر بھی تھا۔ حقیقت مخلص تھا۔ ایک دیوان اور دو چھوٹا۔ تختہ الحج۔ خزینۃ الاشال۔ صنم کہہ چین اسی کی تصنیف سے ہے۔ کرنل کیرڈ کا میرمنشی ہو کر جیتا پٹن مدراس کو گیا اور وہیں فوت ہوا۔

حسین شاہ شرقی سلطان۔ اپنے بھائی محمد شاہ کے بعد جو ۱۱۴۷ مطابق ۱۷۳۵ء میں ایک لڑائی میں قتل ہوا تھا۔ جو پور کا بادشاہ ہوا۔ اس کو بہلول لودی بادشاہ دہلی سے چند لڑائیاں لڑنا پڑیں آخر کار ۱۱۵۵ء میں شکست کا مل ہوئی۔ لیکن فتح بہلول لودی نے حسین شاہ کو کہ غلوڑا علاقہ جس کی آمدنی ۵ لاکھ سالانہ بھی ملو رہا تھو کر دیدیا۔ بہلول لودی نے اپنے مرنے پر جو پور کی ریاست اپنے بیٹے بابرک کو تفویض کر دی تھی اور یہ وصیت کی تھی کہ وہ حسین شاہ شرقی کی جائیداد کو بدستور بحال رکھا۔ بابرک نے اس وصیت پر عمل کیا اور ایک عہدود سبے میں جو حسین شاہ کی خاندانی جائیداد کے طور پر اس کو حسب وصیت شاہی عطا ہوا تھا اس کی حکومت اس وقت تک قائم رہی جب تک کہ جو پور کا علاقہ سلطنت دہلی میں شامل نہ ہو گیا۔ جس کا باعث خود حسین شاہ ہوا اور اقصیہ ہے کہ حسین شاہ شرقی نے جس کو بابرک سے زیادہ قرب حاصل تھا۔ اس کو ترغیب دی کہ اپنے بھائی سکندر لودی سے لو کہ سلطنت دہلی پر قبضہ حاصل کرے۔ چنانچہ اس نے حملہ

کیا اور پہلی ہی لڑائی میں شکست کھائی جس کا نتیجہ ہوا کہ جو پور کی کل ریاست مع حسین شاہ کی جائیداد کے سلطنت دہلی میں شامل ہو گئی۔ حسین شاہ نے اس واقعے کے بعد بنگال پہنچ کر علاء الدین بنگال کے بادشاہ کے زیر سایہ پناہ لی۔ یہاں اس کے مرتبے کے موافق اس کی عزت کی گئی اور بقیہ عمر اس نے یہیں گزار دی ۱۱۹۷ مطابق ۱۷۸۴ء میں فوت ہو گیا اس کی موت نے جو پور کی شاہی نسل کا خاتمہ کر دیا۔

حسین خاں بہادر۔ الزور دی خاں کے دوسرے بیٹے کا نام ہے۔ جو عالمگیر کے زمانے میں بڑے مرتبہ کا امیر تھا۔ بیجا پور کے قلعے کی فتح کے بعد ۱۱۳۵ راکتو پر شاہ مطہر ۱۱۵۰ مریدی قندہ سلطانہ میں مرا۔

حسین علی خاں سید۔ سید امیر الامرا (ملاحظہ ہو عبداللہ خاں سید)

حسین غزنوی۔ پادشاہت فارسی کا مصنف ہی نیا دو حالات معلوم نہیں۔

حسین کشمیری۔ ہدایت الاعمی فارسی میں اس کی تصنیف ہے۔ اس میں مختلف مذہبی مضامین تصوف وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔

حسین لنگا اول۔ سلطان کا تیسرا بادشاہ تھا اپنے والد قطب الدین محمد لنگا کے بعد ۱۱۹۷ مطابق ۱۷۸۴ء میں سلطان کا بادشاہ ہوا اس نے سکندر لودی شاہ دہلی سے ایک صلح نامہ کیا اور ۱۱۹۷ مطابق ۱۷۸۴ء میں فوت ہو گیا اور بقول بعض روز کشنبہ ۱۲۰۸ گشت ۱۱۹۷ مطابق ۱۷۸۴ء میں فوت ہوا۔

تیس یا چونتیس سال حکومت کرنے کے بعد مرا
اس کا پوتا محمود خاں لنگا جانشین ہوا۔

حسین لنگا ثانی۔ لنگا کا پانچواں اور آخری

بادشاہ تھا۔ اپنے والد محمود خاں لنگا کے بعد

۹۷۵ھ میں لنگا کا بادشاہ ہوا۔ اس وقت

۵ ماہ سن تھا۔ اپنے بہنوئی شجاع الملک کے

جو اس کے تابعی کا کام کرتا تھا۔ بالکل ہاتھ

میں تھا۔ اس کے زمانے میں شاہ حسین ارغون

بادشاہ ٹھٹھ نے بابر شاہ کے حکم سے لنگا پر

چڑھائی کی مئی ۱۵ ماہ کے محاصرے کے بعد

۹۷۷ھ مطابق ۹۷۵ھ میں لنگا فتح

ہو گیا۔ فتح کے بعد شاہ حسین ارغون لشکر خاں

کو حسین لنگا کا نائب مقرر کر کے ٹھٹھ کو واپس

چلا آیا۔ جب اپنے دورانِ علالت میں انشا

نے دہلی کی سلطنت اپنے بیٹے ہمایوں کو

دید۔ ہمایوں نے پنجاب مرزا کا مران کو

جاگیر میں دیدیا۔ کا مران نے لاہور پہنچ کر

لشکر خاں کو طلب کیا۔ اور اس کو کابل

کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور لنگا کو دہلی کا صوبہ

قرار دیا۔

حسین مرزا دلاخطہ ہو سلطان حسین مرزا

حسین مروی۔ دلاخطہ ہو خواجہ حسین مروی

حسین معما میسر۔ ایک مشہور معما تھا

جو ۹۷۷ھ مطابق ۹۷۵ھ میں فوت

ہو گیا۔

حسین میبذی معین الدین۔ "بجھل الارواح"

اس کی تالیف ہے۔ اس میں ایرانی۔ اور

ترکی شعرا کے کلام کا انتخاب دیا گیا ہے۔ یہ

دسویں صدی ہجری میں گزرا ہے۔

حسین نظام شاہ اول۔ تیس برس کی

عمر میں اپنے والد بربان نظام شاہ اول کی

وفات کے بعد ۹۷۵ھ مطابق ۹۷۳ھ میں

احمد نگر دکن کا بادشاہ ہوا۔ ۹۷۷ھ مطابق

۹۷۵ھ میں علی عادل شاہ سلطان بیجا پور۔

ابراہیم قطب شاہ سلطان گولکنڈہ اور امیر ریہ

بادشاہ احمد آباد سید اور حسین نظام شاہ نے

مقدمہ ہو کر راجہ رام راج والی بیجا نگر کا مقابلہ کیا

اس مقابلے میں راجہ مغلوب ہو کر قتل ہوا۔ اس

مہم سے فاریج ہونے کے بعد حسین نظام شاہ

بھی گیارہ دن سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ ۹۷۹ھ

مطابق ۹۷۷ھ میں فوت ہوا۔ رومی قدس سرہ کو

نوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ جانشین

ہوا۔

حسین نظام شاہ ثانی۔ نظام شاہی خاندان کا

تیسرا زادہ تھا۔ دلاخطہ ہو فتح خاں بن ملک عمر

حسین نقشب ملا۔ مہر کنی کی رعایت سے نقشب خاں

کے زمانے میں ایک عمدہ مرکن اور شاعر

گزرا۔ ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۰۶۸ھ میں فوت ہوا۔

جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ تاریخ وفات ہے

حسین واعظ مولینا۔ بعض تذکرہ نویسوں

نے اس کا پورا نام کمال الدین حسین الواعظ

الکاشفی لکھا ہے۔ مشہور مصنف تھا۔ سلطان

حسین مرزا۔ ملقب بہ ابو الفارسی باہور۔

بادشاہ خراسان کے وقت میں ہرات میں مغز

عہدے پر ممتاز تھا۔ جہاں آخر وقت تک رہا

تفسیر حسینی اسی کی تصنیف سے ہے۔ دوسری

تفسیر کلام حمید کی جو اہر التفسیر کے نام سے لکھی

منجملہ دیگر تصانیف کے اس کی تصنیف موسومہ

روضۃ الشہداء مشہور ہے۔ اسی کا خلاصہ وہ مجلس کے نام سے کیا ہے۔ اخلاق محسنی۔ انوار سیلی فارسی کی درسی کتابیں اسی کی مصنف ہیں۔ مثنوی مولانا روم کا انتخاب کیا جو باب کے نام سے مقبول عام ہے۔ مخزن الانشاء سبع کا شفعہ۔ اسرار قاسمی۔ مطلع الانوار۔ اور لطائف الطوائف اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ ہر بات میں ۳۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ رذی الحجہ ۱۳۲۵ء کو انتقال ہوا۔

حشمت بخش علی خاں کا تخلص ہے۔ حشمت و بلوی۔ میر تقی علی خاں کا تخلص ہے جس کے مورث بدخشاں سے دہلی آئے تھے ۱۱۰۰ء مطابق ۱۷۸۷ء میں فوت ہوا۔ ایک فارسی دیوان چھوڑا۔

حفص مولیٰ بنا (مولانا ابو حفص التجاری لاہظہ) **حفصہ** حضرت عمر خلیفہ دوم کی صاحبزادی تھیں ان کے پہلے شوہر عکب بن ربیع شہید ہو گئے۔ تھے۔ ان کی تیزی مزاج کے سبب کوئی شخص شادی پر راضی نہ ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس امر کی شکایت آن حضرت صلعم سے کی۔ آپ نے خود اپنی قبولیت کا شرف بخشا اور یہ شادی سہمہ میں ہوئی۔ آنحضرت کے وصال ظاہری کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہیں اور ہمدانی الاول ۱۱۰۰ء مطابق ۱۷۸۷ء میں وفات پائی۔ حضرت ابو بکرؓ نے جو نسخہ قرآن کریم کا گنڈ پر سب سے اول مرتبہ مکمل کرایا تھا وہ انھیں کی امانت میں رکھا گیا تھا۔

حفیظ الدین احمد قولوی۔ عیار دانش کا اردو

میں ترجمہ کیا اور اس کا نام خرد افروز رکھا یہ ترجمہ سنیۃ مطابقت سلسلہ میں فورٹ ولیم کالج کے استعمال کے واسطے کیا گیا تھا۔ **حفیظ الدین احمد نسفی بن احمد۔** مدارک التنزیل اور خاتم التناویل تفسیرین عربی میں مکمل ہیں فقہ میں ایک کتاب دانی اور اس کی شرح کافی اور کنز الدقائق جو دانی سے اخذ ہیں تصنیف کی سنیۃ مطابقت سلسلہ میں استعمال

کیا۔ **حفیظ الدین شیخ۔** سراج الدین علی خان آرزو کا شاگرد تھا۔ عصم تخلص تھا۔ حمرہ دہلی کے ایک سو سال حکومت میں سنیۃ مطابقت سلسلہ میں فوت ہوا۔

حقیری۔ مولانا شہاب الدین معالی کا تخلص ہے۔

حقیقت (دماخطہ جو حسین شاہ سید حکیم شاہ عبدالحکیم لاہوری کا تخلص ہے۔ تذکرہ مردم دیدہ ان کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب بتمام اورنگ آباد سنیۃ مطابقت ۱۱۰۰ء میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں مصنف نے ان شعراء کا حال لکھا ہے۔ جس سے اس نے ذاتی طور پر ملاقات کی تھی۔

حکیم الملک۔ شمس الدین نام۔ اکبری عہد کا مشہور اور نامور حکیم تھا۔ طب اور علوم عقلی و نقلی میں کامل دہشت گاہ قلمی مشہور مطابقت سنیۃ میں اجازت چیسکر عاز کو گیا اور وہیں وفات پائی۔

حکیم المالک۔ پیر محمد مہدی کا خطاب ہے۔ عالمگیری کے زمانے میں چار ہزاری منصب دار اور شاہی طبیب تھا۔

حکیم علی گیلانی حکیم الملک کا بھائی تھا۔ اکبر کے اصحابوں میں داخل تھا۔ تمام علوم شرعیہ میں مہارت رکھتا تھا۔ طب میں خیر و کم لکھا۔ لاہور کا عجیب اور مشہور عرض جس کی تاریخ میر حیدر جہانی نے "حوض حکیم علی گیلی" سے منسلک ہے۔ مطابق ۹۵۴ھ میں اس کی ایجاد سے تعمیر ہوا اور بادشاہ اکبر کو دیکھنے کے لیے آیا۔ اس حوض کا طول اور عرض ۲۰۰ × ۲۰ گز ہی۔ اور عمق ۳ گز تیچ میں سنگین پائس کی چھت پر بلند بنا رہا اور حجرے کے چاروں طرف چار پل تھے۔ کمال یہ تھا کہ حجرے کے دروازے کھلے تھے اور پانی اندر نہ جاتا تھا۔ سنہ ۹۵۴ھ مطابق ۱۵۴۷ء میں مفت صداری منصب آیا اور چالیسوں الزامی خطاب ملا۔ ۹۵۷ھ مجرم سنہ مطابق ۹۶۰ھ کو فوت ہوا۔

حکیم عین الملک۔ دوانی شخص کرنا تھا۔ اکبری عہد کا مشہور طبیب تھا۔ اور بڑا انشا پرداز بھی بنہاضیہ الالباب فی الذی لہ سنہ ۹۵۷ھ مطابق ۹۵۷ھ کو وفات پائی۔

حکیمہ۔ قبیاء بنی سعد میں سے قیس بن کے خاوند کا نام حارث بن عبدالعزیز تھا۔ یہ قبیاء ایک بہاڑی میں جو طائف کے جنوب میں واقع ہے سکونت گزیر تھا آنحضرت رومی فدائے کی پیدائش کے آٹھ دن بعد دودھ پلانے کی خدمت ان کے سپرد کی گئی۔ اور علیہ منصور کو آب و ہوا کی برتری کے خیال سے اپنے گھر لے گئیں۔ اور وہیں بہ درخش کیا اور چھٹے مہینے آپ کی ماں اور دادا کو زیارت کرا جاتی تھیں۔ دو سال تک اپنے علیہ کا دودھ دیا۔ دودھ چھوٹنے کے

بعد پھر آپ کی والدہ نے نیلمہ کے گھر واپس کر دیا کہ خورے دن اور بہاڑ کی آب و ہوا میں رہ لیں۔ چار سال کی عمر تک آپ علیہ کے پاس رہے۔

حماد۔ امام ابو حنیفہ کے بیٹے تھے ۹۵۴ھ مطابق ۹۵۴ھ میں انتقال کیا۔

حماد مستوفی بن ابوبکر الخواجه القزوينی اس کا نام حمید الدین مستوفی بھی ہے۔ قزوین کے رہنے والا تھا۔ تاریخ گزیرہ اس کی تصنیف ہے جس کو اس نے ۹۵۴ھ مطابق ۹۵۴ھ میں تصنیف کیا اور وزیر غیاث الدین بن رست بد الدین مسنف جامع التواریخ کی نذر گزرا۔ تاریخ طبعی پر ایک کتاب زہمت القلوب بھی ہے جو بہت مشہور ہے۔

حمزہ امیر عبد المطلب کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔ نبوت کے چھٹے سال میں ایمان لائے۔ سرکار نبوی سے اس اللہ کا خطاب پایا۔ نہایت باہمت اور بہادر آدمی تھے۔ دین محمد کا پہلا جھنڈا "رایت الاسلام" انھیں کے ہاتھ میں دیا گیا۔ ۹۵۴ھ مطابق ۹۵۴ھ شوال سنہ ۹۵۴ھ میں جنگ احد میں شہید ہوئے ابو سفیان سر دار قریش کی بی بی ہندہ سے آپ کا دل اور حجر نکال کر دانتوں سے چبایا اور آپ کے کان ناخن اور جلد کے ٹکڑے کاٹ کر اور تانگوں میں پرو کر بازوؤں اور کانوں میں پہنے۔ حضرت حمزہ ابو عمر بھی کہلاتے ہیں۔

حمزہ مرزا۔ سلطان محمد خدا بندہ کا بڑا بیٹا۔ اور شاہ طہاسب اول صفوی شاہ ایران کا پوتا

پس ۱۲۱۷ء مطابق ۱۱۹۸ھ میں فوت ہوئے
حمید الدین مستوفی خواجہ و ملاحظہ محمد اشرف

مستوفی (۱)
حمید الدین ناگوری (قاضی) اصل نام محمد ابن
عطا ہو۔ شمس الدین اہمشل بادشاہ کے زمانے
میں علم ظاہر و باطن کے جامع تھے مرید و خلیفہ
شیخ شہاب الدین سرودی کے تھے لیکن
وجہ و سماع کا زیادہ غلبہ تھا۔ ان کی تصانیف
میں سے طالع ثمنوس زیادہ مشہور ہے۔
میں انتقال ہوا۔ شہر دہلی میں قطب صاحب
کی درگاہ کے قریب دفن ہوئے۔

حمید اللہ خاں۔ احادیث الخوازمیہ، تاریخ
حمید اس کی تصنیف ہے۔ جس میں چٹاگانوں
کے تاریخی حالات ہیں۔ سلسلہ ۴ میں مکتبہ میں
یہ کتاب طبع ہوئی۔

حمیدہ بانو۔ ملکہ بانو کی بیٹی۔ ممتاز محل کی بہن
تھی خلیل اللہ خاں کے ساتھ شادی ہوئی۔
جس ۱۲۱۷ء میں فوت ہوا۔

حمیدہ بانو بیگم۔ وفات کے بعد مریم مکاری مشہور
ہوئی۔ حاجی ابیکم بھی کہلائی جاتی ہے۔ شیخ احمد
جام کی پر پوتی تھی۔ سلسلہ ۴ مطابق ۱۲۱۷ء
میں شہنشاہ ہمایوں کے ساتھ شادی ہوئی۔ اکبر
اسی کے بطن سے پیدا ہوا۔ پرائی دہلی میں لہنے
شہر کے مقبرے کے قریب ایک سراو موسومہ
عب سراو تعمیر کی جج بیعت کے لیے کے شریف
گئی اور وہاں سے ۳۰۶ھ اپنے ساتھ لائے
پیر کے دن ۲۹ اگست کو ۱۲۱۷ء مطابق
۱۲۱۷ء میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور
دہلی میں ہمایوں کے مقبرے میں دفن ہوئی۔

تھا مینائی گزرو ہونے کی وجہ سے اس کے
باپ نے پہلے توکاروہار سلطنت مرزا سلیمان
دیزر کے ہاتھ میں لکھتا دیا تھا۔ مگر جب یہ دیزر
مارا گیا تو مرزا احمد کو اس کی جگہ مامور کیا۔ اس
شاہزادے نے اپنی مردانگی سے باپ کی تمام
مشکلات آسان کر دیں۔ مگر یہ حالت بھی قائم
نہ رہی اور ۲۴ نومبر ۱۲۱۷ء مطابق ۱۲۱۷ء
۱۲۱۷ء کو ایک چامے نے اس شاہزادے کو
خود مں کی آرام گاہ میں پتھر مارا کر دیا۔

حمید۔ ایک شاعر تھا (عصرت نامہ) اس کی
تصنیف سے جو پوسٹ ۱۲۱۷ء مطابق ۱۲۱۷ء
میں جہانگیر کے زمانے میں تصنیف ہوا تھا۔
حمید۔ (فتح) سبھلی قرآن مجید کی تفسیر دانی
و وقیعہ رسی میں علامہ زمان تھا۔ ہمایوں بادشاہ
اس کا نہایت معتقد تھا۔ کہتے ہیں کہ دوسری
مرتبہ جب ہمایوں بادشاہ نے ہندوستان
کو فتح کیا۔ تو شیخ موصوف استقبال شاہ کے
واسطے کابل گیا اور بادشاہ نہایت رفق و مدارت
سے پیش کر دیا۔ ۱۲۱۷ء مطابق ۱۲۱۷ء میں اس
نے انتقال کیا۔ فخر الدین ختم اللہ مستوفی کا
بھائی تھا۔

حمید الدین علی التجاری۔ ہدایہ پر ایک مختصر شرح
لکھی جس کا نام فوائد رکھا جس ۱۲۱۷ء مطابق ۱۲۱۷ء
میں وفات پائی۔

حمید الدین عمر قاضی۔ سلطان بخر سلوٹی شاہ
فارس کے زمانے میں انوری کا ہم عصر تھا۔ تفسیر
موسومہ مقامات اس کی تصنیف ہے۔

حمید الدین قاضی دہلوی۔ دہلی کے پہلے واس
شرح ہدایت الفقہ اور دیگر کتب ان کی تصنیف

صہیل امام - امام احمد نام محمد بن صہیل کے بیٹے صہیل کے نام سے مشہور ہوئے۔ اہل سنت والجماعت ہیں جو چار مذہب متحدین گزرے ہیں ان میں سے ایک تھے۔ بغداد میں بارہویں بیچ الاولیٰ صفہ صہیل بن عصفہ کو پیدا ہوئے۔ کچھ عرصے تک بغداد ہی میں تحصیل علوم میں مصروف رہے ان کے پیر کوئے۔ بصرے۔ کئے۔ مدینے۔ مین اور شام جاکر علم حدیث حاصل کیا۔ حافظہ نہایت زبردست پایا تھا۔ دس لاکھ حدیثیں بر زبان تھیں۔ حدیث میں آپ کی کتاب مسند نہایت مقبول اور جامع بھی باقی ہے۔ نہایت سادہ و روی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اعلیٰ درجے کے زاہد و سخی تھے۔ مسند کے علاوہ آپ کی تصنیفات سے اور بھی کتب مفیدہ مثل تفسیر کتاب الزہد، تاریخ مسوخ۔ منکب کبیر، منکب صغیر وغیرہ ہیں۔ یہ خلیفہ منعم کے زمانے میں تھے۔ مشہور ہے کہ خلیفہ نے امام صاحب سے یہ خواہش کی وہ مسئلہ خلق قرآن کی نسبت فتویٰ دیں امام صاحب نے اس عقیدے کو گمراہی بتایا۔ کیونکہ وہ قرآن مجید کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ کلام الہی ہے کسی کا تصنیف کردہ نہیں ہے۔ خلیفہ نے اس پر ناراض ہو کر ان کو قید کر لیا۔ اور نہایت بدسلوکی سے پیش آیا۔ یہ واقعہ مسند مطابقت ۳۲۵ کا ہے۔ امام صاحب کی وفات ۱۷۱ھ یا ۱۷۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۷۸۷ء کو ہوئی بمقام بغداد بابہ بنی جس کو حرمہ بھی کہتے ہیں آپ کا مقبرہ موجود ہے۔ امام صاحب کے ساتھ آٹھ لاکھ درود اور ساٹھ ہزار عورتیں شمار کی گئی تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس مود میں ہزار عیسائی، یہودی اور مجوسی مسلمان ہوئے

صہیل مذہب اگرچہ مذہب صہیل کی طرح سے زیادہ عام نہیں ہے لیکن خاص بغداد اور اس کے گرد و نواح میں یہ مذہب خاص طور پر شہرت رکھتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم بھی مذہب صہیل کے پیرو تھے۔ حتیٰ۔ عربین علی کا لقب ہے۔ ایک شاعر تھا ۳۳۳ھ مطابق ۳۳۳ھ میں فوت ہوا۔

صہیفہ امام - آپ کا نام نعمان۔ ابو صہیفہ کنیت امام اعظم لقب ہے۔ والد کا نام ثابت اور داد کا نام زوطی ابن ابی تھا جو عجمی النسل تھے۔ زوطی حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں مشرف بہ اسلام ہو کر کوئے میں آباد ہوئے۔ کوئیں بنی تبار ہوئے کو ذرا اس زمانے میں دار الخلافہ اور حضرت علی کیا جائے قیام تھا۔ زوطی کو مولانا علی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اکثر اتفاق جو تھا تھا۔ اور حضور مولانا علی ان سے بہت اُٹھ رکھتے تھے۔ جب زوطی کے فرزند ثابت پیدا ہوئے تو حضور و ملا علی نے ثابت کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا دی کہ خدا کرے تو سعادت دارین حاصل کرے اور تو اور تیری نسل سے آئندہ لوگ اسلام کے پیروں میں مددگاروں سے نہیں۔ چنانچہ دعا مقبول ہوئی اور مسند میں ثابت کے فرزند امام ابو صہیفہ پیدا ہوئے۔ ان کے زمانے میں آن حضرت صلح کے کئی صحابہ کوئے میں حیات تھے۔

امام صاحب نے علم فقہ کوئے میں رہ کر حاصل کیا اور علم حدیث میں امام کے شیوخ خاص کوئے کے رہنے والے ائمہ تھے۔ آپ کے پیر امام صاحب حرمین تشریف لے گئے۔ کوئہ میں عطاء ابن رباح سے علم حدیث حاصل کیا۔

مدینہ طیبہ میں بھی علوم حاصل کیے۔ حضرت امام ابو

کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کی تصنیفات میں فقہ
اکبر، العالم المتکلم، مسند وغیرہ بہت مشہور ہیں
قاضی ابو یوسف علی آپ کے شاگردان رشیدین تیار تھے
حسین۔ ابو یوسف عبدالرحمن بن حسین بن اسحاق بن حسین نام جو
مشہور طبیب تھا اس نے بہت سی کتابیں یونانی زبان
سے شامی اور عربی زبان میں ترجمہ کیں۔

حیا۔ شیو رام داس نام۔ راجہ دیال ایتیار کا بھائی تھا
وزیر عبدالقادر بدیل سے تلمذ تھا۔ پانچ ہزار اشعار کا
ایک دیوان یا دہکار چھوڑا۔

حیات السدا حارمی۔ حیات العارفین میں کی تصنیف ہے
مسئلہ میں انتقال ہوا۔ ان کی قزاقیہ میں ہے۔

حیدر۔ میر حیدر شاہ اس کا نام ہے۔ نواب سرفراز خان عالم
بجمل کی ملازمت میں ایک ہادر سپاہی تھا۔ احمد شاہ
کے زمانے میں بیسویں کے قریب سوس کی عمر وفات پائی
حیدر خاں۔ میر حیدر کا پوتا تھا۔ ۱۰ ستمبر ۱۱۱۱ھ کو اس
نے حسن علی خان میرالام کو عرضی میں قتل کرنے کے بدلے تین سو
محمد شاہ کے اغوا، مار ڈالا پھر خود بھی مارا گیا۔

حیدر رازی۔ ایک ایرانی مونیخ تھا جس نے ستر سو
عدی بیسویں میں متعہ و تصانیف کیں۔

حیدر سلطان۔ شاہ اسماعیل اول صفوی کا باپ تھا شیخ
بنیدین شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدر الدین
موسی بن شیخ صافی یاصفی الدین اردبیلی کا بیٹا تھا
جو موسی کاظم امام ہفتم کی اکیسویں پشت میں تھا شروان
میں جولائی ۱۱۱۱ھ میں ملاقات شعیان سے ہوئی اور تیسویں
بن اذن جس کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا۔

حیدر علی۔ ایک پنجابی سپاہی تھا۔ فتح محمد نامی کا بیٹا تھا
مسئلہ میں پیدا ہوا۔ لکھنؤ چھانسیں جانتا تھا مگر
نیر محمدی حافظہ رکھتا تھا۔ ۴۰ سال کی عمر میں مسکو کی
فتح میں بھرتی ہوا اور دیکھتے دیکھتے سرداری کے ترقی

پہنچے بہت تعلیم حال کی اور اہمیت سے خاص محبت
رکھتے تھے یزید بن عمر بن ہریرہ کو روک دینے امام
صاحب کو کوئی عمدہ بقول بعض عمدہ قضایا، افتخارات
دینا چاہتا تھا امام صاحب نے انکار کر دیا۔ یزید نے
غصے میں آکر دس ورہ رو داں لگائے جلنے کا حکم
دیا۔ لیکن امام صاحب اپنی رائے پر قائم رہے
اور اس حکم کی تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ دنوں بعد یزید
نے خود امام صاحب کو چھوڑ دیا اور وہ کوٹے سے
کاڑے منظر کو رو اند ہو گئے۔ مسئلہ مطابق مسئلہ
تک دیں ہے۔ خلیفہ منصور کے زمانے میں مسئلہ
مطابق مسئلہ میں بند اور بلست گئے۔ خلیفہ نے
اس کو عمدہ قصا پیش کیا۔ آپ نے بے حد انکار کیا
مگر جب خلیفہ نے ایک زمانی توجہ روا قبول کرنا پڑا
ایک روز کام بھی کیا۔ لیکن پھر خلیفہ سے معذرت
کی خلیفہ نے قبول کر دیا مسئلہ مطابق مسئلہ سے
مسئلہ مطابق مسئلہ تک قید رہے لیکن
قید معمولی نظر بندی تھی کوئی امر ان کے ادب و تعلیم
کے خلاف نہ تھا۔ حلقہ درس جاری تھا۔ امام محمد
نے جو امام صاحب کے ارشد تلامذہ ہیں تھے قریب
ہی ہیں تعلیم پائی تھی۔ خلیفہ کو قید خانہ میں اس قدر
رجحان دیکھ کر امام صاحب کی طرف سے بناوٹ کا
اندیشہ ہو گیا تھا۔ اس لیے اس نے ان کو زہر دلوایا
اور رجب ۱۱۱۱ھ میں امام صاحب کی شہادت
واقع ہوئی۔ خیر راں کے متبر سے میں وفات کیے گئے
جنازے کی پہلی نماز میں بیچاس ہزار آدمی کا جمع تھا
اس کے بعد میں روز تک لوگ نماز پڑھا کیے۔
پہرے کی تجارت کرتے تھے لاکھوں روپیے کا لین دین
تھا۔ معاملہ تابت صاف اور سچا رکھتے تھے۔ اور خیر
بہت تھے۔ اکثر فساد و مساکین پر صرف کرتے۔

ایسے اور کچھ کر رہی ہے۔ اور ایک گروہ مسلم
روٹی و برستی کو روٹ کے ہمیں شہر میں آل انڈیا
مجلس کو کشل کانفرنس کی صدارت کی اور یک عالمی
خطبے حاضرین کو مستفید کیا حیدر آباد میں سلطنت
آصفیہ کے فاضل مندر میں حیدر نواز جنگ کے خطاب سے
منازا ہیں۔

حیران بیچید رعلی کا تخلص ہے۔ ضلع بہار میں ان کو قتل کیا گیا
مگر مہلے سے قبل قاتل پہلے کیا اور اس کو مار ڈالا۔

حیرانی۔ مولانا ہمدانی۔ بہان کارہنے والا تھا چند ششواں
اس کی تصنیف ہیں یعنی ہرام ذہابہد مناظرہ اور
مناظرہ شیخ و مراد اور مناظرہ شیخ و مرغ ۹۹۷ھ
مطابق سن ۱۵۸۷ھ میں وفات پائی۔

حیرت۔ بہت اچھا ہوا پشاد کا تخلص ہے کٹیری لاہل سے
مگر لکھنؤ میں حکومت اختیار کر لی تھی چند ششواں اور کیا
مقرر ہوا ان کی تصنیف ہیں ۱۰۰۰ سال
کی عمر میں انتقال ہوا۔

حیرت۔ حافظ ہوقام الدین۔
حیرتی۔ مرو کا ایک شاعر تھا۔ ایک تصنیف کے عوض خوشا
طہا سپ اول صفوی کی شان میں لکھا تھا ملک الشعراء
کا خطاب ملا تھا کتاب بختہ المباح کے علاوہ ششواں
اس کی تصنیف ہے اس کے شاعر کی تعداد چالیس ہزار
ہو کا شان میں ۱۰۰۰ سال میں قتل ہوا۔

حیرتی۔ ایک مشہور شاعر تھا۔ اصفہان میں تعلیم پائی اور
جس جہتی کا شانی نے پناہ نہ لکھا زندہ تھا۔ اگرچہ
اس کو مرکارا یلان سے ایک مقول رقم گزارا وقت کے
واسطے ملتی تھی مگر اس کی فضل خیر کی وجہ سے وہ
بالکل ناکافی ہوتی تھی۔ گو لکھنؤ کے قصبہ شہر
بادشاہوں کی فیاضی نہ کر سکا مگر موصوفہ میں ہندوستان
آیا اور میں فوت ہوا۔

پہنچ گیا۔ اس وقت سلطنت بیسویں سال و وزیر اعظم کی مجلس
بنا چکا تھا حیدر نے رفتہ رفتہ اپنی فوج اور سامان بڑھایا
اسی دوران میں بیسواں کی بھی ایکس زیادہ مرتبہ سخت سخت
تکلیفیں دیں حتیٰ کہ مراد آباد فوج کا اعتبار حیدر بہ زیادہ
ہوتا گیا جس سے قائمہ امٹھا کر سلطنت میں حیدر نے سخت
یسور پڑھ کر لیا۔ ۲۰ سال تک حکومت کی اور انگریزی
قوت کا ہمیشہ مقابل بنا رہا اس کی شجاعت اور بہادری
کے کارنامے جو انگریزوں کے خلاف اس نے دکھائے تاریخ
ہندوستان کے اہم واقعات سمجھے جاتے ہیں ششواں میں
نوت ہوا اس کا بیٹا سلطان طیب (ٹیپو) اس کا جانشین ہوا
حیدر رعلی مولوی فیض آبادی فیض آباد کے رہنے والے تھے
مشتی نظام اور دیگر کتب ان کی تصنیف ہیں۔ دہلی میں
۱۰۰۰ سال مطابق سن ۱۵۸۷ھ میں زندہ تھے۔

حیدر عثمانی میر۔ شاہ اسماعیل ثانی شاہ فارس کے
زمانے میں ایک عہد گوڑ راہی تاریخ اور سے لکھے ہیں مشہور
تھا۔ کہہ کے زادن ہندوستان آیا اور جب بھری راستے
سے ایران کو واپس جا رہا تھا سمندر میں غرق ہو گیا۔
حیدر ملک۔ رئیس الملک خجائی اس کا خطاب تھا ایک ستار
منتہی تاریخ لکھی گئی جس میں اس نے اپنے زمانے کے حالات
دبج کیے ہیں۔ جمائیک کے دربار کا امیر تھا اس کا زمانہ
مطابق سن ۱۰۰۰ سال میں اس کی اس میں اس کا
بادشاہ کے ساتھ کشمیر جایا جاتا ہوا۔

حیدر علی۔ اہل اہم مولانا گزدر علی حیدری ہو پیدا نش ۱۰۰۰ سال
میں مقام ہوئی ہوئی ۱۰۰ سال کی عمر میں۔ اسے اور سی
سال ال ال ال ال کا تھان پاس کیا تانگو میں انجمن
اسلامیہ کے زیر نگرانی ایک مدرسہ قائم کر لیا جس کے لائف
پریسیڈنٹ ہیں ۱۰۰ سال میں کوٹشہ جیل ہو کر آزاد ہوا
مدرسہ میں سب کو فٹ پریسوں کا بیج کا کام بھی ہے
سہروردہ میں سے سرکار کی کمی لاکھ کی بچت ہوئی۔ علی گڑھ

ردیف خ

مانتے ہیں۔

خاقانی ایران کا مشہور شاعر خاقان منوچہر بادشاہ

شروان کے عہد میں گزرا ہوا اس کو سلطان الشعر

کا خطاب ملا تھا اس کا نام حسن الدین ابراہیم بن

علی شروانی تھا شروان کا بیٹا والاقلی کا شاگرد

تھا اُس نے اُس کو خاقانی کا خُلق عطا کیا تھا

تختہ العراقین کا مصنف ہے جس میں عراق عجم

اور عراق عرب کا حال نظم میں لکھا گیا ہے ایک

دیوان فارسی اور ایک کتاب موزونہ مفت اُقیم

بھی اُس کی تصنیف سے مشہور ہیں مقام تبریز

۷۸۱ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں وفات پائی

مقبرہ سرخاب میں دفن ہوا وہیں ظہیر خانی

اور غفور بنشاپوری اُس کے پہلو میں مدفون ہیں

خاکا رشک اللہ خاں کا تخلص ہے جو ۹۶۷ھ

مطابق ۱۵۵۷ء میں فوت ہوا اور ایک بیٹا

اپنی یادگار چھوڑا۔

خاکی کتاب مناقب العارضین کا مصنف ہے یہ کتاب

تین صوفیائے کرام خواجہ بہار الدین برہا الدین

و جلال الدین کے حالات پر مشتمل ہے۔

خاکی شیرازی ایک فارسی دیوان کا مصنف تھا۔

خالد ابن برمک پہلا برمک تھا جو ابو العباس خلیفہ

کا وزیر تھا وہ جعفر وزیر ہارون الرشید کا دادا

تھا ۱۸۷ھ یا ۱۸۸ھ مطابق ۷۹۷ء یا ۷۹۸ء

میں فوت ہوا۔

خالد ابن ولید ہجرت کے آٹھویں سال اسلام قبول کیا

انھوں نے ایک مشہور اور بہادر سپہ سالار بنے

خاتون ملک شاہ بلجوتی کی بیٹی ترکان خاتون کے لیکن

سے بھی خلیفہ مقتدی بامر اللہ عباسی سے شہید ہوئے

میں عقد ہوا۔ اور شہید ہوئے میں ہستی ہوئی چاس

لاکھ تمہل قرار پایا۔ اس عقد میں چالیس ہزار سن

نقل حکمرمت ہوئی۔ خاتون کے لیکن سے جو یو کا

ہوا اُس کا نام ابو الفضل جعفر تھا۔

خاوم تخلص ناظر بیگ نام محمد ثناء بہت کا شاگرد تھا

۱۰۸۷ھ مطابق ۱۶۷۶ء سے کچھ عرصے پیشتر

فوت ہوا۔

خاوم تخلص شیخ احمد علی سند پوری بن محمد حاجی بہت سی

کتابوں کا مصنف ہے مجملہ اُن کے ایک کتاب

انیس المضاف جو تقریباً ۱۰۸۷ھ مطابق ۱۶۷۶ء

میں گزرا ہے

خانی ابوالحسن خاں مصنف نظم چہار درویش کا تخلص ہے

خانی خاں اصل نام محمد ششم پورانی اہل بادشاہ

عالمگیر کے زمانے کا مشہور مصنف ہے منتخب المہاب

جس کو تاریخ خانی خاں بھی کہتے ہیں اسی کی تصنیف

سے جو یہ ہندوستان کی مشہور تاریخ ہے اس تاریخ

میں بابر شاہ سے لیکر محمد شاہ کی تخت نشینی تک کے

حالات لکھے گئے ہیں بالخصوص عالمگیر کے عہد کو

تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس تاریخ کو وہ

عالمگیر کے عہد میں شائع نہ کر سکا محمد شاہ کے عہد

میں ۱۱۸۷ھ میں اس کی اشاعت کی نوبت آئی

اس کی تصنیف مقبول نام ہوئی اور اس تصنیف

کو خانی خاں کے لقب سے موسوم کیا گیا اگرچہ

مورخین اس تاریخ کو نہایت قابل قدر اور مستند

میں فوت ہو گیا۔

خالدی لقب لواء الفرج کا لقب ہے جو دربار سلطان سیف الدولہ ہدائی کا نامور شاعر تھا قصیدہ خالید کا متوطن تھا اور اسی وجہ سے خالدی کہلاتا تھا۔

خالص دیکھو امتیاز خاں مہمانی

خان بہادر سربراہ مہتر اجیت ساکن پٹنہ کتاب جامع بہادر خاں کا صنف ہے جو فارسی زبان میں بیچ دین ساخن (علوم جدیدہ) پر پہلی کتاب ہے اس کتاب میں نجوم و علم مناظرہ اور علم ریاضی کے رسالے شامل ہیں اور اعداد و علم ہندسہ وغیرہ کے بہت سے نکات پر مشتمل ہے۔

خان بہادر خاں حافظ رحمت خاں کے خاندان میں تھا چشتیہ میں بریلی کا بج تحت (صدر الصدقہ) تھا جب بریلی میں غدر کے آثار نمایاں ہوئے تو اس نے اپنی بڑھتی ہوئی عمر سے فائدہ اٹھانا چاہا اور وہاں کا حاکم بن بیٹھا نہ صرف بریلی میں بلکہ قرب و جوار میں بھی اپنی طرف سے ناظم مقرر کر دیئے فوج بھرتی کرنا شروع کی تو بیڑیوں دھواؤں کا بکا تھا جسے اور تحصیل مقرر کیں ان انتظامات کی غرض سے رعایا سے جبریہ روپیہ وصول کیا۔ آخر انگریزی عہداری قائم ہونے پر حیدر آباد میں سزائے موت پائی۔

خان بہادر خاں بن جلال الدین خاں بن حافظ رحمت خاں (ملاحظہ ہو مصروف)

خان دوراں اول جس کا نام شاہ بیگ خاں کاہلی ہے سلطان اکبر کے عہد میں ایک امیر تھا شہداء مطابق سن ۹۵۰ء میں اس کو جہاگیر نے خان دوراں کا خطاب عطا کیا تھا اور کابل کا صوبہ دار مقرر کیا تھا وہ لاہور میں سن ۹۷۰ء مطابق سن ۱۵۶۰ء میں ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

حضرت بیرونہ نام المؤمنین ان کی چھوٹی تھیں جنگ موت کے پہلے پہنچیں موقع پر عام انتخاب سے آپ فوج اسلام کے جنرل مقرر ہوئے سیف اللہ آپ کا لقب تھا اس لڑائی میں آپ نے شجاعت و بہادری کی خوب داد دی۔ رومی فوج کو سخت شکست ہوئی جنگ یامہ میں سید کذاب کو شکست دی حضرت عمر غلیف دوم کے زمانے میں صرف اتنی بات پر کہ آپ بیت المال کے مصارف کا حساب دربار خلافت میں نہیں بھیجا کرتے تھے سپہ سالاری سے تنزل کر کے آپ کو ابو عبیدہ کا ماتحت کر دیا تھا اس کے بعد دوسرے موقع پر معزول کر دیا اور عام مثال کے نام پر اطلاع بھیج دی کہ خالد کو ناراضی یا خائن کی بنا پر معزول نہیں کیا گیا بلکہ اس وجہ سے ہٹایا گیا کہ لوگ ان کی اس درجہ تکبر و تکبر کرنے لگے تھے کہ آئندہ کو یہ خوف تھا کہ لکھنؤ لوگوں کے عطا شدہ سرکار نہ ہو جائیں آخر کار مستعفی ہوئے عمواس کی وہاں انتقال ہوا۔

خالد ابن یزید ابن معاویہ یزید بن معاویہ کا چھوٹا بیٹا تھا معاویہ ثانی کی وفات پر مروان اس کو تخت سے محروم کر کے خود جا شہن ہو گیا اور اس غرض سے کہ خالد کی ماں کو خالد کا تخت نشین نہ ہونا ناگوار نہ رہے اس کے ساتھ کھاج کر لیا لیکن اس نے موقع پا کر مروان کو قتل کر دیا خالد علی ذائق دھکتا تھا اور شہداء مطابق سن ۶۸۰ء میں فوت ہوا۔

خالد ول یا عبدالرحمن بن محمد بن خالد بن عقبہ الجعفی شہر حلب کا ایک صنف اور قاضی تھا امیر تیمور نے جس وقت حلب قبضہ کیا وہ اس کو غلام بنا کر سمرقند لے گیا جہاں وہ سن ۸۰۰ء مطابق سن ۱۴۰۰ء

خان دوراں ثانی نصرت جنگ

نصرت جنگ خطاب خواجہ صابر بن خواجہ صہاری
نقشبندی کا پوتا شاہجہاں کے عہد میں وہ ملازمت
شاہی میں منسلک تھا اور ہفت ہزاری کا منصب
رکھتا تھا بتاریخ ۱۶ جولائی ۱۶۲۷ء میں
جادی الاول ۱۰۳۷ھ لاہور میں ایک نوجوان کبری
برجن کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کی نعش گوالیار میں
لاکڑاں کے خانہائی قبرستان میں دفن کی گئی۔

خان دوراں ثالث نصرت خاں

خان دوراں نصرت جنگ شاہنشاہ عالمگیر کے عہد
میں پنج ہزاری منصب دار تھا اپنی زندگی کے آخر
بچے میں وہ صوبہ دار پٹنہ مقرر کیا گیا وہیں چند
سال کے بعد ۱۶۶۷ء مطابق سنہ ۱۰۷۷ھ میں فوت
ہوا۔

خان دوراں رابع ملاحظہ ہو عبدالصمد خان بڈ جنگ

خان جہاں حسین علی بیگ عبدالکبریٰ میں پنج ہزاری
منصب پر ممتاز تھا۔ بعد وفات منعم خاں ۱۶۷۱ء
مطابق ۱۰۸۱ھ میں وہ صوبہ دار بنگال مقرر ہوا
اُس نے داؤد خاں معزول نواب بنگال کو جو
بادشاہ کے مقابلے میں دوبارہ باغی ہو گیا تھا اسی
سال شکست سے کر قید کر لیا اور بالآخر توار سے
اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کا سر آگرے بھیجا۔
(فہرست صوبہ داران بنگال)

۱۶۵۷ء خان جہاں
۱۶۵۷ء مظفر خاں
۱۶۵۷ء راجہ ٹوڈل
۱۶۵۷ء خان اعظم
۱۶۵۷ء شہباز خاں
۱۶۵۷ء راجہ مان سنگھ

ظہیر الدین

جہانگیر قلی

اسلام خاں

قاسم خاں

ابراہیم خاں

شاہجہاں

خانہ زاد

مکرم خاں

فدائی خاں

قاسم خاں جون

اعظم خاں

سلطان محمد

میر علی

شاہیستہ خاں

ذاتی خاں

سلطان محمد

شاہیستہ خاں

ابراہیم خاں

مرزا عظیم الشان

خان جہاں بابر بہ سید مظفر خاں ساکن بابر بہ
ظہیر الدین کا خطاب ہے جو پنج ہزاری منصب دار تھا
اور بعد شاہجہاں لاہور میں ۱۶۷۱ء مطابق سنہ ۱۰۸۱ھ
میں فوت ہوا۔

خان جہاں کوکلاش اصل نام میر ملک حسین

میر ابوالمعالی خوانی کا فرزند تھا اس کا شمار مشہور
امرا میں تھا اور چونکہ عالمگیر کی دایہ کا لڑکا تھا لہذا اپنے
آپ کو تمام امرا سے بڑا سمجھتا تھا۔ ۱۶۷۱ء مطابق
سنہ ۱۰۸۱ھ میں صوبہ دار دکن مقرر ہوا اور تقریباً
۱۶۷۱ء میں عالمگیر نے اس کے منصب سے

... کے منصب پر ترقی ہی اور خان جہاں بہاؤ کو کٹناش ظفر جنگ خطاب عطا کیا اس کا سابقہ خطاب بہادر خاں تھا۔ بتایا کہ ۲۹ نومبر ۱۷۹۷ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۲۰۳ھ فوت ہوتا یا پھر ۱۸۹۷ء بمطابق ۱۸۹۷ء کی تصنیف سے ہے۔

خان جہاں کو کٹناش ظفر جنگ جانا دار شاہ کے رضائی بھائی محسنی مراد کا خطاب تھا بہادر شاہ کے عہد میں اس کو کٹناش خاں کا خطاب کیا گیا اور جب جانا دار شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے خان جہاں ظفر جنگ کے خطاب سے مخاطب کیا اور میر بخشی کے معزز عہدے پر مامور کر کے ہزاری منصب سے سرفراز کیا چند دنوں کے بعد فرخ سیر اور جہاں دار شاہ کی باہمی لڑائی میں ۱۲۰۳ھ مطابق ۱۷۹۷ء میں مارا گیا۔

خان جہاں لودھی غالباً ایک مقبول النسب انڈان تھا لیکن ہندوستان میں اپنی قوم پر فخر اور فخر کرتا تھا بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ سلطان بہلول لودھی کی اولاد میں تھا اور بقول بعض مورخین وہ دولت خاں لودھی شاہ پٹنہ کی اولاد سے تھا بہت سی فوجی خدمات اس کے متعلق تھیں شاہنشاہ جہانگیر کے عہد میں پنج ہزاری منصب پر سرفراز تھا لیکن کی گمان ہے کہ شاہنشاہ پرورد اس کی تعیناتی رہی چونکہ جہاں کے عہد میں اس نے بغاوت اختیار کر لی تھی اور خود مختاری حاصل کرنے کی کوشش میں تھا ۱۰۳۰ھ مطابق ۱۷۱۵ء میں بادشاہی فوج سے مقابلہ ہوا اور ۲۰ جنوری سنہ ۱۰۳۰ھ کو فوج کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہو گیا سرکار شاہ جہاں کے پاس اگر بھیجا گیا۔

خان جہاں مقبول ملک خطاب قوام الملک

منا تھا سلطان فیروز شاہ بابر کے عہد میں جو ۱۳۰۳ء سے شروع ہوتا ہوا دہلی کا عہد ملا وہ ابتدا میں ہندو تھا اور اس کا نام کٹو تھا مسلمان ہونے پر اس کا نام مقبول رکھا گیا۔ اور ۱۳۰۳ء مطابق ۱۳۰۳ھ میں فوت ہوا۔

خان خاتماں بیرم خاں وزیر اکبر اور اس کے بیٹے عبدالرحمن خاں وزیر شاہنشاہ مذکور اس خطاب سے تاریخ میں مشہور ہیں ان کے حالات ملاحظہ ہوں) خان زمان علی قلی خاں کا خطاب ہوا شاہنشاہ دہلیوں کے مشہور سردار حیدر سلطان ازبک کا لڑکا تھا بہادر خاں اس کا بھتیجا تھا اکبر کے عہد میں بھی دونوں بھائی اپنی عمدہ خدمات کے سبب معزز و ممتاز رہے چون پور میں جاگیر عطا ہوئی دونوں بھائیوں نے شاہنشاہ مرزا حکیم کی طرف ہو کر بادشاہ کے مقابلے میں علم بغاوت بلند کیا جس کی وجہ سے بادشاہ کو ان کے مقابلے کے لیے فوج بھیجا پڑی اس لڑائی میں دونوں بھائی کام آئے یہ واقعہ ۱۷۰۳ء مطابق ۱۷۰۳ھ کی لڑکی میں پیش آیا۔

خان زمان اعظم خاں برادر آصف خاں جعفر بیگ داماد یحییٰ الدولہ آصف خاں کے دوسرے سپہ سالار کا خطاب ہوا شاہ جہاں کے عہد میں برصوبہ ملازمت شاہی میں رہا اور عالمگیر کے عہد میں پنج ہزاری کے منصب پر مقرر ہوا اپنی وفات کے وقت وہ مالوہ کا صوبہ دار تھا جہاں وہ ۱۷۰۳ء مطابق ۱۷۰۳ھ میں فوت ہوا۔

خان زمان بہادر خاں کا سابق خطاب نہ راجا تھا اماں اللہ نام تھا مہاراجا خاں عرفہ اڈ بیگ کا پسر تھا سلطان جہانگیر کے عہد میں وہ ایک لڑکا

سرور تھا اور ۱۲۹۵ء مطابق ۱۲۳۵ھ میں بکار
بگال مقرر ہوا۔ عہد شاہجہانی کے پہلے سال
اس کو منصب پنج ہزاری مع خطاب خان نام
عطا ہوا وہ مشاعر بھی تھا آفاقی مخلص تھا ایک
کتاب موسومہ ”مجموعہ“ کا مصنف ہے جس میں تمام
مسلمان بادشاہوں کے حالات درج ہیں
جنہوں نے اس کے زمانے سے قبل تمام دنیا
میں حکومت کی تھی اُس نے ایک دیوان بھی
یا دگر چھوڑا وہ دولت آباد میں ۱۲۹۳ء مطابق
۱۲۳۳ھ میں فوت ہوا۔

خان زماں فتح جنگ شیخ نظام حیدر آبادی کا
خطاب تھا ابتدا میں وہ چند سال اچھن چاکم
حیدر آباد کا ملازم رہا اس کے بعد شاہنشاہ عالمگیر
کی ملازمت میں داخل ہوا۔ ۱۲۹۵ء مطابق
۱۲۳۵ھ اس نے مرہٹہ سردار سمبھا کو مع اُس
کی بی بی اور بچوں کے قید کیا جس کی وجہ سے وہ
خطاب مذکورہ مالاکے ساتھ ہفت ہزاری کے
منصب پر متاز کیا گیا ۱۲۹۹ء مطابق ۱۲۳۹ھ
میں فوت ہوا۔

خان عالم مرزا برغورداد کا خطاب ہے جو مرزا
عباد الحسن کا بیٹا تھا عہد شاہجہانی میں پنجہزاری
منصب پر متاز تھا عہد عالمگیری میں بھی معزز و
مفخر رہا اپنی زندگی کے آخری ایام میں شاہنشاہ
عالمگیر کے دربار سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ
پانہا لگے میں دریاے جمنا کے کنارے
اُس نے ایک محکمہ اور ایک باغ تعمیر کرایا
تھایہ عمارت سنگ مرمر سے روضہ تلخ گلج
کے شمالی برج سے ملتی۔ یہ میر آفرینی میں
تعمیر ہوئی تھی اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ

شش ہزاری منصب پر متاز تھا اور بہار کی
صوبہ داری پر مامور تھا۔

خان عالم اخص خاں بن خاں زمان شیخ نظام
کا خطاب ہے شاہنشاہ عالمگیر کے امراء میں داخل
تھا ۱۲۹۵ء مطابق ۱۲۳۵ھ میں پنج ہزاری
منصب پر متاز ہوا اور خان عالم کا خطاب پایا
۱۲۹۶ء میں شش ہزاری منصب عطا ہوا
عالمگیر کی وفات کے بعد ناندان شاہی میں جو
بہار کی لڑیاں ہوئیں اُن میں اس نے مقابلہ
بہادر شاہ کے ظفر شاہ کی طرف داری کی اور اسی
جھگڑے میں ۱۲۹۷ء مطابق ۱۲۳۶ھ میں مار گیا

خان مرزا اسماعیل بن خاں سلطان ابوسعید مرزا کا بیٹا
تھا جو امیر نیرو کی اولاد سے تھا ۱۲۹۳ء مطابق
۱۲۳۳ھ میں فوت ہوا اور ۱۲ سال کا ایک پسر
مرزا سلیمان نامی یادگار چھوڑا۔ خان مرزا سلطان
بابر کا چچا زاد بھائی تھا جس نے مرزا کی وفات پر
اپنے خاص پسر بایں کو اس حکومت پر مقرر کیا۔
خان مرزا خطاب عبدالرحیم خان خانان

وزیر الکبر کا لقب ہے (لاحظہ ہو پیر خاں)
خانم سلطان شاہنشاہ اکبر کی ایک دختر تھی جس کی
شادی ظفر حسین مرزا بن ابراہیم حسین مرزا سے
۱۲۹۵ء میں ہوئی تھی۔

خانہ زاد بیگم عمر شیخ کی بیٹی اور شاہنشاہ بابر
کی بہن تھی جو اس سے پانچ سال بڑی تھی۔

خانہ زاد خاں بن سر بلند خاں ۱۲۹۵ء مطابق
۱۲۳۵ھ میں پشاور کا صوبہ دار تھا ۱۲۹۳ء
مطابق ۱۲۳۳ھ میں جبکہ میر شاہ نے اس کے
باپ کو الہ آباد کی حکومت عطا کی وہ بھی اس کی
امداد کے لیے الہ آباد آیا اور ناظم مقرر ہوا۔

بعد عشرے میں داروغہ حملات شاہی کے عہد پر ممتاز ہوا اور دو ہزار پانچ سو نصب عطا ہوا عالمگیر کی وفات کے وقت سہ ہزاری نصب پر ممتاز تھا۔ بہادر شاہ کے مقابلے میں شاہزادہ اعظم شاہ کی طرف سے لڑا اور جون عشرے مطابق سال ۱۱۱۰ میں ہی قلعے میں لوگر جان دی۔

خدیجۃ الکبریٰ حضرت بنی اکرم مسلم کی پہلی بیوی تھیں نکاح سے پہلے آپ نے آنحضرت کی امانت و دیانت کا شہرہ منس کر اپنا تجارتی کاروبار ان کے سپرد کر دیا تھا بعدہ زوجیت کا اختراع حاصل کیا بحالت بیوگی ۳۰ سال کی عمر میں شادی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۲۵ سال کی تھی ۶۰ برس کی عمر میں یعنی سو بیس سال نبوت میں انتقال ہوا ۲۶ سال کے قریب آنحضرت کی زوجیت میں رہیں اور ان کے چھ بچے آنحضرت نے دوسری شادی نہیں کی یہ ایک اکمال اور برگزیدہ خاتون تھیں حضرت فاطمہ زہراؑ انھیں کے بطن سے پیدا ہوئیں ان کی وفات کے میں ہوئی وہیں ان کا مزار زیارت گاہ خانہ عام ہے

خرزاعی ملاحظہ ہو ابو عبد اللہ محمد بن حسین الخرزاعی خرو باقر کا شہنشاہ کا تخلص ہے (ملاحظہ ہو ذوق شاعری) **خسرو** (امیر) خواجہ ابوالحسن کا عرف ہے ہندوستان کے نہایت مشہور صوفی شاعر تھے ان کا لقب طوطی ہند تھا انھوں نے بہت سے سلاطین دہلی کے یہاں ملازمت کی ان کے والدین غنی الملقب امیر محمود و بیعت الدین لاچین قوم کے ترک تھے بلخ سے ہندوستان آئے امیر خسرو دہلی میں داخلہ لیا ۳۵۰ مطابق ۱۳۵۰ء میں پیدا ہوئے

خاوند شاہ امیر جو تاریخ میں میر خاوند امیر خاں اور شاہ کے نام سے مشہور ہے اس کا جو نام محمد بن خاوند شاہ بن محمود تھا وہ ایک شہور فارسی موزن ہے ۳۳۰ مطابق ۱۳۳۰ء کے آخر یا ۳۳۱ء مطابق ۱۳۳۱ء کے شروع میں پیدا ہوا اس کے باپ کا نام سید برہان الدین خاوند شاہ تھا مالوالہ نہر کا بھتیجا والا تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد وہ امیر علی شیر وزیر سلطان ہرات کے دربار میں داخل ہو گیا تھا وزیر موصوف کی حوصلہ افزائی سے اس نے ایک تاریخ موسومہ روضۃ الصفا لکھی جس کو اسی کے نام پر موزن کیا گیا یہ کتاب انگریزی مصنفین میں نہایت وقت کی نظر سے بھی جاتی ہے انگریزی میں اس کا ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے اس کی سات جلدیں ہیں چھ جلدیں خود مصنف کی لکھی ہوئی ہیں آخری جلد اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے نے لکھی تھی خاوند شاہ نے بمقام بلخ ۲۳ جون ۳۳۰ء مطابق ۱۳۳۰ء قیامتہ ۱۳۳۰ء کو ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے ملک اخبار اخبار دستور و مکارم الاخلاق منتخب تاریخ و صاف بغرب الاسرار اور جو اخبار اخبار ملک مشہور تصانیف ہیں۔

خدا بندہ خاں میر الامراست ایستہ خاں کا بیٹا تھا اپنے باپ کی زندگی میں وہ فوجدار بہرائچ تھا اور ایک شاعری منصب حامل تھا باپ کے مرنے کے بعد ۳۳۰ء میں دربار شاہی میں طلب ہوا اور جلد الملک کی لڑکی سے اس کی شادی ہو گئی منسلک مطابق ۳۳۰ء میں اس کو بسیدر (دکن) کا ناظم مقرر کر دیا اس کے بعد کابل بجا پور کا گورنر ہو گیا روح اللہ خاں ثانی کی وفات کے

ہفت بہشت (شعوی) کہند نامہ یا آئینہ سکری تہی
 آغاز خسروی شہر متھوی سیسی بنوا مطلع الانوار
 (شعوی) قرآن السعدیہ فیہ تہیہ نہایت لکمال
 (دیوان) شیریں خسرو تاج الفتوح دیوانی خضر
 فصل الغواہ تغلق نامہ قرآن الفتوح مناقبہ
 (تاریخ دہلی)

ان کے اشعار کی تعداد چار پانچ لاکھ بیان کی جاتی
 بہت سی پہیلیاں ان سے منسوب ہیں۔ فن
 موسیقی میں بھی اچھا دخل تھا بہت سے شہسازان کی
 ایجاد سے کہے جاتے ہیں۔ مستار میں اکثر نئی
 باتیں پیدا کیں تواری کو ایک خاص قاعدہ پر
 قائم کیا اور اسی لیے آپ شاہجہاں کی مجلسوں
 میں مفتح السماع کے نام سے مشہور ہیں حضرت
 امیر خسرو نے اپنے پیر کی وفات کے چھ ماہ بعد
 ہی ۲۵ ستمبر ۱۲۵۷ء مطابق رمضان ۸۵۵ھ میں
 انتقال کیا اور حضرت محبوب الملوکی کے مزار کے
 قریب فن ہوئے ایک سو بہتر سال تک ان کا
 کوئی مقبرہ تیار نہیں کیا گیا ۸۵۹ھ میں سب
 سے پہلے ہمدی خواجہ نے بعد بابا و شاہ
 ان کی قبر پر عمارت تعمیر کرائی پھر جانگیر کے عہد
 میں محمد عادل حسن بن سلطان علی سنوارا نے
 ۸۷۰ھ میں سنگ مرمر کا کتبہ قبر پر لگا دیا۔

خسرو پرویز مساسانی نسل سے ہر سوم بادشاہ ایران
 کا چھٹا تھا ۱۱۷۱ھ میں تخت فارس پر بیٹھا روما
 کے بادشاہوں سے اس سے لڑائی تھی رہی۔
 درازادیسہ وغیرہ مقامات کو اس نے فتح کر لیا
 شام فلسطین اور بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا۔

۱۱۷۳ برس تک کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی اس
 کے پیش روں کو ایسی کامیابی بھی نصیب نہ تھی

۸ سال کی عمر میں سایہ پدری سر سے اٹھ گیا تربیت
 ولیم ان کے نانا ذاب عہد الملک نے کی و سال
 کی عمر میں شاعری شروع کر دی تھی ان کے کلام
 میں ایک خاص درو پایا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ
 سب کچھ ان کے پیر طہقبت حضرت محبوب الہی
 نظام الدین اولیا بدایونی کی دعا کا اثر تھا آپ
 اپنے پیر سے بدرجہ اتم عقیدت رکھتے تھے اور
 پیر بھی بدرجہ غایت ان سے محبت کرتے تھے
 پیار میں ان کو ترک اللہ کے نام سے پکارتے
 تھے خسرو کو بدقسمتی سے ایسا زمانہ دیکھنا نصیب
 ہوا جبکہ ہندوستان میں طوائف الملوکی
 ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ نہایت خرد وہ
 رہتے تھے۔ لیکن زندگی کے آخری ایام ان کی
 غیاث الدین تغلق جیسے عادل بادشاہ کا
 عہد دیکھنا نصیب ہوا جس کی خوبیوں کا ذکر
 انھوں نے اپنے تغلق نامہ میں لکھا ہے وہ کتابیں
 آپ کی تصنیف سے کہی جاتی ہیں جن میں سے
 زیادہ حصہ معدوم ہے۔ برج بھاشا میں بھی انھوں
 نے بہت کچھ لکھا تھا جس کا اب نام و نشان
 باقی نہیں آپ سنسکرت بھی جانتے تھے امر کار
 نظام کی سرپرستی سے نواب بھاقاں سکریٹری میگڑہ کالج
 کے اہتمام سے اعلیٰ پایے پر ان کی تصنیفات
 کا ایک خاص ایڈیشن سلسلہ خسروی کے نام
 سے شائع ہوا ہے چار کتابیں مع تنقید اور تصحیح
 کے طبع ہوئی ہیں خسرو کی جو تصنیفات
 بہت برد زلزلے سے باقی رہ گئی ہیں ان کی
 تفصیل یہ ہے۔

تختہ الصغیر (دیوان) و سلا الخیوة (دیوان)
 عرقہ الکمال (دیوان) اقلیہ نقیہ (دیوان)

خسرو شاہ قدیم شاہان بدخشاں کی نسل سے تھا بارشا
نے تقریباً ۵۰۰ سال تک حکومت دے کر اس کے
ملک پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت اپنے
چچا زاد بھائی خان مرزا کے حوالے کر دی۔

خسرو شاہ اصل نام نظام الدین تھا بہرام شاہ غزنوی
کا پسر تھا ۵۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ھ میں بمقام لاہور
اپنے باپ کا جانشین ہوا اور سات سال حکومت
کر کے ۵۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ھ میں فوت
ہوا اس کا بیٹا خسرو ملک اس کا جانشین ہوا۔
ملاحظہ ہو خسرو ملک بن خسرو شاہ۔

خسرو ملک سلطان محمد تغلق اول کا بہنوئی تھا
سلطان فیروز شاہ جو محمد شاہ اول کے بدگشت بن
ہوا اس نے اس کے قتل کرنے کی سازش کی
تھی لیکن داود ملک پسر خسرو ملک نے بادشاہ
کو عین وقت پر خطرے سے آگاہ کر دیا اور اس طرح
اس کی جان بچ گئی۔

خسرو ملک بن خسرو شاہ خاندان غزنوی کا آخری
بادشاہ تھا اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۵۰۰ سالہ
مطابق ۱۰۰۰ھ میں لاہور میں تخت نشین ہوا اور
۵۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ھ میں اس کو شاہ سلیمان
غوری نے جو کہ اس وقت غزنی کا حاکم تھا شکست
دی اور اس کو قید کر کے اس کے بھائی غیاث الدین
کے پاس فرزد کوہ پیر بھیجا جہاں وہ چند سال کے
بعد فوت ہو گیا۔

خسرو خاں بقول مؤرخین طبقات محمود شاہی وغیرہ
خاندان سادات سے تھا اس کا باپ ملک سلیمان
لمتان کا گورنر تھا اپنے باپ کے مرنے کے
پروردہ اس کا جانشین ہوا اس نے دولت خاں
لودی کو ایک لڑائی میں شکست دے کر دہلی کے

آخر زمانے میں قلعہ بادشاہ روم نے فارس
پر حملہ کیا اور خسرو کی فوجوں کو شکست دی اس
کے تمام شاندار اہل بر باد کر دیئے خزانہ
لوٹ لیا اس واقعہ سے خسرو کی رعایا میں اس
کی طرف سے بد دلی پیدا ہو گئی وہ لوگ یہ سمجھتے
تھے کہ ان کے ملک کی بر باد کی باعث ہی
ہو۔ رعایا نے اس کے خلاف ایک سازش کی
اور اس کو ایک تنگ زار ایک مکان میں قید
کر دیا اس سازش میں اس کا بیٹا شیر وہ جو
غیر ناجی عورت کے بطن سے تھا شریک تھا
خسرو کے ۱۸ بیٹے اس کے سامنے قتل کیئے
گئے اور قید خانے میں کچھ دنوں زندہ رہ کر
۵۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ھ میں اس کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس کی
سلطنت کی مدت ۳۸ سال ہی جاتی جو شیر وہ
اس کا جانشین ہوا لیکن ۱۸ ماہ سے زیادہ اس کی
سلطنت کرنا نصیب نہ ہوئی۔

خسرو سلطان سلطان جہانگیر کا بے بڑا بیٹا تھا
۱۰ اگست ۱۰۰۰ سالہ مطابق رمضان ۱۰۰۰ھ
میں بمقام لاہور پیدا ہوا اس کی ماں راجہ
مال سنگھ پسر راجہ مہکوا انداس کی دختر تھی جس نے
خسرو کی ولادت کے بعد شاہ بیک کا خطاب
حاصل کیا تھا وہ دکن میں بتاریخ ۱۰۰۰ھ جنوری
۱۰۰۰ سالہ مطابق ۱۰۰۰ھ رجب الاول ۱۰۰۰ھ ۳۶
سال کی عمر میں فوت ہوا اس کے وفات کا
ادۃ "تیس لاکھ" جو جس سے ۱۰۰۰ سالہ تک
ہیں اس کی قبر بمقام لڑکنا خسرو باغ میں موجود
ہو وہیں اس کی ماں شاہ بیک مدفون ہو اس کے
مقبرے پر فارسی قطعہ تاریخ جس میں مادہ مذکور
نظم کیا گیا جو کلمہ ہو۔

تخت پر قبضہ کر لیا۔ ہر چوں سلسلہ مطابق ۵۱۳
ربیع الاول ۵۱۳ء کو بادشاہ ہوا لیکن اس
نے اپنے آپ کو بھی بادشاہ ہونے کے لقب سے
مخاطب نہ کرنا پسند نہیں کیا کیونکہ وہ کہنا کرتا تھا
کہ شاہ رخ مرزا بن امیر تورکی طرف سے وہ
سلطنت کرتا ہو اسی کے نام کا ساتھ اس نے
چلایا اور سات سال کے قریب حکومت
کرنے کے بعد ہر چوں سلسلہ مطابق ۵۱۷
جمادی الاول ۵۱۷ء کو راہی ملک عدم
ہوا اس کا بیٹا مبارک شاہ جانشین ہوا اس
خاندان کے بادشاہوں کی فہرست درج ذیل
ہو۔

نام بادشاہ تاریخ تخت نشینی

خضر خاں سید ۵۱۳ء مطابق ۵۱۳ء
مبارک شاہ بن خضر خاں ۵۱۷ء مطابق ۵۱۷ء
محمد شاہ بن فرید بن خضر ۵۲۳ء مطابق ۵۲۳ء
علاء الدین بن محمد بن سلطان بسلول لودکی کو تخت
پر درگاہ کے بدایوں چلا آیا تھا ۵۲۳ء مطابق ۵۲۳ء
خضر خاں بن سلطان علاء الدین خلجی یہ شاہزادہ
دول دیوی و فرارے کرن راجہ جرات پر عاشق
ہو گیا تھا جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی
تھی اس کا قصہ حضرت میر خضر نے اپنی کتاب
خضر خاں دول مائی میں لکھا جو (ملاحظہ ہو کولادیوی)
خضر خاں خواجہ شاہان کا شعر کی اولاد سے جو

سلطان ہمایوں کی ملازمت میں تھا جس نے
اس کے ساتھ اپنی بہن گلبدن کی شادی کر دی
تھی اور بعد صوبہ داری بہار پر متین رہا جہاں
وہ تقریباً ۵۹۹ء مطابق ۱۶۰۰ء میں فوت
ہوا۔

خطابی ابوسلمان خاں بن محمد کا لقب ہی جو کہ ایک
مصنف تھا ۹۹۹ء مطابق ۱۵۹۰ء میں
فوت ہوا۔

خطابی شاہ اچھل صفوی اول کا تخلص تھا۔
خطیب شمس الدین محمد بن ابراہیم الماکی کا لقب تھا عام
طور پر خطاب الوزیری کے نام سے مشہور ہی عربی
کا بڑے پایہ کا مصنف جو سلسلہ مطابق ۱۰۸۵ء
میں فوت ہوا۔

خطیب بغدادی - حافظ احمد بن علی آپ ایک
بڑے عالم اور عظمیٰ عالم کے حافظ تھے آپ کی
مصنفہ کتابوں کی تعداد ایک سو کے قریب
ہی جو مختلف علوم میں ہیں صرف ایک بغداد
کی تاریخ دس جلدوں میں لکھی ہوئی تاریخ دمشق بھی
آپ کی مشہور تصنیف ہو پیدائش ۱۱۰۰ء وفات
۱۱۶۰ء

خلیق میر تقی خاں تخلص میر نظام حسن وطن دہلی۔
معصی کے شاگرد میر ضمیر اور مرزا علی مرثیہ گو کے گھر
تھے مرثیہ گوئی میں اعلیٰ دیبچہ کی مشق تھی خوبی
محاورہ اولیٰ و لطیف زبان ان کے یہاں خاص طر پر
پایا جاتا ہو ۱۱۵۰ء کے قریب قبل غدار انتقال ہوا۔
خلیل مرزا محمد ابراہیم کا تخلص ہو خراسانی الاولیٰ
اس کا لقب اصالحہ خاں تھا۔ عمر عالمگیری
کے اُمراء میں داخل تھا پٹنے میں ۱۱۵۰ء مطابق
۱۱۵۰ء میں زندہ تھا۔

خلیل ابن اسحاق مختصر الکام مصنف تھا جو فقہ
مالکی کی ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہو اس کا ترجمہ
فرانسیسی زبان میں سطر پیرون (۱۸۵۵ء) نے کیا
ہی جو سلسلہ میں خالی ۱۱۰۰ء۔

خلیل اللہ خاں اصالت خاں میر بخشی کا بھائی

تھانہ عہدہ الملک خطاب تھا شاہجاں کے اُمراء میں داخل تھا مشعلہ مطابق مشعلہ میں دئی کا گورنر مقرر ہوا عہدہ عالمگیری کے پندرہ سال میں مشعلہ مطابق مشعلہ منصب شہزادی عطا ہوا۔ اور فردی مشعلہ مطابق ۲۰ رجب مشعلہ کو وفات پائی۔

خلیل اللہ مرزا ملا علی بن خلیل سلطان! **خلیل بن احمد** جہری نر عالم قبا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے علم عروض کے قواعد لکھے تھے اکثر کتبوں کا مصنف ہے تقریباً ۱۱۰۰ھ میں فوت ہوا۔

خلیل خاں دربار شاہجاں کا پنج ہزاری منصب دار تھا لیکن بہت بد مزاج تھا یہی شخص تھا جس نے عالمگیری کو اس کے باپ شاہجاں کے قید کرنے کی ترغیب دی تھی اگرچہ میں لب جناس نے ایک بہت عمدہ مکان تعمیر کرایا تھا جس کے کچھ نشانات تک پائے جاتے ہیں۔

خلیل سلطان مرزا خلیل اور خلیل اللہ بھی مشہور ہیں میرن شاہ کا پسر اور امیر تیمور کا پوتا تھا امیر تیمور کی وفات پر وہ مع فوج کے سمرقند میں موجود تھا اسی وجہ سے اراکین سلطنت نے اُس کو سمرقند کے تخت پر بٹھایا پورے چار برس بھی سلطنت نہ کرنے پایا تھا کہ انھیں لوگوں نے جو اُس کی تخت نشینی کا باعث ہوئے تھے اُس کو معزول کر کے کاخفر میں قید کر دیا یہ واقعہ مشعلہ مطابق ۱۱۰۰ھ کا جو اُس کی معزولی کی وجہ یہ تھی کہ وہ اوچوڑ اپنی علمی قابلیت کے ایک طوائف شاد الملک نامی برفرقتہ ہو گیا تھا اس طوائف سے اس کی فرقتگی اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ اُس نے اُس کو

امور سلطنت سے غافل بنا دیا تھا قید ہو جانے پر بجائے اس کے کہ وہ دشمن کا مقابلہ کر کے حصول سلطنت کی کوشش کرنا اپنی تقدیر پر خائف رہ کر جیل خانے میں رہنے لگا یہاں اُس کو شہر و سخن کا شغل رہتا تھا۔ اپنی محبوبہ شاد الملک کی یادیں محو تھا اسی عذاب پر اُس مار کھتا تھا اس کا چچا مرزا شاہ رخ سمرقند کا بادشاہ ہوا تو اُس نے دہلی۔ قہر۔ بھمان کی حکومت خلیل کو عطا کی یہاں اُس کی مشفقہ قشا وال ملک کو اُس کے حوالے کر دیا اسی اس انقلاب کو ڈھائی سال نہ گزرنے پائے تھے کہ ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۸ رجب ۱۱۰۰ھ کو چینام اہل اپنی اور ۲۰ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہو گیا شاد الملک نے اس موقع پر اپنی سچی محبت کا ثبوت دیا اور اپنے سینے میں بخور مار کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا وہ فاضل عاشق و معشوق ایک مقبرے میں جو شہر رے میں موجود ہے دفن ہوئے۔

خلیل سلطان بن شیخ ابراہیم شروانی وہ پنجویں صدی عیسوی کے شروع میں شروان پر نگران تھا **خلیل مولانا** ایک ایرانی شاعر تھا جو شاہ طہاسب صفوی کے عہد میں گزرا ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۱۰۰ھ تک حیات تھا۔

خضار عمر ابن العاص کی بیٹی قبیلہ بنی سلیم سے عرب کی بہترین شاعرہ گندمی ہیں جریر شاعر کا قول ہے کہ اگر خضار کے اشعار عربی ادب میں موجود نہ ہوتے تو عرب کا بہترین شاعر میں ہوتا خضار کا دیوان آج تک اہل ادب میں مقبول جو ان کی پیدائش ہجرت سے تقریباً ۲۰۰ سال قبل ہوئی وہ انحضرت صلی علیہ وسلم پر ایمان لائی تھیں آپ حضرت عائشہ کی خدمت

میں اکثر حاضر ہو کرتی تھیں اور وہ ان کے اشعار
سُن کر خوش ہوتی تھیں جنگ قادسیہ پہنچنے
میں جو ایرانیوں اور مسلمانوں سے ہوئی تھیں وہ
مع اپنے چار بیٹوں کے موجود تھیں اپنی ماں کی بہت لڑا
تقریباً شکر چاروں فرماں بردار بیٹوں نے اس
جنگ میں حصہ لیا اور شہید ہوئے۔ بی بی خسار
نے اپنے آپ میں ۴۰ سال کی عمر میں وفات پائی
خجنگ سوار دلا حظ ہو سید حسین خجنگ سوار
خواجہ کرمانی دلا حظ ہو خواجہ کرمانی
خواجہ ابراہیم حسین دلا حظ ہو ابراہیم خواجہ
خواجہ بارسا محمد بن محمد حافظ بخاری کا لقب جو کتاب
نفل الکتاب فی الحیاضات کا مصنف ہے اس کتاب
میں مشہور شیوخ نقشبندی کا تذکرہ ہے جو اس کی
تصنیف سے چند اور کتابیں بھی ہیں اس نے
نثار رخ مرزا کا زمانہ پایا تھا ولسلہء مطالب
۳۳۰ھ میں فوت ہوا۔

خواجہ جہاں ملک سرور کا لقب جو شاہی خاندان
جوہپور کا بانی تھا مختلف بادشاہ جنھوں نے صوبہ
جوہپور و انٹرکادروہ مالک جو کہ دہلی سے جانب
جنوب دریائے گنگا و جہنا کے درمیان واقع
ہیں اس حکومت کی جو تاریخ مبارک شاہی
سے ظاہر ہو رہی ہے کہ سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ
غلق شاہ دہلی نے اپنے ایک خواجہ سرالکھ
کو اپنا وزیر و نظم مقرر کیا تھا اور اس کو خواجہ جہاں
کے نام سے سرفراز کیا تھا محمد شاہ کی وفات کے
بعد ولسلہء مطالب ۳۳۰ھ میں سلطان محمود شاہ
غلق کے تخت نشین ہونے پر خواجہ جہاں شرقی
صوبہ بت یعنی قنوج و اودھ و کٹر او جوہپور کا
صوبہ دار مقرر ہوا جوہپور کو اس نے اپنا پایتخت

مقرر کیا۔ محمود شاہ کی حکومت میں چند اندرونی
معاملات کی وجہ سے ابڑی محنتی خواجہ جہاں نے
ان واقعات سے فائدہ اٹھا کر اور سلطنت کی
کمزوری دیکھ کر ملک اشرفی کا لقب اختیار کیا اور
جوہپور میں ایک خود مختار سلطنت قائم کی اور
۳۳۰ھ مطابق ۱۳۳۷ھ میں چھ سال مختصر حکومت
کرنے کے بعد فوت ہوا اس کا جانشین اس کا
پسر متینی واصل با قریظ ہوا جس نے مبارک شاہ
شرقی کا لقب اختیار کیا اور ۳۳۲ھ مطابق
۳۳۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا
بھائی ابراہیم شاہ شرقی اس کا جانشین ہوا اور
تقریباً ۳۳۵ھ مطابق ۳۳۷ھ میں ۴۰ سال
سے زیادہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہوا
اس کا جانشین سلطان محمود شاہ شرقی ہوا جو ۳۳۵ھ
مطالب ۳۳۷ھ میں فوت ہوا اور سلطنت پر
پراسپنے پسر محمد شاہ کو اپنا جانشین چھوڑا جو ایک
لڑائی میں تقریباً ۳۳۷ھ مطابق ۳۳۹ھ
۳۳۷ھ میں فوت ہوا اور اس کا بھائی حبشہ
اس کا جانشین ہوا حسین شاہ نے بھولی لودی
بادشاہ دہلی سے بہت سی لڑائیاں لڑیں اور
آخر کار سلطان علاء الدین بادشاہ بنگال کے
دربار میں پناہ لینے کے واسطے مجبور ہوا اور
وہیں وہ ۳۳۹ھ مطابق ۳۳۷ھ میں فوت
ہوا۔ جوہپور میں چند مسجدیں افغانی عمارت کے
نمونے کی بنی ہوئی ہیں ایک اس خاندان کے
بادشاہوں کی یاد دلاتی ہیں جن کے تفصیلی حالات مع فوٹو
انگریزی کتاب شرقی ماؤنٹس میں ہے ۱۹۰۷ء میں شاہ
ہولی خاں بدرمولوی شیخ الدین براہوی نے لکھے ہیں۔

خواجہ حسن صدر نظامی کتاب تاریخ المآثر کا مصنف

باتی میں ابو بکر میں مشہور مطابقت ۳۹۰
میں فوت ہوا۔

خواجہ علاؤ (ملاحظہ ہو عواد فقیر)

خواجہ کرمانی کرمان کا رہنے والا فارسی کا مشہور

شاعر تھا ملک الفضل کے لقب سے مشہور تھا خواجہ

فخلص تھا سعدی فیروز کا ہمصر اور شیخ

علاء الدین عثمائی کا مرید تھا گوہر نامہ اسی کی تصنیف

سے ہی ایک کتاب "ہماے ہمایوں" بھی اسی کی

تصنیف ہے کہا جاتا ہے کہ "بیت ہزار شعر لکھے ہیں

۳۳۵ مطابقت ۳۳۵ء کے بعد جو گوہر نامہ

کی تاریخ تصنیف ہی فوت ہوا۔

خواجہ محمد احم (ملاحظہ ہو عبد الصمد خواجہ)

خواجہ محمد باقی (ملاحظہ ہو محمد باقی خواجہ)

خواجہ محمد تقی (ملاحظہ ہو نظام الدین احمد)

خواجہ مسعود ایک شاعر تھا جو ۳۳۵ مطابقت ۳۳۵ء

میں فوت ہوا۔ فارسی اور عربی دیوان چھوڑا۔

بقول تہیل وہ سب سے پہلا مسلمان شاعر تھا

جس نے اس زمانے کی ہندی زبان میں شعر

کہے کہا جاتا ہے کہ ہندی کا دیوان بھی اس نے

مرتب کیا تھا جواب مدد ہم ہی اس شاعر کا

زمانہ حضرت امیر خسرو کے زمانے سے تقریباً

تسویس پہلے گزرا ہے اس زمانے کے کسی

مسلمان شاعر کے ہندی کلام کا تاریخ سے

پتا نہیں چلتا۔

خواجہ مسعود کن کے مشہور خاندان سے ایران کا

مشہور شاعر تھا مشنوی کے لکھنے میں اس کو خاص

طور پر امتیاز حاصل تھا اس نے یوسف و زلیخا

کا قصہ اپنی ایک مشنوی میں نظم کیا ہے سلطان بن

کے زمانے میں وہ ہرات بلالیا گیا تھا تاکہ

تھا جو اس نے سلطان قطب الدین ایک شاہی

کے نام پر مشہور مطابقت ۳۳۵ء میں منوں

کی تھی۔

خواجہ حسین ثنائی بن غیاث الدین ایران کا

صاحب دیوان شاعر تھا اکبر کے وقت میں

ہندوستان آیا مشہور مطابقت ۳۳۵ء

میں وفات پائی۔

خواجہ حسین سنائی مشہدی وہ اس کا

اپ سلطان ابراہیم مرزا کے وقت میں تھے

ان دونوں پر سلطان کی خاص نظر عنایت تھی

اس نے کیا رھویں صدی ہجری کا زمانہ پایا

تھا ایک قصیدہ اور مشنوی "سد سکندر" اس کی

تصنیف سے مشہور ہے۔

خواجہ حسین مروی مرو واقع ایران کا رہنے والا

ایک اچھا شاعر تھا شاہنشاہ اکبر کے عہد میں

ہندوستان آیا اور بادشاہ کے حکم سے اس نے

سنگا سن منشی کا فارسی ترجمہ کیا جس کو نامکمل چڑھا

صاحب دیوان تھا۔

خواجہ رستم خریانی (ملاحظہ ہو رستم ہسٹای خواجہ)

خواجہ زکریا بن خواجہ محمد بنی سلطان جہانگیر کے عہد میں

ایک سردار تھا۔

خواجہ زین العابدین بن علی عبدی بیگ

نویدی شیرازی بہت عرصے تک سلطنت ایران

کا مستوفی دسکری آف انیش تھا شاعر بھی تھا

شاعری کی ایک خاص صفت مشنوی میں بیطلی

رکتا تھا اس نے نظامی کے طرز پر دو نیمے بھی

لکھے ہیں نویدی فخلص تھا اس کے تین دیوان

ہیں پہلے کا نام "غزائے غرہ" ہے دیوانوں کے علاوہ

جام جمشید وغیرہ اور کتب بھی اس کی تصنیف سے

وہ اس زمانے کے واقعات کو نقل نہیں کئے ہیں
نے اس کام کو شروع کر دیا تھا اور نہایت نعمت
کے ساتھ وہ تمام واقعات کو جو اس کو بتائے
گئے تھے نقل کرنا شروع کر دیئے تھے بارہ ہزار
اشعار لکھ چکا تھا کہ پیغام اعلیٰ آچنچا اور یہ کام ناتمام
رہ گیا اس کی بہت سی نئیں مشہور ہیں جن میں
آفتاب و ماہتاب کا مباحثہ اور نظم و تلواری کا کمال
قابل تعریف ہیں مشاعرہ مطابق ۱۰۸۵ھ
میں و ہرنہ تھا۔

خواجہ مسعودی (ملاحظہ ہو مسعودی)

خواجہ منصور شیرازی شاہ منصور کے نام سے بھی
مشہور، ہر عمدہ محاسب تھا شاہنشاہ الکبر کا دیوان
تھا آئینہ دہلی و نہایت کے عہدے پر مامور ہوا
راجہ ٹوڈرل و بیرل وغیرہ نے اس پر بغاوت
کا الزام لگا یا تھا جس کی وجہ اس نے یہ بیان
کی تھی کہ وہ ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش
آیا کرتا تھا لیکن اس کا یہ عذر سماعت نہ ہوا
وہ قید کر دیا گیا بعدہ یہ ظاہر ہونے پر کہ وہ بادشاہ
کے سوتیلے بھائی مرزا محمد علی سے خط و کتابت
لکھتا ہی بنا، مرنے پر فروری ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۶۷۴ء
میں قتل کر دیا گیا۔

خواجہ منصور قرقوقی طوسی طوس واقع خراسان
کا ایک شاعر تھا جو شاہ رخ مرزا کے عہد میں
گزرا ہی اور ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۶۷۴ء میں فوت
ہوا۔

خواجہ ناصر ایک شاعر تھا جو سلمان سادجی کا ہیر
تھا۔

خواجہ نصیر مصنف کتاب بستان الکرم و
اوصاف الامثل

خواجہ نظام الملک سلطان الہا اسلام
کا وزیر تھا (ملاحظہ ہو نظام الملک)

خواجہ وفاشا بھان کا خواجہ مرزا تھا۔

خواص خاں سلطان سلیم شاہ کا امیر تھا مہاراجہ
فزون جنگ میں ممتاز تھا نہایت فیاض طبع و حق
ہوا تھا سلیم شاہ اور اس کے بھائی عادل شاہ
کی خانہ جنگیوں میں عادل شاہ کی طرف سے ہمیشہ
بادشاہ کے مقابلے میں پیش پیش رہتا تھا بادشاہ
اس کے قتل کی فکر میں تھا وہ جال پکا کر بھاگا
بھاگا پھرتا تھا آخر شہ تاج خاں صوبہ وار سنبھل
کے پاس جا کر پناہ لی لیکن اس نے دغا دہی
اور بادشاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ۱۰۸۵ھ
مطابق ۱۶۷۴ء کے قریب اس کو قتل کر دیا
اور لاش کو دہلی بادشاہ کے پاس روانہ کیا یہی
دفن ہوا آج تک اس کی قبر زیارت گاہ و عروج
خواص خاں دربار چاگیر کے ایک امیر کا تھا۔
تھا جو قزاق کا جاگیر دار تھا ۱۰۸۵ھ میں بگرام
قزاق فوت ہوا۔

خوب الشہ (شاہ) الہ آبادی۔ اصل نام محمد یحییٰ
برادر زادہ و داماد و خلیفہ شیخ محمد فضل الہ آبادی
تیرہ سال کی عمر میں علوم و فنون سے فراغت
حاصل کی اور اپنے مرشد کے بعد سلسلہ ارشاد
جامع رکھا۔ ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۹ء مطابق
۱۰۸۵ھ میں انتقال کیا۔ بہت سی کتابیں
اور رسائل تصنیف کیے جن میں سے اہل العلم
القول العینی فی سلاۃ التبیح و الکلام القیدی فی مطلق
بالشیخ و المرید بنساختہ المرحوم خلاصۃ الاسماء وغیرہ
اور ایک کتاب موسومہ اظہار حقیقت تصوف
میں مشہور ہیں جو چار جلدوں میں ختم ہوئی ہے۔

ہایوں کے دربار میں بھی وہ معزز و مقرب رہا اس کے زمانے میں اُس نے قافلہ ہمایوںی ترتیب دیا جس کا ذکر ابوالفضل نے اکبر نامہ میں کیا ہے۔ جبکہ ہمایوں بہادر شاہ بھرائی کے تہافت میں بادیں سے مانڈو گیا وہ اس کے ہمراہ رکاب تھا اسی سفر میں ۱۵۳۲ء میں فوت ہو گیا اس کی وصیت

کے مطابق لاش کو وہلی لاکھ حضرت نظام الدین علیا کی ورگاد میں حضرت امیر خسر کے قریب دفن کیا گیا۔ خیال میر محمد تقی مصنف کتاب بوسنان خیال کا مخلص ہے۔ ۱۵۳۲ء مطابق سن ۱۰۴۰ھ میں فوت ہوا۔

روایت (۵)

داتا گنج بخش لاہوری اہل نام علی محمد و حسن سید تھے نہایت متقی اور باخدا تھے علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کے مرید تھے اکثر علماء کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ بالآخر بابائے مرشد غرانی سے لاہور آئے اور روز و شب تعلیم و تہذیب میں مصروف رہے اکثر تصانیف ان سے یادگار ہیں از انہما "کشف المحجوب" زیادہ مشہور ہے چہ بہ چہ یہ انتقال کیا اور لاہور میں دفن ہوئے۔

دادا بھائی نور زنجی بھئی کے مشہور بارس "بزرگ" کے خطاب سے مشہور ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے اخیر عمر تک سیاسیات میں مصروف رہے ۱۸۵۷ء میں باؤس آف کانسلٹنٹن کے ممبر مقرر ہوئے اسی وجہ سے انگلستان میں مقیم رہتے تھے مگر اپنی خدمت کے خیال سے بارہ برس سے پھر ہندوستان میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ یہ مذہبی اعتبار سے مجوسی تھے لیکن ہندوستان کی ہر قوم کے پورے ہندو اور سچے خادم تھے ان کو مسلمانوں کے فاری

لٹریچر سے خاص ذوق تھا انھیں کی تحریک سے مسٹر کے نریمان جی (آثار عجم کے نامور محقق) نے قدیم عربی تاریخ حمزہ اصفہانی پر ایک مبسوط و متفصل ریویو لکھا۔ اس محب وطن نے ۳۰ جون ۱۹۱۹ء کو انتقال کیا۔ اور یکم جولائی ۱۹۱۹ء کو نہایت دھوم دھام سے رسوم جنازہ ادا کرنے کے بعد مذہبی قانون کے مطابق ان کی نش کو دھم کے حوالے کر دیا گیا۔ دادا قلندر کو ہستان بابا جون حسن کا مہابھارت میں ذکر ہے ریاست جیسور کے مغرب میں واقع ہے یہ کوہستان تہوہ کی کاشت کے لیے مشہور ہے۔ ریل سے تیس میل تک پہنچنے تک پر موٹر جاتے ہیں چکنا کا نور اس جگہ کا صدر مقام ہے۔ خاص مقام کا نام بابا جون پٹا ہے۔ وہاں ایک غار ہے۔ غار کے غلطے پر ایک چھوٹا سا سوراخ ہے ہندو کہتے ہیں یہاں سے گرو دتری کاشی کو گئے تھے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ دادا قلندر یہاں سے کوسلہ کو گئے تھے اور مکہ سے قہوہ کے بیچ لا کر لوئے اور اسب وہ ضلع تمام قہوہ کی کاشت کے لیے

کا سر جہاں کے بھنور شاہ روانہ کر دیا۔
داراب خاں شہنشاہ عالمگیر کے دربار کا ایک
 مشہور سردار ممتاز خاں تبترواری کا لڑکا تھا
 ۲۴ جون ۱۶۵۷ء مطابق ۲۵ جمادی الاول
 ۱۰۶۷ھ کو انتقال کیا۔

داراشکوہ شاہجہاں بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا
 ممتاز محل کے بطن سے تھا۔ تاریخ پیدائش
 ۲۰ مارچ ۱۶۳۰ء مطابق ۱۹ صفر ۱۰۳۹ھ
 بادشاہ نے جشن قمری میں اس کو شاہ بلنڈیاں
 کا خطاب دیا تھا یہ خطاب عام طور پر نہیں دیا
 جاتا تھا اس سے پہلے صرف جہانگیر نے شاہجہاں
 کو دیا تھا۔ شاہجہاں جب بیماری کی حالت میں
 اکبر آباد سے شاہجہاں آباد کو بغرض تبدیل
 آب و ہوا روانہ ہوا۔ راستے میں اورنگ زیب
 کی فوج اور داراجہ جو نبت سنگھ کی لشکر کی خبر سن کر
 پھر اکبر آباد واپس ہو گیا۔ یہاں آکر داراشکوہ
 نے اورنگ زیب سے جو حصول سلطنت میں
 اس کا رقیب تھا جنگ کی تیاری شروع کی
 سب سے زیادہ اورنگ زیب کو اشتعال دلانے
 والا کام اس نے یہ کہہ کر مسلم خاں کے بیٹے
 محمد امین خاں کو جو اورنگ زیب کا مستعد تھا
 قید کر لیا پھر دریائے چنبل پر اورنگ زیب
 کے لشکر کے روکنے کے لیے فوج بھیجی۔ دریا کو
 عبور کر کے اکبر آباد کے قریب فریقین کے لشکر
 صفت آرا ہوئے داراشکوہ نے شکست پائی
 اور دہلی کی طرف بھاگ گیا وہاں سے لاہور
 چلا گیا۔ یہاں سے ملتان پہنچا اورنگ زیب
 کی فوج براہ راست کی تلاش میں مصروف تھی
 اس لیے وہ جان بچا کر ملتان سے بھی فرار ہو گیا

مشہور ہے کہ یہی جگہ دو اقلیدر کا انتقال ہوا اور
 اپنے غلیظ کوجائیں کیا۔ سال میں متفرق طور پر
 دو دو تین تین بار تقریباً تیس ہزار زائر آتے
 ہیں۔ تین دن کھانا درگاہ سے ملتا ہے مہاراجہ
 میسور کو اس جگہ سے خاص عقیدت ہے سالانہ
 کثیر رقم خزانے سے مقرر ہے۔ مہاراجہ بھی چند بار
 آئے ہیں۔ اور ان کے بزرگ بھی آیا کرتے تھے
دارایا داراب ثانی فارس کے کیانی خاندان کا
 آنحواں بادشاہ مکرہانی کا بیٹا تھا باپ کے
 مرنے پر فارس کے تخت پر بیٹھا اس نے بارہ
 سال حکومت کی۔ اس کے زمانے میں چند
 لڑائیاں ہوئیں جن میں سب سے زیادہ شہور
 مقدونیہ کی لڑائی جو قبیلہ سوس بادشاہ مقدونیہ
 سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا دارا
 یا داراب سوم بادشاہ ہوا۔

دارایا داراب سوم کیانی خاندان کا نواں بادشاہ
 تھا جو اپنے باپ دارا دوم کے بعد بادشاہ
 ہوا۔ حضرت عیسیٰ سے ۳۳۴ سال پہلے مقدونیہ
 کے بادشاہ سکندر اعظم کے مقابلے میں شکست
 کھائی اور قتل ہوا۔

داراب خاں معروف بہ مرزا داراب عبدالرحیم خاں
 خان خاں کا دوسرا لڑکا تھا وہ اپنے بڑے
 بھائی شہنشاہ خاں کی وفات کے بعد شہنشاہ میں
 دربار چھائی تھی میں بیچ ہزاری کا منصب دار
 ار احمد نگر ہزار کا گورنر ہوا۔ کچھ عرصے تک نکال
 کا گورنر بھی رہا جب داراب خاں دکن کو واپس
 آیا تو بادشاہ کسی وجہ سے اس درجہ ناراض ہو گیا
 کہ مہابت خاں کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ
 مہابت خاں نے ۱۶۵۷ء میں داراب خاں

جمع البحرین مشہور ہے جس میں اُس نے مذہب
ہنود و اسلام کو ایک ثابت کرنے کی کوشش
کی ہے۔ اور جا بجا آیات قرآنی سے حوالہ دیا ہے۔ اپنے
اسی مقصد کے پورا کرنے کے لیے ۱۵۷۵ء میں
اُس نے ایک شکریت کتاب موسومہ پنکھٹ
(अभयनखट) کا ترجمہ فارسی میں کر لیا
جس کا نام متر الاسرار رکھا۔ اس کتاب کے
ترجمے پر اُس پر کفر کا الزام لگایا گیا بہت سی
فارسی کتابیں اس کی تصنیف سے ہیں غامدی
تخلص تھا۔

داعی قطنی (ملاحظہ ہو ابو حسین علی بن عمر)
دارمی عبدالرحمن بن محمد دی کا لڑکا تھا۔ اور می
کا مصنف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام
ابو محمد عبد اللہ الداری تھا اس نے ۱۹۷۹ء
میں انتقال کیا۔

داعی نظام الدین محمد داعی نام شاہ نعمت اللہ ولی
کا مربی ایک دیوان کا مصنف ہے جو ۱۶۷۶ء
کی تصنیف ہے۔

داعی اللہ (شاہ) شاہ نعمت اللہ ولی کے مربی
تھے۔ شاعر بھی تھے معرفت اور تصوف میں
اشعار لکھے تھے۔ ان کا مزار شیراز میں یازمگاہ
خاص و عام ہے۔

داعی نواب مرزا خان صاحب نام داعی تخلص
دہلی کے باشندے اور ذوق کے شاعر و شاعر
تھے ۱۸۷۵ء مطابق ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۹۵ء کو
پیدا ہوئے۔ مدر کے بعد رامپور اور آٹھ ماہی
بہار میں حیدر آباد گئے اور سلطان دکن
نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خاں
خدا اللہ ملکہ کا شرف مستاد و حاصل ہوا۔

اور عربی تک جا بجا چھاپا پھرتا رہا۔ آخر مرتبہ
دہلی کوہ اجیر کے متعل شکر شاہی سے مقابلہ ہوا
داراشکوہ نے شکست کھائی اور احمد آباد کو فرار
ہو گیا اور وہاں اپنے رفقا کو برگشتہ دیکھ کر برگتہ
کرنی میں گائی کوئی اپنے پڑنے زمین کے پاس
چلا گیا اور یہاں بھی کامیابی نہ دیکھ کر سندھ
کی طرف گیا وہاں سے ایران جانے کے ارادے
سے قندھار کو روانہ ہوا۔ ملک چوہن جس کے
پہاں داراشکوہ مہمان ہوا تھا ایران تک
اُس کے ہمراہ جانے پر راضی تھا لیکن سرانجام
سفر کے بہانے سے اپنے بھائی کو چھوڑ کر راستے
سے ہٹا آیا۔ اُس کے بھائی نے اپنی فوج لیکر
داراشکوہ اور اس کے بیٹے سپہر شکوہ کو بھڑی
میں گرفتار کر لیا۔ اور اورنگ زیب کے پاس
بھیجا دیا۔ بادشاہ کے حکم سے تمام دار الخلافہ
میں باغی پر بھاگ کر وٹوں باپ بیٹوں کی تہنیر
کی گئی شاہی دہانے بچے ملک چوہن خاں کو خطاب
والعام ملا۔ داراشکوہ اور اس کے لڑکے
کو پرانی دہلی کی عمارت خواص پورہ میں مقید کر دیا
گیا۔ خنوٹے وٹوں بعدہ دراست ۱۶۷۹ء
مطابق ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۹۹ء کو اس بنیاد پر کہ
اُس نے دائرہ شریعت سے باہر قدم رکھا تھا
اور تصوف کو بدنام کیا تھا۔ داراشکوہ کو قتل
کر دیا وہ ہمایوں کے مقبرے میں دفن ہوا
اور اُس کا لڑکا سپہر شکوہ گوالیار کے قید خانے
میں بھیجا گیا۔ داراشکوہ فقیر دوست یہاں
میر کامرید تھا اُس نے کتاب خفیۃ الاولیاء لکھی
ہے جس میں حضور سرور کائنات کی سوانح عمری
کا خلاصہ ہے۔ دوسری کتاب اُس کی مصنفہ

سلطان اشعر بلبل ہندوستان جہاں استاد
نظم یار جنگ۔ دبیر الدولہ فصیح الملک نے خطاب
پائے۔ بیمار ضہ فالج مرزی النجم شہزادہ مطابق
ہار فروری ۱۱۷۱ھ کو انتقال کیا اور حیدر آباد میں
دفن ہوئے۔ ان کا کلام ہندوستان میں
مقبول اور زبان و خاص و عام ہی نہایت
عام فہم اور سادہ زبان بندش چست۔ ان کے
تلامذہ کی تعداد کئی ہزار ہوئی (نواب میرزا داغ)
سے تاریخ وفات تکلتی ہے۔ ان کے چار دیوان
اور ایک مثنوی مطبوعہ موجود ہے۔

واعستانی یہ فارس کے شہر دافستان کا ایک مشہور
شاعر ہے جو تذکرہ ریاض اشعر کا مصنف

دانش یہ مرزا رحی کا تخلص ہے جو شہزادہ مطابق شہزادہ
میں فوت ہوا۔

دشمنہ خاں محمد شیعہ بالماشیع اہلی نام ہو ایک ایرانی
سوداگر تھا جو تجارت کے واسطے ۱۱۶۶ھ میں
سورت آیا شاہجہاں نے اس کو دربار میں
طلب کیا اور سدہ ہزاری منصب عطا کیا
دشمنہ خاں کا خطاب پاپا عالمگیر کے زمانے میں
دیج ہزاری کے مرتبے تک پہنچا بعدہ شاہجہاں
کا صوبہ دار ہوا۔ اور وہیں شہزادہ میں انتقال
کیا۔

دشمنہ خاں اس کا اہلی نام مرزا محمد و تخلص عالی تھا
(ملاحظہ ہو ہفت خان عالی)

دانیال مرزا سلطان دانیال بادشاہ اکبر کا شہزادہ
لوکا تھا اور راجہ بھاری مل پٹوا کی لڑکی کے
بطن سے۔ اور جب شہزادہ کو بچام اجیر پیدا ہوا
ایک مشہور درویش شیخ دانیال کے نسبت

سے اس کا نام دانیال رکھا گیا۔ اپنے بھائی
سلطان مراد کے انتقال کے بعد اکبر نے اس کو
ایک تربیت یافتہ فوج دے کر نظام شاہی
سلطنت کے فوج کرنے کے واسطے دکن کو روانہ
کیا چنانچہ احمد نگر سندھ میں فوج ہو گیا لیکن دانیال
کی کثرت شراب خواری نے اس کی صحت کو
خواب گردیا تھا۔ رابرل شہزادہ مطابق
یکم ذی الحجہ ۱۱۷۱ھ بمطابق ۳۳ سال برہان پور میں
اس نے انتقال کیا۔ اس واقعہ سے اگر کوئی سخت
صدمہ ہوا۔ اور اس کا اثر اس کی تندرستی پر
پڑنے لگا۔ اور قحطی ہی عرصہ کے بعد وہ
بھی اس دنیا سے چل بسا بعض مورخوں کا قول
ہے کہ شہزادہ دانیال شہزادہ میں اپنے باپ
سے چھ مہینے پہلے راہی ملک صدم ہوا۔

داؤد دسترخویں صدی عیسوی میں احمد آباد (گجرات)
کا وطن تھا اس نے راجپوتانہ میں ایک تہی
فرسے کی بنیاد ڈالی جس کو گنیمت کی تعلیم کا مشغ
کہا جاسکتا ہے اس نے بتوں کی پرستش اور
مندروں کے دستور پر بڑا اعتراض کیا اور
صرف زبان سے رام رام کہنا پوجکے لیے
کافی سمجھا اکثر کتابیں اس کی تصنیف سے اب تک
مشرقی راجپوتانے میں موجود ہیں۔

داؤد بخش سلطان اس کا عرف مرزا بلاتی تھا سلطان
خیر کا لڑکا جہانگیر کا لڑکا تھا۔ نور جہاں نے
اس کو شہزادہ کے پاس نظر بند کروایا تھا جہانگیر
کے مرنے کے بعد گنیمت سے لاہور جاتے ہوئے
راتے میں شہزادہ میں فوت ہوا مصنف خاں
نے جو متعلق طور پر شاہجہاں کو بادشاہ بنانے کا
حامی تھا برائے نام داؤد بخش کو بادشاہ بنایا تھا

۱۵ء میں گزرا ہو۔

داؤد خاں روہیلہ ملک افغانستان کے شرعی
 ججھے کا جس کو روہ کہتے ہیں رہنے والا ایک
 سردار تھا اسی نسبت وہ تاریخ میں داؤد خاں
 روہ کے نام سے مشہور ہوا رنگ زیب کی
 وفات کے تیرہ برس کے بعد سلطنت غلیہ کے
 زوال کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ۱۲۰۰ء میں
 وہ ملک کچھر میں جس کو اب روہیٹھ کہتے ہیں
 ایک دوسرا سردار بشارت خاں بھی اس کے
 ہمراہ تھا جس نے بریلی کے قریب بشارت گنج
 کو آباد کیا ان سرداروں کا مقصد فوجی ملازمت
 میں داخل ہو کر ہندوستان کی مقامی جنگوں
 میں حصہ لینا تھا۔ داؤد خاں نے بادشاہ دہلی
 کی رفاقت میں مرہٹوں کو شکست دی بادشاہ
 کی طرف سے موضع شاہی ضلع بریلی میں اور
 ستاسی ضلع بدایوں میں بطور جاگیر دیا گیا
 ۱۹۰۰ء لکناؤ کے راجہ نے دھوکے سے
 قتل کر دیا نواب علی محمد خاں جانشین ہوئے
 داؤد خاں فاروقی اپنے بھائی میراں غنی کے
 مرنے کے بعد خاندیش کے قتل پر ستمبر ۱۸۵۷ء
 میں بیٹھاسٹا عزم حکومت کی عادل خاں
 فاروقی ثانی اس کا جانشین ہوا۔

داؤد خاں قریشتی بمبئی خاں کا لڑکا تھا عالمگیر دہلی
 کے دربار میں اس کو بیچ ہزاری منصب حاصل
 تھا ۱۸۵۷ء میں الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا۔

داؤد شاہ سلیمان قرآنی کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا اپنے
 بڑے بھائی یازید کے مرنے پر ۱۸۵۷ء میں گوال
 کا بادشاہ ہوا۔ یہ شہزادہ نفسانی خواہشوں کا
 غلام تھا۔ اس کے مصاحب بداندیش اور بدین

شہر یا بھی بادشاہی کا دعویٰ کرتا تھا اس وجہ
 سے دکن پرشاد شہر بلکے لشکر دکن میں
 لڑائی ہوئی شاہجہاں کے بادشاہ ہو جانے پر
 خود بلاتی اور اس کا بھائی کرشنا سیٹ شہر بار
 و شہزادہ دانیال کے دونوں بیٹے بادشاہ کے
 حکم سے ۲۵ رجادی الاول ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء
 کو قتل کر دیے گئے۔

داؤد پیری ملا بدرواقہ دکن کا باشندہ تھا
 بارہ سال کی عمر تک سلطان محمد شاہ بہمنی اول
 والی دکن کا مصاحب رہا تختہ السلطنت ہی
 کی نصیبت سے ہو۔

داؤد خاں بی ایک چٹان سردار تھا اس کے
 وقت میں اس کی بہادری کا تمام ملک میں
 شہرہ تھا۔ اب تک دکن میں اس کی یادگاریاں
 اور کماؤتوں میں زندہ ہیں اس نے بہت
 دنوں تک اورنگ زیب کی خدمت کی۔

جب شہزادہ بہادر شاہ نے دکن واپس
 ہونے کے وقت امیر الامراؤ و القطار خاں
 کو دہلی سے بلا کر دکن میں گورنر مقرر کیا تھا تو
 داؤد خاں کو اس کا نائب مقرر کر دیا تھا
 فرخ میر کے عہد میں بھی داؤد خاں زندہ تھا
 امیر الامرا حسین علی سے جب فرخ سیر نازہن
 ہوا تو داؤد خاں بادشاہی حکم سے خفیہ طور پر
 اس کے قتل پر مامور ہوا۔ دکن کو جاتے ہوئے

جب امیر الامرا برہن پور پہنچا تو داؤد خاں
 نے اسے وہیں جان لیا۔ امیر الامرا نے اس کا
 مقابلہ کیا اور دونوں طرف سے خوب تلوار
 چلی۔ داؤد خاں کے سینے میں زخم کاری لگا
 جس سے وہ جاں بر نہ ہو سکا۔ یہ واقعہ

ابوحنیفہ کی خدمت کی کہ وہ حبیب راعی کی شاگردی کا شرف حاصل تھا۔ وہ فیصل ایاز ابراہیم اور محمد معروف کو فی کا حبیب تھا۔ منصور کے جانشین المدی کے زمانے میں ۳۵۰ھ میں انتقال کیا۔ داؤد قیسری (شیخ) شرح حدیث الابیہین کا مصنف ہوئے۔ ۳۵۰ھ میں انتقال کیا۔

داہان اس کا امی نام ابو محمد سعید بن مبارک یا جیسا کہ عام طور سے مشہور ہو ابن داہان البغدادی تھا۔ صرف و نحو عربی میں اعلیٰ درجے کی مہارت رکھتا تھا۔ عربی و فارسی میں شعر بھی کہتا تھا۔ ۳۵۰ھ میں انتقال کیا۔

دبیر مرزا سلامت علی نام وطن آبائی دہلی تھا۔ کفر میں عمر گزاری اور تیرہ برس کے مقابل رہے ان کے مرثیوں کی بھی شہرت میر صاحب سے کم نہیں تھی حقیقت یہ دونوں اس فن خاص میں آفتاب و ماہ تاب تھے۔ ان کے مرثیوں کی کئی جلدیں ملے ہوئی ہیں مجموعہ رباعیات بھی چھپ چکا جو ۲۹۰ محمد ۳۵۰ھ مطابق ۱۸۰۷ء میں مجاہد لکھنؤ انتقال کیا۔

دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین صاحب نام مصلح جنگ کا خطاب تھا۔ ۳۵۰ھ مطابق ۱۸۰۷ء میں پیدا ہوئے ان کے دادا خواجہ عبد العزیز شیر سے بطریق تجارت دہلی میں آکر آباد ہوئے۔ اول مدرسہ عالیہ کلکتہ میں بے بہہ پرنسپل بنی ان کا تقرر ہوا۔ ۳۵۰ھ میں بنگال بھی اتفاقاً حاجی محمد علیل خاں سیر ایران انگریز کے مارے جانے پر ان کی جگہ ۳۵۰ھ میں دبیر الدولہ کو سفارت ایران پر بھیجا گیا۔ ۳۵۰ھ میں اکبر شاہ ثانی کی وزارت پر تقرر ہوا۔ وزارت سے مستعفی ہونے کے بعد مبارک پوریت منگنے

تھے جنہوں نے اس کو سلطنت منلیہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بنیم خاں خاں خان سے جو اُس وقت جو پور کا گورنر تھا۔ نوک تجویز کی آخر کار لڑائی کی فہرست پختہ کر کر کے مدد کو شہنشاہ اکبر کی فوجیں آگئیں۔ اس معاملے میں ۳۵۰ھ میں داؤد شاہ نے شکست پائی وہ کلک کی سرحد میں پناہ گزین ہوا۔ اس لڑائی کا خاتمہ صلح پر ہو گیا جس میں کلک اور اڑیسہ اور دہلی کو دیئے گئے اور بنگال کے دوسرے صوبے منلیہ سلطنت میں شامل کر لیے گئے جب بنیم خاں لکھنؤ کی میں اسی سال مر گیا تو داؤد خاں نے پھر بنگال پر قبضہ کر لیا۔ خان جہاں ترکان جو اس صوبہ کا گورنر مقرر ہوا تھا سخت لڑائی کے بعد صوبہ پر قابض ہوا۔ اور داؤد شاہ قید ہو کر شہنشاہ اکبر کے رو برو بغاوت کے الزام میں قتل کر دیا گیا۔ اس صوبے سے بنگال مستقل اکبر کے قبضہ میں آیا اور مشرقی خود مختار سلطنت کا خاتمہ ہوا۔

داؤد شاہ بہمنی سلطان طہار الدین حسین کا بیٹا تھا۔ ۳۵۰ھ میں اپنے بیٹے مجاہد شاہ کو قتل کر کے کن کے تخت پر بیٹھا لیکن خود بھی اسی سال میں گلبرگ کی مسجد میں مارا گیا۔ اور اپنے بھائی محمود شاہ اول کو اپنا جانشین چھوڑا۔

داؤد شاہ مجراتی اپنے بیٹے قطب شاہ کے مرنے پر ۳۵۰ھ میں حکومت کا بادشاہ ہوا۔ ۵ سال حکومت کرنے کے بعد علانے اُس کو موزول کر کے اُس کے دوسرے بیٹے محمود شاہ کو تخت پر بٹھا دیا۔

داؤد طائی ایک مسلمان حکیم تھا۔ اس نے ۲۰ سال تک

درگاہ اس باپ کا نام شیو شکر داس ہو سیدہ علیہ
ایک فارسی تذکرہ کا مصنف ہو سیدہ علیہ علیہ
شاعر میں یہ تذکرہ نالیف ہوا عجب نہیں کہ
یہ حزیں کا شاگرد ہو۔

درگاہوتی (رائی) چتور کے رانا کی بیٹی اور راجہ بڑے
راجہوت طحال قلعہ رائے سین (جوپال) کی
بی بی ختی سلطان بہا درگاہوتی نے اس خبر سے
مشتعل ہو کر کہ راجہ نے کئی سوسلمان عورتیں
لوٹ لیاں بنا رکھی ہیں بی بی علیہ علیہ میں ایک جتار
فوج کے ساتھ چتور پر حمل کیا۔ راجہ نے مع اپنے
چھوٹے بیٹے چھین سنگھ سپہ سالار کے مقابلہ
کیا۔ چار روز کی جنگ کے بعد دونوں بہر
سلطانی ہو گئے۔ مگر رائی درگاہوتی نے رات
کو صبح ایک ہزار مسلح عورتوں کے نئے خبر
سلطان پر شیخوں مار کر دونوں قیدیوں کو چھ لیا
سلطان مجرات کی طرف چلا گیا۔ اور تھوڑے
دنوں بعد پھر ایک بڑی فوج کے ساتھ علاؤ
ہوا۔ راجہوتوں نے مجبوراً صلح چاہی سلطان نے
اسلام قبول کرنے کی شرط پیش کی اور چوتھوں
نے ایک ماہ کی مہلت درپردہ اس کو مہدی پر
لی کہ چوتھے ملک مل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔ اس مرتبہ کی جنگ میں راجہ مع دونوں
بیٹوں کے مارا گیا۔ اب رائی مذکورہ چار سو
عورتوں کی مصیبت میں قلعہ سے باہر نکلنے لگی
اور سلطانی فوج کو شکست دے کر تینوں لائیں
قلعہ میں لے آئی اور اپنی دونوں بیویوں کو
ساتھ لیکر بارود کے فرشتے پر بھیجی اور ایک
آن واحد میں آگ لگا کر جل گئی۔

درگاہوتی (رائی) راجہ ہوبہا کی بیٹی ختی جو اپنے

اپنا وزیر مقرر کر کے بلایا لیکن انھوں نے انکا
کردار ۱۳۴۲ عرم ۱۲۲۲ مطابق ۱۸۰۲ء کو
انتقال کیا۔ دبیر الدولہ نے صرف سہاسی مدد
تھے بلکہ انھیں متفرق علوم باقیہیں ریاضیات
سے نہایت شوق تھا علم کلیت اور آلات رصد
کے متعلق کئی رسالے بھی تصنیف کیئے تھے جو قدر
۱۲۵۲ء میں ضائع ہو گئے۔ سر سید احمد خاں مرحوم
نے جو ان کے نواسے تھے ان کی ایک لائف
لکھی ہو جو سیرت فریدیہ کے نام سے ۱۸۵۶ء
میں شائع ہوئی ہے۔

درد (میر) خواجہ محمد میر دہلوی کا تخلص ہو جو کہ خواجہ
میر ناصر عندلیب کے فرزند تیر اور تودا کے
بھرمہ اپنے زمانے کے ملک الشعراء تھے حضرت
شاہ عالم ثانی کی کئی مرتبہ اعلیٰ کے حکمان پر گئے
اول اول یہ فوج میں نوکر تھے لیکن اپنے
باپ خواجہ ناصر کی صلاح سے نوکری چھوڑ دی
اور عابدانہ زندگی بسر کی۔ شیخ گلشن یعنی شیخ
سعد اللہ کے مرتبہ اہل دل اور صاحب ارد
تھے ایک رسالہ وار دات تصوف میں تصنیف
کیا۔ ۱۲۹۲ عری ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۵۹ء میں
یوم جمید کو انتقال کیا۔ حیف نہا سے سدھارا
وہ خدا کا محبوب سے تاریخ وفات نکتی ہے۔
مذکورہ ذیل کتابیں بھی انھیں کی تصنیف سے
ہیں۔ تالہ درد۔ آہ سرد۔ درد دل۔ شیخ محل۔
علم الکتاب۔

دردمند عورتی دہلوی کا تخلص ہو جو مرزا جان جاناں
کے مرید تھے انھوں نے ساتی نامہ اور ایک
دیوان تصنیف کیا ہے۔ مرشد آباد میں ۱۲۶۷ء
میں انتقال کیا۔

حسن و جمال کی وجہ سے شہرہ آفاق تھی۔ دلپت
راجہ گروہ منڈل سے یہ رانی شادی کرنا چاہتی
تھی۔ دلپت ساہ بھی بہت حسین و خوبصورت
تھا۔ نہ گاوتی کا باپ اس رشتے پر رضامند
نہ تھا۔ دلپت ساہ نے فوج جمع کر کے لڑائی
کے باپ پر حملہ کیا اور اس پر غلبہ حاصل کر کے
رانی کو زبردستی اپنے ملک کو لے گیا۔ اس
رانی سے شادی کرنے کے چار سال بعد
راجہ دلپت مر گیا۔ اور ایک لڑکا بیرن رین
تین سال کا چھوڑا۔ راج کا اختتام رانی کو
اپنے ہاتھ میں لینا پڑا اس نے نیا کیلے بلیت
اور دشمنی سے حکومت کی۔ رعایا کو بہت
عزیز رکھتی تھی۔ بہت سے چاہ مندر۔ دھرم تھا
بنواسے یہ شہنشاہ اکبر کا زمانہ تھا۔ بادشاہی
فوج نے کل شمالی ہندوستان فتح کر لیا تھا
آصف خان کو جو الہ آباد کا گورنر تھا کچھ منڈل
کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا اس نے فوج
میں چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیدل فوج لیکر
حملہ کر دیا۔ رانی کو جب خبر ہوئی اس نے ہزار
فوج اور دو ہزار ہاتھی لیکر فوج کی کمان اپنے
ہاتھ میں لی اور نہایت دلیری سے مقابلہ کیا
بہت سے مجاہد و مقابلہ کے بعد رانی کی
آٹھ میں ایک تیر لگا اور اس کا فوجان اکلوتا
بیابان بھی شدید زخمی ہوا۔ اسی اثناء میں جب
ایک دو سرائیر رانی کی گردن میں آگیا تو اس
نے یہ سمجھ کر کہ اب میری فوج کے قدم اکھڑنے
اپنے ماہر سے فوج لیکر اپنے پہلو میں لیا
آصف خان نے یہ معلوم کر کے اس کے قتلہ
کا حکم دے کر لیا (حاصل میں) شہزادہ مارا گیا)

عورتیں بے عزتی کے خیال سے جتنی ہوئی گ
میں گر کر خاک سپاہ ہو گئیں۔ ضلع جلیپور
میں سنگ مرمر کی چٹانیں اور ایک عالی شان
محل جس کو مدن محل کہتے ہیں رانی دھکاوتی
کی یاد گاہیں ابنا سک باقی ہیں یہ وہی عمارت
ہی جو صرف ایک سنگین ستون پر تعمیر کی گئی ہے۔
دریا خال رقیہ شاہزادہ شاہجہاں کی ملازمت
میں داخل تھا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہوا
تو دریا خال کو پنج ہزاری منصب مرحمت کیا
لیکن کچھ عرصے کے بعد اس نے بادشاہ سے
بغاوت اختیار کی۔ راجہ جیہر سنگھ سے اس
سے مقابلہ ہوا اس لڑائی میں دریا خال نے
اپنے ایک لڑکے کے اور ۱۰۰۰ ہ افغان کے
ساتھ ۱۰۰۰ میں مارا گیا اور اس کا سر شاہجہاں
کے پاس بھیجا گیا۔

دریا خاں و شاہ علاء الدین عباد شاہ کا لڑکا تھا۔ باپ
کے بعد ۱۵۷۰ء میں برار کا بادشاہ ہوا۔ شاہ
میں اس نے اپنی بہن ربیعہ کی شادی کر لی
کے ساتھ بڑی دھوم سے کی اور شہرہ میں
اپنی لڑکی کی شادی حسین نظام شاہ سے کی
اور آخری وقت تک نہایت امن و امان
سے حکومت کی اور مرنے کے بعد تخت اپنے
لڑکے برہان شاہ عباد کے لیے چھوڑا۔

دراور خال داور خاں مالوے کے مسلمان بادشاہوں
کے خاندان کا بانی تھا۔ مالوے کی سلطنت
کے بارے میں ہندو تاریخیں اجبر کرماجیت
نکب کے زمانے کا حال بیان کرتی ہیں جس
کی تحریفی سے ایک دو سرائیں حضرت
یعنی ۱۰ سال پہلے شروع ہوتا ہے اس کے

راجہ بھوج تخت نشین ہوا۔ دہلی کے بادشاہ
غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ۱۳۳۶ء
میں مسلمانوں نے پہلی مرتبہ مالوے پر حملہ کر کے
فتح کر لیا اور محمد شاہ تغلق دوم کے زمانے تک
یعنی ۱۳۳۶ء تک ان کے قبضے میں رہا اس
وقت دلاور خاں جو کہ ماں کے رسم سے
شہاب الدین غوری کی اولاد میں تھا محمد تغلق
کی تخت نشینی سے پہلے مالوے کا گورنر مقرر
ہوا۔ اور رفتہ رفتہ خود مختار ہو گیا۔ ۱۳۳۹ء میں
جب محمد شاہ دہلی اسیہ پور کے خوف سے
جاگا تو ہجرات ہوتا ہوا مالوے آیا اور وہاں
تین سال قیام کیا اس کے بعد ۱۳۴۱ء میں
وہ غلام دہلی کی رائے سے مالوہ چھوڑ کر پھر دہلی
کے تخت پر بیٹھا۔ تو پورے عرصے کے بعد دلاور خاں
خود مختار ہو گیا اور اپنی سلطنت جاگیروں میں منقسم
کر کے اپنے درباریوں کو دیویری اور دھارا بنا
پایہ تخت مقرر کیا۔ اس نے صرف چند سال
سلطنت کی ۱۳۴۶ء میں مر گیا اور اپنے بیٹے
الپ خاں کو تخت کا وارث چھوڑا جو بعد
میں سلطان ہوشنگ شاہ کے لقب سے بادشاہ
ہوا۔ دلاور خاں کے علاوہ دس سلمان بادشاہ
اس خاندان کے اور ہوئے آخر شہنشاہ اکبر
کے زمانے میں ملک مالوہ کو سلطنت منلیہ میں
شامل کر لیا گیا اور اس طرح اس چھوٹی سی
خود مختار سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس خاندان
کے بادشاہوں کی فہرست بالترتیب ذیل
میں درج ہے۔

دلاور خاں غوری

ہوشنگ شاہ پسر دلاور خاں۔

سلطان محمد شاہ۔
سلطان محمود اول غلی عظم پسر ملک غیاث
غیاث الدین غلی۔
ناصر الدین۔

محمود دوم
شاہ در شاہ بادشاہ ہجرات

تندر شاہ

شجاع خاں

بازہا پسر شجاع خاں۔

دلپت رائے مخاطب بہ راؤ دلپت سنگھ احمد آباد
ہجرات میں پیدا ہوا۔ جہاں اس کا پایہ بڑا
متصدی تھا۔ دلپت رائے عربی۔ فارسی۔ سنسکرت
پر اکرت اور بھاشا زبانوں میں کامل دستگاہ
رکھتا تھا، ہر کسی کی عربی میں ترجمہ (حج پور)
آیا اور مہاراجہ مادھو سنگھ کے حکم سے ایک
کتاب (فلاحت مقال) لکھنی متروغ کی جس
کو ہم پیرا ۱۱۱۱ میں راجہ کے مرنے کے بعد
کو بیچا سکا۔

دلدار آغا دلدار آغا بادشاہ بابر کی بیوی اور مرزا
ہندال کی ماں تھی۔

دلدار علی (سید مولوی) مجتہد الشیعہ لکھنوی۔ ابن
مولوی سید معین الدین بن سید عبدالہادی
ضوی۔ پیدائش ۱۱۶۹ھ مطابق ۱۷۵۶ء
بقام قصبہ جائس یا نصیر آباد ضلع رائے بریلی
یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اہل تشیع میں دین
کے اندراج کا دعویٰ کیا۔ اور جمعہ و جماعت کو
اس مذہب میں قائم کروا یا۔ فقہائے ہندستان
سے تحصیل علم کرنے کے بعد کربلائے معلیٰ اور
مشہد مقدس میں علوم فقہ و حدیث و اصول پڑھے

زیادہ بہادر اور لائق خیال کیا جاتا تھا۔ وہ
پانچ ہزار کا منصب دار تھا۔ شہزادہ میں
دکن میں انتقال کیا۔

دلیر خاں یہ عبدالکریم کے لڑکے عبداللہ

کا خطاب ہے جو کہ پہلے بیجا پور کے دربار میں

ملازم تھا۔ جب بیجا پور فتح ہوا تو عبداللہ کو

سے مل گیا جس کے صلے میں دلیر خاں کا حکم

اور سات ہزار کا منصب حاصل کیا۔ بہادر شاہ

کے زمانے میں دکن میں جہاں اس کو جاگیریں

مل گئی تھیں فوت ہوا۔

دلیر بہت خاں (ملاحظہ ہو مظفر جنگ)

مفتی فاریس کا ایک مشہور شاعر گزرا، جو اس کا نام

محمد مفتی تھا اور فضل بن یحییٰ کے دربار کا مہر

شاعر تھا۔

دوانی اس کا پہلی نام جلال الدین محمد اسعد الدوانی

تھا۔ اسعد الدین اسعد الدوانی کا لڑکا تھا۔ سلطان

ابوسعید کے زمانے میں ایک مشہور فلاسفر

گزرا جو سلسلہ میں فوت ہوا۔ اس نے شرح

ہمایک، اثبات واجب، رسالہ زورا، حاشیہ

انوار شافعیہ، شرح عقائد تصنیف کی ہیں۔

اور شرح حمزہ پر حاشیہ لکھے ہیں۔ اخلاق جلالی

جو فارسی کی مشہور اخلاقی کتاب ہے۔ اسی صفت

کی مترجمہ ہے۔ سب سے پہلے یہ کتاب کتاب العلماء

کے نام سے عربی میں ہو یہ خاندان کی ملکیت

میں لکھی گئی تھی سب سے پہلا ترجمہ اس کتاب

کا ابو نصر نے کیا تھا جو اخلاق ناصری کے

نام سے رائج ہے۔ سلسلہ میں یہ مقام لندن اس کا

انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

دوپیازہ ڈٹا، عبداللہ بن نام۔ ولی محمد کا بیٹا اور

اور مطالبہ نہی کی تعلیم میں کوشش کی۔

میں ایک مہدی بنوائی۔ بالآخر انیسویں شب

ماہ رجب شہزادہ کے مقام لکھنؤ وفات پائی اور

مقبرہ جنبہ میں دفن کیے گئے۔ کتب ذیل ان کی

تصنیف سے ہیں۔ اساس الاصول، تلخیص

عماد الاسلام پانچ جلدوں میں شہاب ثاقب

حسام الاسلام، احیاء السنن، رسالہ جمیعہ، رسالہ

ذوالنقارہ وغیرہ وغیرہ

دلشاد خاتون یہ امیر جہاں کے فرزند امیر دمشق

کی لڑکی تھی اور سلطان ابوسعید خاں سے اس کی

شادی ہوئی تھی۔ امیر حسن بزرگ نے عہدہ

میں سلطان کے مرنے کے بعد بنیاد فسخ کر لیا اور

دل شاد خاتون سے شادی کر لی۔ لیکن سلطنت

کی لڑک خاتون ہی کے ہاتھ میں رہی۔

دیس حکیم رانی چندہ کنڑ کا لڑکا تھا۔ سلسلہ میں

چناب کا راجہ ہوا۔ لیکن لاڑو لہوری نے

اس کو سلسلہ میں مغزول کر کے انگلستان

بیمہ یاد ہاں جا کر مذہب عیسوی اختیار کر لیا

اور ایک مصری عیسائی عورت سے شادی کی

جس سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ چند سال تک

انگلستان میں عیسائی رہنے کے بعد گورنمنٹ

سے چند شکایات کا اظہار کرنے کے لیے ہندوستان

کو روانہ ہو گیا لیکن ہندوستان پہنچنے سے

قبل ہی عدن سے واپس کر دیا گیا اور پھر

فرار ہو گیا۔ سلسلہ میں دانٹا کے ایک

بول میں فوت ہو گیا۔

دلیر خاں بہادر خاں روہیلے کا چھوٹا بھائی دادوڑی

چندیل کا افتخار تھا اس کا پہلی نام جلال خاں

تھا۔ اور مالگیر کے سپہ سالاروں میں سب سے

اکبر بادشاہ کا جلسہ خاص تھا۔ بذلتی اور لطیفہ گوئی میں نہایت مشاق تھا۔ رام پیر مل اس کا ہم عصر تھا۔ ان دونوں کی نوک جھونک کے اکثر لطیفے زبان زد عام ہیں۔ فارسی میں بھی سخن آرائی کی اور ابو الفضل سے اصلاح لی آخر میں تھہرہ منہ یا ضلع الہ آباد پہنچا لوگوں سے سستی کا نام پوچھا کسی نے کہا ہند پاکہ کہ دو بیازہ اب ہندیا میں آکر کہاں جاے آخر وہیں وفات پائی اور دفن ہوا۔ تراک علی گڑھی جو ترکی زبان کا ایک لغت ہے اس نے تصنیف کی۔ تہ کے لطائف مشہور ہیں جو زبان فارسی چھپ چکے ہیں۔ اس کا اصلی وطن تھرا تھا۔ تہ تک وہاں رہا اور ہندی زبان میں دوہے لکھے جو اکثر تغیروں کو یاد ہیں۔

دوسرا بھائی پیش منس اکبر بھٹی کی رہنے والی اول پاری خان جو حوتہ میں بغرض طبی تعلیم کے لندن گئے شہداء میں کالج کا آخری امتحان پاس کیا شہداء میں ایم ڈی کا ڈپلومہ حاصل کر کے بمبئی واپس آئے وہیں طب کرتے ہوئے

دوست علی۔۔۔ ارکاٹ کے نواب مرثی خاں کا رشتہ دار تھا۔ اسی کی سرکردگی میں چاندیہا نے ترچنا پٹی پر قبضہ کیا۔ صندری علی اس کا جانشین ہوا۔ صندری علی کو پہلے مرثی خاں نے زہر دلوایا لیکن وہ اس سے جانبر ہو گیا۔ اس کے بعد ایک بھٹان کے ہاتھ سے مرثی خاں نے اس کو قتل کر دیا۔ رعایا میں مرثی خاں کے خلاف ایک جوش پیدا ہو گیا۔ مرثی خاں تاب مقادوست نہ لاکر نہ تھیں میں اپنے قلعہ دیور کو بھاگ گیا۔

دوست محمد خاں احمد شاہ درانی کے خاندان کی حکومت کے بعد کابل میں مکران ہوا۔ شیخ خاں کا جو محمود شاہ ہرات کا مشہور روز پر تھا بھائی تھا۔ دوست محمد خاں افغانستان میں بارک زئی خاندان کا ایک بڑا بااثر سردار تھا اور ۱۸۳۱ء سے پہلے کابل کا بادشاہ بن چکا تھا۔ اس نے اپنے عہد حکومت میں سلطنت روس سے برٹش کے خلاف تعلقات پیدا کیے اس لیے ۱۸۴۱ء میں انگریزی فوج نے اس کو مغزل کر کے شاہ شجاع امیر سابق کو تخت نشین کر دیا ۱۸۴۲ء میں افغانوں نے بلوچہ کر کے بہت سے انگریزوں، فہروں سپاہیوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا جو انگریزی افسر باقی تھے انھوں نے افغانوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ اس شرط پر افغانستان سے فوجیں ہٹائیں گے کہ اگر وہ راستے میں ان کی حفاظت اور رسید رسانی کا ذمہ لیں۔ چنانچہ ہر جنوری ۱۸۴۱ء کو انگریز کابل سے واپس ہوئے لیکن کمی خوراک اور سردی کی شدت سے راستے میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ افغانوں نے نہ صرف رسید رسانی اور حفاظت میں پہلو تہی کی بلکہ بار بار موقع پا کر بھاپے مارے اس پر جنرل پولک نے کابل پر مکرر فوج کشی کی۔ اور اس طرح سے مشہور جنگ افغانستان چھڑ گئی۔ انگریزوں نے کابل کو زیر کر لیا لیکن شاہ شجاع جس کو انگریزوں نے تخت پر بٹھایا تھا باغیوں کے ہاتھ سے مارا جا چکا تھا اس کی بجائے دوست محمد خاں کو امیر بنایا گیا۔ اس نے اپنی وفات تک حکومت کی ۱۸۶۹ء میں انتقال کیا اور اس کا بیٹا

شیر علی خاں جانشین ہوا۔

دوست محمد خاں (سردار) بانی ریاست بھوپال

ایک عالی خاندان پٹھان تھا۔ یہ مطابق
شہنشاہ میں ہندوستان آیا اور شہنشاہ
اورنگ زیب کی ماتحتی میں رہ کر جنگی شہرت حاصل

کی جس کے صلے میں صوبہ دار مقرر ہوا۔ اور وہ
صوبہ اس وقت قلم بھوپال کا ایک حصہ تھا۔

شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد

سلطنت میں جو ابتری اور فسادات برپا ہوئے

ان سے فائدہ اٹھا کر دوست محمد نے بھوپال

میں اپنی علیحدہ خود مختاری قائم کر لی۔ دوست محمد خاں

بہ صفت قوی بہت و چالاک اور بہادر رہا۔

تھا بلکہ وہ نہایت ذہین اور امور نظام ملکی سے

پورے طور پر واقف تھا۔ اس لیے مطالبہ

شہنشاہ میں اس کا انتقال ہوا اور وہ اپنے

لڑکے کو ایک ایسے ملک کی حکومت کے

لیے جس کا انتظام اس وقت نہایت عمدہ

حالت میں تھا اپنا جانشین چھوڑ گیا۔

دولت خاں لودھی یہ وہ شخص ہے جس نے بابر

کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی

تھی۔ وہ ایک مشہور شاعر اور عالم تھا۔ بابر کے

دلی فتح کرنے سے تھوڑے عرصے پہلے شہنشاہ

بن فوت ہوا۔

دولت خاں لودھی ساہو خیل خاں جہاں

لودھی کا باپ تھا۔ اس نے مرزا عزیز کو کا

عبدالرحیم خاں خاندان اور شہنشاہ دانیال

کی کئی سال خدمت کی اور دو ہزار کا منصب دار

ہوا۔ وہ دکن میں شہنشاہ میں مر گیا۔

دولت رائے مشہور دولت رائے کا بیٹا تھا۔

الموتی ۱۱۸۸ھ بانی ریاست بھادلوپور کا مہاراجا

خاص تھا۔ بھادلوپور کا خاندان عباسی جوہر

مناسبت سے مرآۃ دولت عباسیہ کے

نام سے بھادلوپور کی تاریخ لکھی۔ مشہور ہے

یہ کتاب چھاپی گئی تھی۔

دولت رائے سید بھیا آنندی رائے کا لڑکا اور دہلی

کا بھتیجا اور مہتمم تھا۔ انگریزوں کے مقابلے میں

شکست کھائی۔ شہنشاہ میں فوت ہوا۔

دولت رائے سید بھیا (ماراجہ) مادھوی سید بھیا

کا بھتیجا اور مہتمم تھا۔ شہنشاہ میں گوالیار کا راجہ

ہوا۔ اس کی تندرستی اور طبع اور نے کا عہدہ

اولوالعزمی سرداروں سے شہنشاہ میں لڑائی

کا خاص سبب ہوئی۔ جب انگریزوں سے لڑائی

چھری تو سر آدھرو لڑائی نے جو کہ بعد میں ڈیوک

آف ولکنسن ہوئے اور مرہٹوں کے مقابلے

کو بھیجے گئے۔ سید بھیا مہتمم دولت رائے کا کوٹ شہنشاہ

میں بمقام اسے امی شکست دی اور

لاٹڈ لیک نے مرہٹوں کو دبا دیا۔ جسے اہل

کنجا لہا۔ دولت رائے نے شیرجی رائے کے

کی لڑکی پر ابھید سے شادی کی۔ ۱۸ سال کی

حکومت کے بعد شہنشاہ میں انتقال کیا

جھنکو رائے سید بھیا اس کا جانشین ہوا۔

دولت شاہ۔ دولت شاہ بخت شاہ عمر قندی کا

بیٹا تھا۔ اور تذکرہ دولت شاہی کا مصنف

ہو۔ سلطان حسین مرزا والی ہرات کے نطفے

میں گزرا ہے۔ یہ کتاب شہنشاہ میں لکھی گئی ہے

میں دس عربی شاعروں اور ایک سنوٹہ

فارسی شاعروں کے حالات اور ان کے

کلام کا انتخاب درج ہے۔

دوندے خاں، شہاب الدین خاں رومیہ کا لڑکا تھا مشربیل نے اس کی ولدیت میں دھوکا کھایا ہر وہ علی محمد خاں کا لڑکا نہیں تھا۔ رومیوں کا خاندان شمالی حصہ کابل اور فیخا پور کی طرف سے آکر شمالی ہند میں آیا اور زمینداروں کی ملازمت اختیار کی، حافظ رحمت خاں دوندے خاں کا حقیقی چچا نہ بھائی تھا رومیوں اور نیکش کی مشہور لڑائی کے بعد جو شہداء میں ہوئی تھی شہداء میں حافظ رحمت خاں اور دوندے خاں نے ملک کشمیر باہم تقسیم کر لیا۔ رجمورہ۔ اسد پور اسلام نگر۔ بسولی۔ ستاسی۔ دوندے خاں کے حصے میں آئے۔ دوندے خاں کا بھتر بسولی خٹل بدایوں میں موجود ہے بسولی میں دوندے خاں نے ایک قلعہ بھی بنایا تھا جو اب بالکل کھد گیا ہے اسی کے قریب ایک مسجد دوندے خاں کی تعمیر کروہ موجود ہے جس پر ایک قلعہ تاریخ (۱۶۹۹ء) کندہ ہے شہداء کے قریب میراں پور کٹہہ کی مشہور لڑائی سے کچھ حصے قبل دوندے خاں فوت ہو گیا اس نے تین لڑکے چھوڑے۔ سب سے بڑا لڑکا محب اللہ خاں تھا وہی اس کا جانشین ہوا۔ محب اللہ خاں کے قبضے میں بدایوں بھی آگیا تھا۔

دھارا۔ نوڈرل کا لڑکا تھا شہداء میں وہ شہا کے حاکم مرزا جانی بیگ کے مقابلے میں قتل ہو گیا۔

دھرم پال۔ عبدالغفور نام صوبہ پنجاب کا رہنے والا ذات کا نور بان گریجوئیٹ ہونے کے بعد اسلام سے منحرف ہو گیا۔ مختلف مذاہب میں

رہ کر آخر کار ۱۹۷۷ء میں آریا ہو گیا۔ اور ایک کتاب ترک اسلام تعصیف کی جس میں اسلام اور حضور سرور کائنات پر دل شکن حملے کیے۔ شہداء میں آریہ سماج سے منحرف ہوا۔ اس نے ایک اخبار اندر نامی نکالا ہے جس میں آریہ سماجوں کی اندرونی زندگی اور ان کے مذہبی عقائد پر اعتراضات کی پوچھا کرتا ہوں میں قائم ہے۔

دھونڈھیا وا کا۔ ایک ڈاکو تھا جس نے کئی سال تک ڈاکوؤں کی ایک بڑی جماعت سے مل کر میرو کی مرحد کو لوٹا ساسی ڈاکو نے اپنا لقب بادشاہ و دجہاں رکھا تھا۔ یہ ابتدا میں حیدر علی کی ملازمت میں رہا تھا اس نے ایک خود مختار سلطنت قائم کرنا چاہی تھی۔ آخر کار شیو سلطان نے ناراض ہو کر اس کو قید کر لیا جب سرنگا پٹم فتح ہوا تو انگریزی پہونے اس کو رہا کیا۔ بعد ازاں اس نے پانچ ہزار سواروں کو جمع کر کے میسور پر حملہ آور ہونے کی دھمکی دی۔ مداس کے گورنر نے کرنل لئی کو اس کے مقابلے کے واسطے بھیجا اور حکم دیا کہ اس کا تعاقب کرو آخر کار وہ شکست کھا کر انگریزوں کی تید میں آگیا اور شہداء میں اس کو پھانسی دی گئی۔

دیارام۔ ذات کا گوالا مغربی ہند کا مشہور پہوان۔ عہد فرخ سیر میں گزرا ہے غیر معمولی طاقت کے کرتب کھایا کرتا تھا جو اب تک نہیں زد عام ہیں۔

دیابل (راجہ) عباد الملک لقب تھا غازی الدین خاں وزیر کا دیوان تھا ایسا نکلتا تھا۔

دیانت خاں اصل نام محمد حسین خطاب این خاں تھا جو شاہجہاں کے دربار میں دو ہزار تھپڑی کے منصب پر مقرر تھا۔ سنہ ۱۰۰۰ء میں احمد نگر میں فوت ہوا۔

دیانت رائے (محرقاتی) رائے راجاں، قوم کا ناگر برہمن تحریر و تقریر و حساب و کتاب بیہوش و ہندو میں عمدہ لیاقت رکھتا تھا علامہ افضل خاں کی وفات کے بعد راجاں کا خطاب پایا اور ان کی حیات میں وزارت کنگ کا کام اسی کے سپرد تھا اگر کوئی امیر علامہ کوئی سے کسی کی سفارش کرتا یا کچھ حال دریافت کرنا چاہتا تو ہمیشہ ہی جواب ملتا کہ دیانت رائے سے کہو یا دیانت رائے سے پوچھو۔ جب علامہ موصوف کا انتقال ہوا ایک ظریف نے ازراہ ظرافت اس کا مرثیہ کہا اور اس میں یہ مضمون لکھ کر کیا کہ جب منکر کبر قبر میں سوال و جواب کرنے لگے تو انھوں نے ہر سوال کے جواب میں یہی جواب دیا کہ دیانت رائے سے جا کر دریافت کرو۔ وہی تھا رائے سوال کا جواب دے گا۔

دیانت کمر سوتی (سوامی) بانی آریا سماج ضلع گجرات میں چھو کا منادی کے کھڑا رہے مقام مور دی میں شہداء میں اودھ کے برہمن خاندان میں پیدا ہوئے ان کا اصلی نام مول شکر اور باپ کا نام اجا شکر تھا۔ ۱۸ برس کی عمر میں شیو راتری کی رات میں سوتی سے توبہ کی اور اسی وقت سے سوتی خاندان

کا خیال پیدا ہوا لیکن سات سال تک وہ اس کو عملی صورت نہ دے سکے اکیس سال کی عمر میں وطن چھوڑ دیا تھا گورو جہانند کے پاس ڈھائی سال تک تھیں مقیم رہے کہ سنسکرت میں علوم کی تکمیل کی اور سنیاسیوں کی زندگی اختیار کر لی۔ اس کے بعد وعظ شروع کیا بسکھتہ دہ میں بمقام ہی پہلی مرتبہ آریا سماج قائم ہوئی۔ سنیاتھ پر کانٹا ان کی مشہور تصنیف ہے۔ وہ صرف مذہبی ریفاہی نہیں تھے بلکہ ہندوؤں کی سوشل اصلاح کی خدمت بھی انجام دی۔ از دو انڈیائی کا اجراء صغریٰ کی مشادی کی بیخ کنی تعلیم نسواں کی اشاعت کی شدھی کے طریقے کو رائج کر کے ہندوؤں کی مردم شماری میں اضافہ کی تدبیر کا مقام شہر جو دھو پور اکتوبر ۱۹۰۰ء میں اختتام ہوا۔

دین محمد سلطان جانی بیگ کا لڑکا عبداللہ خاں ازبک کی بہن کے بطن سے تھا اور عبداللہ خاں کے لڑکے عبداللہ من کے مرنے پر شہداء

میں مرقند کا بادشاہ ہوا۔ دیوانچی بیگم۔ یہ بیگم ارچند بانو بیگم ممتاز محل کی ماں اولاً نصف کلاں وزیر کی بیوی تھی اس کا مقبرہ روضہ تاج گنج کے قریب دریائے جہنا کے کنارے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔

دیوانہ رائے سرب سنگھ نام۔ دیوانہ تخلص راجہ مہا نرائن بہادر دیوان و مہاراجا مہاراجا شجاع الدولہ کا بھانجا دہلی میں پیدا ہوا۔ یہ ذات کا کھتری تھا جو ان ہو کر بہمد شاہ عالم ثانی لکھنؤ گیا اور آخر عمر تک وہیں رہا۔ اپنے

زمانے کا مستند شاعر تھا۔ ایک دیوان اردو چار دیوان فارسی اس کی تصنیف سے ہیں۔ فارسی کلام میں ہزار اشعار کے قریب چھوٹے میر حیدر علی حیراں - جعفر علی حسرت لہو سا و جرات اس کے ارشد تلامذہ سے ہیں انتہاء میں انتقال کیا۔

دیول دیلوی (ملاحظہ ہو کولادیوی)۔ دیول ترانہ سنگھ بنارس کا راجہ تھا اور اس کو گورنمنٹ کی طرف سے کے۔ سی ایس۔ آئی کا خطاب ملا تھا ۲۸ رگست ۱۹۱۷ء کو مر گیا۔

ردیف و

ذکر اکبر محمد جاہ الدین نام وطن بدایوں حاجی حسین الشریعین زاہد ترقی فن طب میں کامل و متکاہ رکھتے تھے فن شعر میں اچھی مہارت محلی خواجہ فراق کھنوی اور مصطفیٰ خاں شیفتہ سے تلمذ تھا۔ تمام عمر لغت اور نقبت کے سوار دوسرے مضامین پر قلم نہ اٹھایا وہ صرف ۳۳ سالہ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۱۷ء کو بمصر ۸ سال انتقال کیا تین ضخیم دیوان لغتہ کے علاوہ ایک ضخیم کتاب "مکملہ الاسلام" جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں کلمی ہجو آپ کی یاد گار ہو۔

ذکرہ - مرزا راجہ رام نام۔ ذکرہ مخلص یہ شاہ عالم نابینا کا ذکر تھا اس نے اپنے عربی موصوف کے مخلص آفتاب کے تقابل سے اپنا مخلص ذکرہ اختیار کیا۔

ذکر اکبر اولاد محمد گلرامی کا مخلص ہر میر غلام علی آزاد کا بھتیجا تھا ۳۱ سالہ مطابق ۱۹۱۷ء کے بعد انتقال ہوا۔

ذکر گوچند دیلوی کا مخلص ہو اس کے کلام میں اردو محاورات اور ضرب الامثال خصوصیت کے

ساتھ پاسے جاتے ہیں اردو شعر کا نند کرہ "حیات شعرا" اس کی تصنیف سے ہے۔

ذکر راشد مولوی جس العلاء خان بہادر پیدائش ۱۸۷۷ء بمقام دہلی ۱۸ سالہ سے ملازمت شروع کی سررشتہ تعلیم میں بہرہ فیہر رہے ۱۸۹۷ء میں مینش لی اُن کی تصانیف کی تعداد ۱۵۰ کے قریب پنجی اکثر انگریزی درس کی کتب کا اردو میں ترجمہ کیا ان کی سب سے بڑی ضخیم کتاب تاریخ ہندوستان دس جلدوں میں ہے جو بہت مشہور ہو اس کے علاوہ بحار ہے سوانح عمری ملکہ مظفر رسالہ علم تبارک تقیہ اللسان وغیرہ ان کی تصنیف سے ہیں مارنومبر ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا۔

ذکر جعفر علی خاں دیلوی کا مخلص ہر جو شاہ عالم کے زمانے میں موجود تھا۔

ذکر خاں کریم خاں کی وفات کے بعد راجہ ۱۹۱۷ء میں تخت پر فاضلہ قابض ہو گیا تھا لیکن دو ماہ سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا۔ قتل سے زندہ بچنے کا خاتمہ ہو گیا۔

ذکی ہمدانی ہوان کا ایک شاعر تھا جو شاہ طہاسب صفوی کے زمانے میں گزرا بہ ^{۱۵۷۲} ۱۵۷۲ء مطابق ۱۵۷۲ء میں انتقال ہوا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔
ذوالفقار اللہ لہ نجی خاں خطاب ہو نجف خاں
ملاحظہ ہو

ذوالفقار خاں عہد شاہجہاں کے امراء میں داخل تھا اسد خاں کا بیٹا تھا اس کا بھی یہی خطاب تھا ^{۱۵۷۲} ۱۵۷۲ء مطابق محرم ۱۵۷۲ء میں فوت ہوا۔

ذوالفقار خاں امیر الامراء حضرت جنگ باپ کا نام اسد خاں اس کی ماں خیر النساء بیگم و خیرین اللہ و آصف خاں تھی ادنیٰ سیتہ خاں سپہر آصف خاں اس کا خسر تھا۔ اعتقاد خاں اس کا پہلا خطاب تھا۔ امرائے عالمگیری سے تھا۔ پیدائش ^{۱۵۷۲} ۱۵۷۲ء مطابق ۱۵۷۲ء مختلف خدمات پر مامور رہا۔

بہادر شاہ کے تخت نشین ہونے پر ^{۱۱۱۱} ۱۱۱۱ء میں امیر الامراء کے خطاب کے ساتھ اس کو حکومت دکن تفویض ہوئی۔ بہادر شاہ کی وفات پر اس کے لڑکوں میں تخت پر چھلکا ہوا تو ذوالفقار خاں نے جہاندار شاہ کا ساتھ دیا اور یہی اسی کی حکمت عملی اور تدابیر کا نتیجہ تھا کہ جہاندار شاہ تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ جہاندار شاہ

نے اس کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا لیکن فرنگ سیر نے جہاندار شاہ کو چپن سے نہ بچھینے دیا اور اس کو شکست دے کر خود بادشاہ بن گیا۔ فرنگ سیر نے تخت نشین ہونے پر ذوالفقار خاں کا پھانسی دیکر خانہ گردیا اور جہاندار شاہ کو بھی جیل خانے میں مروا ڈالا۔ ان دونوں کے سرقے سے جہاں کے بزدلوں پر چڑھا کہ شہر میں تخت کر لے گئے اور لاشیں باطل اوپر کر کے ہاتھی پر کسوائی کیں

اور اس ہاتھی کو بادشاہ کے جلوس کے ساتھ جب وہ شاہی محل میں داخل ہوا نکالا گیا۔
ذوالفقار خاں کا باپ اور خاندان کی مستومات مجبور کی گئیں کہ وہ اس جلوس میں شریک ہو کر اس نفاذ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ غرض ذی الحجہ ^{۱۱۱۱} ۱۱۱۱ء مطابق ۱۱۱۱ء میں ذوالفقار خاں کا جس کے ناخنوں میں سلطنت کے لوٹ پوٹ کر دینے کی قابلیت بھری ہوئی تھی ان واحد میں اس ذلت و خواری کے ساتھ خاتم ہو گیا۔
خود اس کے باپ نے اس واقعہ کی تاریخ یہ لکھی تھی۔

”نودا بہا ہم اسمعیل را قرباں“
اس مادہ تاریخ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہو کہ اسد خاں نے خود ذوالفقار خاں کو اس غرض سے فرخ سیر کے پاس بھیجا تھا کہ وہ نئے شاہنشاہ کو مصالحت آمیز باتیں کر کے چنی کرے گا۔ لیکن نتیجہ عکس ہوا اور بادشاہ نے اس پر قابو پا کر قتل کرادیا۔ اسد خاں نے اس مادہ تاریخ میں یہ ظاہر کیا ہے کہ اس نے ذوالفقار خاں کو بادشاہ کے پاس بھیج کر خود اپنے پر میں کھلماری ماری۔

ذوالفقار خاں سبزواری سلطان محمد غازی کے زمانے میں اچھا شاعر گزرا جو اس کا زمانہ ^{۱۱۱۱} ۱۱۱۱ء کا تھا۔

ذوالفقار علی مرت غلص تھا چند قصائف یادگار ہیں۔ تذکرہ ریاض الوفاق ان کی مشہور تصنیف ہے جس میں گلکڑ اور بنارس کے فارسی شاعر کا کلام مع حالات زندگی درج کیا ہے۔ یہ تذکرہ ^{۱۱۱۱} ۱۱۱۱ء میں تصنیف ہوا۔

ذوالفقار علی خاں ! اندے کا نواب علی ببادر کا
بندیل گھنڈ کا بیٹا تھا۔ سہرگسٹ ۱۸۲۳ء مطابق
۲۲ مئی ۱۲۳۳ء کو اپنے بھائی شمشیر بہادر کی
ہوگشت نصین ہوا۔

ذوالقدر مرزا محمد نجیب کا تخلص ہو کر کی قیادہ ذوالقدر
سے تھا۔ اپنے قبیلہ کی نسبت سے اس نے
”ذوالقدر“ اپنا تخلص رکھا اس کا زمانہ شہادت
مطابق سنہ ۱۱۸۰ء کے قریب تھا صاحب بیان
تھا۔

ذوالقرنین سکندر اعظم کا لقب بود ملاحظہ ہو
سکندر اعظم

ذوالنون مصری مصر کے جلیل القدر اولیاء اللہ سے
ہیں۔ مصر میں ابناک ان کا سلسلہ جاری ہو کر قرب
جوار کے لوگ جو جو ان کے فرار پر جس
ہوتے ہیں وہی سنہ ۱۱۸۰ء مطابق ذیقعد ۱۱۸۰ء میں
انحال ہوا۔

ذوق - شیخ محمد ابراہیم نام شیخ محمد انصاری کے
فرزند۔ اردنی الحج سلسلہ کو دہلی میں پیدا
ہوئے۔ فارسی عربی میں صاحب استعداد کامل
تھے ابتدائے عمر ہی سے شاعری کا شوق تھا شاہ
نصیر کی شاگردی اختیار کی۔ موتی اور غالب
کے مہر تھے۔ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی کے
استاد تھے۔ اس فن کے مسلم البتہ استاد
انے ملتے ہیں عاودہ بناری ان کا خاص حصہ
تھا۔ غزل گوئی کے علاوہ اردو قصائد میں خود
کے بعد ان کا درجہ رکھا گیا ہو۔ اسی مناسبت سے
خاقانی ہند خطاب تھا۔ نصیح الملک مرزا داغ
مروجہ ان کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ ۱۲۳۳ء
مطابق ۱۸۴۸ء بروز چار شنبہ انتقال کیا ان کی
تایخ وفات ذوالقعد ۱۱۸۰ء میں ہوئی۔ ایک
دیوان اور مفتوی جاں سو زیادہ گارہو۔

اردیف (۱)

لایعہ نصیری بصرہ کی مشہور خاتون کا نام ہو جو طہ حریف
میں کامل اور صاحب زہد و آقا ولیہ کا لقب
حضرت سہری سنی انیس کے زمانے میں گزرے
ہیں سنہ ۱۱۸۰ء مطابق سنہ ۱۱۸۰ء میں وصال ہوا
رابعہ دورانی بیگم اس کا اصلی نام دل رس باغیچہ
یہ شاہ نواز بیگم اور مالگیر اور رنگ زیب کی
بی بی بی بی بیگم بادشاہ کے ساتھ اس کا عہدہ
روپیہ ہر ہر ہوا تھا شاہزادہ محمد علی شاہ اور
خا ہرادی زیب النسا بیگم جو ایک مشہور شاعرہ

گزری ہو ہی کے بلن سے تھے اس کا مقبرہ اس
کے بیٹے محمد اعظم شاہ نے بمبئی علی علی کے شہ
پر اور رنگ آباد دکن میں بنانا چاہا مگر اور غریب
کی روک ٹوک کے سبب سے اس کی تکمیل نہ
ہو سکی کیونکہ اور رنگ زیب قبروں پر عالیشان
عمار میں بنانا فضول خرچی سمجھا گیا کوئی کتبہ
بھی اس شاندار عمارت میں نہیں پایا جاتا
دروازہ کی جی کے ایک پہلو میں یہ الفاظ کندہ
ہیں ایں ایں روضہ منورہ و رمزاری عطاء اللہ

برعلی بہیت سے تیار شدہ ۱۹۱۱ء

راجہ بندر قاضی نور باب کا نام دبندر دنا تھ۔ بنگالی ۱۲-۱۳ سال کی عمر میں پرانے بنگالی شاعروں کے نوے پر چند نظمیں چھپوائیں جو بہت مشہور ہوئیں ۲۳ سال کی عمر میں شادی ہوئی اس کے بعد باپ کے دباؤ و اسنے سے اپنے گاؤں ٹلیدا میں رہنا پڑا وہاں کے حالات دیکھ کر بے چینی نے جوش مارا اور اپنے عزیزوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے گروہ و نواح کے وہاں کا سفر کیا اور وہاں کے حالات سے متاثر ہو کر چند و پچسپ کہانیاں تصنیف کیں پھر فکرت آ کر اپنی مصنفہ کنایوں کا حق تصنیف فروخت کیا بول پور میں ایک اسکول کی بنیاد ڈالی بعض سیاحت انگلستان کو گئے وہاں اپنی قومی نظموں کا انگریزی ترجمہ بنایا کیا ان کو بنگال کاشیکسپیر ایڈیا کا ملک الشرف کہا جاتا ہے اس وقت تک زندہ ہیں۔

راجہ اندر گوشتا میں ہندو سادھوؤں کے ایک فریقے کا سردار تھا۔ اس کے پیرو بلرین ایک فوج کے اس کے ساتھ رہتے تھے نواب پھر بنگال نے اس کی فوج کو نوکر رکھ لیا تھا شاہنشاہ احمد شاہ کے زمانے میں جس نے صفدر جاک کو وزارت سے علیحدہ کر دیا تھا اور اس کی جگہ نظام الدولہ کو دیدی تھی غازی الدین ثالث اور صفدر جاک کے باہم سخت لڑائی ہوئی جس میں ۲۰ جون ۱۷۹۹ء مطابق مارشمان ۱۲۱۹ء کو اندر گوشتا میں مارا گیا راجہ دو لینا بن واد گھراٹی جیسے زبردست عالم تھے علامہ سجاد نے فی الضوء الامام میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے ذوق فہم کی تعریف کی

ہو علما، مجرات سے علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد کہ منسلک گئے علوم مقبول و مقبول میں شگاہ کامل رکھتے تھے شہر اچھا کہتے تھے یہاں ۱۹۱۱ء میں وفات پائی۔

راجہ جس کھار۔ نویں صدی عیسوی میں ہندوستان کا ایک ڈراما نویس گزرا جو اس کے ڈرامے اب تک سنسکرت زبان میں موجود ہیں اس کا انداز بیان خوبی اور سلاست کے لیے مشہور ہے۔

راجہ سنگھ رانا۔ چتور اور اودی پور کا رانا تھا۔ راجہ جگت سنگھ کے بعد ۱۷۹۲ء مطابق ۱۲۱۹ء میں تخت نشین ہوا۔ شاہجہاں نے راجہ سنگھ کو بیج ہزاری منصب عطا کیا تھا چتور کا قلعہ مالگیر کے حکم سے مسمار کر دیا گیا۔ ۱۲۱۹ء جلوس عالمگیری ۱۲۱۹ء مطابق ۱۲۱۹ء میں راجہ سنگھ فوت ہوا۔ اور رانا جی سنگھ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

راجہ جوتال مخدوم جہانیاں جہاں گشت شیخ خصال کے بھائی تھے ان کا شمار بھی اکابر و اولیاء میں ہے تحفۃ النضال ان کی تصنیف ہے اگرچہ یہ کتاب فن تصوف میں ہے لیکن اخلاقی نصیحتوں سے مالا مال ہے ۱۲۱۹ء مطابق ۱۲۱۹ء میں انتقال کیا۔ ان کا مزار ملتان میں ادھکے کے قریب واقع ہے۔

راجہ راج روپ راجہ باسو کا پوتا اور راجہ جگت سنگھ کا بیٹا شاہجہاں کے عہد میں راجہ کا خطاب اور جہوں کی برائی حکومت فی سہ ہزاری منصب تم ترقی پائی داراشکوہ اور اورنگ زیب کی لڑائی میں اورنگ زیب کی طرف ہاجت تھی حمیر کے قریب جوار میں ہوئی اور تمک زریب نے داراشکوہ پر

جو فتح حاصل کی تھی اس کو صاحب عالمگیر نامہ نے
جن چند بہادروں کی کارگزاری سے منسوب کیا
ہو ان میں راجہ راج روپ بھی شامل ہوئے
میں فوج ہو۔

راجہ راج سنگھ کو راجہ اسکرن کا بیٹا راجہ بہادر
کا بیٹا تھا صوبہ دکن کی سمات میں شریک رہا
سنگھ جیسے اکبری میں قلعہ گوالیار کا قلعہ دار مقرر
ہوا منصب چار ہزاری ذات سے ہزار سوار پر
سرافراز تھا ہندو جاکیری میں صوبہ دکن میں تعینات
ہوا وہیں سنگھ مطابقت شدہ میں انتقال
کیا۔

راجہ رام مہند سر در اسماعیلی نامی کا بھائی تھا بھاجی
کو نکلتے تار کر جولائی ۱۷۷۷ء میں سنہ ۱۱۸۰
کا راجہ ہوا اس کے راجہ ہونے پر بھاجی پریل
سنہ ۱۱۷۷ء میں کرناٹک کے قلعہ میں بند کر دیا گیا
اسی دوران میں عالمگیر نے ۱۲ اپریل سنہ ۱۷۷۷ء
مطابق ۱۲ ذیقعدہ ۱۱۸۰ء کو ستارہ کا قلعہ
فتح کر لیا اسی سال قلعہ کی تعمیر سے پہلے راجہ رام
چنگ سے بمقام محمد فوج ہو گیا۔ راجہ رام کا
لوہا کرن اس کے بعد گدی پر بیٹھا۔

راجہ رام چند اڑیسہ لاکھ اڑیسہ لاکھ کا حاکم تھا اکبر کے
دور میں منصب پانصدی حاصل تھا۔

راجہ رام چند بھیل لاکھ بھتہ کا راجہ تھا اس کا شمار
ہندوستان کے بڑے راجوں میں تھا چندستان
کا مشہور گویا ن سین سب سے پہلے اسی کی سرکار
میں ملازم ہوا۔ بعدہ اکبر کے یہاں بلایا گیا۔

اکبر نے اس کو دو گروہ دوم انعام دے کر
رجستہ کر دیا راجہ رام چند کی طرف مطابقت
شدہ میں دیوار اکبری میں حاضر ہوا اور

نذر گزرائی بادشاہ نے امرائے خاص کے
سلسلہ میں شک کیساتھ جیسے اکبری میں
سنہ ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ء میں فوت ہو گیا۔

راجہ رام چند جو مان بدین سنگھ جو مان کا بیٹا
اکبری امرائے خاص تھا ہمہ کجرات میں بادشاہ
کے ساتھ مقاصد مالوہ میں بھی متین رہا دکن
کی ہمت میں نمایاں خدمات انجام دیں ۱۱۷۷ء
جمادی الثانی ۱۱۷۷ء میں اسی معرکہ میں
داد شجاعت دے کر فوت ہو گیا۔

راجہ علی خاں فاروقی خاندیس کا راجہ تھا
اپنے بھائی میراں محمد خاں دوم کے بعد
تخت نشین ہوا اس وقت شاہنشاہ اکبر ہندوستان
پر حکمران تھا ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں
سنہ ۱۱۷۷ء مالوہ۔ بھارات۔ حکومت دہلی میں شامل
ہو چکی تھیں راجہ علی خاں اکبر کے رطوت شاہی
سے مرعوب ہو کر شاہی کے لقب سے ہندو
ہو گیا تھا اس نے بادشاہ کو ایک عرضداشت
اس مضمون کی گنجی کہ اس کی ریاست ایک لاکھ
ریاست گنجی جائے اس عرضداشت کے ساتھ
شاہنشاہ کو اپنی وفاداری اور اطاعت کا
یقین دلانے کے لئے بہت سے قیمتی تحالیف
بھی نذر گزرائے وہ دکن کی اس لڑائی میں جو
خان خانان اور ہسپیل خاں کے درمیان ہوئی
۱۱۷۷ء چوڑی سنہ ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ء جمادی الآخر
سنہ ۱۱۷۷ء کو کام آیا اس نے ۱۱۷۷ء سال حکومت
کی برہان پور میں لیجا کر اس کی نعش دفن کی گئی
اس کا لڑکا بہادر شاہ فاروقی کا بیٹا ہوا۔
راجہ شن پوری ایک ہندو زمیندار تھا سنہ ۱۱۷۷ء
میں عس الدین دوم کے انتقال کے بعد بنگال کا

روڈ میں کمی معلوم ہوئی۔ ایک دن میں بھی جنگل کو گیا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک بیڑن سے کتنے فلفل کر لیا ہو۔ وہ کہیں لکھاتی ہوئے آکر کئے کو سولی پر چھایا تا کہ خیانت کی سزا سب کو معلوم ہو جائے۔ اس قصے نے بہرام گور پر بہت اثر کیا۔ شہر میں اگر دزدی ہو تو قید کر دیا۔ مخلوق نے سب مظالم کے حال بیان کیے۔ وزیر کا گھر بار ضبط کر کے رعایا کا مال واپس دیا۔ جو خطہ دوسرے بادشاہ کو حملہ آوری کے لیے وزیر نے لگے تھے وہ بھی برآمد ہوئے۔ وزیر کو مع اس کے ۳۰ دو گاروں کے قتل کیا۔

رخ: سید میر محمد زماں خاں سرہندی کا تخلص ہو ائمہ شاہ پسر عالمگیر کے امرا میں داخل تھا یہ اپنے زمانے کا خوش گوشہ شاعر تھا بقیہ سر ہند ۹۹۵ء مطابق سن ۱۵۸۷ء میں انتقال کیا۔

راکش بہاری گھوش ڈاکٹر سی۔ آئی۔ ای۔ عصر موجودہ کے ممتاز مشاہیر میں تھے۔ صنیلہ بردوان میں ۱۳۵۲ء میں پیدا ہوئے ۱۳۸۱ء میں مقام کلکتہ کا لکچر تعلیم شروع ہوئی ۱۳۶۲ء میں انگریزی میں آنر کے ساتھ ایم۔ اے پاس کیا اور قانون کی سند درجہ اول کی سند ۱۳۸۰ء میں حاصل کی ان کا شمار کلکتہ ہائی کورٹ کے نامور وکیلوں میں تھا قانونی کچر ا رہی رہے۔

لا آف مار گجوان انڈیا ان کی مشہور قانونی کتاب جو سن ۱۳۵۲ء میں قانون میں ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کی بنگال لیجسلیو کونسل کے ممبر بھی رہے دسمبر ۱۳۵۲ء میں مورس کے مشہور احساں کانگریس کے صدر منتخب ہوئے تھے اس کے بعد دوسری سال جب مدراس میں کانگریس کا

تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر بنگال میں ایک سٹے شاہی خاندان کا بانی ہوا۔ ۱۷ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۳۹۲ء مطابق سن ۱۹۷۵ء میں فوت ہوا۔ اس کا لڑکا جیت مل جس نے مملتان جو کہ اپنا نام جلال الدین رکھا اس کے بعد بادشاہ ہوا۔

رازئی: محمد بن ذکریا کا تخلص جو ری کا رہنے والا تھا اسی وجہ سے رازی تخلص رکھا خلیفہ بغداد کے قابل اہل میں داخل تھا فلسفہ اور ہیئت میں کمال رکھتا تھا سنسکرت میں بھی فاضل تھا ۹۹۵ء مطابق سن ۱۵۸۷ء میں انتقال کیا چند کتب یادگار چھپیں اس کی مشہور کتاب الحادی فی الطب ہو جو سنسکرت سے ترجمہ کی گئی ہو۔

رامست روشن: وزیر بہرام گور کا وزیر تھا بہرام گور کو عیش پرستی سے فرصت نہ تھی۔ وزیر عادی اور سخت ظالم اور بے ایمان تھا۔ تمام سلطنت کے امرا اور رعایا کو ایسا تنگ کیا کہ لکھ بڑاں ہو گیا۔ ایک بادشاہ نے ملک پر چڑھائی کی اس وقت بہرام گور کے حواس درست ہوئے۔ فتح کا پتا نہ تھا۔ خزانہ خالی۔ رعایا تباہ۔ اہل معاملہ وزیر کے درے مارے کوئی بتاتا نہ تھا۔ اسی فکر میں بہرام گور ایک دن پیادہ پاد و رگل گیا پیاس لگی۔ پانی کی تلاش میں ایک جھونپڑی نظر پڑی۔ وہاں ایک گنا بھی سولی پر لٹکا ہوا نظر آیا۔ جھونپڑی سے گدھے نے غل کر پانی ملا یا بہرام گور نے اسے لگا دیا وہ دریا فٹ کیا۔ گدھے نے کہا کہ یہ کتنا میرا بڑا وفادار تھا میرے پیو کی نگرانی خوب کرتا تھا لیکن کچھ دن بعد مجھے

اجلاس ہوا تو دوبارہ پھر صدر بنائے گئے۔
اہل علم کی طرح ہمیشہ طالب علمانہ زندگی بسر
کی۔ اعلیٰ ترین فرائض اہلی کی سیاست بھی کی آخر
فروری ۱۹۱۲ء میں انتقال کیا۔

راشد بابا غنیہ بغداد سے دو کچھ ارشد باشندے
راضی میر عسکری الملک بے ماعقل خاں کا مخلص ہو مایہ
کا وزیر تھا دو کچھ ماعقل خاں (نواب)

راہنی بابا دو کچھ راہنی باشندے

راضی اس کا اہلی نام امام الدین ہے۔ فارسی کی اکثر
مشہور کتابیں اس کی تصنیف سے ہیں جن میں
سے "تہذیب" خاص طور سے راج ہے۔

راقم خواجہ فرید الدین دہلوی۔ ستر جم پرستان خیال
کے غرض نمٹے ہواں خیال کا پچھلے جہاں رہ گیا
تھا اس کا ترجمہ فارسی سے اردو میں ہوا
کیا تھا۔ غالب مرحوم کے شاگرد تھے۔
ریاست جی پور کے وظیفہ خوار تھے آخر عمر میں
دہلی چھوڑ کر جی پور ہی میں منتقل قیام کیا۔ ان
کا دیوان مشہور ہے میں فضل المطلق دہلی میں
طبع ہوا۔ ایک کتاب عقد نریا بھی ان کی یادگار
ہو مشہور میں انتقال کیا۔

رام پرشاد دوونے (بھرا) ولد جنرل بالکنڈ اصل
وطن آگرہ ہے۔ بھرام پرشاد کی ولادت نڈر
میں مشہور میں ہوئی۔ جنرل بالکنڈ فوج
کے کمانڈر انچیف تھے اور مہاراجہ سیوا جی
راو اور کو ان پر بہت اعتماد تھا۔ بھرام پرشاد
کی تعلیم اندو رسکول اور مشن کالج اندورا اور
میونسپل کالج الہ آباد میں ہوئی۔ کلکتہ یونیورسٹی
سے بی۔ اے ہوئے پھر ایم۔ اے۔ اور
ایل۔ ایل۔ بی۔ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ورنہ

مشہور میں ان کو ریاست میں کمیشن ملا پھر
ترقی پا کر مشہور میں گھوڑ چڑھ تو خانہ کے
کمانڈنگ ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں کونسل مجسبی
میں ممبر ہاں ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں مہارانی
صاحبہ کے ساتھ ولایت کو گئے۔ ۱۹۱۳ء میں
جوڈیشل ممبر ہوئے اور ۱۹۱۳ء میں وزیر عظم
ریاست اندور مقرر ہوئے۔ یکم جنوری ۱۹۱۴ء
کو گورنمنٹ سے رائے بہادر کا خطاب ملا پھر
کے باپ جنرل بالکنڈ جنرل کے عہدے سے
علیحدہ ہو کر مہاراجہ تھاجی بھگوانی کے اتالیق
بھی رہے۔

رام تیرتھ سوامی مشہور میں پنجاب میں پیدا
ہوئے۔ ایم۔ اے کا امتحان اعلیٰ درجے میں
پاس کیا۔ ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد لاہور
اور ٹیٹل کالج میں ریاضی کے پروفیسر ہو گئے
۲۶ سال کی عمر میں سیاسی ہو گئے تھے۔
انگریزی۔ فارسی سنسکرت کے بڑے عالم
تھے اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے انھوں
جاپان اور مصر کا سفر کیا۔ ۱۹۱۵ء میں عمر ۳۵
سال انتقال کیا نہ صرف ہندوستان بلکہ
امریکہ میں بھی ان کی وفات پر ماتم کیا گیا۔

راچرن مہنت مشہور میں ریاست جی پور
کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ بیرایکوں
کے ایک فرقہ رام تھپسی نامی کے بانی گوت
ہیں انھوں نے بت پرستی سے توبہ کی غرض
اور یہی ان کی تعلیم غرض پرستوں سے ان کو
بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں مشہور میں اپنے
وطن کو چھوڑ کر سیرو سفر کرتے ہوئے پھیل گئے
گئے پھیل وادہ ریاست اودھ پور میں واقع ہے

یہاں کے راجہ نے بھی انہیں شہر بدر ہونے پر مجبور کیا شاہ پورسے کے راجہ نے ان کو اماں دی جہاں وہ مشاعرے میں پہنچے۔ اسی سال میں انہوں نے اپنے نئے مذہب کی اشاعت شروع کی ۹ سال عمر میں مشاعرے میں انتقال ہوا۔ ۱۲ پہلے چھوٹے ان کی گدی اب تک موجود ہے جو شخص گدی پر بیٹھا جو وہی اس فرقہ کا گرو سمجھا جاتا ہے۔ راجہ منشی ذات کا کھتری دہلی کا رہنے والا شاہی میں محیط فاضل رکھتا تھا بشنوی محیط عشق محیط درد۔ محیط غم وغیرہ اس کی تعریف سے ہیں سنکرت سے بعض معرفت کی کتابوں کا ترجمہ کیا جو محیط تعالیم محیط الاسرار اور گلشن معرفت کے نام سے مشہور ہیں۔

رام داس بھاجا (راجہ) راجہ اپنی فوت بازو سے امیر ہو گیا تھا ایک فلس باپ کا بیٹا تھا جہانگیر کے وقت میں دو ہزاری منصب پر ممتاز تھا اور راجہ کا خطاب بھی اسی بادشاہ کے وقت میں پانچ ہشت اور سخاوت میں مشہور تھا پانچ سو میں فوت ہوا اس کے ۵۰ راہنیاں تھیں جو اسی کے ساتھ تھیں بھوجی رام داس زوروی امائے عہد جہانگیری سے تھا دو ہزاری منصب حاصل تھا ہم تلنگانہ میں راڈ رتن کے ساتھ شریک تھا اور ہم بیجا پور میں بھی تعینات رہا اس کا مہلی عہدہ فردر کی قلعہ داری تھی پانچ سو میں ہوا۔

رام دیو دیو گڑھ کا بیٹے اب دولت آباد کہتے ہیں راجہ حسا سلطان ملار الدین گنڈرانی کے وقت میں یہ ریاست بانی گزار ہوئی مشاعرے مطابق

مشاعرے اس راجہ کا سال وفات ہے۔ رام راجہ جو بنگلہ کار راجہ قلعہ دکن کی لڑائی میں جودیاے کرشنن کے کناستے پر بروز جمعہ ۱۵ جنوری ۱۵۷۰ مطابق ۲۰ جمادی الثانی مشاعرہ ہوئی کام آیا اس مشہور دکن کی لڑائی میں جو حسین نظام شاہ وغیرہ سے ہوئی تھی نہ صرف رام راجہ ہی مارا گیا بلکہ اس کی فوج کے ایک لاکھ سپاہیوں کا کام تمام ہو گیا۔

رام سنگھ راٹھور راجہ جو دھ پور کا فرزند تھا اس نے اپنے چچا بخت سنگھ کو زہر دیا اور خود راجہ بن گیا مشاعرے میں اس کے مرنے پر ماڑواہ میں ابتری بھلی اور مرہٹوں نے جو راجہ بنانے میں قدم چا لے تھے اس کو قتل دی مقام ٹونگا راٹھوروں نے دی پوین مشاعرے کے مشہور جنرل کو شکست دی مگر بعدہ مرہٹوں نے راٹھوروں اور ان کے راجہ بھگ سنگھ کو پائین اور میر تاجی جنگوں میں شکست فاش دی۔ رام سنگھ بھوجا راجہ جو سنگھ کو اسے کا بڑا بیٹا شاہجیانی امر میں داخل تھا جنگ بموگہ میں داراشکوہ کے ساتھ تھا آخر میں دربار عالمگیری میں داخل ہو کر مور و عنایات ہو اسیدواجی جب دربار عالمگیری میں حاضر ہوا تھا اور مراسم دربار شاہی کو اپنے مرتبے کے منافی باکر چلا آیا تھا اس وقت سیواجی کو روم سنگھ کی نگرانی میں رکھا گیا تھا جب وہاں سے ییلچی بھاگ گیا تو رام سنگھ پر بادشاہ کو سازش کا شبہ ہوا اور وہ اس شبہ میں مقبوض ہو گیا لیکن باپ کے مرنے پر بادشاہ نے قصور معاف کر کے منصب اور خطاب بحال کر دیا مشاعرے

مطابق مشاہیر میں جبکہ وہ پنج ہزاری پر
ماہور تھانفت ہوا۔

رام سنگھ منشی گلشن محاسب ایک نشانہ فاری
کا مصنف ہے یہ کتاب مشاہیر مطابق مشاہیر
میں لکھی گئی تھی۔

رام سنگھ لڑا مادھو سنگھ لڑا کا پوتا تھا سندھ
جلوس مالگیر ہی میں کشتور سنگھ کی جگہ بادشاہ
نے ذو الفقار خاں کی سفارش سے کھٹے کی
حکومت پر اس کو سر فر کیا اور شش صدی
منصب سے دو ہزاری منصب پر ترقی
دی اور دو میدا نہ کی زمینداری عطا کی۔
مالگیر کی وفات کے بعد شہزادہ محمد عظم شاہ
نے منصب چار ہزاری عطا کیا شہزادہ محمد
کی لکھی میں درج ہے مشاہیر مطابق ۱۰۰۰ روپے اللہ
۱۰۰۰ روپے کو دینا سے کو بیٹا کیا۔

رام سیتا سنگھ مختص بہ فکرت اس نے منشی
سیتل سنگھ بنجو کے حالات میں حقیقت ہائے
بنجو کے نام سے ایک کتاب لکھی جو مشاہیر
میں چمکے شایع ہوئی

رام مور تی پنجاب کا رہنے والا مشہور پہلوان ہے جو
شہ زوری کے کرتب دکھاتا ہے مثل چھ ہزار
پونڈ وزنی پتھر کمر اور سینے پر کہ کر دوسروں
سے ٹوڑ داتا ہے بھری ہوئی نیل گاڑی سینے
پر سے گزار دیتا ہے ہندوستان کے مختلف
شہروں میں سفر کر کے یہ تماشے دکھاتا اور
راجوں خاؤں سے روپیہ کما تا ہے اور ۱۰۰۰
میں لندن کا سفر کیا۔

رام موہن رائے (راجہ) بنگالی کے برہمنوں
کے معزز خاندان سے تھے ان کے باپ کا نام

راما کانت رائے تھا ان کی شادی شاہ جی طابع
کی بیٹی نارتی بائی سے ہوئی تھی قصہ راہا کانت
ضلع ہوگی میں مشاہیر میں پیدا ہوا ملکی دستور کے
موافق بنگالی اور فارسی زبان میں مہنتی تعلیم حاصل
کی اس کے بعد عربی کی تعلیم کے لیے پٹنہ گئے
عربی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید
کا مطالعہ کیا جس کی وجہ سے بت پرستی سے
متغیر ہو گئے سنسکرت کی تعلیم حاصل کر لینے پر منہ دو
خاص تروں سے فائدہ اٹھایا اور بت پرستی کے
خلاف ایک کتاب تصنیف کی جس سے ان
کے خاندان میں ناراضی پیدا ہو گئی مگر پھر پھر
بتارس گئے وہاں سنسکرت کی تکمیل کی مشاہیر
میں سرکاری ملازمت شروع کی ایک انگریز
کے سر مشرتہ دار ہے اسی زمانے میں انگریزی
یکملی ویدانت بہار انگریزی کتاب لکھی زمانہ
ملازمت میں ان کو مذہبی اصلاح کی دھن بھی
لیکن بوجہ پابندی اپنے ارادوں کی تکمیل نہ کر سکے
اور ۱۰۰۰ میں ملازمت سے استعفا دے دیا اور
مذہبی اصلاح کا کام وطن میں آکر شروع کر دیا
جس میں ان کی ہمت زیادہ محالفت ہوئی
عرش آباد گئے اور وہاں سے کلکتہ پہنچ کر مستقل
سکونت اختیار کی مرشد آباد کے محض قریب میں
تختہ الموحیدین بھی کلکتہ میں قیام کرنے کے
بعد اپنے مذہبی اصولوں کی باقاعدہ اشاعت
شروع کر دی ویدانت سوتر کو مع ترجمہ زبان
بنگالی میں شایع کیا بعدہ پاٹھ ادیشدول کا قریب
شالچے کیا جس سے یہ عرض تھی کہ اہل ہند کو
انہیں کی مذہبی کتابوں سے اس قابل بنایا جا
کہ وہ وحدانیت کی تعلیم کو زیادہ آسانی سے

قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ اصلی ہندو مذہب کیا ہے۔ مسلمانوں میں مذہب عیسوی کی حقیقت کا غوق پیدا ہو گیا اس غرض سے انہیں کو اصلی زبان عبرانی میں پڑھنا شروع کر دیا۔ ایہم نامی ایک پادری سے عبرانی زبان سیکھی تھی اس پادری کو خیال تھا کہ وہ عیسائی ہو جائیگا لیکن پادری خود ان کی محبت کے اثر سے تاب ہو کر موصد ہو گیا اکثر پادریوں سے تحریریں مباحثے رہے مسلمانوں میں کلکتہ میں برہمنوں سے قائم کی جس کا مندر ایک موجود ہے۔ سنی کی رسم کو موقوف کر دیا ہندوستان میں مغربی تعلیم پھیلانے کی بھی کوشش کی کلکتہ کا ہندو کالج انہیں کی کوشش کا نتیجہ ہے اس کے علاوہ مسلمانوں میں ایک انگریزی اسکول تنہا اپنے صرف سے قائم کیا۔ نومبر ۱۸۳۷ء میں گبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی نے اپنا سفیر مقرر کر کے اور راجہ کا خطاب دیگر ولایت کو بھیجا وہاں بادشاہ انگلستان کی حضوری حاصل ہوئی پارلیمنٹ کے سامنے ہندوستان کے متعلق اصلاحی تجاویز پیش کرنے کا موقع دیا گیا جس سے ان کی پوزیشن قابلیت کا پتہ چلتا ہے۔ ہندوستان کو ولایت ہی میں مقام برٹل (British) انتقال کیا مسلمانوں میں اس کا تاہوت برٹل کے ایک پرخصا قبرستان میں دفن کیا گیا جس قبرستان کا نام انور ذویل سمیٹری (Anwar-ul-Zawil Cemetery) ہے۔

رام ناراین میر جعفر علی خاں نواب بنکوں سے ملنے میں بہادر کمانڈر ناظم تمام دہلیوں تخلص تھا

اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا میر تقاسم علی نے مسلمانوں کے مطابق مسلمانوں میں مسند نشین ہونے پر افواج کی تنخواہ بالکل دہری وغیرہ میں تعلق پایا اس پر اس کا اسباب ضبط کر لیا گیا اور قید کر دیا گیا۔ اگست ۱۸۳۷ء میں محرم ۱۲۵۷ء میں میر تقاسم علی نے اس کو کلکتہ میں ملکیت ذلت کے ساتھ عرق کروا دیا۔

رانا ڈکے جنہوں نے ہند کے مشہور برہمن معزز سرکاری عہدوں پر ممتاز رہے مسلمانوں میں پونا کے مبارک دینیت جج تھے بعد ہائی کورٹ کی ججی کے عہدے پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں انہوں نے دکن ایجوکیشنل سوسائٹی قائم کی جس کی سرپرستی میں فرسٹ کالج پونا کے ذریعے سے تعلیم کی اشاعت کی جاتی تھی اس کالج میں انہوں نے اپنے تعلیم یافتہ نوجوان مدین جمع کیے جو برائے نام تنخواہ پر تعلیم دیتے تھے مسٹر گوگلے بھی اس کالج میں پروفیسر رہے ہیں اس سوسائٹی کے علاوہ پونا میں اور بھی پولیٹیکل اور تجارتی تحریکیں جاری ہیں جس میں سرب جنگ بھا ایک زبردست پولیٹیکل انجمن تھی۔ رانا ڈکے ہی وہ شخص ہیں جس نے مسٹر گوگلے کو گوگلے بنا دیا مسٹر گوگلے ان کو اپنے گرو کے نام سے یاد کرتے تھے مسلمانوں میں انتقال ہوا۔ اسی زمانے میں مدراس میں مسٹر گوگلے نے ان کی یادگاریں رانا ڈکے انیشیٹیوٹ قائم کیا تھا رانا ساہنکا اودو سنگھ بانی ریاست اڈو پور کے باب کا نام ہے یہ جنہوں کا راج تھا اس کے زمانے میں اکبر نے جنہوں پر چڑھائی کی لیکن سوائے فتوح و غنائی کے اس فتح کا اُس وقت کوئی نتیجہ نہ نکلا بعد ہند شاہشاہشاہ جہانگیر ۱۶۰۵ء میں

پہلی مرتبہ ریاست جو آٹھ سو برس سے خود مختار
تھی سلطنت منلیہ کی اطاعت پذیر ہوئی یہ راجہ تارا
راجہ توں کا سردار تھا جو پورا دار و آرا کے اچھے
اس کی ملازمت میں داخل تھے انہی پرانے
اور پاسو تھی اس کی فوج میں تھے سات بیٹے
بڑے راجہ اور ایک سو تیرہ معمولی حیثیت کے سردار
اس کی فوج میں کام کرتے تھے شہرہ میں جب
بارے دہلی کے راجہ کو تخت سے اتارا تھا تو
اسی راجہ نے ہم راجہ تارا کے راجوں کو اپنے
جھنڈے کے نیچے جمع کر کے اور ایک لاکھ فوج
ساتھ لیکر جانے کے تمام پر بارے سے مقابلہ کیا
تھا جس میں اول معلول کو شکست ہوئی لیکن
بارے نے پیچھا نہ چھوڑا اور آخر کار ۱۶۰۰ء راجہ
کو رانے ہار مان لی وہ اس شکست کے ٹھوکر
ہی دونوں بعد ۱۶۰۲ء میں مر گیا دی سنگھ
اس کا بیٹا جانشین ہوا اس کے بیٹے رانا پرتاپ
نے اس کے نام پرادی پور کا شہر بسایا جو آج
ریاست آدی پور کا دار السلطنت ہے اس
خاندان کے راجہ ہمیشہ اس بات پر فخر کرتے
رہے کہ انھوں نے منسل بادشاہوں کو کبھی
اپنی لڑکی دینا گوارا نہیں کیا رانا ساٹنگا سے
اس وقت تک جو راجہ اس خاندان میں ہوئے
ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

سال وفات	نام راجہ
۱۵۲۵ء	رانا ساٹنگا
۱۵۶۸ء	اودھ سنگھ پسر رانا سنگھ
۱۵۹۶ء	پرتاپ سنگھ پسر اودھ سنگھ
۱۶۱۵ء	امر سنگھ پسر پرتاپ سنگھ
۱۶۲۵ء	کرن پسر امر سنگھ

جگت سنگھ پسر رانا کرن شاہیہاں کا اول جنرل ۱۵۷۰ء
راج سنگھ پسر جگت سنگھ ۱۶۰۰ء
جو سنگھ پسر راج سنگھ ۱۶۰۹ء
امر سنگھ ثانی ۱۶۱۱ء
سنگھ امر سنگھ ۱۶۱۳ء
جگت سنگھ ثانی (مرہٹوں کو چھوڑا دیا) ۱۶۱۵ء
پرتاپ سنگھ ۱۶۱۷ء
تارا راج سنگھ ۱۶۱۹ء
رانا نو بہر ۱۶۲۰ء
بھیم سنگھ ۱۶۲۵ء
یووان سنگھ ۱۶۳۵ء
سردار سنگھ یا غوری ۱۶۴۲ء
سوانپ سنگھ ۱۶۵۰ء
بھجوت سنگھ ۱۶۵۵ء
سکان سنگھ ۱۶۸۵ء
ہمارا نامہ فرخ سنگھ باہر اب موجود ہیں
رانو جی سندھیا۔ سندھیا خاندان کا بانی تھا
اول بابے رانا پیشوا اے اول کی ملازمت
میں داخل ہوا ۱۱۰۰ء درجہ بدرجہ ترقی کرتا رہا
راجہ ساہو جی کے آخر زمانے میں پیشوائے
ملک مالوہ پر حملہ کیا تو یہ اس ہم میں پیشوا کے
ساتھ تھا۔ فتح ہونے پر ملک متبرضہ کے تین
حصے کے ملے ایک حصہ بابے رانا کو ملا۔ دوسرا
راجہ ستارہ کو اور تیسرا خاندان ہلکے کے قبضے
میں آیا۔ رانوجی نے جو خدمات اس ہم میں
بلوچ گانڈر کے انجام دی تھیں اس کے صلے
میں بابے رانے اپنے اور راجہ ستارہ کے
حصے میں سے ایک بڑی جاگیر اس کو عطا کی
۱۶۰۲ء میں پیشوائے اس کو مالگوانی دہلی

کے نہ کا جائز کیا اس طریقے سے گویا رکی پاست
کی بنیاد پڑی کہ جن دار السلطنت قرار پایا تھا
میں فوت ہو گیا اس کا بیٹا جو کاپا جائنشین ہوا۔
سندھیا را جاؤں کی فہرست حسب ذیل ہو۔

راؤ بی سندھیا خاندان کے پہلے شاہ سے
شاہ ایک

جو آپا پسر راؤ بی سندھیا شاہ سے ۱۷۵۷ء تک
ماہو جی یا ماہی سندھیا برادر عو آپا شاہ سے
۱۷۵۷ء تک۔ یہ راجہ جس طرح فن سپہ گری
میں ماہر تھا اسی طرح ملکی معاملات میں اس کا
تدبیر بھی کم نہ تھا ۱۷۵۷ء میں پانی پت کی مشہور
لڑائی میں اس کو بڑی بہادری دکھانے کا موقع ملا
دولت راؤ سندھیا پسر اندراؤ اور پسر متیتی
ماہو جی جس نے اپنی راجہ بھائی شاہ سے
میں گویا کو مقرر کیا تھا جنگجو (نابالغ) کو دولت
کی نوجوان بیوہ نے جتنی کیا تھا اور خود اس کی
نابالغی کے زمانے میں چہریت ولی اہر مہتمم
کے شاہ سے ۱۷۵۷ء تک حکومت کی۔
۱۷۵۷ء میں خود جنگجو جی نے سلطنت کا انتظام
اپنے ہاتھ میں لیا اور ۱۷۵۷ء تک زندہ رہا۔

جیابی سندھیا پسر متیتی جنگجو جی ۱۷۵۷ء سے
۱۷۵۷ء تک ماہو جی یا ماہو راؤ سہر جولا
۱۷۵۷ء میں بحالت نابالغی گدی نشین ہوئے
اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی وہ اس وقت
تک برسر حکومت ہیں ان کا پورا خطا بے ہائش
عالی جاہ و خوار الملک بیکم لا اقتدار۔ رفیع الشان
والاشکوہ مختصم دوراں۔ عمدۃ الاحرار حاج
ادھو راج۔ عالی جاہ حسام السلطنت مہاراجہ سر

ماہو راؤ سندھیا بہادر سری ناتھ منصور
زمانہ فدوی حضرت ملک منظم رفیع الدربہ جھٹکان
ہو۔

راؤ ترقن ماڈا۔ بوندی کا راجہ تھا جہانگیر نے اس کو
سرہند رائے کا خطاب دیا۔ شاہزادہ خرم کے
ساتھ ہم مانا پر تین رہا۔ اور ہم دکن پر بھی ماہور
رہا۔ جب شاہجہاں اپنے باپ سے باغی ہو گیا
تو راؤ ترقن اس کے خلاف جہانگیری حکم سے فوج
لیکر بھیجا گیا اور کامیاب واپس آیا جب شاہجہاں
دور دورہ ہوا تو اس کو اپنی جان کا خوف تھا
لیکن شاہجہاں نے اس کی سابقہ حرکات کا کچھ
خیال نہ کیا بلکہ پنج ہزاری منصب عطا کیا بہم لگھا
اور ہم دکن میں بھی شریک تھا ۱۷۱۲ء جمادی الاول
۱۱۱۲ھ کو فوت ہوا۔

راؤی ورمہا۔ موجودہ صدی کے مشہور ہندوستانی
مصور کا نام ہے۔ ریاست ٹراؤنگور کے صدر مقام
نریونڈرٹم کے ایک گاؤں کیلہاؤ میں ۱۸۳۷ء
میں پیدا ہوا ایم فزولیت ہی سے اس کو معنوی
کاشوق تھا جب وہ منکرت کی تعلیم کے لیے پٹنہ
میں بھیجا گیا تو وہاں بجائے کتابوں کے یاد کرنے
کے ہندو دیوتاؤں کی تصویریں دیواروں پر
کھینچا کرتا تھا اس کا چچا راجہ ورمہا بھی فزولیت
کا مذاق رکھتا تھا راؤی ورمہا ہمیشہ اس کی تعریف
کے کام کو غور سے دیکھا کرتا تھا اس کے رجحان
کو دیکھ کر اس کے چچا نے مصوری کا کام سکھانا
شروع کر دیا ۱۷۵۷ء میں وہ اس کو مہاراجہ
ٹراؤنگور کے دربار میں ساتھ لے گیا مہاراجہ
نے حوصلہ افزائی کے لیے ایک بجس جس میں
مختل قسم کے رنگ تھے انعام میں دیا اس کے

لے ہی سانس کے طریقے سے تصویروں میں رنگ آمیزی کیلئے کی کوشش شروع کر دی وہ خود ہی اس فن کی مشق کیا کرتا تھا۔ کوئی اس کا استاد نہیں تھا۔ مستراح میں ایک آئینہ مصور کا کام دیکھ کر روغنی رنگوں سے تصویر بنانے میں مشق کرنے کا شوق ہوا اس فن میں بھی کسی استاد کی مدد حاصل نہیں کی۔ مستراح میں اس نے سب سے پہلے ایک عورت کی تصویر بنا کر تلاش میں پیش کی رفتہ رفتہ بڑودہ، میسور وغیرہ ریاستوں میں شہرت ہو گئی۔ ان ریاستوں سے بڑے بڑے اہتمام لے لے آخر زمانے میں اس کے بہت سے شاگرد ہو گئے تھے اور وہ فن مصوری کا استاد سمجھا جاتا تھا۔ مراکھٹو منشاہ کو فوت ہوا۔ اس کے ہاتھ کی بنی ہوئی تصویریں بھی بazarوں میں راوی و رامپور کے نام سے فروخت ہوتی ہیں اور اس کا کارخانہ راوی و رامپور کے نام سے اب تک چلتی ہیں موجود ہو۔

رائے رائے سنگھ بیکانیری۔ رائے کلیدان مل راٹھو راوی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ جلوس اکبری میں لاکھت شاہی میں داخل ہوا۔ ٹھٹھے کی مہم پر بھیجا گیا تھا۔ اس نے اپنی لڑکی شاہزادہ سلیم دھما بیکر کے عقد میں دی تھی بیکانیر بیکم کے نام سے مشہور تھی۔ اکبر نے چار ہزاری منصب پر سفر فرمایا تھا۔ جہانگیر نے پنج ہزاری منصب عطا کیا۔ مستراح مطابق مستراح میں فوت ہوا۔

رائے سال درباری (راجہ) راجہ مہیشا رائے رائے مل کا پوتا تھا اکبر کی ملازمت میں داخل تھا۔ اکبر کو مہن پر اس قدر اعتبار تھا کہ حرم شاہی کی حفاظت اسی کے سپرد تھی و درباری کا

خطاب تھا۔ دو ہزاری منصب حاصل تھا۔ جہانگیر نے صوبہ وکن میں تعین کیا وہیں انتقال ہوا۔ رائے سنگھ راٹھو۔ راؤ امر سنگھ کا بیٹا۔ راجہ کچک پوتا تھا۔ دربار شاہ جہاں میں منصب دار تھا۔ دارالخلافہ کے ساتھ مہم تھا۔ شاہ جہاں میں شریک رہا۔ شہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبہ وکن میں مامور رہا۔ مستراح مطابق مستراح میں جب خان جہاں کو کلتا شریک ماکھی میں صوبہ وکن میں تعینات تھا۔ اپنی فوج کی تینوں درست کر رہا تھا ایک فوج ہو گیا۔ وکن میں اورنگ آباد کے پاس راؤ رائے ساپورہ اس کا آباد کیا ہوا ایک موضع اب تک باقی ہو۔

رائے سنگھ (راجہ) سیسو دھیا۔ ہمارا راجہ بیکانیر کا بیٹا اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ اس کا باپ اب شہزادہ کی سے شاہ جہاں کا وفادار دوست تھا۔ باپ کی خدمت کے لیے میں شاہ جہاں نے شاہزادہ ہونے پر رائے سنگھ کو منصب دو ہزاری اور خطاب راجی عطا کیا۔ مستراح مطابق بدخشاں اور بیجا پور پر تعینات تھا۔ آخر میں منصب بیج ہزاری حاصل کیا۔ محمد عالمگیری میں کچکالی کی لڑائی میں بہادری دکھائی اور شاہزادہ معظم کے ساتھ وکن میں تعینات رہا۔ مستراح مطابق مستراح میں فوت ہوا۔

رائے بیکانیری۔ رائے ان کی تعینات ہے جس کا ایک خاصہ سرانجام الدولہ محمد غوث خاں ثواب کرنا لگنے مستراح میں کیا۔

رتن چندر (راجہ) قوم کا نیا دار۔ مستراح مطابق صوبہ دار الہ آباد کا دیوان تھا۔ جہانگیر اور فرخ سیر کی لڑائی میں اس نے کار نمایاں دکھائی۔ فرخ سیر نے مستراح مطابق مستراح میں راجہ کا خطاب اور منصب دو ہزاری عطا کیا۔ اس کے

وقت میں تمام محکموں پر اس کا اقتدار تھا۔ اس کے بعد بھی محمد شاہ کے عہد تک اگرچہ پرانے نام عہدہ مقرر تھے۔ لیکن تمام عہدہ داران مالی و ملکی حتیٰ کہ حکام عدالت تک اسی کے اشاروں پر چلتے تھے۔
 سلطانہ مطابق سلطانہ کے بعد بادشاہ گرجہائیوں (سید عبداللہ خاں اور سیدین علی) کے زوال کے ساتھ ساتھ اس کا بھی زوال شروع ہوا جب حسین علی خاں نظام الملک آصف جاہ کے مقابلے کو چلا تو ہردی جو سلطانہ مطابق سلطانہ کو فتح پور سیکری سے ۳۰ کوس آگے راستے میں حیدر خاں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ رتن چند بھی اس لشکر میں موجود تھا۔ اس نے ان لوگوں سے جو اس سازش میں شریک تھے مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں لشکر کے پٹوں اور شدھو نے اس کو بالکی سے نکال کر گھونسلوں اور لاقوں سے زد و کوب کیا اور محمد امین خاں کے پاس ننگا اور زاد کر کے لے آئے اس نے اس کو قید خانے بھیادیا۔ حالت قیدی میں خاتمہ ہو گیا۔

رتن سنگھ راٹھور جیش واس راٹھور جیشانی کا بیٹا۔ شاہجہانی عہد میں منصب دوہزاری پر مامور تھا۔ سلطانہ مطابق سلطانہ میں ہمارا جو جونت سنگھ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے صوبہ مالوہ میں تعین ہوا جنگ امین میں نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے توپ خانہ سے مقابلہ کیا اور مارا گیا۔

رتن سنگھ عرف راجہ اسلام خاں :- گوبال سنگھ کا بیٹا راجہ ارجے سنگھ چندراوت کا پوتا تھا۔ سلطانہ مطابق سلطانہ مطابق سلطانہ

جلوس عالمگیری میں مسلمان ہو گیا تھا۔ رام پور صوبہ مالوہ اور مشہور شہر اوچین کا حاکم تھا۔ امانت خاں ناظم مالوہ نے اسے بیدخل کرنا چاہا۔ اس پر سانگ پور کے قریب لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں سلطانہ مطابق سلطانہ میں مارا گیا۔
 رتن سنگھ منشی الملک :- فتح الدولہ دیر الملک راجہ رتن سنگھ منشی قلعہ سیدائش لکھنؤ قوم کا کالیستھ اس کا خاندان تین پشت سے دربار اودھ میں معزز عہدوں پر ممتاز رہا۔ رتن سنگھ بہت بڑا فاضل اور علامہ وقت تھا۔ فلسفے میں اس کو کمال حاصل تھا اس کا دادا راجہ جھگو انداس ایام شہزادگی میں نصف الملک کا نائب تھا اور عہد حکومت میں دیوان تھا۔ رتن سنگھ نے مغلیہ اور تصنیفات کے سلطان التواریخ نامی کتاب شاہان اودھ کے حالات میں لکھی۔ سلطانہ مطابق سلطانہ میں ۶۰ برس کی عمر میں یہ کتاب اس نے ختم کی۔

رتن ناتھ ور دیکھو سرشار راجا بن حیوۃ :- عبدالملک بن مروان ظہیر بنی امیہ نے سلطانہ مطابق ۶۷۸ء میں راجا بن حیوۃ اور یزید بن سالم کے زبراہتمام لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بیت المقدس کا قیہ بنوایا۔

رجائی :- حسن علی تخلص، ہرات کا رہنے والا اس نواح میں فن شعر میں مشہور تھا۔ سلطانہ مطابق سلطانہ میں وفات پائی۔

رجب سالار :- تعلق شاہ بھائی اور فیروز شاہ بادشاہ دہلی کا باپ تھا۔ بڑا بیج میں اس کا تہذیب و رحمت اللہ (منشی) رعد تخلص نامی پسر کا پور کے ایک ابتدائے کتب فروشی کرتے تھے سلطانہ کے قریب اپنا پر میں جاری کیا۔ سلطانہ سے

بڑی جنتری کے نام سے ایک سالانہ مسودہ جنتری نکھانا شروع کی جو اردو میں اپنی طرز کی پہلی جنتری تھی اس میں علاوہ جنتری کی معمولی معلومات، اہد وصال وغیرہ کے علاوہ غیر اطلاعیں اور کارآمد باتیں شامل کیں اور مختلف ممالک کی تواریخ کا سلسلہ بھی جنتری کے ساتھ جاری رکھا۔ یہ جنتری آپ کے سال وفات تک نکلتی رہی۔ تاریخ انگلستان۔ روس۔ ایران۔ تاریخ ہند و روم اور افغانستان قسط وار نکھنا کر کے اس جنتری کے ساتھ شائع کیں۔ یہ تاریخ خوشی صاحب کی واقفیت اس کے خاص طرز بیان کا نمونہ ہیں۔ سلسلہ میں آپ نے ایک سترہ روزہ اخبار عالم تصویر جو بعد کو مہفتہ وار ہو گیا تھا، کا پورے کالاج میں اچم و افحات یا کسی بڑے شخص کے حالات اس کی تصویر کے ساتھ دیے جاتے تھے سلسلہ تک یہ اخبار جاری رہا۔

آپ نے اپنے پریم میں سدرس حالی۔ رباعیات حالی۔ دیوان حافظ شتوی مولانا روم کا دفتر اول پاکٹ ایڈیشن کے طور پر فراہم کیا، تمام سے پچھاپے ہیں جو اپنی قسم کے بہترین ایڈیشن کہلاتے ہیں۔ آپ کے یہاں کی پچھاپی اس بھان کی وجہ سے جو آپ کو فن طباعت سے تھا ہمیشہ ہوتی تھی۔ تصویر کشی اور مختلف رنگوں سے تصویر بچھاپنے میں آپ کو یہ طوئی حاصل تھا۔ ایک کتاب ”ذنیائے اسلام“ کے نام سے آپ نے مایہ ناز کر رہے تھے جو بطور تاریخ جدید کے تاریخ اسلام کے متعلق مختلف معلومات پر حاوی ہوتی یہ کتاب اتمام رہی اور ۶۵۵۵ و الاولیٰ سلسلہ مطابع ہمدردی سلسلہ کو انتقال ہو گیا۔ تقریباً ۷۰ برس کی عمر پائی۔

رحمت اللہ محمد سیالسی بیٹی کے خجوں کے خاندان میں ۱۰ اپریل ۱۳۰۷ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے دادا سیالسی جو ریاست کچھ کے دولت مند سوداگر تھے بیٹی اُسے تھے ان کے زمانہ طفولیت میں سکولوں میں انگریزی تعلیم کا رواج نہ تھا۔ اس لیے انگریزی تعلیم سے قدرتی طور پر محافلت کی گئی۔ لیکن باوجود اس کے انھوں نے ایم۔ اے پاس کیا۔ اس کے بعد ایل ایل بی کا امتحان سندھ میں پاس کیا اور سندھ میں سائیسٹر کا امتحان پاس کیا۔ یہ والدین طیب بھی ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے ہیں۔ سندھ سے آخر زمانے تک بی بی سیوئل کارپوریشن کے ممبر رہے سندھ میں جیوین منتخب ہونے اور شریف بیٹی کے معزز عہدے پر بھی ممتاز رہے۔ بی بی سیوئل کو فٹبال کے ممبر منتخب ہوئے سندھ میں کھلتے کے اجلاس مشل کانگریس کی صدارت کی۔ سندھ میں انتقال کیا۔

رحمت اللہ مولوی وال کا نام طویل الرحمہ بی بی سندھ مقام گرانہ ضلع مظفرنگر۔ مولانا محمد علی اور مفتی سید احمد نقوی سے علم حاصل کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد دہلی جا کر بہن روارو کی سرکاری اپنی موروثی جگہ پر مامور ہو گئے۔ لیکن بہت جلد اس سے دست بردار ہو کر دہلی کی ایک سید میں تعلیم و تدریس شروع کر دی۔ یہ ایک عالم داخل شخص تھے جنھوں نے مذہب عیسوی کے مقابلے اور مباحثے میں قابل قدر شہرت حاصل کی فہرہ صاحب سے سندھ میں مقام اگر بڑا مباحثہ ہوا لیکن کافی فصاحت و سلاست۔ انھوں نے اکثر کتب خود بھی تصنیف کیں۔ اور اکثر یورپین مصنفین کی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا جس سے عیسائی مذہب کا

رزق اللہ شیخ شیخ عبدالحی بن سیف الدین
دہلوی کا چچا تھا۔ فن تاریخ میں ایک کتاب واقعات
اس کی تصنیف ہے جو سلطان سکندر کے عہد میں لکھی
گئی۔ محلی ہندی فارسی۔ دونوں زبانوں میں شعر
کتبتا تھا۔ فارسی میں آشتاوی اور ہندی میں راجہ کلش
کرتا تھا۔ ہندی زبان میں جوت نرنجن اس کی تصنیف
۹۹۹ھ مطابق ۱۵۹۰ء میں پیدا ہوا۔ اور
۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۹ء میں انتقال کیا۔

رستم فارسی کے مشہور ہیروان کا نام ہے۔ یہ نام
فارسی اکرچ میں بکثرت آیا ہے۔ شلماشاہ فردوسی
اس کے کارناموں سے بھرا ہوا ہے جس میں اس کو
رستم داستان کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس کو
رستم زابی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ زابستان کا حکم
بھی تھا۔ اس کے باپ کا نام زال کہا جاتا ہے اور
داماد کا نام نریان تھا۔ بہمن کے متعلقہ میں جو
خاندان کیانی کا سنا ہوا ہے بادشاہ تھا اور مارا گیا
رستم بسطامی خواجہ۔ بسطام کا رہنے والا
ایک مشہور مصنف تھا جو ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۰ء
میں فوت ہوا۔

رستم علی مولانا۔ علی اصغر قزوینی کے صاحبزادے
تھے زان شریعت کی تفسیر میں کا نام تفسیر صغیر ہے
ان کی تصنیف ہے ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۰ء میں
وفات پائی

رستم قدوز بانی خواجہ۔ موضع خوزیان کا
جو بسطام میں ایک گاؤں ہے بسنے والا تھا آخر
خوب کتا تھا۔ سلطان عمر بن میران شاہ کی مع
میں اکثر قید رہے۔ شاہ رخ مرزا کا بھروسہ تھا
۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۰ء میں زندہ تھا۔ صاحب
مرآۃ الجنال کا یہ لکھنا کہ وہ ابن العربی کا معاصر

ہو لایا ظاہر ہوتا ہے۔ غور سے اس کے ہندوہ اور ان کے
موت میں شاعرانہ اور زرخاں کو ملاحظہ کیجئے اور
وہاں ایسا عربی کتاب افکار محلی تصنیف کی جس کا وہ
کی چند زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ تین مرتبہ قسطنطنیہ
گئے اور تعلیم کے شوق اور ضعف پیری کے سبب سے
پھر کہ شریعت گئے۔ سلطان عبدالحی خان ثانی نے
ان کی تین سو روپیہ ماہوار کی پیش مقرر کر دی
میں انتقال کیا اور چشتی مت میں دفن کیے گئے۔

رحمت اللہ مولوی۔ فرنگی محلی۔ فردوس مولوی
نور الدین۔ ملا قلب الدین سناوی کی پانچویں پشت میں
تھے اپنے چچا کا نام طور اللہ کے شاگرد تھے۔ علوم دینیہ
کی تفصیل سے فارغ ہو کر مازنی پور میں رہنے لگے۔
اور مدرسہ موسومہ چشتیہ رحمت کی ترتیب دیکر
تدریس طلباء میں مشغول ہوئے اکثر اشخاص ان سے
فیضیاب ہوتے تھے۔ ۱۰۰۰ھ مادی الاول ۱۵۹۰ء
مطابق ۱۵۹۰ء کو مازنی پور میں رحلت کی اور وہیں
دفن کیے گئے۔

رحیم الدین مرزا۔ شاہ عالم کے پوتے شہزاد خان دہلی میں
آئے تھے مرزا کریم الدین رسا ان کے والد کا نام
تھا۔ ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے شطرنج کے ماہر تھے شاعری
میں شاہ نصیر کے شاگرد تھے جیا غلص تھا۔ آخر زاد
میں نواب کلب علی خان دلیہ رام پور کے معالج
میں داخل ہوئے رام پور میں ۱۰۰۰ھ میں انتقال ہوا
ان کا ۱۰۰۰ھ وہاں صاحبزادہ محمود علی خان نے رام پور
میں طبع کر لیا۔

رحیم سیب مرزا۔ سر و ضائع بیرھہ وطن، یو غزن شاعر
ان کی تصنیف ہے یہ کتب ۱۰۰۰ھ مطابق
۱۰۰۰ھ میں تصنیف ہوئی اس کا دوسرا نام
وسیلۃ الشعر ہے۔

تھا جی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابن العربی کا اشتغال حبیب
میں ہوا ہے۔

رس کور۔ دو کیو بگت سنگھ صاحب راج پور
ر (تلفیح)

رسول شاہ۔ سلسلہ میں الوریں اس کی کرات
کی شہرت بہت تھی پہلے بساط کی دوکان تھی
کارخانہ بزرگی تو داڑھی موچھ منڈا کر عذوب
بن گیا۔ آنے والوں کو فاقہ نشی کی تاکید کرتا تھا
کئی دن کے متواتر فاقے کے بعد بھنگ کی لگدی
پلانا تھا۔ مولوی حنیف نامی ایک صاحب اس کے
پاس پہنچ گئے۔ وہ جاہل تھا۔ انھوں نے تصوف
کا رنگ جو ادیا۔

رشتک۔ میر علی اوسط نام۔ رشتک تخلص میر سلیمان
کا بیٹا سلسلہ مطابق سلسلہ میں بقیہ فیض آباد
پیدا ہوا۔ نام کا شاگرد رشت قیام سے تک لکھنؤ رہا
آخر میں کہلائے سلی میں سکونت اختیار کی۔ مہتر
شکوہ آبادی اس کے خاص شاگردوں میں ہے۔
ایک اردو کا نعت تالیف کیا جو شائع نہیں ہوا
دودو ان نظم مبارک اور نظم گرامی چھوڑے جو
غدر سے پہلے چھپے تھے اب کیاب ہیں مستند
مستند عین ذمات پائی۔

رشدید الدین امیر۔ پورا نام فضل اللہ رشید الدین
ابن علاء الدولہ ابو الخیر ابن موفی الدولہ میران
کے مشہور شہر نہاد میں مشہورہ مطابق مستند
میں پیدا ہوا۔ فن طب میں کمال حاصل کیا اسی
کمال نے اسے ایران کے قاتاری سلاطین کے
دربار تک پہنچایا اس کی ابتدا میں ملازمت کا زمانہ
اہا تھا اس کے عہد میں گزر جب سلطان غزالہ
کا زمانہ آیا تو اس نے اپنی علم دوستی کی وجہ سے

رشدید الدین کی قابلیتوں کا لحاظ کر کے مستند
میں اسے وزارت کے منصب پر مقرر کیا۔
اور سید الدین وزیر اول کے محبت میں الجاتیو
کے زمانے تک جو خزانہ خاں کا بھائی اور جانشین
تھا۔ اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ الجاتیو اس
سے بہت خوش رہا اس کے دربار سے اس کو
بہت کچھ انعام و اکرام ملے۔ رشدید الدین کی
سید الدین کے زیادہ دنوں تک۔ نبی۔ اور
باہم بد مزگی پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو
قتل کروادیا۔ رشدید الدین کی سفارش پر
سید الدین کا جانشین امیر علی شاہ چوہان کو
بنایا گیا جو ایک اونٹنی حمل کا پیش رو۔ ان دنوں
میں بہت جلد ان بن ہو گئی۔ اور الجاتیو کے
مرنے پر جب اس کا بیٹا ابوسید بادشاہ ہوا تو
امیر علی کا داؤ چل گیا۔ اور اس نے رشدید الدین
کو مستند مطابق سلسلہ میں مقرر کر دیا
یہ معزونی ماضی ثابت ہوئی اور اسے اپنی نگہ
حاصل کرنے میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ دوسری مرتبہ
اس سے جائزہ وزارت کے لیے اس پر پورا
دار کیا گیا۔ یعنی یہ الزام لگایا گیا کہ سلطان الجاتیو
کو اس نے زبردستی ہلاک کیا تھا جس کا یہ قصہ
جان کیا گیا کہ بادشاہ کی بیاری میں اور اہل
کی رائے کے خلاف اس نے مسلسل دیتے پر اصرار
کیا تھا۔ ان مسئلہ ادویہ میں اس نے اپنے بیٹے
ابراہیم کے ذریعے سے جو باورچی خانہ فدا میں
داروغہ تھا زبردست دوا دیا۔ اس قصور میں دونوں
باہمی بیٹے نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کر دیے
گئے۔ یہ واقعہ مستند مطابق سلسلہ کا ہے
رشدید الدین کی تصنیفات جامع التواریخ رشیدی

مشہور ہو۔ اس کے علاوہ کتاب الہ فیضیات۔ اور
مفتاح التفسیر۔ رسالہ السلطانیات اسی کی تالیف
ہیں وہ تبریزی کی مسجد میں جو اس نے خود تعمیر کرائی
مٹی دفن کیا گیا۔ اس کے قتل میں جو بیہ روی اور
ذلت ابو سعید بادشاہ فارس نے روا رکھی۔ اسی پر
اس کی تذلیل کا خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے جانشینوں
نے قریب ہی اُس کو پین سے سونے نہ دیا۔
اس کے انتقال سے سو برس بعد تبریز کی حکومت
تیمور کے بیٹے میران شاہ کے قبضہ میں آئی اور یہ
شہزادہ دیوانہ ہو گیا تو اس کی دیوانگی خیا زدہ
رشتہ الدین کی بیویوں کو بھگتا پڑا۔ شاہزادہ
نے یہ سن کر کہ رشید الدین ایک یودی تھا۔ عالم
جنوں میں اس کی قبر کھدوائی کا حکم دیدیا اور اس
پر مں کی ہڈیوں کو سردین مسجد سے نکال کر یودیوں
کے قبرستان میں دفن کرایا گیا۔

رشید الدین وطواط دیکھو رشیدی
سمرقندی،

رشید پاشا۔ قسطنطنیہ میں مستشرقین پیدا ہوا
مسلکات ملکی میں باہر تھا۔ ترکی کا وزیر اعظم تھا۔
غیر ملکی زبانوں میں کامل دستگاہ تھی۔ سائنس میں
بھی اچھی مہارت رکھتا تھا۔ ۱۸۵۵ء۔ ۱۸۶۰ء
کو انتقال ہوا۔ ۵۵ سال کی عمر تھی۔

رشید سمرقندی۔ ایک نامی شاعر فاروقی اہل
تھا۔ اس کا پورا نام رشید الدین عبد الجلیل وطواط
عمری جو وطواط کے نوی سنی ابابیل کے ہیں۔
کو تہ قد اور لاغر جسم ہونے کی وجہ سے وطواط
لقب ہوا۔ اور حضرت عرفا روق کی نسبت
نبی کے سبب عمری مشہور ہوا۔ بلخ میں پیدا ہوا
قیم و تربیت سمرقند میں ہوئی اس لیے سمرقندی

کے نام سے پکارا گیا سلطان انسر بن خوارزم شاہ
کا زمانہ پایا۔ انوری کا ہم عصر تھا۔ انوری سلطان خجند
کی ملازمت میں تھا جس وقت سلطان خجند نے قلعہ
ہزار اسپ کا محاصرہ کیا اور سلطان انسر سے مقابلہ
ہوا اس مقابلے میں سلطان خجند کے ساتھ انوری اور
سلطان انسر کے ساتھ رشیدی تھا۔ جب دونوں
بادشاہوں کی قوتیں تلوار کے جوہر دکھانے ہی تھیں
ان دونوں شاعروں کو بھی اپنی خاموشی کے
ذریعے سے مقابلے کی سوجھی۔ دونوں شاعر اپنے
اپنے فریق خلافت کی جگہ کو کثیروں کے ذریعے سے
ایک دوسرے کے لشکر میں بھیجتے تھے۔ اس لڑائی
میں سلطان خجند کی فتح ہونے پر رشیدی کو قید کر لیا گیا
لیکن انوری کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کا بالکل ہم عصر
شاعر قید میں شکر کر جائے اس لیے بادشاہ سے
اُس نے اُس کی۔ بانی کی سفارش کی اور کامیابی
مال کی رشیدی نے انوری کی اس مہربانی کا تمام
عمر احسان مانا اور یہ دونوں جب تک زندہ رہے
ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے رہے۔

رشیدی نے سلاطین سلطانیات میں انتقال
کیا۔ ۹ سال کی عمر پائی۔ جو جانیہ میں جو خوارزم کا
ایک شہر ہو دفن ہوا۔ ”مصابیح شریف“ اس کی
مشہور کتاب ہے جس میں مختلف عنوانوں پر بہت سی
تفصیل جمع کی گئی ہیں۔ حوالہ السحر بھی اسی کی تصنیف
ہے۔ ایک دیوان چھوڑا جس میں ۱۵ ہزار اشعار ہیں
رضا قلی مرزا۔ نادر شاہ کے فرزند اکبر کا نام ہے
جس کو برہم باپ نے سلاطین و ملوک سے ملکہ
میں اندھا کر دیا تھا۔

رضی الدین (دولوی، مصلیٰ تخلص۔ یکم سید الدین کے
بیٹے۔ دیہاتوں کے رہنے والے طبقہ امرامیہ میں

۱۲ ذی الحج ۱۰۳۵ھ کو پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم دیا اور دہلی میں محل کی نقاب میں بھی دخل ہو۔ قانونی دماغ پایا ہو۔ امتحان وکالت پاس کر کے شاہجہان پور میں وکالت شروع کی۔ ان کی تصنیف میں کنز الایرج اور تذکرۃ الاولیاء مشہور کتابیں ہیں ان کے علاوہ ایک کتاب فن انساب میں بھی لکھی جو جس میں مولف کے خاندان کے مفصل حالات درج ہیں۔ ۱۰۳۹ھ میں آپ کی کوشش سے دہلیوں میں مسن اسلام آباد کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۱۰۴۰ھ میں خان بہادری کا خطاب پایا۔ فی الحال دہلیوں ہی میں خاندانیں ہو کر دہلی بسر کرتے ہیں۔

رضی الدین احمد حکیم نام۔ خان بہادر شہنشاہ ملک قطعات آپ کے جدا جدا "عضد الدولہ۔ اعتماد الملک حکیم غلام نجف خاں صاحب طبیب بادشاہ دہلی اپنے فن میں بیکارے زمانہ تھے ان سے انھوں نے تعلیم پائی۔ آپ کا خاندان فاروقی فریدی پنجپور ضلع دہلیوں میں آباد ہے۔ گورنمنٹ انگریزی نے سب سے پہلے آپ کو "شہنشاہ الملک کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ پنجاب پونی درستی کے قیلو اور پنجاب کسٹ بک کمیٹی دہلی کے ممبر تھے عمدۃ الحما اور زبدۃ الحما کے امتحانوں کے متقی تھے۔ ایچکو عربک ہائی اسکول دہلی اور پنجاب کی مشہور ہسپتال سوسائٹی کے رکن تھے شہر دہلی کے انگریز میجر ٹیڈ ڈیول اور دار الحکومت دہلی کے تخواہ دار رجسٹرار تھے۔ فن طبابت میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ہندوستان کے اطراف و جوانب سے آپ کے پاس بکثرت لوگ علاج کے لیے آتے تھے آپ کی پیدائش ۱۰۳۵ھ مطابق

۱۲۸۵ھ میں مقام دہلی ہوئی۔ اور اڑتالیس سال کی عمر میں ۱۰۱۵ھ کو برصغیر مطابق، رزی ۱۰۳۳ھ کو دہلی میں انتقال ہوا آپ کے سپرد جانشین حکم نامہ لکھنؤ **رضی الدین محمد بن علی شاطبی۔** ایک عربی مصنف تھے۔ ۱۰۳۵ھ مطابق سنہ ۱۰۳۵ھ میں وفات پائی **رضی مہیشا پوری۔** محمد رضی الدین کا غلط ہو لیکن وہ اکثر اس شخص کی جگہ پستی غزلوں کے مطلع میں "بندہ لکھا کرتا تھا۔ علم فقہ میں دستگاہ رکھتا تھا۔ اس فن میں اس کی کتاب "محیط" مشہور ہے۔ ۱۰۳۵ھ مطابق سنہ ۱۰۳۵ھ میں انتقال کیا۔

رضیہ سلطانہ۔ شمس الدین التمش کی بیٹی تھی۔ اپنے بھائی رکن الدین کے مرنے کے بعد دہلی کے تخت پر ۱۰۳۳ھ میں بیٹھی۔ نو برس ۱۰۳۴ھ میں تخت سے اتار کر عیثیٰ کے قلعے میں قید کر دی گئی وہاں سے فرار ہو کر اُس نے ایک فوج جمع کی اور دہلی کی طرف کوچ کیا۔ لیکن بہرام شاہ اس کے بھائی نے جو اس وقت تخت نشین تھا۔ شکست دی اور اُس کو قتل کر ڈالا۔ بحساب قمری تین برس چھ ماہ سلطنت کی۔ دہلی میں اس کا مقبرہ اب بھی موجود ہے۔

رفیع الدراجات۔ رفیع الشان کا لڑکا اور شاہنشاہ بہادر شاہ کا پوتا تھا۔ دو حقیقی بھائیوں سید علی شاہ خاں اور سید حسین علی خاں نے فرخ سیر کو مغزول کے ۱۸ فروری ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ میں رجب الثانی ۱۰۳۵ھ کو تخت نشین کیا۔ تین ماہ حکومت کرنے کے بعد بغاوت مسل مقام اگرہ فوت ہو گیا۔

رفیع الدین شاعر۔ عبد اکبری کا شاعر تھا۔ فوجی خدمت پر بھی مامور رہا۔ سب سے پہلے اس کو ۱۰۳۵ھ میں شاہی دربار میں داخل ہونے کا موقع ملا

۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں اس کا دیوان مرتب ہو چکا تھا۔ اس دیوان میں ۱۵ ہزار اشعار ہیں۔
رفیع الدین شیخ محمد محدث۔ فن حدیث کے عالم تھے۔ ۱۱۱۰ء مطابق ۱۷۰۹ء میں انتقال کیا۔ بمقام آگرہ آصف جاہ کی جلی میں دفن ہوئے۔

رفیع الدین لبنانی۔ موضع لبنانی کا جو اصفہان ایران میں واقع ہو رہے والا شیر الدین ادمانی شرف الدین اور کامل الدین اسماعیل کا ہم عصر تھا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

رفیع الدین مولینا۔ دہلوی۔ ابن شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اپنے وقت کے حلیل القدر عالم تھے۔ آپ کی تصانیف سے مقدمۃ العلم، رسالہ عروض، اور کتاب تنکیلی، رسالہ دفع الباطل، انوار المجتہد، ترجمہ انجیل، اردو مشہور ہیں۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ چنانچہ مولینا عبد الرحیم دہلوی کی غزل پر جو بحر میں ماہیت لغز کے متعلق شیخ الرئیس کی ایک غزل کے جو ہیں لکھی گئی تھی اس کا سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال ہوا۔
رفیع الشان۔ بہادر شاہ کا لڑکا اپنے بھائی بہادر شاہ کے مقابلے میں مارا گیا۔

رفیع خاں باذل مرزا۔ علامہ جید ری کا ہفت ہجری اس کتاب میں بنی اکرم کے جہانزاد اور خلفائے اربعہ کے زمانے کی فتوحات کو نظم کیا گیا، جو کل چالیس ہزار اشعار ہیں۔ رفیع خاں دہلوی کا رہنے والا جو جمہور شہسوار کی اولاد سے تھا ماہر کے زمانے میں گواہی دہلی دار پر مامور رہا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد کوٹہ نشینی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف میں تخیل زندگی بسر کی شاعر بھی تھا باذل قصص تھا ایک دیوان یادگار ہے۔

مطابق ۱۱۱۱ھ میں وفات پائی۔
رفیع مرزا احسن بیگ۔ اس کا نام مرزا حسن بیگ ہے، رفیع تخلص تھا۔ نذر محمد خاں والی واران کا میر منشی رہا۔ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۹ء میں بعد شاہجہاں ہندوستان آیا۔ شاہجہاں نے منصب پنج صدی سے ممتاز کیا۔ عالمگیر کے زمانے تک زندہ تھا۔

رفیقہ۔ نبی صلم کی صاحبزادی تھیں۔ قبیلہ بنو لہب کے ساتھ شادی ہوئی اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان غلیظہ سویم کے ساتھ عقد ہوا۔ جنگ بدر کے کچھ دنوں بعد سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال ہوا جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

رفیقہ سلطانہ۔ مرزا امیندلی کی بیٹی شاہنشاہ ابراہیم پوری۔ ہمایوں کی بیٹی تھی۔ شاہنشاہ اکبر کے ساتھ شادی ہوئی اکبر بادشاہ اس کا نہایت احترام کرتا تھا۔ کیونکہ یہ اس کی سب سے پہلی بیگم تھی۔ لیکن اس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی شاہجہاں کے پیدا ہونے پر اکبر نے اس کو اس بیگم کی گود میں دیا کہ وہ اپنے بیٹے کی طرح پرورش کرے۔ یہ بیگم اپنی ہونو رہا اس سے بھی بہت محبت تھی تھی۔ بمقام آگرہ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۹ء میں وفات پائی۔
رفیقہ۔ ۱۱۱۱ھ میں فوت ہوئی ۱۱۱۱ھ سال کی عمر پائی۔
رکن الدولہ۔ اپنے بھائی عماد الدولہ بانی خاندان یوہر کی جگہ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۹ء میں تخت عراق قاہرہ پر بیٹھا۔ اصفہان۔ ری۔ بہمان وغیرہ اس کی حکومت میں تھے عماد الدولہ اور مولانا الدولہ اور خیر الدولہ اس کے بیٹے تھے۔ اپنی سلطنت کا انتظام ان تینوں شہزادوں کی سپرد کر دیا تھا۔ اور وہ تینوں علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے

حصہ داک پر حکومت کرتے تھے۔ وہ عراق میں جتا تھا۔ اپنے بھائی کے زلمے میں بھی فارس کا حاکم تھا۔ اس مدت کو ماکرج الیس سال حکومت کی۔ ۵۰ ستمبر ۳۵۴ء مطابق ۱۸ فرم ۳۵۳ء کو بتام ری انتقال کیا۔

رکن الدولہ۔ اس کا نام میر موسیٰ خاں تھا۔ نواب آصف جاوہانی نواب دکن نے اس کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اس زلمے میں مرہٹوں نے بہت کچھ فساد پھا رکھا تھا۔ راگوجی جھولشلا کے لاکوں میں جب باجی جھڑا شروع ہوا تو آصف جاہ کی ہڈی میں انگوٹھ لگا دیا۔ وہاں سے ایچ پور جاتے ہوئے راستے میں ایک سپاہی نے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۵۴ء کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مرہٹوں سے سازش رکھتا تھا اور یہی باعث قتل ہوا۔

رکن الدولہ اعتقاد خاں۔ اصلی نام محمد مراد کشمیری انسل تھا۔ فرخ سیر کی ملازمت میں داخل ہوا اور اس کو یہ مشورہ دیا کہ سید حسین علی اور عبداللہ خاں کو جو اس زمانے میں امور سلطنت پر حاوی ہو رہے تھے۔ حکمت علی سے دیر کی جانے چاہیے کہ کھلا ان سے جھگڑنے کی جائے۔ فرخ سیر نے چال بازی سے تنازعہ ہو کر سات ہزاری منصب اور رکن الدولہ کا خطاب مل گیا۔ اور مراد آباد کا ضلع جو اس وقت نظام الملک کی جاگیر میں تھا اس کو عطا کر دیا لیکن فرخ سیر کے معزول ہونے پر مطابق ۳۵۴ء میں اس کی بہت تذلیل کی گئی اور طرح طرح کی جسمانی تکالیف دی گئیں تاکہ وہ اپنے خفیہ خزانے بتا دے۔ محمد شاہ کے عہد میں فوت ہوا۔

رکن الدین شیخ۔ کنیت ابو الفتح۔ اولیائے کرام

سے تھے۔ شیخ صدر الدین ماری کے لڑکے اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے۔ بہ زائد سلطان ملار الدین سکندر زبانی مستلزم مطابق ۳۵۳ء میں حیات تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء کے ہم عصر تھے۔ شیخ جلال جو مخدوم جانیان جہاں گشت کے نام سے مشہور ہیں اور شیخ عثمان سیاح ان کے مشہور خلفاء میں ہیں۔

رکن الدین فیروز سلطان۔ سلطان رکن الدین التمش بادشاہ دہلی کا لڑکا تھا۔ اپنے والدین کی وفات پر یکم مئی ۳۵۴ء مطابق شعبان ۳۵۳ء کو تخت نشین ہوا۔ ہنوز عثمان حکومت ہاتھ میں لیے ہوئے ۶ ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ اراکین سلطنت نے ناخوش ہو کر تخت سے اتار دیا۔ ۱۹ نومبر ۳۵۴ء کو سلطان رضیہ اس کی بہن جانشین ہوئی رکن الدین قید کر لیا گیا۔ اور اسی حالت میں کچھ دنوں بعد جاں بحق تسلیم ہوا۔

رکن الدین مسعود سیاحی مولانا۔ فن اب میں ضابطہ علاج ایک کتاب اس کی تصنیف سے مشہور ہے جس میں مختلف امراض کے طریقہ علاج سے بحث کی گئی ہے۔ شاعر بھی تھا۔ ۳۵۴ء مطابق ۳۵۳ء کے قریب تک زندہ رہا۔

رکن کاشی حکیم۔ مسیح مخلص ایک مشہور شاعر اور طبیب تھا۔ شاہ عباس اعظم شاہ فارس کے دربار میں داخل تھا۔ شاہنشاہ اکبر کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ملازمت شاہی میں منسلک ہوا۔ شاہ جہاں کے زمانے میں حج کی غرض سے مکہ منظر کو گیا۔ وہیں سے اپنے وطن فارس کو واپس چلا گیا۔ وطن ہی میں ۳۵۴ء مطابق ۳۵۳ء میں یا بقول بعض ۳۵۵ء مطابق ۳۵۴ء میں انتقال کیا۔

ہوا کہ اس ریاست کو باہم تقسیم کر لیا جائے چنانچہ
پیشوا نے مغربی حصہ لیا اور پونا اپنا صدر مقام
بنایا اور رگھو جی نے شرقی حصے پر قبضہ کر کے انگریزوں
کو اپنا پایہ تخت قرار دیا اور رام راہو کو تارے
کے قلعے میں نذر بند کر دیا۔ مسند ۱۷۰۰ میں رگھو جی
بھوسلہ دوم جانشین ہوا۔ ناگپور کے بھوسلہ
راجوں کی حکومت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام راہو
رگھو جی بھوسلہ اول ۱۷۵۳ء
جانوجی یاراجی ۱۷۵۵ء
دادوجی ۱۷۵۷ء
رگھو جی بھوسلہ ثانی ۱۷۵۹ء
پرسوجی (آپا صاحب نے پھانسی دیدی) ۱۷۶۱ء
مودوجی (آپا صاحب، انگریزوں نے ۱۷۶۳ء
میں راہو تسلیم کیا اور ۱۷۶۵ء میں عزول ہوا) ۱۷۶۵ء
پرتاب سنگھ نائن نیرو رگھو جی ۱۷۶۷ء
رگھو جی بھوسلہ ثالث ۱۷۶۹ء

رگھو ناٹھ راؤ۔ یہ رگھو باکے نام سے زیادہ مشہور
ہیں۔ ایک مرہٹہ سردار تھا جو انگریزوں سے ملا
ہوا تھا۔ اپنے راؤ پیشوا کے اول کار کا اور آخری
پیشوا اپنے راؤ ثانی کا باپ تھا۔ ثانی راؤ کے بعد پیشوا
بن بیٹھا۔ لیکن بعد میں جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ
نرائی راؤ نے ایک بچہ چھوڑا تو وہ راؤ نے اس بچے
کو پیشوا مشیر کر دیا اور رگھو باکی عام مخالفت ہو گئی
یہاں تک کہ وہ جان بچا کر سورت کو بھاگ گیا۔

رجحیت سنگھ۔ بھرت پور کا جاٹ راجہ کبیر سنگھ
کا لڑکا تھا۔ جو امر سنگھ اور رتن سنگھ کا بھتیجا اور
سوج مل جاٹ بانی ریاست کا پوتا تھا۔ اپنے
چچا نواب سنگھ کی جگہ مسند مطاق مسند ۱۷۶۹ء

اندازہ کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ اشعار اس نے
تصنیف کیے تھے۔

رگھو ناٹھ واس راہو۔ سردار شہزادی کے کسب
سے پہلے نواب سردار شاہ خاں کے عہد وزارت
میں عام مقصدیوں کے ذمے میں بے سلسلہ ملازمت
شاہی داخل ہوا تھا۔ اس لیے تاریخ میں سردار
خانی کے نام سے مشہور ہے۔ حساب کتاب معاملہ
فہمی تحریر و تقریر اور دیانت کے لیے مشہور تھا۔
مسند ۱۷۶۹ کو مطاق مسند ۱۷۶۹ کو شاہجہاں نے اپنے
کا خطاب دیا اور دیوانی کی خدمت عطا کی مابکر
کے دہلے میں بھی اسی عہدے پر قائم رہا۔ منصب
دو ہزار روپا نقدی اور راہو کا خطاب عطا ہوا۔
جو دوسری جنگ عالمگیر کو لڑنا پڑی اس میں
اس راہو نے قلم کی بجائے تلوار کے بھی جوہر
دکھانے سے مسند ۱۷۶۹ کو مطاق مسند ۱۷۶۹ میں مرنے
سے پیشتر وزیر اعظم کے عہدے پر سرفراز ہو گیا تھا
اسی سال کے آخر میں فوت ہو گیا۔

رگھو ناٹھ۔ مرہٹہ مورخ جو اس نے مسند ۱۷۶۹ میں حالات
مرہٹہ کے نام سے تاریخ لکھی ہے۔

رگھو جی بھوسلہ۔ دیوجی مرہٹہ کا بیٹا تھا جو اودھ
میں اپنے باپ پرسوجی کی حیات میں قتل ہوا تھا۔
پرسوجی سیوا جی کے پوتے ساہوجی کا بیٹا تھا۔
رگھو جی بھوسلہ مسند ۱۷۶۹ میں مرہٹہ فوج کا جنرل
مقرر ہوا۔ مسند ۱۷۶۹ میں تارے میں جو مرہٹہ راہو
کے زیر حکومت تھا۔ انقلاب کے آثار نمایاں ہوئے

اس وقت تارے کی ریاست میں رام راہو
نای راہو حکومت کرتا تھا۔ جو نہایت کمزور واقع
ہوا تھا۔ اپنے راؤ پیشوا نے اس کی کمزوری سے
فائدہ اٹھایا۔ اس میں اور رگھو جی بھوسلہ میں ۱۷۶۹ء

میں تخت پر بیٹھا۔ سندھیا نے اس کو آگے سے کا
خاصہ کا اٹھانے کی غرض سے بھگا۔ مگر ایک لٹی
میں جو آگ کے قریب ۱۷ جون سنہ ۱۷۵۷ء مطابق
رمضان سنہ ۱۱۷۷ء میں ہوئی مارا گیا۔ اور اس کا
رود کا رند میر سنگھ جانشین ہوا۔

برنجیت سنگھ ہمارا چھ پنجاب کا سکھ راجہ تھا اس کے
باپ کا نام مہاشنگھ تھا۔ سکھانہ میں سکھوں کے
لیڈر کی حیثیت سے نمودار ہوا۔ زبان شاہ افغانی
بادشاہ نے ۱۷۵۷ء میں اس کو لاہور کا حکمران
بنایا۔ برٹش گورنمنٹ کا وفادار دوست اور
خیر خواہ تھا۔ ۲۷ جون سنہ ۱۷۹۹ء کو فوت ہوا اس کی
چار رائیاں۔ سات کنیزیں اس کی چار پرمل کر
مرگئیں۔ اس کا بیٹا کھرگ سنگھ جانشین ہوا۔
اس کی وفات کے سات سال بعد جبکہ دلپ سنگھ
اس کا بیٹا حکمران تھا سنہ ۱۸۰۶ء میں پنجاب برٹش سلطنت
میں شامل کر لیا گیا۔

رنجورجی - ولد اموجی دیوان - رنجورجی نے سنہ ۱۷۵۷ء م
سنہ ۱۷۹۹ء میں تاریخ سورت لکھی۔ اس میں جو ناکرہ
اودھ ناکرہ قوم کے حالات درج ہیں۔

رنجھور واس جو نیوری - قوم کاہستہ - فارسی نظم
و شعر میں اعلیٰ دست گاہ رکھتا تھا۔ وقایع انشا
اس کی تصنیف سے جو سنہ ۱۷۵۷ء مطابق
میں لکھی گئی۔

رند - سید محمد خاں نام رند تخلص مرزا خیاث الدین محمد علی
ہمدرد کا بیٹا۔ ۱۱ رجب اول سنہ ۱۷۵۷ء کو بھٹام فیض آباد
پیدا ہوا۔ ۱۱ برس کی عمر میں کھنڈ آگر آتش کا شکار
ہوا۔ نہایت خوش گوشت خور تھا۔ دیوان نہ لکھ سکا
جو عام طور پر ملتا ہے۔ سنہ ۱۷۵۷ء مطابق سنہ ۱۷۵۷ء
بھٹام کھنڈ انتقال کیا۔

رند پوٹیکا - جانی - بالکل لال کاہستہ دہلی کا تخلص
جو فارسی میں شکر کستا تھا۔ ایک غفر دیوان فارسی
یا دگار چھوڑا جو سنہ ۱۷۵۷ء میں جبکہ وہ زندہ تھا۔
طبع ہوا تھا۔

رنگیں - سادات یا رخان نام رنگین تخلص۔ باپ کا
نام مرزا اہلساب بیگ خاں ہے۔ اس کا خاندان
روم سے ہندوستان میں آیا تھا۔ رنگین سنہ ۱۷۵۷ء
میں نصیر مرہند میں پیدا ہوا۔ تجارت پیشہ تھا
اس نے ایک تاریخی حیثیت سے تمام ہندوستان
کی سیاحت کی نواب آصف الدولہ اور سادات علی
خاں کے عہد میں لکھنؤ پہنچا۔ شاہ عالم کا شکار تھا
اور وہیں ریختی اسی کی ایجاد دی۔ چار دیوان اور
پانچ مثنویاں یادگار ہیں جن میں سے فرسارہ
اور رنگین نامور خاں رنگین مشہور ہیں مگر ان میں
سب سے زیادہ دلچسپ کتاب مثنوی دلہیز دی۔
اکتوبر سنہ ۱۷۵۷ء مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۷۵۷ء
میں انتقال کیا۔

روپ چند گوالیارمی - جہانگیری عہد میں نصیر
تھا۔ خلق کا نگراہ کی تفریح کا نایاں کیا جس کے
صلہ میں گوالیار کی جاگیر عطا ہوئی۔ شاہجہاں کے
عہد میں منصب ہزاری عطا ہوا۔ راجہ مری گڑ کے
خلاف جو ہم شاہجہاں نے بھی قیام میں اس کی
تعییناتی ہوئی۔ خجابت خاں کی ناخبرہ کاری سے
شاہی فوج کو ہزیمت ہوا۔ اسی میں روپ چند
کام آیا۔ ۱۱ دسمبر ۱۷۵۷ء میں شاہجہاں میں سنہ ۱۷۵۷ء
میں گزرا۔

روپ سنگھ راٹھور - راجہ کش سنگھ راٹھور کا
پوتا تھا۔ شاہجہاں کے زمانے میں منصب چارہزاری
پر عمتاز تھا۔ ہم تدار میں شریک۔ راجہ جگ سوگند

روپ نرائن - ولدہری رام کھتری توطن سیالکوٹ
 اس نے علاحدہ مطابق سلسلہ ہندوؤں کے
 مقبروں میں تھانوں کے حالات و کیفیات لکھے۔ کتاب
 کا اصلی نام برج چٹانم اور تاریخی نام غزنوی الخانات
 روح الامین خاں فتح - قاضی محمد سید بلگرامی کا بیٹا
 فی شہر میں کامل دستگاہ رکھتا ایک شہسوار لکھی جس
 میں سات ہزار شہسوار تھے۔ شہسوار ہزاری منصب حاصل
 تھا۔ نواب سپہ دار خاں اور بعدہ نواب علی الملک
 سر بلند خاں کی ماتحتی میں الہ آباد کا صوبہ دار رہا۔
 آخر میں محمد شاہ کے عہد میں پنجاب میں ۲۰ سال
 کا گورنر مقرر ہوا۔ محمد شاہ کی طرف سے نادر شاہ
 کے مقابلہ میں لڑا اور کرنال کے مقام پر ۱۳ فروری
 ۱۷۳۹ء مطابق ۵ ذی قعدہ ۱۱۵۷ھ کو مارا گیا
 روح اللہ خاں - عالمگیری کے زمانے میں میر بخش کے
 عہدے پر مامور تھا۔ ہم دکن میں ۸ اگست ۱۷۶۷ء
 مطابق ۵ ذی القعدہ ۱۱۶۷ھ میں کام آیا۔ اس کی
 وفات کے بعد اس کا لڑکا خانہ زاد خاں جو صرف
 خاص خواجہ اور مبلغ شاہی کا عہدہ تھا۔ روح اللہ
 خاں ثانی کے خطاب سے ملقب ہوا اور ۱۱۷۷ء
 مطابق ۱۱۷۷ھ میں فوت ہو گیا۔

روحانی امیر - محمد قزاق رہنے والا شاعر و حکیم تھا۔
 مصحفی سے تلمذ رکھتا تھا۔ جب چنگیز خاں نے
 بخارا کو فتح کر لیا تو یہ بھاگ کر دلی آیا۔ اور سلطان
 اہلسن کے دربار میں ۱۱۷۷ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں
 پناہ گزین ہوا۔

روحی - سید حیر کا تخلص ہے۔ سید حفیظ ملاحظہ ہو۔
 روحی بغدادی - ایک مشہور ترکی شاعر تھا۔ اس
 کی جوین نہایت ہر اثر اور دلکش ہوتی تھیں۔
 رودکی - سلطنت سامانیہ کا ملک اشتر آباد اور اپنی

میں جو داراشکوہ اور اورنگ زیب کے باہم
 ہوئی تھی۔ داراشکوہ کے ساتھ تھا۔ اس لڑائی میں
 اس نے بڑی دلیری دکھائی یعنی توپ خانے کی
 سنوں کو چیرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے اتھلی
 کے پاس جا پہنچا اور کمال دلیری سے اس کی
 ٹاری کے رسوں کو کاٹنا شروع کیا اور رنگ زیب
 اس کی بہادری سے بہت خوش ہوا اور بے اختیار
 چلا گیا کہ اس بہادر کو نہ مارنا۔ لیکن لڑائی کی گڑبڑ
 میں اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی۔ اور یہ بہادر راجہ
 کر دیا گیا۔ یہ واقعہ سلسلہ مطابق سلسلہ ۱۱۷۷ء
 روپ سنگھ - راؤ چندرا دست پرگنہ راہپور تحصیل چور
 کا رہنے والا منصب دو ہزاری حاصل تھا۔
 سلسلہ مطابق ۱۱۷۷ء میں بعد شاہجہانی فرار
 وادیش کے ساتھ ہم بلخ پر مامور رہا اور نذر محمد خاں
 والی بلخ کے مقابلہ میں اپنی بہادری کے جوہر
 دکھائے۔ ۱۱۷۷ء میں بعد شاہجہانی فوت ہوا۔

روپ سی راجہ چھوہا - راجہ بہار اہل کا بھائی تھا
 سلسلہ مطابق ۱۱۷۷ء میں جب اکبر بادشاہ
 اٹھائے سفر اجمیر میں اس کے قصبہ زینداری سے
 ہو کر گزرے اس کو بادشاہ کی قدبوسی حاصل کرنے کا
 موقع ملا اور اہلے خاص میں داخل ہوا۔ اس نے
 جلوس اکبری میں منصب ہزاری سے سرفراز تھا
 اکثر خدمات شاہی میں خدمات بجالایا۔

روپ متی - باز بہادر بادشاہ الودہ کی محبوبہ تھی اس
 کے عمل شہر آؤ ملک الودہ میں اب تک شگستہ
 پڑے ہیں۔ یہ رانی ہندی میں شہر بھی کہتی تھی۔
 ادھم خاں کے مقابلہ میں جب باز بہادر نے شکست
 پائی تو اس نے اپنی محنت کو بچانے کی غرض سے
 خودکشی کرنی تھی یہ واقعہ ۱۱۷۷ء میں ہوا۔

شخصیت کے لحاظ سے مقدم الشعر اعلیٰ کی کا
مشہور شاعر ہی تمام تذکرے شفق اللفظ میں کرب
سے پہلے جس نے دیوانی مرتب کیا وہ رودکی جو
اس کا اصلی نام محمد یا جعفری بعض تذکروں میں یوں
نام فرید الدین ابو عبد اللہ اور ابو الحسن بھی دیکھا
گیا ہے۔ جلیع غنیمت کے جو ملک ترکستان میں واقع
ہو ایک گاؤں رودکی میں پیدا ہوا۔ رودکی کو کونین
مرو دین خاص شفق تھا۔ اس کے قلعہ کی جو
تسمیہ بھی چلی جاتی ہے کہ وہ رودیاجہ) اچھا
جاتا تھا اس لیے رودکی مشہور ہوا۔ وہ مادر زاد
نابینا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں کلام مجید حفظ کیا پھر
علم قرأت کی تکمیل کی اور اسی زمانے سے شعر کہنا
شروع کیا۔ اس کی خوش آواز نذر لہجہ جانی چلی
لطیف الطبعی نے اس کو نصیر ابن احمد سامانی کے
دربار تک پہنچایا۔ سامانیوں کا نام جس کی دولت
زندہ ہوا وہ رودکی ہی ہے۔ مشہور کتاب کلیلہ و
ذمہ اولاً سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کی گئی
لیکن جب عربی میں اس کا ترجمہ ہوا تو فارسی نسخہ
بالکل ہی گننام ہو گیا تھا۔ رودکی نے حکم نصیر بن
احمد سامانی نے اس کو فارسی میں نظم کیا۔ اور چالیس
ہزار درم صلے میں اپنے چنانچہ عصری شاعر ایک
قصیدہ میں کہتا ہے

پہل ہزار درم رودکی زہر خویش
عطار گرفت سلیم کیا۔ در گشتو

رودکی نہایت پرگو تھا۔ رشیدی عرفہ دی نے
اس کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ بتائی ہے اس کا
دیوان ایران میں چھپ گیا ہے۔ مستندہ مطابق
مستندہ میں ذرات پائی

روز افزوں راجہ۔ راجہ سنگرام صوبہ بہا

کے حاکم کا بیٹا تھا۔ باب کا سایہ کم عمری میں سر سے
اٹھ گیا تھا بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور تعلیم و
تربیت کی۔ بالغ ہو کر مسلمان ہو گیا۔ شہنشاہ جلوس
جہانگیری میں اس کو بالغ ہونے پر اس کے پوروتی
ملک کی حکومت کو عطا ہوئی منصب دو ہزاری
حاصل تھا۔ مستندہ مطابق مستندہ میں فوت ہوا
روز افزوں ناظر۔ محمد شاہ کا خواہ سرا تھا شاہ جہاں آباد
میں ایک باغ جو باغ ناظر کے نام سے مشہور ہے
مطابق مستندہ میں اسی نے تعمیر کیا تھا۔

روز بھان شیخ۔ ابو محمد بن نصیر البلقی کا لقب ہے
اپنے علم و فضل و خدا ترسی کے لیے مشہور تھے
فارسی زبان میں قرآن شریف کی تفسیر لکھی تفسیر
آرائش کے نام سے مشہور ہوئی۔ چند اور کتابیں
مہنۃ المشارب وغیرہ بھی یادگار چھوڑیں۔

روشن آراہ سلیم۔ شاہ جہاں کی سب سے چوٹی
رہا کی علمی سعادت و اعلاقیہ مستندہ میں انتقال
کیا اور شاہ جہاں آباد میں اپنے باغ میں جو باغ
روشن آرا کے نام سے مشہور ہے دفن ہوئی۔

روشن الدولہ رستم جنگ۔ اصل نام ظفر خاں
ارک نے محمد شاہی سے اتفاق۔ دہلی کی سنہری مسجد
اسی کی بنوائی ہوئی ہے جو کو تو الی چوتھے کے قریب
واقع ہے اور جس مطابق مستندہ کی مہرہ جو
دہلی کی دوسری مشہور عمارت جو روشن الدولہ کے
نام سے مشہور ہے اور جس پر سونے سے بچ کاری کا
کام تھا۔ مستندہ مطابق مستندہ میں ظفر خاں
ہی کی تعمیر کی ہوئی ہے یہی وہ جگہ ہے جس کی بالائی منزل
پرنادر شاہ اقامت گزین ہوا تھا اور وہاں پر
بیکھرا اس نے دہلی کے باشندوں کے قتل عام کا
حکم دیا تھا۔ روشن الدولہ محمد شاہ کے مستندہ جلوس

محمد شاہ یعنی مسلمانہ مطابق مسلمانہ میں فوت ہوا
روغنی۔ ایک کے دربار میں ایک شہزادہ تھا خواجہ سی کی
شاہی کرتا تھا۔ اس نے ایک دیوان چھوڑا جس میں
اشعار کہے جاتے ہیں چونکہ وہ طبعاً غلوں میں تمام
اراکین سلطنت کی خبر لیا کرتا تھا اور سب کی بھول لکھا
کرتا تھا اس لیے کوئی اس سے خوش نہ تھا۔ جیسا کہ
اس اذکار تاریخ سے ظاہر ہوتا ہو اس کی وفات پر
تصنیف کیا گیا۔

”چوسک بد پر کفرستان جاں دادہ“

اس شعر سے مسلمانہ مطابق مسلمانہ اور تار
ہوتے ہیں اور یہی اس کا سال وفات ہے۔

رویش چندر روت (دسرا مسلمانہ) میں بمقام لکھنؤ
پیدا ہوئے ان کے خاندان میں اکثر لوگ علم پرستی کا
ذائقہ رکھتے تھے اور اعلیٰ عہدوں پر ممتاز تھے۔ باپ کا
نام احسن چندر تھا باپ کے مر جانے کے بعد چچا کے
زیر سرپرستی تیلو پرورش ہوئی۔ مسلمانہ میں انگلستان
روانہ ہوئے۔ وہاں سے واپسی کے بعد بنگال میں
سلسلہ ملازمین میں داخل ہوئے۔ گیارہ سال تک
یعنی مسلمانہ سے مسلمانہ تک مختلف عہدوں پر

مکور رہے۔ دوران ملازمت میں اپنے یورپ کے
سفر اور بنگال کی زبان اور کاشتکاری کے مشاق کچھ
رسلے انگریزی میں تصنیف کیے گران کی مصنفانہ
زندگی کی ابتدائوں کے سلسلے کے ساتھ شروع
ہوئی مسلمانہ اور مسلمانہ کے درمیان چار تار تخی
اول شاہ ہوئے جو اب تک بنگالی زبان کے
مستقل ادب میں شمار ہوتے ہیں۔ ہماؤن کاشتکاران
بنگال جو مسلمانہ میں لارڈ ڈوفن کے عہد حکومت میں
بیس ہوا بہت کچھ پیش چندر روت کی کوششوں
کا نتیجہ تھا۔ ملی خدمات میں ایک بڑا کام رک وید کا

ترجمہ تھا جو انھوں نے کتب خیال ہندوں کی سخت
خلافت میں خاموشی کے ساتھ انجام دیا۔ اور یہی
بنگالی زبان میں رگ وید کا ایک اہم ترجمہ جو تعلیم زمانہ
ہندوستان کی تاریخ تمدن بھی تصنیف کی جو
تین جلدوں میں شاہ ہوئی جو مسلمانہ میں۔ سی
آئی۔ اے کا خطاب پایا مسلمانہ میں بنگالی ادب
کی ایک بیٹی کی بنیادی جو اس وقت ہندوستان
میں سب سے زیادہ سرپرست ہے۔ یہ سب سے
پہلے ہندوستانی تھے جو کھتری کے عہد سے
تک پہلے مسلمانہ میں مستعفی ہو کر انگلستان چلے
گئے۔ وہاں کرائسٹ جج کالج میں تاریخ ہند کے
پروفیسر ہو گئے۔ اور کئی سال تک اس عہدے
پر کام کیا۔ اسی قیام میں رمان اور مہا بھارت
کے مخصوص تمام ترجمہ کر کے شاہ کیجے جو انگلستان
اور امریکہ میں بڑی قدر سے دیکھے گئے۔ مسلمانہ
میں تاریخ ”معیشت ہند“ انگریزی میں دو
جلدوں میں شاہ کرائی جس میں معرکہ بلاسی سے
لیکرمیسوں صدی کے آغاز تک ملک کی تجارتی
اور اقتصادی حالت دکھائی گئی مسلمانہ
میں انگلستان کو خیر باد کہا اور ہندوستان آکر مہالے
بڑودہ کے یہاں وزیر مقرر ہوئے۔ مسلمانہ
تک اس عہدے پر ممتاز رہے۔

روغنی۔ ہماؤن کا ایک شاعر تھا۔ مسلمانہ مطابق
مسلمانہ میں انتقال کیا۔

ریاض۔ خشی ریاض احمد۔ وطن خیر آباد۔ سپیدائش
مسلمانہ مطابق مسلمانہ امیر خانی کے تمام
تلازمہ میں خاص امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔ سلام
میں شوخی انداز پر راپور ابھرا ہے۔ کہنے مشق میں
ایک مدت تک گورکھ پور میں پلسلہ ملازمت

رہے۔ ریاض الاخبار اور مستند جاری کیا
اب راجہ محمود آباد نے یہ نظر قدرا افزائی
کچھ ذلیلہ مقصد رکھوایا۔ خیر آباد میں مقیم
ہیں۔ اردو میں میکشی کے مضامین آپ کا خاکہ
حصہ ہے۔ پتلی پیاں تک بڑھی ہوئی ہو کہ نتیجہ
کلام میں بھی اپنا رنگ نہیں چھوڑتے۔
ریاضی سحر قندی۔ سرفند کا ایک
مشہور مصنف تھا۔ سہ ماہی مطابق ۱۹۰۹ء

میں انتقال کیا۔

ریاضی ہروی۔ شاہ اسماعیل اول صفوی کے
زلمے میں ایک مصنف اور شاعر تھا۔
اس کی آٹھ ہزار بیت کی ایک شہنوی مشہور ہے
جس میں ہر اس کے سلطان حسین مرزا کی حکومت
کی تاریخ اور شاہ اسماعیل کے کارنامے نظم کیے گئے ہیں
۱۵۰۰ء مطابق ۱۰۹۰ھ میں انتقال کیا۔

روایت نہ

کے خسر تھے۔ ۳۳۵ء مطابق ۱۰۴۵ھ میں وفات پائی۔

زاہری ایک جید عالم تھے تفسیر زاہری انھیں کی تصنیف ہے۔ ۳۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ میں وفات پائی۔

زاہر شیخ محمد فاخر آبادی کا تخلص ہے جو ۱۰۸۵ھ میں فوت ہوا۔

زبدۃ النساء عالمگیر کی چوتھی و ختر تھی۔ اس کی والدہ کا نام زوباب بانی تھا۔ ۲۶ رمضان ۱۰۸۵ھ میں پیدا ہوئی اور داراشکوہ کے لڑکے کو بیاباہی گئی۔ عالمگیر سے موت چنہ۔ دن قبل انتقال۔ ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۰۹۵ھ میں فوت ہوئی۔

زبیری بن مسلم ایک عربی مصنف تھا۔ ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۰۹۵ھ میں وفات پائی۔

زبیرہ خاتون اصل نام امۃ العزیزہ اور لقب زبیرہ ہے جنھن منصور عباسی کی بیٹی تھی۔ گو باپ کو خلافت ملی۔ مگر دادا منصور خلیفہ تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید سے شادی ہوئی۔ ہارون کی چھ بیبیاں تھیں مگر زبیرہ کا رتبہ سب سے زیادہ تھا۔ زبیرہ زینت کے بہت سے سامان پہنا کر دیکھے۔ ورنہ ایسی کہ سوچھو کہیں ملے۔ عاقلہ قرآن تھیں۔ اور روزانہ دس پارے سناتے تھے۔ ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۰۹۵ھ میں شہر تہرہ ز قہر کیا۔ کہ منظر میں ایام جمع میں ایک مشک پانی کی پانچ روپیے کو ملتی تھی پچاس لاکھ روپیہ موت کر کے بین الملکاش نامی نر بارہ میل سے بنوا کر کے میں لانی جس کو نر زبیرہ

زاغلول پاشا۔ سعدزاغلول پاشا پورنام ہے۔ مصر کے آزادی پسند لیڈر ہیں۔ لارڈ کر و مرنے اپنی کتاب ”موجودہ مصر“ میں ان کو دشمنانِ قتل کے نام سے یاد کیا ہے۔ ۱۰۸۵ھ میں وہ ایک معمولی فوج تھے۔ لارڈ کر و مر نے ان کو وزیر تعلیم بنایا۔ تاج کل مصر کے وزیر اعظم ہیں جامع ازہر کے سنبدا یافتہ ہیں۔ عربی علم ادب پر پورا عبور حاصل ہے۔ تقریر کرنے کا اچھا ملکہ ہے۔ فصاحت کے علاوہ ان کی تقریروں میں لطافت و طرافت کی چاشنی بھی ہوتی ہے۔

زال۔ سام کا بیٹا۔ نریمان کا پوتا۔ مشہور رستم کا باپ تھا۔ ان لوگوں کے نام فارسی لٹریچر میں ملے ہیں۔ منوچہر بہمن اور افراسیاب بادشاہان فارس کے زمانے میں گزرے ہیں۔ اسی زال نے افراسیاب کو فارس سے ہر کیا تھا۔ اور زو پیسٹھ ماسپ کو بادشاہ بنا دیا تھا۔ بہمن نے اس کو قید کر دیا تھا۔ وہاں سے بھاگ کر ملک زابلستان پہنچا اور روداہ و ختر خواب کے ساتھ شادی کی جو رستم کی ماں ہوئی دوبارہ وہ پھر بہمن کے ہاتھ آگیا اور اس نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

زاہد۔ مردانہ الدین بن مرزا کا مہتمم بن مرزا سلیمان شکوہ شاہ عالم شاہ دہلی صاحب دیوان گزر رہے۔

زاہد سیح گیلانی۔ گیلان کے رہنے والے مشہور اویس تھے۔ اور شیخ صنی یا صنی الدین اردبیلی

کہتے ہیں سلاطین مطابق ششہ میں بیوہ ہوئی اور شنبہ کے دن ہادی الاول علیہ السلام مطابق سلاطین پیدا ہوئے انتقال کیا خلیفہ امین الرشید ان کے بطن سے تھا۔

زبیر بن بکار۔ بکار کے بیٹے۔ مکے کے قاضی تھے اور کتاب سنن اور کتاب اخبار مدینہ کے مصنف تھے۔ سلاطین مطابق سلاطین میں وفات پائی۔
زبیر بن عوام۔ بنی ہاشم سے تھے۔ ان کا شمار صحابہ میں ہے۔ حضرت علی کریم اللہ وجہ کے خلاف کے زمانے میں۔ عثمانی عامل کی مہولی اور قاتلان عثمان کی سزا وہی میں توقف کی وجہ سے مسدود نہان کو بھار کر خلیفہ کے خلاف فوج کشی پر مجبور کیا۔ جنگ جمل جو اس زمانے کی مشہور لڑائیوں میں ہے اس میں آپ اور طلحہ حضرت عائشہ کی جانب تھے اور ان جنگ میں حضرت علیؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی یا دلائی کو زیر کرنے وجہ علی کے ساتھ جنگ کر لیا۔ یہ الفاظ سنکر زبیر فوراً جنگ سے کن روکش ہو گئے۔ اور وہاں سے چلے گئے لیکن چند سال بعد یعنی سلاطین میں عمر بن خرمون نے جو حضرت علی کا طرفدار تھا آپ کو ایک وادی میں جاکر آپ کا زاد کر رہے تھے۔ خلافت کا دشمن سمجھ کر شہید کر ڈالا۔

زطلی (دیکھو جفر زطلی)

زرجاج اصل نام ابو احق اور ایم بن محمد ہے۔ چند کتب کا مصنف ہے بنام ہند اور تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں سلاطین مطابق سلاطین میں وفات پائی۔

زخمی۔ فرالدولہ حیر الملک راجہ رتن سنگھ بہادر لکھنوی کا تخلص ہے۔ لکھنؤ میں واجد علی شاہ کے زمانے میں وزیر تھا۔ اس نے اپنے انتقال سے چار سال قبل

سلاطین میں دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ علوم و فنون کا شائق تھا۔ رائے بیلی میں اپنا ایک بڑا ذاتی کتب خانہ چھوڑ کر سلاطین مطابق سلاطین میں فوت ہوا۔

زر و شہنت۔ فارس میں جو قدیم مذہب آتش پرستوں کا جاری تھا۔ اس کا بانی تھا۔ اسلامی فتح سے قبل بادشاہ ایران بھی اسی مذہب کے پیرو تھے منوچہر کی نسل سے حکم فیسا غورث کا شاگرد تھا۔ اور گشتاسپ کے وقت میں گورث انتخاب۔ اصلی نام ابراہیم تھا۔ اسلامی دور دورہ شروع ہونے کے بعد بہت سے ایرانی جو زردشتی مذہب کے پیرو تھے ہندوستان چلے آئے اور جو اب تک بمبئی وغیرہ میں پارسیوں کے نام سے مشہور ہیں اور اسی مذہب کے پیرو ہیں۔ ہندوستان اس مذہب کی آسمانی کتاب بھی جاتی ہے۔

زکریا۔ ملاحظہ ہو باب الدین زکریا۔

زکریا بن محمد بن محمد الکوفی۔ فروتنی فروتن کا رہنے والا۔ مشہور کتاب تجائب الحقائق کا مصنف ہے۔ سلاطین مطابق سلاطین میں لکھی محلی۔ لندن کے کتب خانوں میں اس کا نسخہ موجود ہے اس میں مختلف قسم کے درجہ اول پرندوں اور پرندوں اور مچھلیوں کی مستند تصاویر دی گئی ہیں اس کے علاوہ درختوں کی تصویریں بھی ہیں۔ اور انواع و اقسام کی وحاشوں اور جوہرات کی کیفیت اور تاثیرات درج ہیں۔

زکریا خاں۔ بن عبدالصمد خاں۔ المعروف بہ سیف الدولہ بہادر جنگ حیدر علی علیہ السلام مطابق سلاطین میں ہندوستان پر نادر شاہ کا مشہور حملہ ہوا۔ وہ لاہور کا گورنر تھا اور جمادی الثانی

سولہ سالہ مطابق سن ۷۵۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد شہنشاہان اس کا بیٹا گوگرز ہوا۔

زنگی۔ زنگی خاں دہلوی بہرہ نواب اعظم الدوزمیر محمد خاں مولوت تذکرہ شعرا۔ ۷۵۷ھ میں اہتمام دہلی پیدا ہونے فن سخن میں مرزا غالب سے تلمذ کیا۔ مرزا صاحب نے اپنا شاگرد لکھا زید ابویں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے سن ۷۵۷ھ میں وہیں انتقال ہوا۔

زر لالی خاں ساری۔ جگر زر لالی کے نام سے مشہور ہے۔ شاعر خاں کا رہنے والا تھا۔ شاعری میں مرزا خاں اس کا شاگرد تھا۔

زر لالی شیرازی۔ فارس کا نامور شاعر ۷۵۷ھ مطابق سن ۷۵۷ھ میں فوت ہوا۔

زر لالی پروی۔ ۱۔ رات کا رہنے والا ایک شاعر تھا۔ ۷۵۷ھ مطابق سن ۷۵۷ھ میں وفات پائی۔

زمان شاہ۔ کابل اور قندھار کا بادشاہ۔ تیمور شاہ کا بیٹا اور احمد شاہ ابدالی کا پوتا تھا۔ اپنی والدہ کی وفات کے بعد ۷۵۷ھ مطابق سن ۷۵۷ھ میں تخت کابل پر بیٹھا۔ ۷۵۷ھ مطابق سن ۷۵۷ھ میں لاہور کی طرف قدم بڑھا کر دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن اپنے ملک میں بدامنی کی خبریں پا کر واپس گیا محمد شاہ بادشاہ برات نے اس کو سن ۷۵۷ھ میں اندھا کر کے بالاحیدر میں بند کر دیا۔ جب ۷۵۷ھ میں سرکار انگریزی نے شاہ شجاع کو تخت کابل پر بیٹھا زمان شاہ کو افغانوں نے جنوری سن ۷۵۷ھ میں اپنا بادشاہ مشہر کر دیا۔

زمانی تروی۔ ایک ایرانی شاعر تھا ۷۵۷ھ مطابق سن ۷۵۷ھ میں فوت ہوا۔

زرخشری۔ دماغ جو جارا شد۔
زمرہ خاتون۔ خواجہ حسن نظام الملک طوسی وزیر

ملک شاہ سلطانی کی والدہ ہیں زمرہ خاتون ابو جعفر کی نسل سے تھیں جن کا سلسلہ نسب محمد بن عبدالمجید طوسی پرچہ ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں آل حمید کا خاندان بہت مشہور ہے۔ اس خاندان کے اکثر نامور علمائے خلافت عباسیہ میں وزیر ہوئے۔
زنگی شہید۔ مشہور اولیا اللہ میں سے تھے ان کا مزار مقبرہ پول دروازے کے قریب اگرے میں اب تک موجود ہے۔

زوزنی۔ ان کا پورا نام اور لقب القاضی الامام عبد ابو عبد اللہ زوزنی ہے۔ انھوں نے عربی قصائد سے تعلقات کی جو کامیابیت سے عربی مشہور چلے آتے ہیں اور اس زمانے میں بھی قدیم عربی لٹریچر کا مشہور حصہ سمجھے جاتے ہیں شیعہ لکھی تھی۔

زیاو۔ ان کی نسبت مشہور ہے کہ وہ بوسنیان کے ناجائز بیٹے یعنی امیر معاویہ کے علاقائی بھائی تھے معاویہ اس کو مثل اپنے حقیقی بھائی کے سمجھتے تھے حضرت علی کے زمانہ خلافت میں فارس کے سب سالار مقرر ہو گئے تھے جب معاویہ کا وقت آیا تو انھوں نے ان کو عراق و خراسان کا حاکم بنادیا تھا۔ یہ خاص قابلیت کے آدمی تھے امیر معاویہ نے تدبیر ملک گیری میں ان کو اپنا دست دباؤ دیکھتے تھے انھیں کی ترغیب سے امیر معاویہ نے اپنے بد ذات اور نالایق بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد مقرر کر کے حکومت میں انتخاب کی بجائے وراثت کا طریقہ سب سے پہلا اسلام میں جاری کیا۔ مرتے وقت ان کو اس بات کی کوشش رہی کہ خلافت امیر معاویہ ہی کے خاندان میں ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کے خاندان میں منتقل ہو چلے۔ اپنی زندگی کے آخری ٹھونس میں انھوں نے کوفے کی مسجد میں لوگوں کو بلا کر اپنے اس خیال کا اظہار کرنا چاہا تھا۔ تمام لوگ مسجد اور سرِ ملک پر جمع تھے۔ لیکن موت نے حملت نہ دی اور طاعون کے مرض میں جو ان کو لاحق تھا ۱۱ اگست ۱۱۰۰ء مطابق ۱۲ رمضان ۵۰۰ھ کو کام تمام ہو گیا کوفے کے قریب دفن ہوئے۔

زید ابن عبد اللہ الطفیل البکائی ابن حاتم کے شاگرد اور ابن بشام نے استاد تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے واسطے القندی ہی ہیں۔ سیرت کے عشق میں لگے با بیچ کر استاد کے ساتھ مکمل کھڑے ہوئے اور نہایت ناک سفر و حضر میں ان کے شریک رہے۔ یحییٰ بن ابی بارگاہیں گو ان کا اعزاز کم ہو لیکن کتاب السیرۃ کے سب سے معتبر راوی بھی تھے جلتے ہیں۔ ۵۰۰ھ مطابق ۱۱۰۰ء میں وفات پائی۔

زید النساء ویک شاہنشاہ عالمگیر کی لڑکی کا نام ہو۔ فروری ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰ ارشوال ۱۰۷۷ھ کو پیدا ہوئی۔ فارسی اور عربی میں کامل استعداد حاصل تھی۔ قرآن شریف کے حافظ قلی خوشنویس تھی۔ زید القضایر اس کی تصنیف سے ۱۰ شاعر و بھی قلی مخفی تخلص تھا۔ ایک دیوان چھوڑا۔ شادی نہیں ہوئی تھی۔ بجاۃ اللہ لائی ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۶۵۷ء میں فوت ہوئی۔ ایک مقبرہ کابی دروازہ کے پاس دہلی میں ہو۔

زید بن ثابت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا میں داخل ہیں۔ کتابت وحی کا کام ان کے سپرد تھا۔ طالعراض میں کمال تھا۔ قانون

وراثت کو پورے طور سے جانتے تھے۔ ۵۰۰ھ مطابق ۱۱۰۰ء میں وفات پائی۔

زید بن حارث ۱۔ زید کے والدین بیسیاں تھے۔ اپنے بچپن میں جبکہ اپنی ماں کے ساتھ سفر میں تھے قزاقوں نے راستہ میں ان کے قافلہ کو لوٹ لیا اور ان کو بیکر کر مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا۔ غلامی کی حالت میں یہ حکم کے ہاتھ میں جا پڑے جو غلامیہ کے پوتے تھے۔ حکم کے ان کو اپنی پھوپھی خدیجہ کی نذر کیا۔ بی بی صاحبہ نے پھر صاحب کی نذر کیا تھا۔ یہ ایک کوتاہ قدیابہ فام اور سست بینی شخص تھے۔ اپنی خدمات کو ہمیشہ ہوشیاری اور دفا داری سے انجام دیتے تھے۔ ان کی شادی پیغمبر صاحب کی پرانی خادمہ ام ایمن سے ہوئی تھی۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مسامہ رکھا گیا۔ جب ان کے باپ حارث ان کی تلاش میں پیغمبر صاحب کے پاس گئے ہیں پیغمبر انھوں نے عرض کیا کہ زید کا معاوضہ لیا جائے واپس کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہیں بلا کسی معاوضہ کے آزاد کرنا ہوں اس پر بھی زید نے آپ کی محبت کی وجہ سے مال کے پاس و طر جائے پسند نہیں کیا اور آپ ہی کے پاس رہے۔ پیغمبر صاحب نے ان کو مستثنیٰ کر لیا تھا اور اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے آپ کی شادی کر دی تھی۔ لیکن میاں بیوی میں اتفاق نہ رہا۔ آخر ایک روز تنگ کر زید نے زینب کو طلاق دیدی آخرتہ سے پرہیز و انقیاد کی گرا۔ چونکہ آپ ہی اس طلاق پائی تھے اس لیے آپ چاہتے تھے کہ حضرت زینب بنت جحش کو ان کی اس روحانی تکلیف

بدل خود ان کو اپنے نکاح میں لا کر عطا فرمایا
لیکن چونکہ عرب کے رسم و رواج کے
موافق متینہ لڑکی کی مطلقہ بنی سے
نکاح کرنا ناجائز تھا اس واسطے باوجود اس
امر کے جاننے کے کہ متینہ ایک مصنوعی اور
بے معنی بات پر نکاح کے خیال کا اظہار اس
وقت تک نہ کیا۔ جب تک کہ سہ ماہ
میں وحی الہی نے اس مشکل کو آسان نہ کر دیا
زین الدین۔ رحانی شیخ، تخلص وفائی۔ بابر
بادشاہ کے یہاں صدر مستقل تھا۔ اس کی
بنائی ہوئی ایک مسجد۔ ایک مدرسہ جتنکے
کنارے آگرہ میں موجود ہیں۔ فن معتمد تاریخ
ویدیر گئی میں کامل اور جملہ اصناف نظم و
نثر میں قادر تھا۔ اس نے ایک تاریخ سنی
فتح ہند وستان وغرائب ہند کے متعلق
لکھی۔ بعد ہمایوں سے وہ میں مجدد و چار گز
وفات پائی اور اپنے مدرسہ واقع آگرہ
میں دفن ہوا۔

زین الدین بن احمد۔ زین رجب بھی کہے
جاتے ہیں۔ شرح ترمذی۔ شرح بخاری۔ اور
طبقات خاں اہل ان کی تصانیف ہیں۔ سیرۃ
مطابق سیرۃ میں وفات پائی
زین الدین علی السیسی۔ شاہزادہ بھی کہلاتے
ہیں مسالک الافہام انھیں کی تصنیف ہے
زین الدین کو کہ شاہنشاہ اکبر کا رضا بی بی
اور خواجہ معصود بروہی کا پسر تھا اس کو
اکبر نے ہفت روزہ چار ہزار روپے صلہ منصب
مقرر کر دیا۔ اس کے چچا خواجہ حسن
کی بیٹی جہانگیر کو بیوی مئی جن کے بطن سے

سلطان پرویز پیدا ہوا۔ مطابق
میں زین خاں سوار اور پیر کے اتفاقوں کے
مقابلے کو بھیجا گیا مگر ان کو شکست ہوئی اور
خواجہ عرب بخشی۔ راجہ بیڑل۔ ملا شیری اور
بہت سے ممتاز آدمی آٹھ ہزار آدمیوں کے
ساتھ اس لڑائی میں مارے گئے۔ شہدائے
کابل کا حکم امر مقرر ہوا۔ ۶ مئی سنہ
مطابق ۱۹ ستمبر سنہ ۱۰۰۰ میں بمقام اکبر آباد آگرہ
فوت ہو گیا۔ اس کے زمانے کا بہترین موسیقی دان
اور ہندی کی رائیوں سے خوب واقف تھا
زین العابدین امام۔ جن میں بن علی آپ دور
امام میں سے امام چہارم ہیں۔ کنیت آپ کی
ابو محمد و ابو الحسن و ابو القاسم و ابو بکر و لقب
آپ کا سجاد و زین العباد و سید الساجدین
وزکی و امین و از نام آپ کا علی و ولادت
۵ شعبان ۱۰۰۰ روز جمعہ مطابق سنہ ۱۰۰۰ بمقام
مدینہ منورہ ہوئی۔ والدہ آپ کی بی بی شہزادہ
و دختر زحر و ثالثہ و شاہ ایران تھیں مگر
کرمل کے وقت آپ شہدائے کرملہ اور اپنے اخو
کے ساتھ تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال
کے قریب تھی پھر مریض ہوئے کے ذکر میں تنہا
آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھی فاطمہ کی لقا کے
واسطے بچا دیا تھا سادات کی نسل آج تک تمام
دنیا میں آپ ہی سے باقی ہے۔ کسی دشمن نے آپ کے
کھانے میں زہر ڈالا کہ انہیں ۱۰۰۰ مطابق
اکتوبر سنہ ۱۰۰۰ کو کام تمام کر دیا۔ زمانہ ولید
اولیٰ کا تھا ۱۰۰۰ میں کی عمر پانی مزار مبارک
حضرت امام حسن کی مزار کے ملحق جنت البقیع
مدینہ منورہ میں واقع ہے۔

گر ٹپس اور استقاظ ہو کر نسائی امراض پیدا ہو گئے جن سے سلسلہ مطابق سلسلہ میں ان کی وفات واقع ہوئی۔

زینب بنت جحش :- حضرت نبی اکرم کی بیوی زنا بن تیس اول زینب حارث کے نکاح میں آئیں اور ان سے طلاق پانے کے بعد مدینہ میں انحضرت کی زوجیت میں آئیں۔ ملاحظہ ہو زینب حارث **زینب بنت خزیمہ**۔ خاندان عامر بن ساسہ سے تھیں۔ اپنی کثرت خیرات اور حب مساکین کی وجہ سے ام المساکین کہی جاتی ہیں۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں انحضرت کے نکاح میں آئیں۔ ان کے پہلے شوہر غزوہات میں شہید ہو گئے تھے اور دیگر اغوانے جو اڑانی میں تکلیف اٹھا چکے تھے ان کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے ان حضرت نے ان کی قربانیوں پر نگاہ رکھ کر شرف زوجیت بخشا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش سے دو ماہ بعد سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔

زینب بنت النساب سلم۔ شہنشاہ عالمگیر کی دختر تھی سلسلہ مطابق سلسلہ میں وفات پائی اور دہلی کی مشہور مسجد موسومہ زینت المساجد میں دفن ہوئی۔ اس مسجد کو سنگ سرخ سے اسی خاتون نے بنوایا تھا جو دریائے گنج میں لب جن واقع ہو۔

زینب محل :- ابو ظفر ہمدانی در شاہ کی بیگم کا لقب جو جو رنگوں میں اپنے شوہر کی نفرتی کے دلنے میں ان کے ساتھ تھی۔ وہیں انتقال ہوا۔

زینب محل :- بلال کنڑ کو لقب ہو جو شاہ عالم شاہ دہلی کی اس تھی۔

زین العابدین۔ سرچا پٹم کا رہنے والا موسومہ النبی امین کا مصنف تھا۔ یہ کتاب منظوم خطبات کا مجموعہ ہے۔ اسی مجموعہ میں سے ایک خطبہ ہر جمعہ کے دن میسور کی تمام مساجد میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ نغیں سولہ مختلف بحر میں بیو سلطان کے حکم سے لکھی گئی تھیں **زین العابدین**۔ بن نعم المعری۔ اس نے کنز الدقائق کی مشہور شرح جرا لرائق لکھی۔ لیکن وہ اس کو اپنی زندگی تک مکمل نہ کر سکا۔ اس کے بھائی سراج الدین عربی نے تمام کیا۔ اس شرح کے علاوہ اشتباہ النظار اور فاعل الوغیہ مشہور کتابیں ہیں سلسلہ مطابق سلسلہ میں انتقال کیا۔

زین العابدین۔ پھلی شہر وطن مالک متحدہ میں عسکر سب جی پرمتا زینے پیش لینے کے بعد ریاست رام پور میں تعلق ہو گیا تھا۔ سرسید مرحوم کے خاص دوست تھے۔ سلسلہ میں انتقال ہوا۔ سلسلہ معلوم ملی گروہ کی مسجد میں دفن ہوئے۔ آپ کے بے صاحب زادے مولوی زین الدین صاحب صوبہ متحدہ میں ملکداری کے عہدے پر ممتاز ہیں **زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم** کی صاحبزادی تھیں ان کی شادی ابو العاص کے ساتھ ہوئی تھی ابو العاص ان سے محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جنگ ہر میں گرفتار ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس وقت تک وہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ان کو بلا کسی خدیہ کے اس شرط پر رہائی دی گئی کہ وہ زینب کو مدینے بھیج دیں۔ چنانچہ ہر سے واپس آکر ابو العاص نے اپنے وعدہ کے موافق۔ زینب کو ایک اونٹ پر سوار کر کے اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینے کو روانہ کر دیا۔ راستہ میں جہانے جو کھانا تہنیش سے تھا زینب پر ایسا وار کیا کہ اونٹ کی اڑی سے نیچے

روایت س

ساسان - اردشیر بابکاں کا دادا ساسانی خاندان کا بانی تھا۔ اس خاندان کے بادشاہ چار سو سال تک حکمران رہے اور مشرق کی عظیم الشان سلطنت میں اس کا شمار ہی ملاحظہ ہوا۔

سالار جنگ اول - نواب میر تراب علی خاں نام پر مختار الملک خطاب۔ ۳۴ ہجری ۱۱۵۱ء میں سلطان مطہر سلطان کو پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب حضرت اویس قرنی سے ملتا ہے۔ آپ کی مگر کی زندگی کا آغاز تعلقہ ارطم (دکن) کی حیثیت سے ہوا۔ ۱۱۵۱ء میں حضور نامہ راہ و بارہ بادشاہ دکن نے خلعت و وزارت عظمیٰ فرمایا اس زمانے میں ریاست کی حالت نہایت خراب تھی آپ نے ایسا انتظام کیا کہ تمام خرابیوں کی اصلاح ہو گئی۔ ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء اصلاحوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۱۵۱ء کے زمانے میں آپ نے نہایت دانشمندی کا برتاؤ کیا۔ ریاست میں غدر کے زہریلے جراثیم کا اثر نہ ہونے دیا اور پرنس کا کوہِ طح مدد دی۔ اس پیدار مغز وزیر پر کئی مرتبہ قاتلانہ طعنے بھی کیے گئے۔ لیکن یہ سب بیکار گئے۔ آپ کے عہد میں میر محبوب علی خاں بہادر کم سن کی حالت میں تخت نشین ہوئے اور ریاست کا انتظام ایک ریجنی کے سپرد ہوا۔ آپ کے زمانے میں پرنس آف ولز (دشمنشاہ لڈ ورڈ) ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء میں ہندوستان میں تشریف لائے۔ آپ نے تمام دکن کی طرف سے مہمیں جاگیرداروں و صوفیوں سے ملاقات کا اعزاز

حاصل کیا۔ ۱۱۵۱ء میں آپ نے یورپ کی سیر کی کہ سولہ ہفتے درستی نے۔ سی۔ ایل کی ڈگری عطا کی۔ لندن میں ہمارے کوٹریہ آجمنی کے سلام کا شرف حاصل کیا۔ علی گڑھ کالج کے آپ خاص معاونین میں تھے۔ کالج کا ڈائریکشن ہال سالانہ فیسل آپ کی فیاضی کی یادگار ہے۔ ۱۱۵۱ء رجب الاول ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء کو حیدر آباد میں وفات پائی۔

سالار جنگ دوم - ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء کو حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ سالار جنگ اول کے خلف الکبر تھے۔ آپ کا نام میر لائق علی خاں تھا۔ آپ کی تعلیم اور تربیت اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خاں مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ ۱۱۵۱ء رجب الاول ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء کو قلعہ ان وزارت سپرد ہوا۔ ۱۱۵۱ء رجب ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء کو آپ اپنے عہد سے مستعفی ہو گئے۔ آپ کے زمانہ دارالہدایہ میں الشیر کو قائم ہوا اور تمام دفاع میں زبان اردو جاری ہوئی۔ وزارت کے بارے میں شک و شبہ ہونے کے بعد آپ نے یورپ و مصر و روم کی سیر کی۔ فلسطین کے زمانہ قیام میں صرف میں رول کے اندر زبان ترکی تحصیل کر کے جلسہ عام میں تقریر کی۔ ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء کو انتقال ہوا۔

سالار جنگ سوم - (نواب) میر وسعت علی خاں نام ابن میر لائق علی خاں پیدا ۱۱۵۱ء شوال ۱۱۵۱ء مطابق ۱۱۵۱ء رجب ۱۱۵۱ء کو حیدر آباد میں داخل ہوئے۔ اسی اسکول کی تعلیم ختم ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کو خاص علوم تیار کیے

سیاست۔ مدن۔ قانون اور انسٹانگریزی اور
کی تعلیم دلانے کا انتظام کیا۔ مسلمانوں کو
مصلحتوں کو حضور نظام مرحوم نے خان بہادر اور
سالار جنگ کے خطابات سے متنازع فرمایا۔ انھوں
نے مسلم یونیورسٹی نزد کوئٹہ لاکھ کی رقم عطا کی۔
مسلمانوں کو مطابق مسلمانوں میں وزارت حیدر آباد
پر مامور ہوئے۔ دو سال کے بعد اس عہدے
کے بارے میں بدویش ہو کر اپنی اسٹیٹ کے
کام میں مصروف ہیں۔

سالار مسعود غازی۔ (دعا خط ہو مسعود غازی سالار
سالار بہن راجہ۔ ایک کوزہ گڑا لاکھ کما جاتا ہو۔
اور گوداوری کے پاس مقام پیر رہتا تھا۔ اس کا
سن ابھی تک دکن میں راج ہو چکا ہے شروع
ہوتا ہو۔

سالک۔ مرزا قربان علی بیگ۔ دہلی۔ عربی۔ فارسی
میں صاحب استعداد فن سخن میں مومن خاں اور
مرزا غالب مرحوم سے ملتا تھا۔ مضمون نیا پسند
خیال۔ عالی دماغ شاعر تھے۔ ایک دیوان بنگال
کے نام سے شائع ہو چکا ہو۔ اور میں وکیل تھے قریباً
مسلمانوں میں جیہ راجہ اور انتقال کیا۔

سالک قزوینی۔ سالک بیرونی۔ ایک قزوینی
دوسرے قزوینی شاعر شاہجہاں کے زمانے میں
گزرے ہیں۔ اور دونوں عالمگیر کے زمانے میں
فوت ہوئے۔ سالک قزوینی مسلمانوں میں
مسلمانوں میں اور قزوینی مسلمانوں میں
میں فوت ہوئے۔

سام۔ نریان کا لڑکا مشہور ایرانی پہلوان رستم کا
داتا تھا۔

سامان۔ سامانی خاندان کے پہلے بادشاہ اسماعیل بن

کے مورث کا نام ہو۔ معتز خلیفہ بغداد نے فرستے
مطابق سامانیوں میں اس کے پوتے نصر احمد کو غلام
کا حاکم مقرر ہوا (دعا خط ہو اسماعیل سامانی)

سامانی۔ چھٹی صدی ہجری کا عربی مصنف تھا جس نے
عربی معنی کے حالات کی ایک کتاب سمی
کتاب فی الانساب کے نام سے لکھی ابن الاثیر نے
اس کا خلاصہ شائع کیا۔ جلال الدین سیوطی نے
اس کا دوسرا خلاصہ "لب لباب" کے نام سے
لکھا ہو۔

ساڈیک فری پریٹر۔ سیام کا بادشاہ تھا۔ جو
مسلمانوں کے شروع میں ہندوستان آیا۔ اور
کلکتے۔ لکھنؤ اور بمبئی وغیرہ میں اس کے شاہان شاہان
استقبال و احترام ہوا۔

سامرو۔ (دعا خط ہو شمر)۔
سام سلطان بہادر۔ بگڑت کا رہنے والا تھا
تاریخ بہادر شاہی کی تصنیف ہو۔

سام مرزا۔ شاہ اسماعیل اول کا لڑکا تھا۔ تختہ سامانی
اس کی تصنیف ہو جس میں ایرانی کے بعض
شاعروں کی سوانح عمریاں ہیں۔ یہ کتاب مسلمانوں
مطابق مسلمانوں میں مرتب ہوئی۔ اس کا قلم
سامی تھا۔

ساہوچی یا ساہوچی بھوسلا۔ ایک مرہٹہ
مرہٹہ اور تھا جو ملک غیر ایک حبشی فرماں روا کے
احمد نگر کے زمانے میں قیدی مرتبہ ہوا۔ آخر میں شاہ
بجایا ہو کر ملک میں داخل ہوا۔ عالمگیر کے
عہد میں کرنل ملک کا صوبہ دار تھا۔ جنوبی فتوحات
پر مامور کیا گیا۔ اور میسور میں اس کا جاگیر عطا ہوئی
جس میں فتوحات سیر اور بنگالہ شامل تھے۔ بحالت
کبریٰ مسلمانوں میں بنگالہ کیلئے فوت ہوا

اس کا لڑکا سیوا جی تھا جس کا نام تک بندھستان
کی تاریخ میں مشہور ہے۔ ساہو جی کی دوسری بی بی ٹوکا بی
تھی جس کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا جو کھراٹھ
ساہو جی۔ ساہو جی یا ساہو بھو سلطانی۔ بنساجی
مرہٹہ سردار کا بیٹا تھا۔ ۱۷۹۵ء مطابق ۱۲۰۵ء ع
کو اپنے باپ کے مرنے کے بعد بھالست نامی جانشین
ہوا۔ راجہ رام اُس کا چچا آئین منظر ہو اقلو راہیری
کے خلیفہ کرنے کے بعد بنساجی اور اُس کے اہل عیال
کو بادشاہ عالمگیر نے قید کر لیا اس وقت ساہو بھو کا
بڑا لڑکا نو سال کا تھا بادشاہ نے اُس کو اپنی خانگی
لیکے منصب ہفت ہزاری۔ راجہ کا خطاب۔ اور
خلعت عیادت کیا۔ ساہو کے بجائے راجہ رام راجہ
بن گیا۔ ۱۲۱۰ء اپریل سنہ ۱۲۰۵ء مطابق ۱۲۰۵ء ذی قعد
سلطان کو عالمگیر نے شہرے کا قلعہ فتح کر لیا مگر
قلعے کے سحر ہونے سے پہلے راجہ رام بھارہ پھیک
مر چکا تھا۔ تنو کی لڑکا سیوا وزیر گرائی اپنی ماں کا بی
کے گدی نشین ہوا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد اعظم شاہ
نے ساہو جی کو مطلق العنان اور ذی اختیار بنادیا۔
مرہٹوں نے اُس کو اپنا سردار مان لیا۔ اس کے
گدی نشینی پرچ سنہ ۱۲۰۵ء میں مقام شاراہل پر
آئی۔ اس کے زمانے میں مرہٹوں نے قریب قریب
ہندوستان کے حصے کو سوائے بنگال کے ولایت
خارج کیا اور اپنی مملکت کو مغربی سمندر سے
اڑیسے تک اور اگڑے کنارک تک جس کا طول
ایک ہزار میل عرض سات سو میل ہے۔ وسعت دی
ساہو کے وزیر بالاجی شیوا ناتھ نے اُس پر ایسا قابو
پایا تھا کہ تمام امور ملکی میں خود آواز اختیار حاصل
کر لیتے تھے۔ ساہو پچاس سال کی حکومت کے بعد
دعبر ہوئے وہیں مر گیا۔ اس کا بیٹا لڑکا رام راجہ

جو تارابی کا پوتا تھا راجہ ہوا مگر اختیار پیشوا ہی کے
ہاتھ میں رہا۔ اپنے مرنے سے پہلے پیشوا کو کل
اختیارات دیدیے اور اعلان کر دیا تھا کہ کوئی
کی ریاست جس پر راجہ رام بنساجی کا لڑکا حکم
تھا ایک غلطیہ خود مختار ریاست شمار کی جائے
اُس وقت سے مرہٹہ قوم کی مرواری باکل پیشوا کو
مل گئی۔
ساہو۔ معروف آپا صاحب یہ رام راجہ کا بیٹا اور
ترمیک جی کا لڑکا تھا جو رام راجہ کے بعد تسلط
کی گدی پر ۱۲۰۵ء بمجرع ۱۲۰۵ء کو بیٹھا۔ وہ ہمیشہ ایک
قیدی کی طرح رہا اُس کے مرنے پر پرتاب سنگھ
اُس کا جانشین ہوا۔
سبحان کشن مولوی تاریخ الحکما کا اردو ترجمہ کیا
تذکرۃ المفسرین کا مصنف ہے جو سنہ ۱۲۰۵ء میں
دہلی میں مطبوع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب
میں مفسرین وغیرہ کے حالات دیے ہیں جو زیادہ تر
ابن خلکان اور سیوطی سے اخذ ہیں۔
سبحانی مولانا نجات اشرف کا باشندہ اپنے وطن سے
کبھی نقل و حرکت نہیں کی تمام عمر وہیں بسر کر دی
شیخ فیضی اور بطوری کا جمعیہ تھا۔ سوائے رباعی
اور کسی صنف شاعری پر نظم نہیں اٹھایا۔ اس کے
وفات کے بعد رباعیات کی تدوین کی گئی تو ان
کی تعداد ۱۲ ہزار تک پہنچی۔
بہنوار سی۔ بہنوار کا سہنے والا تھا۔ سوانح بہنوار سی
اس کی تصنیف ہے۔ کتاب دولت آباد کن کی
تاریخ ہے۔ اور اُس کے قریب وجوہ میں جو زرگان
میں آسودہ ہیں ان کا حال ہے۔ کتاب سنہ ۱۲۰۵ء
مطابق سنہ ۱۲۰۵ء میں تصنیف ہوئی تھی۔
سبکتائیں ناصر الدین محمود۔ بتول صاحبہ بنت

ناصری یزدجرد کی نسل سے تھا۔ خاندان ساسانی ہیں
 فارس کا سب سے آخری بادشاہ گورابو۔ بعض
 مورخوں کا بیان ہے کہ الپتگیس سلطان غزنوی نے
 کم سنی میں اس کو بطور غلام کے خرید لیا تھا۔ لیکن اس بچے
 کی صورت سے اقبال مندی کے آثار نمایاں دیکھ کر
 الپتگیس اس سے محبت کرنے لگا اور رفتہ رفتہ
 معزز عہدوں پر ممتاز کیا۔ اور اس کے رتباؤ نے
 تمام اراکین سلطنت کے دل میں جگہ پیدا کر لی تھی
 الپتگیس کے بعد اس کا لڑکا ابوالسحاق تخت نشین
 ہوا۔ لیکن ابوالسحاق کے فوت ہو جانے پر مستحضر
 میں تمام اراکین سلطنت نے بادشاہی کے لیے
 اس کو منتخب کیا۔ چنانچہ وہ غزنوی کے تخت و تاج کا
 مالک ہو گیا۔ اور غزنوی خاندان کی حکومت کا
 بانی ہوا۔ اس نے اپنی سلطنت کو خوب وسعت دی
 میانجاہک کہ ہندوستان کا بھی ایک حصہ فتح کر لیا
 غزنوی اور کابل کو پہلے ہی سے اس کی حکومت میں
 داخل تھے۔ اب خراسان سے لیکر بخارا تک کا
 مالک ہو گیا۔ بحساب قمری ۲۰ سال حکومت کی
 اگست ۱۱۵۵ء مطابق شعبان ۵۴۹ھ سال
 کی عمر میں بلخ کے قریب انتقال کیا۔ وہاں سے
 اس کی لاش غزنوی لے جا کر دفن کی گئی مشہور واقع
 سلطان محمود غزنوی اسی کا بیٹا اور جانشین تھا۔
 غزنوی اور غور کے خاندانیں بہت سیکٹگیں کے ۱۲ بادشاہ
 گزرے ہیں جو غزنوی اور لاہوریوں کے ہیں۔
 ان کی فہرست ۱۵۱۔
 (۱) ناصر الدین سیکٹگیں۔
 (۲) سلطان امین الملک ناصر الدین سیکٹگیں کا جانشین ہوا
 لیکن سلطان محمود اس کے بھائی نے اس کو تخت سے
 اتار دیا۔

- (۳) سلطان محمود (بین الدولہ ابو الفتح)
 (۴) محمد بن محمود (تخت نشینی کے بعد ہی فوراً مغزول
 کر کے زندہ کر دیا گیا)
 (۵) محمود اول بن محمود (اس کو بھی مغزول۔ اور
 ہلاکت نصیب ہوئی)
 (۶) محمود بن محمود
 (۷) سوڈانی (صرف چھ روز حکومت کی)
 (۸) ابو الحسن علی بن محمود اول۔
 (۹) عبد الرشید بن محمود۔
 (۱۰) فرخ زاد بن محمود۔
 (۱۱) ابراہیم برادر فرخ زاد۔
 (۱۲) سوڈانی بن ابراہیم۔
 (۱۳) ارسلان شاہ
 (۱۴) شہزاد۔
 (۱۵) ہرام شاہ۔
 (۱۶) خسرو شاہ (صرف لاہور میں حکومت کی)
 (۱۷) خسرو ملک (دلیشاہ)
 شاپان خاندان غور۔
 (۱۸) غلام الدین حسن غوری۔
 (۱۹) ملک سیف الدین۔
 (۲۰) غیاث الدین محمد غوری
 (۲۱) تاج الدین بیدز۔

سپہ دار خاں۔ اصلی نام مرزا محمد صالح تبریز کا رہنے والا
 شرفا، ایران سے تھا۔ ۱۵۵۷ء مطابق سنہ ۹۶۵ھ میں
 خواجہ بیگ نرزا بن مصمم جگہ صفوی کے ساتھ
 ہندوستان آیا۔ اور اکبر کے دربار میں رسائی ہوئی
 منصب و مراتب حاصل ہوئے وقتاً فوقتاً فرائض
 کا حاکم رہا۔ ۱۵۵۷ء مطابق سنہ ۹۶۵ھ ہجری میں
 شہزادہ مہملوک کی وفات کے بعد جبکہ شاہزادہ

دانیال وکن کی شہر پر چھا گیا اور احمد کے قلعے کو جو
نظام شاہ کا دور اسلخت تھا تیر کیا تو اس ملک کی
حکومت خواجہ بیگ مرزا اور سپہ دار خاں کو
تفویض کی گئی۔

سپہ دار خاں۔ خاں جہاں بہادر کا دوسرا لڑکا
عالمگیر کا رضاعی بھائی تھا۔

عالمگیر نے اس کو سولہ سالہ مطابق سن ۱۷۰۷ء میں سپہناری
منصب عطا کیا۔ چند سال تک صوبہ الہ آباد کا
حاکم رہا۔ اس کا بھائی بہت خاں مرہٹوں کے
مقابلے میں ایک لڑائی میں ۱۷۰۹ء مطابق ۱۱۱۰ھ
میں ایک تیرے مارا گیا۔ اس کے تھوڑے ہی
دنوں بعد اس کا باپ شان جہاں بہادر با و شاہی
لشکر میں فوت ہو گیا۔

سپہر شکوہ۔ دارا شکوہ کا لڑکا تھا اس کو عالمگیر نے
اپنی تخت نشینی پر قید کر دیا۔ لیکن سولہویں سال
یعنی ۱۷۰۷ء میں گواہا سے دہلی لاکر اس کے
ساتھ اپنی شہزادی بدرالشاہ بیگم کی شادی کر دی
شاہزادہ عالی تبار اس کے بطن سے پیدا ہوا

سستی النساء ملک الشعرا طالب آملی کی بہن تھی۔ جہانگیر
کے زمانے میں طالب آملی سے ملے ایران سے
ہندوستان آئی۔ اس کی شادی نصیرانی کا شی سے
ہوئی تھی جو مرزا صاحب کے استاد اور مسیح کا شی کا
حقیقی بھائی تھا۔ نصیرانی کی وفات کے بعد سستی النساء
ممتاز محل (دشاہ جہاں کی بیگم کی پیش خدمت مقرر
ہوئی۔ یہ عورت نہایت قابل اور خوش تقریب و فراغت
کی ماہرہ تھی اور خانہ داری کا خاص سلیقہ رکھتی تھی۔ علم
میں بھی اس کو مہارت تھی۔ ممتاز محل نے اس
کو عمر واری کی خدمت سپرد کی اور بنگالی اور فن
فراغت کی واقفیت کی وجہ سے جہاں آرا بیگم

شاہجہاں کی لڑکی کی طرح مقرر کی گئی۔ ممتاز محل کے
مرنے کے بعد شاہجہاں نے اس کو حرم شاہی میں
صدر کل یعنی ہمارا لہجہ مقرر کر دیا۔ ۱۶۵۷ء میں
اس نے بتام لہجہ اور انتقال کیا۔ شاہجہاں نے
تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے اس کا مقبرہ آگرے
میں ممتاز محل کی قبر سے مجسم کی حرم صفا جلو خانے
کے متصل تعمیر کرایا۔ تقریباً ایک سال کے بعد
لاہور سے سستی بیگم کی لاش منگو کر اس مقبرے میں
دفن کی گئی اور مقبرے کے انحرافات کے لیے
ایک گاؤں عطا کیا جس کی سالانہ آمدنی تیس ہزار
روپیہ تھی۔

تیش چندر رائے بہادر۔ ندیہ کا مہاراجہ
راجہ تیش چندر رائے کا پر پوتا تھا۔ اس نے آگرہ میں
کوسراج اللہ کے مقابلے میں۔ دہلی میں ۱۷۰۷ء
میں فوت ہوا۔

سجاد حسین (منشی)۔ باب کا نام منشی منصور علی۔
بدلتی سولہویں مقام کا کوری منسل لکھنؤ۔ ایٹ لے
تک کینگ کل لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ پھر کالج چھوڑ کر
تبلاش معاش فیض آباد آکر فوج میں آکر دوڑ چلنے
پر شہر مقرر ہوئے مگر بہت جلد اس کو بھی خبر لڑ کر
۱۷۰۷ء میں مقام لکھنؤ اور پھر شی کی اشاعت کی
بنیاد رکھی جس کے لیے اپنے اپنے نامہ نگار بھی بنائے
گئے۔ ۱۷۰۷ء میں حیدر آباد کو مرض خالج سے انتقال کیا
اور پھر شی ثانی ہند کا مہر اخبار اپنے طرز اور
رنگ میں بے مثل تھا۔ اول الحق اللہی صاحب لکھنؤ
طبعی کا اس کو غیرہ ان کی تصنیف سے ہیں۔
سجاد میر آگے کا ایک اردو شاعر تھا۔ شاد و غم الدین
نہرو کا شاگرد تھا۔

سبحان رائے کھتری منشی میر شہنشاہ عالمگیر

اور جنت المصلیٰ میں دفن ہوئے۔ ان کی مشہور تصانیف
التقویم فی احادیث النبی الکریم۔ رسالہ اسلم۔ رسالہ
تقویٰ۔ عقائد ائمہ دو۔ رسالہ کلیات کفر۔ رسالہ
اسرار فقر جو اب سوالات فقہ۔ رسالہ عرفان۔

رسالہ تقوا و اخلاص وغیرہ ہیں۔

سخی۔ اگر کے کا شاعر تھا جس کا نام میر عبدالصمد تھا مشہور
مطابق مستطابہ میں رہا۔

سخی سردار۔ ایک مسلمان ولی تھے و ملاحظہ ہو سلطان
سخی سردار

سدا سکھ۔ یثن پر شاہ دلدل غلاب رسے کا سینٹھ ساکن
الآباد کا لڑکا تھا۔ مرصع خورشید کا مصنف ہے
یہ کتاب فی انشادیں مستطابہ میں لکھی گئی۔ اس نے
۲۰۰ دو میں ایک قصوں کی کتاب بھی لکھی ہے۔

سدا سکھ لال۔ دشتی تخلص پینا ز بخت خاں کے
زلمے میں آگرہ کا سر پستہ دار تھا۔ مستطابہ مطابق

مستطابہ میں ۶۰ برس کی عمر میں بولی چھوڑ کر اللہ آباد
گیا تھا۔ مرزا اقبال۔ میر تقی خواجہ میر درد و دیگر کے

معاصرین میں تھا۔ فن التاریخ میں منتخب التواریخ نام
ایک کتاب لکھی۔ سرہزی ایٹھ نے اپنی تاریخ میں

اس کا حوالہ دیا ہے۔

سدا شیور اور عرف بھاؤ۔ چنابی کا بیٹا اور بھائی
راؤ اول پشاور آدم کا بیٹا تھا۔ عالمگیر دوم کی وفات

کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا
کی ہو تو یہ بھی دکن سے پٹنکر کو تاجی سندھیا قلعہ ہو گیا

اور ہر کی فوج احمد شاہ کے ہاتھ سے برباد ہو چکی ہے
بسواس راؤ پسر بالاجی کو ساتھ لیکر اور ایک بڑا مودہ

لشکر کا سپہ سالار بن کر احمد شاہ کے مقابلے کیے
دکن سے اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ مرزا نادر

کی سلطنت کا خاتمہ کر کے خود ہندوستان کی سلطنت

کے زمانے میں تھا خلاصہ التواریخ کے نام سے ایک
نمایع ضخیم اور مفصل تاریخ اہل ہند کے عالم سے لیکر
شہنشاہ اور ملک زب کے عہد تک لکھی اور اس
کوشش اور محنت سے لکھی کہ وہ مستند کتابوں کی
فہرست میں داخل ہو دشتی موصوف اپنے کو ٹیلے
کا رہنے والا بتاتا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ حیدر آباد
اور لندن کے کتب خانہ مشرقی میں موجود ہے۔ مستطابہ
مطابق مستطابہ میں وفات پائی۔

سجاد ندی (ملاحظہ ہو سراج مجبور عبد الرشید صاحب
السجاد ندی)

سجیت سنگھ۔ ایک سکھ سردار تھا جو مارا پشیر سنگھ
کے قتل کے بعد باغیوں سے مل گیا تھا۔ اس پر پشیر سنگھ
نے لاہور کے قریب حملہ کیا۔ اس کا گروہ منتشر ہوا
گیا اور وہ ۱۷ اپریل ۱۸۴۷ء کو اسی لڑائی میں مارا
گیا۔ اس کی موت کی خبر سن کر وہ ۹۰ عورتوں نے بھگم
لہاؤ دشتی کر لی۔

سحبان۔ ایک عربی شاعر کا نام جو وکیل خیائی کا
بیٹا تھا۔ شیخ سعدی نے اس کی بابت گلستاں میں
لکھا ہے کہ سحبان وائل فصاحت و بلاغت میں لائے
گزرے۔ وہ یہاں تک قدرت رکھتا تھا کہ اگر کسی
طبے کے سلسلے ایک سال تک گفتگو کرتا تو کرر
الفاظ اس کی زبان پر نہ آتے۔

سحاوت علی۔ مولوی وطن قصبہ منڈیاں ضلع چنبرہ
پیدائش مستطابہ مطابق سلاطین سے نہایت مشہور

فالم تھے اور اکثر ملکہ امداد ارمن سے مستفیض ہوئے
مسجد جامع جو پور میں مدرسہ ربانیہ قرآنیہ قائم کیا۔

نور علی موصوف۔ بیت اللہ شریعت کی زیارت کر
گئے اور وہیں ہر سوال مستطابہ مطابق مستطابہ

کو وفات پائی۔

فائدہ کر کے خود ہندوستان کی سلطنت کا مالک بن چلے اور بدایوں سے انتقام سے سلطنت میں پانی پت کی مشور لرائی میں اس نے سخت شکست کھائی اور اسی میں مار گیا۔ بسواس راوی بھی قتل ہوا اس کے مرنے کی تاریخ ۱۳ جنوری ۱۵۱۷ء ہے۔

سراج الدین حسین اورنگ آبادی کا تخلص ہے۔ اس نے تذکرہ دیوان منتخب صفحہ ۱۷۷ مطابق ۱۵۱۷ء میں تالیف کیا اس تذکرہ میں ۶۰۰ شعرا کا کلام جمع کیا گیا ہے۔

سراج احمد سید آل احمد شاہ مودودی شہنشاہی کے بھیلے فرزند سوان ضلع پاپوں کے رہنے والے ذکاوت و جرات میں مشہور عصر اور بحث و کلام میں بکا نہ لگتے ہیں عہد واجد علی شاہ یہ اعزاز متوسل کا کوری میں تحصیلدار رہے۔ تہذیب ملی سیاست مانی میں لائے صاحب رکھتے تھے۔ بعد ترک ملازمت اودھ سے وطن واپس ہو کر گوشہ نشینی و تصنیف علمی میں مشغول ہوئے۔ کتاب سراج الایمان مناظر سے ملے۔ وفات بمقام سوان ۱۷۷۱ء میں بچہ ۳۳ سال ہوئی

سراج الدولہ - (نواب) بنگال کا نواب تھا۔ اور سندھین سے پہلے اس کا نام مرزا محمود تھا۔ زین الدین احمد المظاہر بہ نسبت جنگ کا بڑا دلہ کا تھا اور وی خاں مہابت جنگ حاکم بنگال کا بھتیجا اور داماد مہابت جنگ ۱۰ اپریل ۱۷۷۱ء مطابق ۱۷۷۱ء کو فوت ہو گیا۔ سراج الدولہ اس کا جانشین ہوا انگریزوں نے اس زمانے میں اس کے ایک ماتحت کو جو ڈھلکے روپیہ لیکر کلکتہ کو بھاگ گیا تھا پناہ دی ملی۔ اس پر اس نے ناخوش ہو کر ۲۰ جون ۱۷۷۱ء کو کلکتہ پر حملہ کر دیا ۵۰ ہزار سپاہی اس وقت سراج الدولہ کی فوج

میں شامل تھے اس نے کلکتہ کے قلعہ کو تھیر کر لیا ۱۴۶۔ انگریزوں کو گرفتار کر کے ایک تنگ دکان میں کوٹھری میں بند کر دیا جس میں سے صبح کو صرف ۲۳ آدمی زندہ بچے۔ مشر ڈیک جو انگریزوں کی طرف سے کلکتہ کا گورنر تھا ایک ہمالہ پر سوار ہو کر اور چند انگریزوں کو ساتھ لیکر اپنی جان بچا کر داس بھاگ گیا۔ اس زمانے میں کرنل کلاہ اور کاٹ کی کمان کر رہا تھا۔ یہ قرار پایا کہ اسے بنگال بلا لیا جائے تاکہ پھر کلکتہ پر قبضہ کرے۔ کرنل کلاہ اور دارن ۱۹۰۰ء میں اور پندرہ سو سپاہیوں کو لیسکر ۲۰ دسمبر ۱۷۷۱ء کو ٹالپنچا۔ اور دوسری جنوری ۱۷۷۲ء مطابق ۱۷۷۲ء کو کلکتہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ سراج الدولہ صلح کرنے پر مجبور ہوا کلاہ نے اس کے بعد میر جعفر سے جو نواب کا ایک متحد علیہ افسر تھا خفیہ عہد نامہ کیا۔ اور جون میں مرشد آباد کی طرف سے جو نواب کا دار السلطنت تھا فوج لیکر روانہ ہوا۔ ۲۳ جون ۱۷۷۲ء کو پلاسی کی مشہور لڑائی واقع ہوئی جس میں میر جعفر کی دغا بازی اور ننگ حرای کی وجہ سے سراج الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی۔ سراج الدولہ بھاگ گیا۔ لیکن ۴ جولائی ۱۷۷۲ء مطابق ۱۵ اگست ۱۷۷۲ء کو گرفتار ہو کر مرین پیر میر جعفر نے اس کو قتل کر دیا۔ اس وقت اس کی عمر کچھ تو اس سال بھی پورا نہ ہوا تھا اور حکومت کو ۱۵ ماہ سے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ مہابت جنگ کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ میر جعفر کو مرشد آباد کا نواب بنایا گیا۔ اس تاریخ سے انگریزوں کا مستقل اثر بنگال میں قائم ہو گیا۔

سراج الدولہ محمد عوث خاں - ارکاٹ کا

نواب تھا۔ اس کا تخلص عظیم تھا تذکرہ صبح و طعن کا مولف ہے۔ اس تذکرے میں شعراء کے تذکرہ بہک کے حالات و بیچ ہیں اور یہ تذکرہ مستند و مطابق سہ ماہ میں لکھا گیا ہے۔ اس کو گلدستہ تذکرہ بہک بھی کہتے ہیں۔

سراج الدین بن نور الدین شرح بخاری اور شرح عمدہ کا مصنف ہے۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں فوت ہوا۔

سراج الدین جنیدی شیخ آپ حضرت جبریل بن عبد اوی کی اولاد میں ہیں۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں پیدا ہوئے۔ سید خوند میر ملا الدین جو ہری سے بیعت تھی۔ شہزادہ محمد تغلق کے ساتھ تھیں۔ کن کی محم میں شریک تھے۔ راجہ ورنگ کو جس کا نام پر تاب اور دارا تھا شکست دی اور اس کو مشرف بہ اسلام کیا۔ وکن میں اشاعت اسلام فرمائی اور طرح طرح کے خرق عادات آپ کے مشہور ہیں۔ گلبرگیں جانب غروب جہاں قدیم حسین آباد واقع تھا آپ کا روضہ مبارک ہو اور اس کے بالکل مجاذیں نور شاہ جہنی اول کا روضہ ہے جو آپ کا مرید تھا اس نے انعام کیا تھا کہ آپ کے روضہ کا دروازہ اس کے گنبد کے مجاذیں رہے۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں فوت ہوا۔

سراج الدین ساوی مولانا شہر سائہ صوبہ دہلی کا ایک بہت مشہور شاعر تھا غلی نامہ اس کی تصنیف ہے۔ جب سلطان جلال الدین بزم غلی تخت نشین ہوا وہ سائہ کا حاکم تھا۔ اس سے وہاں کے لوگوں نے کچھ بے اعتنائی کی اس پر سلطان نے کچھ توبہ نہ کی تو اس نے سلطان کی بھومی سے کتاب لکھی تھی۔ جب سلطان بزم دہلی کا بادشاہ ہوا تو

اس نے اسی شاعر کو دہلی بلایا۔ شاعر اپنی گردن میں خود ایک رستی ڈال کر مجراۂ وضع سے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا۔ بادشاہ کو شاعر کی یہ ادبیت پسند آئی اور اس کو گلا سے لٹایا۔ بعد وہ بادشاہی مقید ہیں داخل ہو گئے اور اس کے بعد آخر وقت تک بادشاہ کی مدح لکھتا رہا۔

سراج الدین علی خاں نام۔ آرزو۔ تخلص۔ شیخ حسام الدین حسام کا بیٹا۔ وطن اکبر آباد۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں پیدا ہوا۔ شیخ محمد غوث گوانیاری کے خاندان سے تھا۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں بہ فرخ سیر گوانیاری سے دہلی آیا اور بعد شاہ عالم ثانی لکھنؤ چلا گیا۔ فارسی زبان کا زبردست عالم اور مستند اور قاصد الکلام شاعر تھا۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔ اپنی وصیت کے موافق دہلی میں دفن ہوا۔ دو دیوان فارسی۔ سراج اللغات۔ چراغ ہدایت لکھنؤ (شرح گلستان سعدی) رسالہ تنبیہ القاطنین۔ مجموعہ الانعاش۔ تذکرہ شعرائے ہند وغیرہ اس کی تصانیف سے ہیں۔ جملہ تصانیف کا شمار پندرہویں۔

سراج الدین عمر زین العابدین مصنف بحر اللغات کا بھائی تھا۔ اس کی وفات کے بعد مستند و مطابق سہ ماہ میں اس کتاب کو اس نے مکمل کیا اور خود بھی کفر اللغات کی دو سری شرح نثر افغانی کے نام سے لکھی۔

سراج الدین مسعود ایک مشہور مصنف تھا جو مستند و مطابق سہ ماہ میں فوت ہوا۔

سر بلند خاں نواب بہار و الملک خلیفہ تھا فرخ سیر کے زمانے میں پٹنہ کا حاکم تھا۔ مستند و مطابق سہ ماہ میں فوت ہوا۔

مطابق سلسلہ میں دربار میں واپس بلایا گیا۔
 محمد شاہ کے زمانے میں سلسلہ مطابق سلسلہ
 میں گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔ سلسلہ مطابق
 سلسلہ میں وہ اس وجہ سے اس عہدے
 سے معزول کیا گیا کہ مہلوں کو چوتھ دینے کے لیے
 راضی ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ راجہ ابھی سنگھ پیر
 اجیت سنگھ راٹھور اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔
 جب راجہ اجیت سنگھ شاہی پروانہ لیکر سیکش کرنے کے
 لیے پہنچا تو سر بلند خاں نے اسے حکومت کا جائزہ
 دینے سے انکار کیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچی سر بلند
 اس لڑائی میں شکست نصیب ہوئی جب یہ خبر بادشاہ
 کے کان تک پہنچی اس نے سر بلند خاں کو درباری
 حاضری سے ممنوع کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد سر بلند
 نے پھر دربار شاہی تک رسائی پیدا کر لی۔ اس مرتبہ
 بادشاہ نے اس کو الہ آباد کی صوبہ داری برسرِ اوزار
 فرمایا لیکن اس نے دربار شاہی کی حاضری کو ترجیح
 دیکر اپنے ٹیکخانہ زاد خاں کو صوبہ داری الہ آباد پر مچھا
 دیا۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔

سر بلند خاں۔ عالمگیر کے زمانے کا ایک امیر
 چار ہزاری منصب دار تھا۔ سلسلہ مطابق سلسلہ
 میں انتقال کیا۔

سرخوش۔ محمد افضل کا تخلص ہے۔ سلسلہ مطابق سلسلہ
 میں پیدا ہوا۔ عالمگیر کے زمانے کا مشہور شاعر و
 اس نے اپنے ہمسفر شہزاد کا ایک تذکرہ لکھا جس کا
 تاریخ نام کلانہ اشعار ہے۔ یہ کتاب سیرت پور میں
 لکھی گئی تھی ۷۰ سال کی عمر میں سلسلہ مطابق
 سلسلہ میں انتقال کیا۔ مذکورہ بالا کتاب کے
 علاوہ ۳۰ شہنشاہی معنی حسن و عشق۔ نور علی نور
 ساقی نامہ شاہ نامہ محمد اعظم اسی کی تصنیف ہے۔

سرخئی۔ (ملاحظہ ہو ابو بکر محمد السرخئی)
سرشار۔ ہندوتن نامہ در نام سرشار تخلص۔ وطن
 لکھنؤ۔ خلع ہندوتن بیچ نامہ لکھنوی۔ اردو
 فاضل نگاری کو عجیب و غریب جدید طرز پر لانے والا
 پہلا شخص تھا۔ کیننگ کلن میں انگریزی پڑھی۔
 عربی و فارسی میں بھی اچھی استعداد رکھتے تھے
 سلسلہ میں علم طبعیات کی ایک انگریزی کتاب
 ترجمہ موسومہ "شمس النعمی" کیا۔ اسی سال اودھ
 کے ایڈیٹر بنے ان کے مضامین و تقاضا مرسلہ
 لکھنؤ اور دہلی۔ ایڈوکیٹ۔ پانیر۔ دہلی آصفی اور
 محبوب الکلام وغیرہ میں لکھتے رہے۔ سلسلہ
 میں حیدر آباد گیا اور وہاں خاصی شہرت حاصل
 کی۔ اس کی تصانیف۔ سیر کوہ سار۔ جام سرشار
 کامنی۔ پتی کماں۔ ہشو۔ بچھڑی ہوئی وین۔
 شنوی تھہ سرشار وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایک
 مسبووط تصنیف "فسانہ آزاد" ہے جو چار جلدوں
 میں شائع ہوئی ہے۔ الف بیلہ کو بھی انہوں نے
 زمانہ حال کی اردو میں بطرز جدید لکھا ہے۔ ۲۶۔
 جنوری سلسلہ کو بمقام حیدر آباد انتقال کیا۔

سرفراز خاں نواب۔ علاء الدولہ خطاب تھا
 نواب شجاع الدولہ یا شجاع الدین حاکم بنگال کا
 بیٹا تھا۔ ۱۲۔ اپریل سلسلہ مطابق ۱۳۔ ذی الحجہ
 سلسلہ کو اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ ایک
 سال دو ماہ حکومت کی۔ الوردی خاں شجاع
 نے اس پر ۲۹ اپریل سلسلہ مطابق ۳۰۔ سلسلہ
 کو قتل کیا اور اسی خطے میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے
 قتل کا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن
 علاء الدولہ کی نفر اتفاقاً اپنے وزیر مہابت جنگ
 کی لڑکی پر پڑ گئی۔ لڑکی اپنے زمانے کی عورتوں

جانشین ہوا وہ بھی ۱۰۰ اکوڑ برس ہوا کو لا ول
مرگیا۔ بخور و جلا و اوارث ہونے کے گورنمنٹ کے
قبضے آگیا۔

مسرمد۔ پٹو سلطان کے زمانے میں سرگاکھم کا قاضی تھا
سلطان کی درخواست پر اس نے دکنی زبان سے
ایک کتاب کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اس کا نام
خلاصہ سلطانی رکھا۔

مسرمد۔ آرمینا کے رہنے والے ایک شاعر تھے۔ مذہباً
یہودی یا عیسائی مگر جوانی ہی میں مشرقت
اسلام ہو گئے ان کا خاندانی نام معلوم نہیں ہے
یہ چاہتا ہے جو کہ قبول اسلام کے بعد کیا نام رکھا
گیا وہ اپنے تخلص سرمدی کے نام سے مشہور ہیں
اور یہی نام قدیم تذکروں میں بھی پایا جاتا ہے۔ علم
فضل میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ عربی زبان میں
ید طولی حاصل تھا۔ ابتدائی شیعہ تھامات تھا۔ اسی

سلسلے میں بعد شاہجہانی ایران سے ہندوستان
آئے شہر ٹھٹھ میں بھی گزر ہوا۔ یہاں ایک ہندو
لڑکے پر عاشق ہو گئے۔ عیشی مجازی حقیقت کی
سیڑھی تھی۔ عقل و حواس چلتے رہے۔ جذبہ
جنون طاری ہو گیا۔ سندھ کے رہ گزاروں میں بلا
خفا سرود گرم غریاں پھرتے رہے۔ آخر میں
شاہجاں آباد پہنچے۔ شہزادہ داراشکوہ سے
 ملاقات ہوئی۔ وہ ان کا بہت متفقہ ہو گیا۔ اسی
زمانے میں سرمد کی اس رباعی نے شہرہ پایا تھا۔

ہر کس کہ حقیقتش باور شد

اوہن نواز سپہم نہاں در شد

لاگوید کہ بفرک شد احمد

سرمد گوید فلک احمد در شد

اس کے علاوہ سرمد کی غزلیں اور برہمنگی کی

میں سب سے زیادہ خوبصورت بھی جاتی تھی۔
نواب نے پہلے تو غلام لے لیے ہیں اور پھر منت کے
ساتھ لڑکی سے کہا کہ اپنے حیر سے تعاب
ہما کر شربت دیدار سے میری پیاس بجھاؤ تیرلی
لڑکی اس درخواست سے گھر آگئی۔ اور اس نے
خوف زدہ ہو کر نواب سے معافی چاہی۔ اور
نہایت فصاحت سے اپنی آبر و بچانے کے لیے
تقریر کی۔ کہا کہ میں آپ کی خواہش پوری کرنے
سے معذور ہوں۔ لیکن نواب اس کی خوبصورتی
کا شہرہ من کر چکے کا نہایت مشتاق تھا۔ اس نے
اس تقریر کو سن کر فوراً ہی اپنے ہاتھ سے تعاب
پٹا دیا۔ چند لمحوں تک اس کی دلغریب صورت کو
تعاب اور حیرت کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اس کے
بعد تعاب چھوڑ دیا اور شاہانہ طریقے سے اس
کی خوبصورتی کی داد دیکر چلا گیا۔ لڑکی کو اس
دلچسپ کا حکمت رنج ہوا اس نے نہ سارا واقعہ اپنے
باپ اور چچا سے کہا اور نہ رکھا لیا۔ اس واقعے
کے بعد اشد و ردی خاں نے سرفراز خاں کو قتل
کر دیا۔

مسرفوجی۔ ایک بوجی برادر سیواہی مرہٹہ کی اولاد میں تھا
۱۰۰ اکوڑ برس ہوا کو انگریزوں نے ایک غلام
کے ذریعے سے بخور کے قلعے کے اندر گاس کو رہا
بنایا تھا۔ اس کے رشتہ داروں میں ایک دوسرا
شخص بھی حکومت کا دعویدار تھا۔ انگریزوں نے
داخل دیکر اس سے عہد نامہ کر لیا اس نے اپنا
سب ملک سوائے قلعہ اور شہر تھوڑی حکومت
کے انگریزوں کے قبضے میں دیدیا اور اپنی سالانہ
پنشن ایک لاکھ اٹھارہ ہزار تین سو چاس پونڈ
کرائی مستندہ میں مرگیا۔ سیواہی اس کا میرٹھ

سرور چند۔ ایک ہندو مصنف تھا۔ کتاب
صحیح النبیخ اس کی تصنیف ہے۔

سرور سنگھ (دروہ) ششہ اے میں اودے پور کا
خان تھا۔ ششہ اے میں فوت ہوا۔

سرور جی ناٹھو۔ (مسٹر) مشرقی بنگال کے مشہور اکثر
گورنمنٹ پٹا پادھیائی۔ ایس۔ سی (ادب) لکھی

بڑی صاحبزادی ہیں۔ فروری ششہ اے میں بمقام
جیدر آباد دکن پیدا ہوئیں ششہ اے میں مدراس

یونیورسٹی سے میٹرکولیشن کا امتحان پاس کیا۔
اعلیٰ حضرت سرکار نظام نے وظیفہ عطا فرما کر کسب

تعلیم کی غرض سے انگلستان بھیجا۔ ستمبر ششہ اے میں
ہندوستان واپس ہوئیں۔ اور ڈاکٹر ایم۔ جی

ناٹھو (ایم۔ بی۔ سی ایم) کے ساتھ شادی ہوئی
ستمبر ششہ اے میں جب کہ وہ دوبارہ

انگلستان گئیں تو انھیں شرکوئی میں کمال حاصل تھا
متفرق نظموں کے علاوہ ایک ڈرامہ بھی ان کے

قلم سے نکل چکا تھا۔ پہلے ان کی شاعری "مینی سن"
اور "مشیلہ" کے رنگ کی تھی اور ان کا تخیل

مغربی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا "مرسٹر" "اڈمنڈ کس"
کی شغفانہ بیصوت سے اس طرز کو بدل کر مشرقی

طرز کو اختیار کیا جس سے ان کی شہرت و ناموری
کا چرچا اورپ میں ہونے لگا وہ صرف شاعر ہی

نہیں ہیں بلکہ نہایت بلند پایہ نگار بھی ہیں۔ اور
انگریزی کی ادیب اور اعلیٰ پایہ کی شاعرہ ہیں۔

مرکار، انگریزی سے انھیں قیصر ہند کا طلائی تمغہ
بھی مرحمت ہوا ہے۔

سرور۔ عظیم الدولہ نواب میر خاں بہادر کا تخلص ہے
عظیم الدولہ ہوا القاسم منظر جنگ کا لڑاکا تھا۔

ستمبر ششہ اے مطابق شوال سنہ ۱۲۸۵ھ میں انتقال

خبریں بادشاہ کے کان تک پہنچانی گئیں۔ بادشاہ
نے قاضی القضاۃ کو سرمد کے پاس برہنہ کی وجہ

دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ جواب ملا۔
وزدے مجھے برہنہ کر دسرت مرا۔

بادشاہ نے سن کر سرمد کو مجمع عام میں بلایا اور
ان سے لباس پہننے کے لیے کہا گیا لیکن کچھ

انتقادات کیا اس پر عالمگیر نے علماء سے کہا کہ
محض برہنہ کی وجہ قتل نہیں ہو سکتی۔ ان سے کلمہ

طیبہ پڑھنے کے لیے کہا جائے۔ چنانچہ علماء نے
سرمد سے کلمہ پڑھنے کی خواہش کی انھوں نے

حسب عادت صرف لا الہ الاکبر پڑھا۔ علماء
نے کہا کہ آگے بڑھے فرمایا ابھی تک میں نفی

میں مستغرق ہوں درجہ اثبات تک نہیں پہنچا
اگر اللہ کہے تو جھوٹ ہو جائے علماء نے

کفر کا فتویٰ دیا اور حکم دیا کہ تو بے کرے تو مستوجب
قتل ہے۔ انھوں نے توبہ سے انکار کیا۔ جلاؤ کو

حکم دیا کہ ان کا کام تمام کر دے۔ جب جلاؤ
سلمے آیا اس سے مخاطب ہو کر کہا

فرمے تو خود ریا بیا کہ تو ہر صورت سے کی آئی
من تر اخب علی مشناسم۔

بقول صاحب مرقۃ الخصال اس جملے کے بعد
یہ شعر پڑھا اور تنوار کے نیچے سر رکھ دیا

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شب فستہ غنودیم

یہ واقعہ سنہ ۱۱۹۷ھ مطابق ۱۷۸۴ء میں جامع مسجد
دہلی کے قریب گردا دی۔ جہاں ان کا مزار زیارت گاہ

خاص و عام ہے۔ پیل کی انگریزی و کشنری میں
سرمد کے واقعہ قتل کو ایک ہندو لڑکی سے

منسوب کیا ہے اس کی غلط فہمی ہے۔

کیا۔ تذکرہ عمدہ تنبیہ کے علاوہ ایک مخیم دیوان
میں اس کی تصنیف ہے۔

مسروری۔ حاجی محمد کا تخلص ہے۔ ایک شاعر تھا۔
۱۵۶۱ء مطابق ۱۱۹۹ھ میں فوت ہوا حافظ

اس قدر زبردست تھا کہ ۲۰ ہزار ابیات حفظ
یا دہتیں۔ ایک نعت "حجج الفرس" اس کی تصنیف
ہے۔ ایک دوسری کتاب لکھی جس میں نظامی اور
دوسرے شعرا کے مختلف الفاظ اور فقروں کی
تشریح کی۔ دیوان حافظ کی ایک ترکیب بھی
اس سے یادگار ہے۔

مسرہندی بیگ۔ شاہجہاں کی بی بی تھیں۔ اس نے
آگرے میں ایک باغ لگایا تھا گلاب اُس کا
نشان بھی باقی نہیں رہا۔

مسری مٹی ستیا بالادیوی۔ فن موسیقی کی ماہرہ
صرف ہندوستان میں بلکہ غیر ملک میں بھی ان
کی خاص شہرت ہے۔ ذات کی برہمنی۔ ۱۸۵۶ء
میں پیدا ہوئیں۔ تقریباً ۳۰ سال اور انہوں پر
عبور حال ہے۔ ہنوز زندہ ہیں۔

مسری سقلی (دخا) آپ اہل صفوت کے امام
تھے۔ تمام اصناف علم میں کمال رکھتے تھے۔
حضرت جنید بغدادی آپ کے بھانجے اور خلیفہ
تھے۔ آپ حضرت معروف کرخی کے مرید و خلیفہ
تھے۔ بغداد میں میوے کی خوردہ فروش کی
دکان رکھتے تھے۔ دس دینار پر آدھے دینار
سے زیادہ فائدہ نہ لیتے تھے۔ ایک بار سات
دینار کے بادام خرید لیے۔ باداموں کی قیمت
گراں ہو جانے پر نوے دینار میں ایک لال
نے فروخت کرانا چاہا۔ لیکن آپ نے اس
قیمت پر فروخت کرنے سے انکار کر دیا آپ

کی کنیت ابوالحسن اور نام سری ہو تجارت میوہ
فروشی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ سقط کے لغوی معنی
گرے ہوئے پھل کے ہیں۔ بروز سہ شنبہ رمضان
۱۰۵۶ھ مطابق ۱۶۴۵ء کو اور بقول بعض ۱۰۵۷ھ
رمضان المبارک ۱۰۵۶ھ مطابق ۱۶۴۶ء کو
وصال ہوا تمام شونیز واقع بغداد میں خراب ہو۔
سعادت۔ میر سعادت علی امر و ہوی کا تخلص ہے
اس نے نواب قمر الدین خاں وزیر کے عہد کا
ایک قصہ نظم کیا ہے جو "سہیلی سکیوں" کے نام
سے مشہور ہے جس میں ایک عاشق و مشوق کے
مرکز داشت بیان کی گئی ہے۔

سعادت اللہ خاں کرنامک کا نواب تھا لا ولد

ہونے کی وجہ سے اپنے دو بھتیوں کو متبنی
کیا۔ بڑے لڑکے دوست علی کو اپنا جانشین کیا
دوسرے لڑکے باقر علی کو دہلور کی حکومتی
سعادت اللہ خاں بنے۔ وصیت کی تھی کہ
میں کی بی بی کے بیٹے غلام حسین کو اُس کا
جانشین اپنا وزیر بنائے۔ ۱۸۵۶ء

تک اُس نے حکومت کی اُس کے مرنے پر تمام
رعیت نے افسوس کیا۔ بقول صاحب آثار الامرا
اُسے کرنامک کی نوابی عالمگیر کے وقف سے
ملی تھی۔ دوست علی اور اُس کا بیٹا حسن علی اُس
زادائی میں جو ۲۰۔ مئی ۱۸۵۶ء کو فوتی ماہ
گئے اُس کا بیٹا محمد علی جانشین ہوا۔ لیکن ترقی
علی نے اُس کو زہر دیا۔ اور وہ ۲۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء
کو مر گیا۔ اُس کے مرنے پر ترقی علی نواب کرنامک
ہوا۔ لیکن ۱۸۵۶ء میں نظام الملک دکن نے
اپنے ایک افسر خور الدین نامی کو نواب مقرر کر دیا
اور ترقی علی کو مزلو کر دیا۔

سعادت خاں برہان الملک۔ اصل نام محمد بن

سعادت خاں عرف درباران الملک لقب تھا۔

خراسان کا ایک تاجر تھا۔ اودھ کے نوادوں۔ اور

بادشاہوں کا مورث اعلیٰ تھا۔ بہادر شاہ کے

زمانے میں اس کا باپ نصیر خاں ہندوستان

آیا اور اس کی وفات کے بعد محمد بن نے سرزمین

ہندوستان پر قدم رکھا۔ محمد شاہ کے شروع

زمانے میں وہ بیٹے کی فوجداری اور مسئلہ ۶

مطابق مسئلہ ۱۱ میں رہا۔ گردھر کی جگہ جو بعد کو

مالوے کا حاکم مقرر ہوا۔ اودھ کا حاکم قرار پایا۔

برہان الملک کا خطاب ملا۔ جب نادر شاہ دہلی

پر حملہ آور ہوا چاہتا تھا تو نواب نظام الملک

آصفیہ نے دو کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کر کے

نادر شاہ کو واپس چلے جانے پر راضی کیا۔ اور

محمد شاہ کی جانب سے امیر الامرا کا منصب پایا

برہان الملک نے پڑوے خاندان نادر شاہ کو زیادہ

دولت ہانڈنے کی طع دلانی۔ وہ خود بھی نادر شاہ

سے جا کر مل گیا۔ نظام الملک کو نادر شاہ نے ہلاک

تھک کر لیا۔ نادر شاہ کے مشہور قتل عام سے ایک دن

پہلے واپس مسئلہ ۶ مطابق وادی النجف سے واپس

فوت ہوا اور اپنے بھائی سعادت خاں کے مقبرہ

دہلی میں دفن ہوا۔ اس کی ایک اکلوتی لڑکی تھی

جو اس کے بیٹے ابوالمصور خاں صفدر جنگ کو بیٹا

تھی۔ صفدر جنگ سعادت خاں کا لڑکا تھا۔ بیٹے

خسر سعادت خاں کی جگہ اودھ کا نواب ہوا۔

نوابان و شاہان لکھنؤ کی فرستہ ہو۔

(۱) برہان الملک سعادت خاں۔

(۲) ابوالمصور خاں صفدر جنگ۔

(۳) شجاع الدولہ بن صفدر جنگ۔

۴) آصف الدولہ بن شجاع الدولہ۔

وزیر علی خاں مشتبہ بھکر مغل کے دربار میں گئے

(۶) سعادت علی خاں بن آصف۔

(۷) غازی الدین حیدر بن سعادت علی خاں

(۸) کوٹلارڈ ہسٹنگز نے اودھ کا بادشاہ بنایا

(۹) نصیر الدین حیدر بن سعادت علی خاں۔

(۱۰) محمد علی شاہ برادر غازی الدین حیدر

(۱۱) امجد علی شاہ بن محمد علی۔

(۱۲) واجد علی شاہ بن محمد علی شاہ۔

۱۳ اودھ کا آخری بادشاہ تھا جس کے زمانے

میں اودھ سرکار انگریزی کی سلطنت میں آ گیا

میں ملحق ہو گیا۔

سعادت علی خاں۔ (نواب) بین الدولہ لقب

نواب آصف الدولہ کے انتقال کے بعد

نواب وزیر خاں اس کا پیستہ بیٹا مسند اودھ پر

بیٹھا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کو مسند

سے اتار کر سر جان شورو گور رنجرل کی اعانت

سے نواب سعادت علی خاں ۲۱ جنوری ۱۷۵۷ء

مطابق ۱۲ شعبان ۱۱۷۷ھ میں مسند نشین ہوا۔

۲۲ برس حکومت کی ۱۱ جولائی ۱۱۷۷ھ مطابق ۲۲

رجب ۱۱۷۷ھ کو فوت ہوا اس کے بعد اس کا

بیٹا غازی الدین بادشاہ اودھ ہوا۔ سعادت علی خاں

کے عہد میں انگریزوں سے ایک عہد نامہ ہوا۔

جس میں یہ قرار پایا کہ پھر لاکھ روپیہ سالانہ انگریزوں

کو ادا ہوگا کرے اور دس ہزار انگریزی فوج اودھ

میں رہا کرے۔ قلعہ الہ آباد انگریزوں کو دیا جانا

قرار پایا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد بطور معاوضہ

مسند نشینی انگریزوں کو دیا گیا اور یہ شرط قرار

پائی کہ نواب اودھ کسی غیر حکومت سے سلسلہ

رسل و رسائل جاری نہ رکھیں اور کسی یورپین کو بغیر اجازت انگریزی ریڈیو ٹک کے پنی ملازمت میں نہ رکھیں نہ اس کو اپنی حکومت میں آباد ہونے کی اجازت دیں۔

سعادت یا رخاں - محمد یار کا بیٹا اور نواب خانقاہ رحمت خاں روپیلے سردار کا پوتا تھا۔ گل رحمت تاریخ کی کتاب جو اس کے دادا رحمت خاں کے عہد کی تاریخ ہے سندھ میں لکھی گئی اسی کی تصنیف ہے۔ کتاب گلستان رحمت کا ایک خلاصہ ہے جس کو اس کے چچا مستضیٰ خاں نے لکھا تھا۔

سعادت یا رخاں - (ملاحظہ ہو رنگین)

سعد الدین - ایک ترکی مورخ تھا ۱۱۵۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۱۷ھ میں بمقام قسطنطنیہ وفات پائی۔ "الوج التواریخ" اس کی تصنیف ہے۔ اس میں ۱۱۵۷ھ سے لیکر ۱۱۸۷ھ تک کے سلطنت عثمانیہ کے مفصل حالات درج ہیں۔ دوسری کتاب "سیرت نامہ" بھی اسی کی تصنیف ہے جو سلیم اول کے وقت کی یادگار ہے۔

سعد الدین تغشازانی - (ملاحظہ ہو تغشازانی) سعد الدین حمویہ - شیخ المشائخ لقب - کئی کتابوں کا مصنف ہے جن میں سے ایک کتاب "مجلد الارواح" دوسری کتاب "محبوب ہے" ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں وفات پائی۔

سعد الدین دہلوی - شرح کنز الدقائق و شرح خازن کا مصنف ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں وفات پائی۔

سعد الدین کا شاعر - مولانا جامی کے مرشد تھے۔ ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں وفات پائی۔

سعد الشہ خاں - روپیلے سردار علی محمد خاں کا

را کا تھا۔ ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء مطابق ۱۲۷۷ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد روپیلے مقبوضات کا مالک ہوا مگر خانقاہ رحمت خاں سے ۱۰ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کرایا۔ اور ملکیت سے دست بردار ہو گیا۔ ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں بمقام آنوہ ضلع بریلی انتقال کیا۔ اس کا بھائی عبداللہ خاں افسر جنگ میں مارا گیا جو خانقاہ رحمت خاں اور نواب شیخ الدین کے درمیان ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں واقع ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی فیض اللہ خاں روپیلہ جاگیر کا مالک ہوا۔

سعد اللہ خاں وزیر - المعروف علامہ فہامی۔ خطاب مجملہ الملک تشلیہ عہد کے قابل و درویش اس کا شمار تھا شاہ جہاں کے تمام امور ملکیت میں داخل تھا۔ نیشاپور میں تہذیب۔

سعد اللہ دہلوی شیخ - دہلی کے شاعر شاہ جرات کا وزیر اسلام خاں وزیر شاہ جرات کی اولاد میں تھا۔ شاہ گل المتخلص بہ وحدت کا مرید۔ روپیلہ نیشاپور میں سر کرتا تھا۔ اس کا تخلص گلشن تھا دہلی میں ۱۳ دسمبر ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء جمادی الاول ۱۲۷۷ھ میں انتقال ہوا۔ دلی و کئی اور خاص مرید تھا۔

سعد اللہ کرمانی - فتوحات میران شاہی اس کی تصنیف ہے۔ اس میں میران شاہ ابن امیر تیمور کی فتوحات کا ذکر ہے۔

سعد ابن احمد - ملک اسپین میں ٹولید کا قاضی تھا ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں وفات پائی۔

سعد بن زنگی آتابک - (ملاحظہ ہو سنقر) سعد بن شریعت جو نیو رمی - فارسی کتاب سبھی دستور الصلحین اس کی تصنیف ہے۔

سعد بن عبداللہ الاشعری - ابن العزاشی کے

نام کی مشہوری قانون وراثت پر ایک کتاب لکھی اور اس کا نام احتجاج الشیوخ رکھا۔ استفادہ مطابق سلسلہ میں منتقل کیا۔

سعد بن محمد - متعلق العابدین اور سیدنا امام کا معصوم و پرہیزگار ہیں اخلاق و حکمت میں ہیں۔

سعد بن وقاص - مشہور صحابی ہیں تھے۔ آپ کا شمار اول المؤمنین میں تھا۔ نہایت معزز اور اپنے قبیلہ میں بہت مقتدر تھے۔ بنو اسد مسلمان ہو جانے کے بعد آپ ان کو بہت نیکیاں پہنچاتے تھے۔ ایران آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ تاریخ اسلام میں فاتح ایران کے نام سے مشہور ہیں۔

سعدی دکنی - دکن کا رہنے والا تھا۔ پچھلیات کا مصنف اور جو غلطی سے سعدی شیرازی کی بتائی جاتی ہے۔ **سعدی شیرازی** - آپ کا پورا نام شیخ مصلح الدین شیرازی مشہور ہے۔ سعدی تخلص ہے۔ وطن شیرازی۔ ولادت تقریباً ۸۵۰ھ مطابق ۱۴۴۷ء وفات ۹۰۵ھ

مطابق ۱۴۹۷ھ و سعدی بادیہ فارس کے عابد ہیں تھے۔ شیخ کے والد عبداللہ شیرازی آپ کا سعدی کے گئی کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے۔ اس لیے آپ نے اپنا تخلص سعدی قرار دیا۔ مدرسہ نظامیہ

بند اور میں تعلیم حاصل کی۔ علامہ ابو الفضل عبدالرحمن ابن جوزی جن کا لقب جمال الدین ہے۔ آپ کے استاد تھے۔ شیخ شباب الدین سے روایت کی خدمت میں

حاضر رہ کر فوض باطنی حاصل کیے۔ مدرسہ نظامیہ کی تعلیم سے فایز ہو کر ایشیا افریقہ میں سیاحت کرتے رہے۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ سیر و سفر میں گزرا۔

تلفے اور حکمت کی طرف بہت کم توجہ کی زیادہ تر دنیاوی علم سلوک اور علم ادب حاصل کیا۔ شیخ کا ہندوستان میں آنی بھی ثابت ہو چکا۔ جو وہ چاہا وہ پایا

کیے۔ ان کا غزل شیراز میں مقام و گشتا سے ایک میل جانب شرق دامن کوہ میں واقع ہے۔ شیخ فارسی شاعری میں غزل کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں ان کی فصاحت و بلاغت کا شہرہ ایران، ترکستان، آذربائیجان و ہندوستان میں ان کی زندگی ہی میں پھیل گیا تھا۔ انھوں نے بعض مسنوں نے ان کو مشرق کا شکیسہ کہا ہے۔ کلیات شیخ کا ایک مجموعہ کلام نظم و نثر چھپ گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) نثریں چند رسالے سلوک و تصوف وغیرہ پر (۲) مکتوبات۔

(۳) ہستیاں

(۴) ہند نامہ

(۵) قصائد فارسی جن میں مرثیہ لمعات و مذہبات اور ترجیحات شامل ہیں۔

(۶) قصائد عربیہ

(۷) دیوان غزلیات موسوم بہ طیبات۔

(۸) دیوان ثانی موسوم بہ ایش۔

(۹) دیوان ثالث موسوم بہ قوانین۔

(۱۰) غزلیات قدیمہ جو غالباً غصوان شہاب کی لکھی ہوئی ہیں۔

(۱۱) محبوب صاحبیہ۔

(۱۲) مطالبات و غزلیات۔

کلیات سعدی نہایت اہتمام کے ساتھ کلکتہ میں چھپی ہے۔ جس پر مسٹر جیمز گیل نے ایک انگریزی مقدمہ نہایت مفصل لکھا ہے۔ گیلان کے دو انگریزی ترجمے چھپ چکے ہیں۔

عید بن زید - عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں یعنی انیسویں صدی میں ہیں جن کے لیے آنحضرت نے جنت کی بشارت دی ہے۔ سلسلہ مطابق ۸۵۰ھ میں

وفات پائی۔ ان کے باپ زید آنحضرت کی بیعت سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ بھی انہیں کے ساتھ تھیں یا ان سے کچھ پہلے اسلام لائی تھیں۔ حضرت عمر انھیں کے گھر میں اور انھیں کی ترغیب سے اسلام کی طرہ مال ہوئے تھے۔ علم و فضل کے لحاظ سے فضلاء و صحابہ میں ان کا شمار سعید بن مسعود و ثیرازی۔ سیرت نبوی میں عربی کتاب ترجمہ مولود کا فارسی میں ۱۳۵۰ء مطابق ۱۹۳۱ء میں ترجمہ کیا۔

سعید بن مسیب - حضرت ابو ہریرہ کے داماد۔ مدینہ منورہ کے ہفت قضا میں داخل ہیں۔ چالیس حج کیے ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء میں وفات پائی۔ سعید خاں قریشی - شیخ عثمان بن سنان کے ایک خلیفہ شاعر تھا۔ سلطان مراد بخش و ارشکوہ اور آخر میں شہنشاہ عالمگیر کی ملازمت میں رہا۔ نومبر ۱۷۰۰ء مطابق رمضان ۱۱۰۲ء میں انتقال کیا۔ مثنوی میں دفن ہوا اور اس مقبرے میں دفن ہوا جس کو خود تعمیر کرایا تھا۔ ایک دیوان اس کی تصنیف ہے۔

سعید محمد کرمانی - سیرۃ الاولیاء کا مصنف، یہ کتاب ۱۷۵۰ء مطابق ۱۲۵۰ء میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں صفویہ کے گرام اور اولیاء کی سوانح عمریائی سعید پروی - ایک شاعر ہرات کا رہنے والا فاضل شمس الدین طبیب کا ہم عصر تھا۔

سفیان ثوری - اصل نام ابو عبد اللہ تھا۔ کوہ فیہ ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء میں پیدا ہوئے تھے۔ خلیفہ المہدی کے زمانے میں حدیث و دیگر علوم کے مستند عالم تھے۔ خلیفہ ان کو قاضی کے عہدے پر مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ اس فہم داری کے

عہدے کی اپنے میں قابلیت نہ سمجھ کر اس سے گریز کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ بصرے میں جا کر روپوش ہو گئے تھے وہیں منہ ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء میں انتقال ہوا۔

سفیان بن عیینہ - نہایت مشہور عالم تھے اور استاد المحدثین تھے مکہ رجب ۱۱۱۶ء کو وفات پائی۔

سقا بخاری - بخارا کے ایک درویش تھے ۱۲۵۰ء مطابق ۱۸۳۵ء میں انتقال کیا۔ اور ایک دیوان چھوڑا۔

سلمان بن اڑتک - ارکی ترکمان خاندان جو امید اور خیفہ پر حکمران رہا پیلہ بادشاہ تھا۔ اس خاندان کی فرست حسب ذیل ہے۔

سلمان بن اڑتک ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۲) ابراہیم بن سلمان ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۳) رکن الدین داؤد ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۴) فخر الدین قرا ارسلان بن داؤد ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

مطابق ۱۸۰۱ء

(۵) نور الدین محمد بن قرا ارسلان ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۶) قطب الدین عثمان بن محمد ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۷) ملک اہلح نامہ الدین محمود ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۸) ملک اہلح نامہ الدین محمود ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

(۹) ملک الکامل ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

صالح الدین فتح کا بھتیجا تھا۔ ۱۲۱۶ء مطابق ۱۸۰۱ء

۱۲۱۶ء میں تھا۔

سکاکی - ابو یحییٰ یوسف بن ابو بکر کا لقب تھا جس کو

سراج الدین الخوارزمی بھی کہتے ہیں ایک مشہور مصنف اور ازادی کا استاد تھا۔ اس کی مشہور تصنیف مصلح العلوم جو سلاطین مطابق ۵۵۵ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۵۷۲ھ مطابق ۵۷۵ھ میں فوت ہوا۔

سکندر رخیٹہ سکندر کا خلیفہ تھا۔ اس نے پنجابی بادشاہی اور پوربی زبانوں میں اچھے اچھے مراٹھی تصنیف کیے ہیں اس کی تصنیف سے ایک نظم جس میں پھلی باہی گیر اور راجہ لکھوار کا قصہ ہے۔

سکندر اعظم ذوالقرنین۔ ۵۶ برس قبل مسیح یسوی فیلیپس شاہ مقدونیہ کے صلب اور ملک المیاس کے بطن سے پیدا ہوا۔ حکیم ارسطو طالیس سے تعلیم و تربیت پائی۔ سنہ ۳۳۶ سے ۳۳۶ برس قبل مسیح کا تاج کا مالک ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۰ برس کی تھی۔ اس سے سنہ یسوی سے ۳۳۱ برس قبل دارا بادشاہ فارس پر چڑھائی کی۔ کئی لڑائیوں کے بعد دارا مارا گیا۔ پھر سکندر رفتہ رفتہ آگے بڑھا۔ اور ۳۲۶ برس قبل مسیح کے پنجاب کے راجہ پورس سے مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں عظیم راجہ کا لڑکا قتل ہوا اور راجہ کو شکست ہوئی۔ اگر سکندر نے ملک راجہ کو واپس کر دیا۔ ہندوستان سے لوٹنے کے بعد عرب کا ورادہ کیا۔ شہر بابل میں پہنچ کر بعد ازاں بخارا انتقال کیا۔ تیس سال کی عمر پائی۔

سکندر ترکمان۔ (دلائل جو قراقرم) سکندر رخیٹا حکیم۔ بھوپال کی حکمران تھیں۔ ان کے مورث اعلیٰ سردار دوست محمد خاں افغانی اہل تھے جو بانی ریاست بھوپال تھے یہ سلاطین میں سے تھا جو بانی اور اپنے والد نظر محمد خاں کی جانشین ہوئیں اس بچے نے اپنے چچا زاد بھائی بھائی کے اس شرط پر شادی کی کہ وہ حکیم کو تمام امور ملکی کا بالکل مالک

نظارہ رہنے وے۔ ان کے شوہر جہانگیر کا ۱۵۵۷ء میں انتقال ہوا۔ حکیم کو دربار آگرہ میں۔ جی بی اس آئی کا خطاب ملا۔ وہ ۱۵۷۵ء اکتوبر ۱۵۷۵ء میں فوت ہوئے۔ ۵۷۵ء سے اپنی وفات تک تہ امت خوش انتظامی سے حکومت کی۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بڑی لڑکی شاہ جہاں حکیم جانشین ہوئیں **سکندر خاں ازبک۔** شاہان ازبک کے خاندان سے تھا۔ سکندر خاں کا شغری کے نام سے مشہور ہوا۔ ہمایوں کے ساتھ ہندوستان آیا اور امرائے شاہی میں داخل ہوا۔ ہمیشہ میں سے ہوا۔ فتح کشمیر کے وقت مرزا حیدر کے ساتھ تھا۔ عداوت کر رہی تھی۔ اکتوبر ۵۷۵ء مطابق ۱۵۷۵ء اور عادی الاول ۵۷۵ء کو انتقال ہوا۔

سکندر سلطان۔ یہ کشمیر کا بادشاہ تھا اس کا لقب بہت شکن تھا۔ شاہ میر درویش کا پوتا جنہوں نے سب سے پہلے کشمیر میں شیعہ اسلام کی۔ سکندر سلطان اپنی ماں کی دوسرے اپنے باپ طباطبائی کے مرنے پر ۵۷۵ء مطابق ۱۵۷۵ء میں تخت نشین ہوا ۲۲ سال ۱۵۹۷ء کی کامیاب اور شاندار حکومت کے سوا سلاطین مطابق ۵۷۵ھ میں فوت ہو گیا۔ سلطان علی شاہ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ امیر محمود نے اس کی دہلی میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔

سکندر رشاہ۔ مجرات کا بادشاہ تھا۔ مختلف شاہ ثانی اپنے باپ کے بجائے فوراً ۵۷۵ء مطابق ۱۵۷۵ء میں تخت نشین ہوا اور اسی سال میں ۳۰ مئی کو چنداہ کی حکومت کے بعد قتل ہوا۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی نصیر خاں بادشاہ ہوا۔

سکندر شاہ ثانی کا لقب اختیار کیا۔ سکندر شاہ پوربی۔ نچلے کا بادشاہ اپنے باپ

شمس الدین کے مرنے پر ۵۳۷ھ مطابق سن ۱۱۴۱ء میں تخت نشین ہوا اس کی تخت نشینی سے تھوڑے دنوں بعد فرشاہ خلق باوشاہ دہلی نے اس کے ملک پر حملہ کیا جس کی خبر سن کر سکندر شاہ اپنے لشکر سمیت جزائر الہدایہ میں جا چھپا۔ بادشاہ نے جزائر کو گھیر لیا اور کئی روز تک لڑائی رہی۔ آخر کار سکندر شاہ نے صلح کی درخواست کی اور آخر میں شرط پر کہ ظفر خاں سارگودھا کا بادشاہ بنا دیا جائے صلح ہو گئی اور سلطان سکندر نے چالیس ہاتھی بادشاہ کی نذر کیے اور آئندہ بھی اسی قدر نذرانہ بھیجنے کا وعدہ کیا۔ سکندر شاہ نے نو برس تک حکومت کی اور ۵۴۷ھ مطابق سن ۱۱۵۳ء میں فوت ہو گیا اس کا میٹھا خلیفہ الدین پور بی تخت نشین ہوا۔

سکندر شاہ ہراؤ - عمر شیخ مرزا کا لڑکا اور امیر کوکاب پوتا تھا۔ تیور کی وفات کے بعد اس نے اپنے دونوں بھائیوں پر محمد اور مرزا ارستم سے چند لڑائیاں لڑیں اور فرس اور اصفہان پر قابض ہو گیا۔ جن کو غلوں نے اپنے دادا سے ترکے میں پایا تھا۔ اس پر اس کے چچا مرزا شاہ رخ نے اس کو شکست دیکر وہوں آنکھیں نکال دیں۔ یہ واقعہ ۵۴۷ھ مطابق سن ۱۱۵۳ء میں ہوا۔

سکندر شاہ سور - اس کا اصلی نام ہمدان سور تھا پنجاب کا بادشاہ اور دعویہ ایران سلطنت دہلی میں شیر شاہ کا بھتیجا تھا۔ ابراہیم سور کو مئی ۵۵۱ء مطابق جمادی الثانی ۵۵۱ھ میں شکست دے کر دہلی کا بادشاہ ہوا۔ اس کو سلطنت حاصل کیے ابھی کچھ زیادہ دن گزرے تھے کہ ہمایوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ہمایوں سے اس نے سرہند کی لڑائی میں ۲۲ جون ۵۵۱ء کو شکست کھائی اور

ہمالیہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور پھر شہنشاہ اکبر سے لڑا اور ہنگامے گیا۔ اور وہاں غنائت ہاتھ میں ہی ہی قہقہہ کیا مہل آپہنچا۔ ۵۵۱ء مطابق سن ۱۱۵۷ء سال وفات ہو۔

سکندر شاہ لودھی - اس کا اصلی نام نظام خاں سلطان بلبل لودھی کا بیٹا تھا جو لاہور میں ۵۵۱ھ مطابق شعبان ۵۵۱ھ میں اپنے باپ کا جانشین ہوا اس کے زمانے میں لاہور میں ۵۵۱ھ کو ایک سخت زلزلہ آیا۔ اس کے عہد میں سب سے پہلے ہندوؤں نے فارسی پر مٹا شروع کی اور سرکرت کی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ ہونا شروع ہوا۔ اس کے وقت میں شہر آگرہ کے جتنا کہ کنارے آباد ہوا اور دہلی کی جگہ آگرے کو اس نے اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ آگرے کی وجہ تسمیہ یہ کہ بادشاہ دہلی سے متھرا گیا اور یہاں سے بھرے میں ٹھکراؤں مقام کے دیکھنے کے لیے پہنچا۔ جو جتنا کنارے اس شہر کی آبادی کے لیے تجویز ہوا تھا۔ راستے میں دو بندھے نظر آئے۔ بادشاہ نے بھرے کے منہ سے پوچھا کہ کونسا ٹیلا اس قلعہ کی تعمیر کے لیے موناؤں جو۔ اس نے جواب دیا آگرہ (اگرا) میں جو آگے آتا ہو۔ سلطان نے کہا کہ اس شہر کا نام آگرہ رکھا جائے گا۔ سکندر لودھی نے ایک چھوٹا سا قلعہ جہنم کے واسطے کنارے پر تعمیر کیا تھا جس کو بادل گدھ کہتے تھے۔ شہنشاہ اکبر نے ۵۵۱ھ میں اس کو منہدم کر دیا اور دوسرا قلعہ تعمیر کرایا۔ ۵۵۱ھ زوری ۵۵۱ھ مطابق سن ۱۱۵۷ء ذی قعدہ ۵۵۱ھ میں فوت ہوا۔

سکندر رشکوہ - بہادر شاہ ثانی بادشاہ دہلی کا بیچا زاد بھائی تھا۔ اس کو پانی بی بی کے قتل کے

جرم میں جو لائی مسند میں چاندنی دھبی گئی تھی
سکندر عادل شاہ - بیجا پور کا آخری بادشاہ تھا
اپنے باپ علی عادل شادمانی کا بالمشفق و خیر
سلطنت مطابق ستائیس برس جانشین ہوا۔ گروہ
ہمیشہ اپنے اُمراء کے ہاتھ میں رہا۔ اُسی کے زمانہ
میں تہنشاہ عالمگیر نے بیجا پور کی سلطنت کا خاتمہ
کر دیا۔ اور یہ ریاست مغلیہ کا ایک حصہ بن گئی۔
۱۶۷۵ء قندہ ۱۰۸۵ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۶۷۵ء کو
سکندر عادل شاہ کو قید کر لیا گیا۔ اور اسی حالت
میں تین برس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

سکندر مہیشی - شاہ عباس اول شاہ فارس کا منشی تھا
سایح عالم آراء عباسی اسی کی تصنیف جو چین
جلدوں میں لکھی گئی ہے۔ شاہ عباس اول مذکور
کے عہد کی تاریخ ۱۵۲۵ء مطابق ۱۵۲۵ء
ہے۔ اُس کے نام پر مسمون کی گئی۔

سکیمندہ - جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کے
صحابہ راہی تھیں۔

سلامت اللہ - کشتی رولینا، بایونی کا پوتی
ابن شیخ برکت اللہ صدیقی عبدالرحمانی۔ مولوی
ابوالعالی۔ بن عبدالغنی۔ بایونی و مولوی ولی اللہ
جو پوری و مولوی محمد الدین عرف مولوی مدین و
مولینا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے شرف تلمذ
حاصل تھا۔ بایوں چھوڑ کر کان پور سکونت اختیار
کر لی تھی۔ اپنے قیام کا پور میں وہاں ایک مسجد
۱۵۷۵ء میں تعمیر کرائی۔ صدا ہمارا و فضلائے
امی آپ سے مستفیض ہوئے۔ مولینا غازی کے
اچھے شاعر تھے اور کشتی بکھس کرتے تھے۔ آپ کی
تصنیفات سے کتب ذیل زیادہ مشہور اور مولینا
ذخیرہ ملی پر شاہ ہیں۔

تختہ احباب - برقی خاٹھ - تحفہ المشافین -
خدا کی رحمت - رسالہ شہاب ثاقب -

حقائق احمدیہ - رسالہ کشمیرہ - رقعات - کشمیری شیعہ
شمسوی - گل کشتی وغیرہ وغیرہ۔ ۳۰ رجسٹر ۱۵۷۵
مطابق ۱۵۷۵ء بروز یکشنبہ تمام کا پیر و انتقال
کیا اور اپنی مسجد میں مدفون ہوئے

سلامت علی خاں - حکیم، بنارس کا رہنے والا
تھا۔ علم موسیقی میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اسی میں
۱۵۷۵ء کے شروع میں زندہ تھا۔

سلجوق - سلجوقی خاندان کے ترکی بادشاہوں کا موروثی
تھا اسی کے نام سے یہ خاندان موسوم ہوا۔

سلجوق قچاک کے ترکی بادشاہ بنو خاں کے دربار
سے ناخوش ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اپنے گروہ کو
فکر خوار کے میدان میں چلا گیا اور مشرف بہ سلام
ہو گیا۔ مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں شہادت
پائی۔ ایک سو سات سال کی عمر ہوئی۔ اُس کے
پوتے طغرل بیگ کے زمانے میں خاندان سلجوق
ایک زبردست قوم بن گیا۔ یہ خاندان ترک قوم
کی ایک شاخ ہے۔ سلجوق علم و ہنر اور شائستگی میں
دوسرے ترکی شاخوں سے ٹھٹھے ہوئے تھے۔
اس لیے وہی سب سے پہلے اسلام میں
داخل ہو کر سب سے بڑھ کر اُس کے حامی
ہوئے۔

سلطان ولید - مولانا جلال الدین رومی کے

خلعت اکر تھے۔ اصلی نام بہار الدین تھا۔
سلطان ولایت تھا۔ علوم معارف میں بکا نہ رہے
تھے۔ مولینا کے وصال کے بعد لوگوں نے سبب
قبولیت و اقتدار عام ان کو مولینا کا جانشین کرنا
چاہا۔ لیکن مولینا کی وصیت کے لحاظ سے انھوں

سلطان اسلاطین پوری۔ اپنے باپ غیاث الدین پوری کے بعد ۷۳۵ھ مطابق سنہ ۱۳۳۳ء میں نیکال کا بادشاہ ہوا وہ غیر مجمل اور ہادشاہ تھا وہ ۱۳ سال حکومت کر کے ۷۴۳ھ مطابق سنہ ۱۳۴۱ء میں مر گیا اس کا بیٹا شمس الدین پوری جانشین ہوا۔

سلطان جہاں بیگم۔ ریاست بھوپال کی موجودہ حکمران نواب شاہ جہاں بیگم کی صاحبزادی اور نواب سکندر جہاں بیگم سابق والی بھوپال کی نوایم ہیں پیدائش ۱۲۷۵ھ مطابق سنہ ۱۸۵۹ء عری۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی کی تعلیم پائی ہو۔ ماسپیجن بخاری مصنفہ خلعت اہنود سے علوم عربیہ پڑھے۔ فی سپہ گری و شہ سواری بھی جانتی ہیں۔

۷۴۵ھ میں سند نشین ہوئیں حج بیت الشک گیا یورپ کا سفر بھی ۷۴۵ھ میں کر چکی ہیں۔ سفر یورپ میں سلطان المنعم ترکی اور بیگم سلطان ترکی سے ملاقات کی۔ سلطان اسفل نے مہدی فتح ہوئے مبارک آنحضرت صلی علیہ وسلم پر بیادریاست کا انتظام ان کے زمانے میں نہایت مکمل اور منظم صورت میں لگایا۔ تعلیم کو بیک صاحب کے زمانے میں نہایت ترقی ہوئی تعلیم شکوہ کے بھی حامی ہیں۔ نہ صرف اپنی ریاست میں بلکہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں آپ کی فیاضی سے مسلمانوں کی تعلیم کو مدد ملتی ہوئی انڈیا مسلم ایکوئیشنل کانفرنس کی شاندار عمارت موسومہ ”سلطان جہاں منبر علی گڑھ میں لگائی گئی کی یادگار ہے۔ پیش گوئی گورنمنٹ بھاس ریاست کو اپنا فواد بخیتی ہے۔ کیونکہ بزرگانہ موقع ہے اس ریاست نے گورنمنٹ کی مدد لی۔ سی۔ سی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ آئی۔ ای کے خطابات گورنمنٹ انگریزی سے عطا ہوئے ہیں۔

مولانا شام الدین علی کو جانشینی کے لیے ترجیح دی بعد ازاں کے انتقال پر آپ ۷۴۵ھ مطابق سنہ ۱۳۴۳ء میں شہادہ نشین ہوئے۔ آپ نے ایک مثنوی تصوف میں مولانا کی مثنوی کے طرز پر لکھی ہے۔ دوسری مثنوی الموسومہ مولانا بھی ان کی مشہور تصنیف ہے جو مولانا روم ہمدان کے خاندان کی ایک تاریخ ہے۔ ایک یو۔ اے۔ بھی یادگار چھوڑا ۷۴۵ھ مطابق سنہ ۱۳۴۳ء میں ۶۰ سال وصال ہوا۔

سلطان احمد بن مسعود۔ عربی زبان میں ایک کتب موسومہ اسناد الرجال کا مصنف ہے۔

سلطان احمد مرزا۔ ابن مرزا غلام احمد مرحوم۔ ۷۵۰ھ میں قصبہ قادیان ضلع گورداس پور صوبہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ صوبہ پنجاب میں اکثر اسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر ممتاز ہیں ۷۵۰ھ میں قیصر ہند میڈل پایا ۷۵۰ھ میں خطاب خان بہادر سی سے ممتاز ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب خاندان منہیر (برلاس) سے ملتا ہے۔ علاوہ متفرق مضامین ادبی کے ۲۰ کتب کے مصنف ہیں جن میں سے ۲۰ کتب طبع ہو چکی ہیں۔ بقیہ کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔

سلطان العشا۔ بادشاہ جہانگیر کی سب سے بڑی لڑکی تھی۔ راجہ بیجاوی اس کی لڑکی کے بطن سے ۷۵۰ھ مطابق سنہ ۱۳۴۸ء میں پیدا ہوئی اس نے اپنے بھائی سلطان خسرو کے مرنے کے بعد الہ آباد میں خسرو باغ کے متصل اپنے لیے اپنی زندگی میں مقبرہ تعمیر کرایا تھا۔ لیکن اس کو وہاں دفن ہونا نصیب نہ ہوا۔ اگرچہ اس نے انتقال ہوا اور سکندریہ میں لاپتہ مقبرے میں جگہ پائی۔

سلطان حمی - سید حسن نام۔ لقب - شیخ شاہی رومیہ
معروف سلطان اعرافین۔ سرحدی سلسلے میں
شیخ حمید الدین ناگوری کے مرید و خلیفہ طویل القدر
اولیاد میں سے ہیں۔ مرزا بہت نام بدایوں دریائے
سوئٹ کے پختہ پل کے قریب زیارت گاہ عام ہے۔
۲۲ رتوال مسئلہ مطابقت مسئلہ میں وصال
ہوا۔ مگر عرس شریف ہر سال ۴ رمضان المبارک
کو ہوتا ہے چند دیہات معانی بنادر صرف درگاہ
عہد شاہی سے چلے آتے ہیں۔

سلطان حسین صفوی - دلا خط ہوشا حسین صفوی
سلطان حسین مرزا - ابوالغازی۔ کینت۔ بہادر
لقب۔ باپ کا نام مرزا منصور تھا۔ مرزا منصور عمر
کا لڑکا اور امیر تیمور کا پوتا تھا۔ سلطان ابوسعید مرزا
کی وفات کے بعد اس نے خراسان کا بادشاہ
ہونے کی کوشش کی۔ ۴۴ ہجری پر سوئے سلطان
۱۰ رمضان ۸۸۵ھ کو ہرات میں تخت نشین ہوا۔
اس کو ازبکی خانیہ اور دیگر رعایا سلسلہ سے
بہت سی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ لیکن اس نے اپنے
دشمنوں پر فتح پائی جس کی وجہ سے غازی لقب
اختیار کیا۔ یہ بادشاہ ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کرتا
تھا کہ اس کے دربار میں مشہور اہل علم اور صاحب
تصنیف جمع ہیں۔ مشہور مورخ خندہ میرا ہی کے
زلف میں گزرا میر علی شیرا ہی کا وزیر مظفر لسان
میں ۴۶ سال حکومت کی بقول صاحب طبقات
اکبری۔ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۱ء کی تاریخ سلسلہ
کو ستر سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ قبر ہرات میں ہے
دولت کے بدیع الزماں مرزا اور مظفر حسین مرزا
پھوٹے۔ ادب و دونوں ایک ہی وقت میں
تخت نشین ہوئے۔ کچھ دنوں تک ان دونوں نے

ملک خراسان پر حکومت کی بدیع الزماں کو
مطابق مسئلہ میں شامی بیگ ہاں ازبک نے
ہرات سے نکال دیا اور اس کا بھائی مظفر حسین
تھوڑے عرصے تک تنہا ہرات پر حکومت کرتا
رہا لیکن آخر کار اس کو بھی یہی روز بد پہنچا نصیب
ہوا۔ سلطان حسین مرزا مصنف بھی تھا۔ اور
محاسن العشق اسی کی تصنیف سے جو جو بہت
و فحش کتاب ہے اس میں بہت سے قصے لکھے
گئے ہیں شعر گوئی کا بھی مذاق تھا۔ اس نے ترکی
زبان میں ایک دیوان چھوڑا۔ حسینی تخلص تھا
سلطان شاہ - بن الہی ارسلاں خوارزم کا بادشاہ
تھا باپ کے مرنے پر مسئلہ مطابقت مسئلہ میں
اپنے بڑے بھائی علاء الدین کش سے اس کو
جنگ کرنا پڑی جس میں اس کو شکست ہوئی وہ
شکست کھا کر جنگوں کی طرف بھاگ گیا۔ اور اسی
معنوردی اور یکسی کی حالت میں مسئلہ مطابقت
رمضان ۸۸۵ھ میں فوت ہو گیا۔

سلطان شجاع بن شاہ جہاں - شاہ جہاں کا
دوسرا لڑکا تھا بہت کم عمر بروز یکشنبہ ۱۱۱۱ھ
مطابق ۱۷۰۱ء کو پیدا ہوا۔
شجاع ۸۸۵ھ مطابق ۱۷۰۳ء کو شاہ شجاع کا
عہد رستم مرزا صفوی کی بہن سے جو ایران کی
شاہی نسل کے تھے ہوا۔ چار لاکھ روپہ ہجرت ہوا
گیا۔ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۰۱ء میں دکن
کی عمر پر اپنے باپ کے حکم سے بھیجا گیا۔ آخر میں
بجھال کی حکومت اس کے سپرد کر دی گئی تھی
جہاں اس نے انصاف اور رحمت کا برتاؤ کیا
یہ تہذیب و فطری طور پر عالمی و عالم تھا۔ لیکن شراب
نوشی کی کثرت نے اس کے دماغ کو بیکار کر دیا جب

عالمگیر نے داراشکوہ کو ۱۶۷۵ء میں شکست دی تو وہ یہ خبر سن کر بنگال سے کثیر فوج لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوا۔ لیکن ۵ جنوری ۱۶۷۶ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۸۵ھ کو عالمگیر نے بھوگ کے مقام پر جوالا آباد سے ۲۰ میل کے قریب واقع ہوئی شکست دی۔ بعد ازاں دارالسلطان محمد پسر اکبر عالمگیر نے اس کا تعاقب کیا اور اس کو بنگال واپس کر دیا۔ وہاں سے فرار ہو کر وہ ارکان میں پناہ گزین ہوا۔ لیکن بیاں کے راجہ کے حکم سے سولہ مطابقت شاہ میں وہ مع اپنے اہل و عیال کے ایک کشتی میں بھاگ کر دیا میں غرق کر دیا گیا۔

سلطان شہزادہ - فتح شاہ بادشاہ بنگال کے یہاں ایک خواہ سرا تھا۔ بادشاہ کو قتل کر کے خود سولہ مطابقت سے دین بادشاہ بن گیا۔ چند ماہ حکومت کرنے کے بعد ملک اندل نے اس کو قتل کر دیا۔ اور خود فرور شاہ پوری کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

سلطان علی خراسانی - علم طب میں بڑا باقی ناری ایک کتاب موسومہ دستور العلایہ سے سولہ مطابقت سے میں تصنیف کی جو سلطان ابوسعید غفران کے نام سے منون ہے۔

سلطان علی مشہدی - مشہد کا رہنے والا ایک شاعر تھا۔ لیکن شاعر کی نسبت خوشنویسی میں وہ زیادہ مشہور ہوا۔ خوشنویسی میں مولانا اطہر کا شاگرد تھا۔ اطہر نے اس فن خوشنویسی کو جمع سے سکھایا تھا اور جمع کو مولانا میر علی موجد تعلیق کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ مولانا سلطان علی مرزا باقرہ کے درباریوں میں داخل تھا اور امیر علی

شیر اس کی مرستی کرتا تھا۔ ۱۶۷۵ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۸۵ھ میں زندہ تھا اور اس وقت اس کی عمر ۶۲ سال سے کچھ زیادہ تھی۔

سلطان محمد بن عالمگیر - عالمگیر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اپنے باپ سے ۲۰ برس پہلے مر گیا۔ اس کی وفات ۵ دسمبر ۱۶۷۵ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۸۵ھ میں گوالیار کے قلعے میں ہوئی جہاں عالمگیر نے اس کو قید کر دیا تھا۔ دہلی میں قلاب صاحب کے قریب دفن ہوا۔

سلطان محمد بن مرزا بایسنغر - مرزا بایسنغر کا لڑکا اور مرزا شاہ رخ کا پوتا اور امیر تیمور کا پوتا اس کے بھائی بابر نے اس کو ایک لڑائی میں شکست دی اور قید کر کے جنوری ۱۶۷۵ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۸۵ھ میں قتل کر دیا۔

سلطان معزال دین محمد بن محمد بن سام غوری - اپنے بڑے بھائی بادشاہ غور و عراق وغیرہ یعنی سلطان شہاب الدین کی جانب سے سولہ مطابقت سے میں بطور نائب غزنی میں تخت پر بیٹھا اور سارے خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے بھائی کے حکم سے ہندوستان پر فوج کشی کر کے مل جہاں لہذا گیا۔ دہلی اس کے عہد میں فتح ہوئی۔ ظاہر یہ کہ جب سلطان غیاث الدین نے مجنہ باد وغیرہ گرم علاقے کو مسخر کیا تو وہاں کی حکومت سلطان شہاب الدین کو دیدی اور وہ ہمیشہ غزنی پر لشکر کشی کرتا رہا حتیٰ کہ سب سے بڑا بیٹا میں سلطان غیاث الدین نے اس پر قبضہ کر کے قوم غزوان کو جو سلطان شجر کے متید ہونے کے بعد غزنی پر قابض ہو گئے تھے غزنی سے خارج کر دیا اور سلطان معزال دین محمد کو لقب سلطان شہاب الدین

گلستان سعدی کے دیباچہ کی شرح تقریباً تین سو
سطویں لکھی ہو۔ اور توسنی کے فارسی رسالہ ہفت
پر بھی ایک عربی شرح لکھی ہو۔ درویش صفت
اور صوفی مشرب آدمی تھا۔ چنانچہ ایک سال
علم تصوف میں بھی تصنیف کیا۔ ایک کتاب
اوکسات البلاد بھی اسی کی تصنیف سے ہو
سکتی ہے۔ مطابق سن ۹۹۹ میں زندہ تھا۔

سلمان ساوجی۔ ایک مشہور ایرانی شاعر۔ ساؤ
کا رہنے والا۔ جلال الدین محمد تام تھا۔ یہ شیخ
امیر حسن جلایر المعروف بہ حسن بزرگ اور ان کے
لڑکے سلطان اویس حاکم ہندو کے زمانے
میں تھا۔ پیرانہ سالی میں تاجینا ہو کر تارک الدنیا
ہو گیا۔ سن ۸۹۹ مطابق سن ۱۴۹۹ میں فوت ہوا
تلم جشید و غور شہید۔ فراق نامہ ایک دیوان
اور دیگر کتب اس کی تصنیف سے ہیں۔

سلمان فارسی۔ آپ کا وطن جی قنجاہ اصفہان
کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آپ نے اجتہاد دی طور پر
اکثر مشہور غذاہب کو جانچنے کے بعد اسلام
قبول کیا تھا۔ اسلام لانے سے قبل ان کا
آبائی مذہب جموسی تھا۔ وطن سے نکال کر شام
نصیب۔ اموریہ وغیرہ میں عیسائی مذاہب کے
مالموں کے پاس رہ کر اس مذہب کے مطابق
عبادت کرتے رہے۔ جب حضرت نبی کریم
مبعوث ہوئے تو اموریہ کے عیسائی پادری
کی ہدایت کے مطابق مدینہ شریف لائے
اور جو نشانیاں پادری مذکور نے آپ کو
بتلائی تھیں وہ سب اس شہر میں موجود ہیں
جب نبی کریم صلعم مبعوث ہونے کے بعد مکہ
شریف سے مدینہ طیبہ شریف لائے تو یہ خبر

کا دیا۔ سلطان شہاب الدین نے انتظام حکومت
سے ایک سال بعد اپنے بھائی کی نیابت میں
مطابق سن ۶۰۰ میں گوز کو اور مطابق
سن ۶۰۰ میں اچہ اور ملتان کو مفتوح کیا اور باطنیہ
فرقے کے لوگوں (فرامط) کو ان شہروں سے نکال دیا
اور ان لوگوں کو چھ لاکھ اچہ میں بندھے حبس نابود
کر ڈالا۔ پھر اس ولایت کو طی کرناج کے حوالے کر کے
نودغی کو واپس آیا۔

سلفر فارس کے آئینک اس کی ولایت میں تھے۔ بلوچی
بادشاہوں کی ملازمت میں ایک ترکی چل رہا تھا
فارس اور اس کے قریب وہاں میں حاکم مقرر ہوا۔
سلفر نے اپنی زندگی میں ہی اس کو اپنے قبضے میں
نہیں رکھا۔ بلکہ حکومت فارس کو اپنے جانشینوں
کے لیے چھوڑ گیا۔ جن میں سے سات بادشاہ
مشہور ہیں۔

(۱) مودود بن سلفر۔
(۲) فضلان شوبان تاج جس کو الپ ارسلان
سے حکومت ملی وہ باغی ہو گیا تھا۔ مگر سلطان کے
وزیر نظام الملک نے اس کو زیر کر لیا۔
(۳) رکن الدولہ۔

(۴) آئینک جلال الدین جوانی۔
(۵) آئینک کرجا (اس نے شیرازیوں ایک مدرسہ
اور محل جس کا نام تخت کرجا رکھا تعمیر کیا۔
(۶) آئینک مشکوس۔

(۷) یوزا پ کما جاتا کہ یہ ایک عادل اور نیک حاکم
تھا۔ یوزا کی وفات کے بعد جو آخری حاکم تھا آئینک
سلفر کا پر پوتا۔ سن ۶۰۰ میں جانشین ہوا۔
جو ایک زبردست حکمران ثابت ہوا۔

سلمان آقا۔ المعروف بہ مرزا حسینی۔ اس نے

خدمت ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضرت سلمان فارسی نہایت قوی آدمی تھے۔ غزوہ خندق میں شریک تھے اسی موقعہ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کی اس حجت کو رفع کرنے کے لیے کہ سلمان انصار میں داخل ہیں یا مہاجرین میں مشاغل فرمایا تھا۔ سلمان "مناہل البیت" در سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں، انصافیت تمام صحابہ کے دلوں پر ہمیشہ نقش رہی۔ وہ ماہان کے امین مقرر ہو گئے تھے۔ بیت المال سے چار ہزار درم وظیفہ دیتا تھا جس کو غریب تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود کھجور کی چٹائیاں بنا کر بسر کرتے تھے۔ وہ بچہ سلیم۔ اور منکسر المزاج۔ قانع و رحمدل اور قیاس طبع تھے سلسلہ مطابق صفحہ ۲۹ میں بقام مد امین وصال ہوا۔

سلسلہ ۱۔ رائے سین کا راجہ تھا۔ بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے اس کو بوجہ اطاعت قبول کرنے کے گرفتار کیا۔ بعد کہ سلسلہ ۱ نے اپنی کمزوری محسوس کی کہ بادشاہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اگر تم مجھے اجازت دی جاؤ تو میں قلم رائے سین خالی کر کے حضور کے حوالہ کر دوں۔ چنانچہ بادشاہ نے سلسلہ کو طلب کر کے اسے لکھ کر توحید سکھایا اور اپنے ساتھ طح طح کے کھائے کھلئے اور اسے خلعت سے سرفراز کیا لیکن در اہل سلسلہ کی کا یہ کرتا۔ مسلمان بن کر وہ اس کو دھوکہ دینا چاہتا تھا۔ سلسلہ کا چھوٹا بھائی لکشمین بادشاہ کے قتل پر تھا۔ لیکن لکھ سے ماہوس ہو کر رمضان المبارک ۱۲۳۵ء مطابق ۱۲۳۵ء میں اس نے قلعے کو بادشاہ کے

حوالے کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس وقت رائی در گوتی دختر اناسنگ راجہ چور نے جو راجہ سلسلہ کی بی بی تھی راجہ سلسلہ کو اس امر پر راضی کیا کہ پہلے اپنے اہل و عیال کا خاندان کر دے اس وقت بادشاہ کا مقابلہ کرے راجہ سلسلہ نے چٹا کا سامان تیار کیا اور رائی در گوتی مع سات سو خوبصورت عورتوں کے جھلکنا کستر ہو گئی۔

اس کے بعد راجہ سلسلہ اور اس کا بھائی پھمن مع ایک سو غریبوں اور قریب کے مسلح ہو کر بادشاہ کی فوج کے مقابل آئے اور ماہ سے گئے

سلسلہ محمد قلی کا تخلص ہی۔ شاہجاں کے زمانے میں فارس کے ہندوستان آیا۔ اسلام خاں دہری نے اس کو نوکر رکھ لیا۔ اس کی تعریف ایک دیوان اہر ایک شہسوار جو جس کو اس نے کار میں لکھا تھا اور جس میں اس نے مقام لاہی جان کا حال لکھا ہے مگر جب وہ ہندوستان آیا تو اس نے لاہی تبدیل کر کے کشمیر کا نام قائم کر دیا۔ سلسلہ ۲ مطابق صفحہ ۲۹ میں فوت ہوا۔

سلیمان۔ بنی امیہ کا ایک خلیفہ تھا اور محمد الملک کا لڑکا۔ یہ اپنے بھائی ولید اول کے بعد ملک شام میں سلسلہ ۲ مطابق ۱۲۳۵ء میں اس کا جانشین ہوا اور تین سال کی حکومت کے بعد سلسلہ ۲ مطابق ۱۲۳۵ء میں فوت ہو گیا۔

سلیمان۔ بایزید اول کا لڑکا تھا۔ سلسلہ ۲ مطابق ۱۲۳۵ء میں اس وقت جبکہ امیر تیمور نے اس کے باپ بایزید کو قید کر لیا تھا۔ لڑکی کا بادشاہ بنایا گیا۔ سلیمان بدخشی مرزا۔ بدخشاں کا حکمران۔ خان مرزا کا لڑکا اور سلطان ابو سعید مرزا کا لڑکا تھا جس کے نسب کا سلسلہ امیر تیمور تک پہنچتا ہے۔ باپ کی

وفات کے وقت اس کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ اس وجہ سے موقع پا کر ابرہہ نے جو اس وقت کابل میں تھا۔ خراسان کی حکومت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اپنے بیٹے ہمایوں کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن سلاطین و مطابق ۹۵۵ء میں اس نے دہلی کو فتح کر لیا اس کے چار سال بعد خراسان کی حکومت مرزا سلیمان کو تفویض کر دی جو ۹۵۵ء مطابق ۹۵۵ء اس کے پاس رہی سال مذکور میں شاہ رخ مرزا پسر ابراہیم مرزا نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی اور سلطنت پر خود قبضہ کر لیا۔ مرزا سلیمان جان بچا کر ہندوستان کو چلا آیا۔ یہاں اس وقت شاہ اکبر کا دور دورہ تھا۔ اکبر نے نہایت مہربانی سے اس کا بغیر مقدم کیا اور وہ یہاں رہتا رہا۔ یہاں سے وہ شاہی اہتمام کے ساتھ حج کو روانہ ہوا۔ بن۔ فراغت حج ۹۵۵ء مطابق ۹۵۵ء میں پھر ہندوستان واپس آیا۔ اسی سفر حجاز سے واپس ہوئے دو سال سے زاد نگار کے تھے کہ شہر کے رہنے والے جولائی ۹۵۵ء مطابق ۹۵۵ء رمضان ۹۵۵ء سال کی عمر میں وفات پائی۔

سلیمان بن احمد۔ اس نے ایک کتاب الموسومہ بہ عمدۃ بحرین میں جہان رانی کے متعلق ترکی زبان میں لکھی یہ کتاب ۹۵۵ء مطابق ۹۵۵ء میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اسی فن میں اس نے پانچ اور کتابیں فوائد حاویہ۔ اور تحفۃ الخواص۔ منہاج اور تلادۃ النجوم کے نام سے لکھی ہیں۔

سلیمان بن احمد طرانی۔ بہ کبیر مجسم اور سبط مجسم دلائل النبوة اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۹۵۵ء مطابق ۹۵۵ء میں فوت ہوا۔

سلیمان بن قلمش۔ ملک شاہ کی مدد سے جس نے اس کے باپ کو قید کر لیا تھا وہ رہم پانا طویلہ کے خاندان بلوچ کا پہلا بادشاہ ہوا۔ جس کا پایہ تخت اقواہ تھا۔ اس نے ۹۵۵ء مطابق ۹۵۵ء سنہ ۹۵۵ء میں تخت نشین ہو کر صرف ۹ سال حکومت کی آخر میں نکش بن ارسلان کے خوف سے خودکشی کر لی۔ اس کے بعد ۹۵۵ء سنہ ۹۵۵ء تک سات سال کا زمانہ باہمی جنگ و جدل میں گزرا۔ آخر ۹۵۵ء میں سلیمان کے بیٹے داؤد کو سلطنت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی اور پھر اس خاندان کی حکومت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ سندرجہ ذیل بادشاہ ہوئے۔

(۱) سلیمان بن قلمش۔
(۲) داؤد بن سلیمان جس کو عرصے تک دشمنوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور ۹۵۵ء میں فتح یاب ہو کر تخت نشین ہوا اور ۹۵۵ء میں فوت ہو گیا
(۳) تلچ ارسلان داؤد کا بھائی تھا جو آٹھ جولائی کے ساتھ جنگ میں معروف ہونے کی وجہ میں مع اپنے گھوڑے کے نہیں گر کر مر گیا۔
میں غرق ہو گیا۔

(۴) مسعود بن تلچ ارسلان۔ ۹۵۵ء میں فوت ہوا۔

(۵) اعز الدین تلچ ارسلان بن مسعود نے سب سے پہلے صلیبی جنگ میں عیسائیوں کی فوج کو تباہ کیا۔ اور ۹۵۵ء عیسوی میں فوت ہوا۔

(۶) قطب الدین ملک شاہ بن اعز الدین ۹۵۵ء میں مغرور ہوا۔

(۷) غیاث الدین بکسر بن اعز الدین ۹۵۵ء

میں معزول ہوا۔ لیکن سلسلہ میں پھر تخت پر بٹھا گیا۔

(۸) رکن الدین سلیمان بن اعز الدین سلسلہ میں معزول ہوا۔

(۹) قزل ارسلان بن رکن الدین غیاث الدین کینسر نے سلسلہ میں معزول کر دیا۔

(۱۰) اعز الدین کیکاؤس بن کینسر سلسلہ میں تخت نشین ہوا۔ اور سلسلہ عیسوی میں معزول ہوا۔

(۱۱) علاؤ الدین کیتباؤن کینسر سلسلہ میں سلسلہ میں زہر سے مار ڈالا گیا۔

(۱۲) کینسر بن کیتباؤن چنگیز خاں کے خاندان کے بعض منسل شہزادوں نے اس کے زمانے میں حملہ کیا۔ اعز الدین کیکاؤس پھر تخت نشین ہوا

اور اپنے بھائیوں رکن الدین اور علاؤ الدین پسران کینسر کے ساتھ سلسلہ میں حکومت کی

(۱۳) رکن الدین قلیچ ارسلان بن کینسر سلسلہ میں بادشاہ ہوا۔

(۱۴) غیاث الدین کینسر بن رکن الدین سلسلہ میں حکمران ہوا۔

(۱۵) مسعود بن اعز الدین کیکاؤس سلسلہ میں سلسلہ میں فوت ہوا۔ یہ اس

خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔

سلیمان سلطان - بادشاہ ترکی سلیمان اول کا بیٹا تھا اس کی وفات پر تمبر سلسلہ میں مطابق شوال

۹۶۰ھ میں سلیمان ثانی صاحب قراں کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ ملوکوں کو اس نے مصر میں شکست دی اور شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ

فارس سے بھی لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن آخر میں

صلح کر لی اس کے بعد وہ یورپ کی طرف متوجہ ہوا بلخ اور کوخ فتح کیا۔ اس کے زمانے میں سلطنت کی

وسعت و شان اتنا دسبے کو پہنچ گئی تھی۔ وہ نہایت صنعت مزاج اور بات کا چکا تھا۔ ۶۰

سال کی عمر پائی ۴۴ سال کا موت کرنے کے بعد ۹۵۷ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں انتقال ہوا۔

جزائر ہودس۔ الجزائر و بعد ازاں اور جارجیا اسی کے زمانے میں عثمانی حدود میں شامل ہوئے اس نے

وانسا کا بھی محاصرہ کر لیا۔ اور میں ناکامیاب حملوں میں اس کے ۶۰ جزائر آدمی ضائع ہوئے

اس کے نام سے یورپ کے عیسائی لڑتے تھے

سلیمان سلطان ثانی - ترکی کا سلطان اپنے بھائی محمد رابع کے بعد سلسلہ میں مطابقت

۹۶۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۹۶۰ھ مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔ اور اس کا بھائی

محمد ثانی بادشاہ ہوا۔

سلیمان شاہ - محمد ملک شاہ سلجوقی بادشاہ فارس کا بیٹا تھا۔ خود رات دن شراب نوشی اور عیش و

عشرت میں مصروف رہتا۔ حکومت ارسلان شاہ بن طغرل ثانی کو تفویض کر دی تھی۔ ۱۰۵۱ھ میں

وفات پائی۔

سلیمان شکوہ - داراشکوہ بن شاہ جہاں کا سب سے بڑا اور کا تھا۔ اپریل ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۶ھ میں

رمضان ۱۰۱۶ھ میں پیدا ہوا ۱۰۱۶ھ مطابق ۱۰۱۶ھ میں داراشکوہ کی شکست اور قتل کے

بعد وہ سری نگر سے جہاں وہ پناہ گزیں تھا۔ دہلی لایا گیا۔ اور عالمگیر کے حکم سے مع اپنے بھائی پشیر شکوہ کے گوالیار کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا۔ بالآخر نظر بندی قلعہ گوالیار میں۔

دونوں شہزادے فوت ہوئے۔ اور دہلی میں ہوئے
سیدان شکوہ نے ایک عمل آگرے میں اپنے
باپ کے عمل کے پاس تعمیر کرایا تھا۔

سلیمان شکوہ مرزا۔ شہنشاہ شاہ عالم کا لڑکا اور
اکبر شاہ بادشاہ دہلی کا بھائی تھا۔ ۱۶۲۲ء فروری
۱۰ مئی مطابق ۱۰ ذی قعدہ ۱۰۳۵ھ میں
آگرے میں فوت ہوا اور سکندر سے ہیں اکبر کے
بترے میں دفن ہوا۔ اس کی قبر سفید سنگ مرمر
کی جو جس پر ایک کتبہ۔ زبان فارسی جس میں اس کا
نام اور سال وفات مرقوم ہو کندہ ہو۔ یہ شہزادہ
شروعی کہتا تھا۔ اس نے ایک فارسی دیوان چھوڑا

سلیمان قرانی۔ برادر شاہ افغان کی معزولی کے
بعد ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ میں بنگال کا حاکم
مقرر ہوا۔ مگر سلیم شاہ بادشاہ دہلی کے وفات کے بعد
۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ میں بادشاہ دہلی سے
سخوت ہو کر خود مختار ہو گیا۔ اس نے صوبہ اترسید کو
فتح کر کے اپنی حکومت کو وسعت دی۔ شہنشاہ
اکبر کا زمانہ آیا باوجود خود مختار ہونے کے شہنشاہ
اکبر کو خوش کرنے کی فرض سے وہ اکثر شہنشاہ
کے حضور میں تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا۔ ۱۰۴۱ھ
حکومت کر کے ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ میں فوت
ہوا اس کا مزار کا باز پڑ خاں اس کا جانشین ہوا
لیکن اس کو ایک ماہ سے زائد حکومت نہ گزری
نہ ہوئی اس کے چھوٹے بھائی داؤد خاں نے اس کو
قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔

سلیم چشتی۔ شیخ۔ اصلی وطن دہلی۔ شیخ فرید الدین گنج شکر
کی اولاد سے تھے۔ ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ

میں بمقام دہلی پیدا ہوئے والد کا نام بابا الدین
تھا خواجہ ابراہیم چشتی سے فیض باطنی حاصل کیا۔

موضع سیکری میں ایک پہاڑی پر جو اگرہ سے
بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ ذکر و تشل میں مشغول
رہتے تھے۔ عمر کا زیادہ حصہ تبرک مقامات کی
سیاحت میں گزرا جو بائیس جگہ کے۔ چار برس
خاص مدینہ طیبہ میں قیام پر رہے۔ اور وہاں
شیخ الهند کھاتے تھے۔ ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ
میں آخری حج کر کے سیکری واپس تشریف لائے
قبر شاہ کے عہد میں ان کی پرہیزگاری اور نیکو کاری
مشہور ہو گئی تھی۔ جب اکبر بادشاہ ہوا اور اس
کی عمر ستائیس اٹھائیس برس کی ہو گئی تھی وہ یہ
دیکھ کر کوئی اولاد نرینہ نہیں زندہ رہتی۔ حضرت
سلیم چشتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اولاد
کے واسطہ دعا کی التجا کی۔ اس کے بعد جب اکبر کو
یہ معلوم ہوا کہ ایک کلمہ جو تو بیگم کو سیکری میں قدرت
شیخ میں بھیج دیا اور وہاں ایک حرم سرا کی عالیشان
عمارت تعمیر کرائی۔ موضع سیکری تو چہرہ نشای سے
ایک شہر ہو گیا بادشاہ نے وہاں ایک عالیشان
مسجد بھی بنوائی جس کی تعمیر ۱۰۳۵ھ مطابق
۱۰۳۵ھ میں ختم ہوئی۔ اور پانچ لاکھ روپیہ
صرف میں آیا۔ اور اب سیکری کا نام فتح پور ہو گیا
۱۰۳۵ھ مطابق ۱۰۳۵ھ میں بیگم کے فرزند تولد
ہوا۔ اس کا نام شیخ کے نام پر سلیم رکھا گیا۔ اور
خود شیخ نے اس کو شیخو بایا لکھ کر پکارا جو اس کا عرف
ہو گیا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی نے قریب قریب اپنی
کل صاحبزادیوں اور بی بی اور بہو کا دودھ تبرک
سلیم کو پلوا یا خاص طور پر سلیم حضرت موصوف
کی ان صاحبزادی کو شیخ اعظم دیوینی کی بی بی
تھیں جن کی گود میں ایک لڑکا تھا جس کا نام
شیخ حیون تھا (۱) لڑکا بڑا ہو کر نواب قطب الدین

خوب کو کلتاش کے لقب سے مشہور ہوا) اپنی
ماں بچتا تھا۔ ۹۹۷ء مطابق ۱۳ رزوری ۱۵۸۷ء
میں حضرت سلیم چشتی کا بمقام سیکری وصال ہوا
وہیں مزار شریف ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے
شیخ بدرالدین صاحب مجاہدہ نشین ہوئے یہ
بھی بڑے بزرگ اور متقی تھے۔ ریاضت کرتے
ہوئے اُن کا وصال ۹۹۷ء مطابق ۱۵۸۷ء
میں کچھ شریفہ میں ہوا۔

سلیم حاجی محمد۔ ایک دیوان کا معصفت ہو جس کو اُس
اسلامیہ مطابق ۱۵۸۷ء میں مکمل کیا۔ اس کا
پورا نام حاجی محمد اسلم ہو۔

سلیم سلطان۔ قسطنطنیہ میں ترکوں کا بادشاہ تھا
اجس کی بہادری تاریخ میں ضرب المثل ہے
سلطان بایزید دوم کا دوسرا زاد کا تھا اس نے
اپنے باپ کو ایک لڑائی میں شکست دی اور
پھر دہریہ مار ڈالا اور اپنے آٹھ بھائیوں کو قتل
کیا اور خود ۱۶ اپریل ۱۵۱۷ء مطابق ۱۸ صفر
۹۰۵ء کو تخت نشین ہوا۔ ۹۵۷ء میں اس
بادشاہ کے وقت میں مصر فتح ہوا۔ اور مصر کے
ساتھ شام فلسطین اور عرب فتح کیے۔ فارس پر
حکم کیا۔ آرمینیا کو ایک ترکی صوبہ بنایا۔ جنگری
کی فوج کو زیر کیا۔ ۱۰۱۰ ستمبر ۱۵۲۷ء مطابق
۱۷ شوال ۹۱۵ء کو یکایک چٹیں میں ایک پھوٹا
نمل آنے کی وجہ سے اسی مقام پر جہاں اُس نے
اپنے باپ کو قتل کیا تھا فوت ہو گیا۔ اسی بادشاہ
کے وقت میں محمد دوازدہم حلبیہ بنو عباسیہ
نے خلافت شام اس کی سپرد کر دی تھی۔ تالوار
حاکم اور عبائے مبارک آنحضرت صلیو علیہ وسلم
ہو کر اسی کے عہد میں رومی سلطنت کی خفایت

میں آئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلیمان صاحبقران
کے لقب سے تخت نشین ہوا۔
سلیم سلطان ثانی۔ ستمبر ۱۵۶۶ء مطابق صفر ۹۷۴ء
میں اپنے باپ سلیمان ثانی کی جگہ ترکی کا بادشاہ
ہوا۔ اس بادشاہ کے وقت میں جزیرہ ساہرس
الجزیرہ اور یونس فتح ہوئے۔ اسی کے زمانے میں
ویش اور ہسپانیہ کے متفقہ عیسائی بیڑوں نے
عثمانی بیڑے کو مقام لیبیا ٹوپر ۱۵۷۱ء مطابق
۱۵۷۱ء میں تباہ کر دیا۔ یہ پہلی بحری شکست
تھی جو سلطنت عثمانیہ کو یورپ کے عیسائیوں کے
منقلبے میں ہوئی۔ اس بادشاہ کا زیادہ وقت
خلاصہ کے اندر عیش و عشرت میں صرف ہوتا
تھا۔ ورنہ ستمبر ۱۵۷۴ء مطابق شعبان ۹۷۷ء کو
بادن سال کی عین فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا مراد
ثالث تخت نشین ہوا۔

سلیم سلطان ثالث۔ مصطفیٰ سوم کا بیٹا تھا۔
۱۵۷۴ء میں پیدا ہوا۔ اپریل ۱۵۷۴ء میں
تخت نشین ہوا۔ اس نے روس کی ملکہ کٹرین ثانی
سے لڑائی لڑی اور ملک کا ایک بڑا حصہ دیکر صلح
ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد فرانسیسیوں نے
مصر پر حملہ کیا مگر گریزوں نے اس کو شکست دی
اور سلطان میں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا۔
جان نثاروں کی بناؤت نے سلطان سلیم کو ۲۰
جولائی ۱۵۷۷ء مطابق جمادی الاول ۹۷۷ء

میں مہزول کر دیا
سلیم شاہ سور۔ شیر شاہ کا چھوٹا لڑکا اس کا پہلی
اتام جلال خاں تھا۔ بعض مورخ عبد الجلیل بھی
لکھتے ہیں۔ بڑا عاقل اور بخیرہ کار تھا۔ باپ کے
مرنے پر اُس نے قلعہ کا بھگر کے بیٹے ہندو

ربیع الاول ۶۵۵ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۲۵۷ء کو تخت نشین کیا۔ بادشاہ ہونے پر اس نے اسلام خاں کا لقب اختیار کیا۔ مگر عوام میں اس کا لقب سلیم شاہ مشہور ہوا۔ ۹ برس حکومت کی۔ اعصاب سفلی میں ایک قرح میں سمیت پیدا ہو جانے سے سلسلہ مطابق ۶۱۵ھ بمقام گوالیار انتقال کیا۔ اسی سال سلطان محمود بادشاہ گجرات اور نظام الملک بادشاہ دکن کا انتقال ہوا۔ زوال خسروان "تاریخ وفات ہوئی۔" نقش گوالیار سے سہرام کو پہنچائی گئی۔ جہاں وہ اپنے باپ شیر شاہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اس کا بیٹا فیروز شاہ جس کی اس وقت بارہ سال کی عمر تھی تخت نشین ہوا۔ اس نے صرف تین دن حکومت کی۔ بہادر خاں پسر نظام شاہ سور جو شیر شاہ کا بھتیجا اور سلیم شاہ کا سالار تھا اس کو عمر بادشاہ کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا اور محمود شاہ عادل کا لقب اختیار کیا۔

سلیم شاہ باقوبکم - سلیمان شکوہ - داراشکوہ کی دختر شہزادہ "امجد اکبر عالمگیر کے چچھے لڑکے کی بیگم تھی۔ اس کا لڑکا نیکو سیر تھا جو لڑکے میں شہنشاہ مشہور ہوا اور پھر اس کو رکن الدولہ نے قید کر لیا۔

سلیم شاہ سلطان بیگ - گل رخ بیگم کی لڑکی بابر کی نواسی تھی۔ مرزا نور الدین محمد سلیم کا باپ تھا۔ سلیم شاہ کی شادی ۱۵۷۵ء میں بیرمنانہ خاں خاں سے راجہ بیہام جالندھر ہوئی تھی۔ سلسلہ میں

برہمن کی وفات کے بعد شہنشاہ اکبر کی زوجیت میں آئی اس کے بطن سے ایک لڑکی شہزادی خاں اور ایک لڑکا سلطان مراد پیدا ہوا فارسی میں اچھی استعداد دہشی اور شہر گوئی کی طرف بھی رغبت

تھی۔ جہانگیر کے زمانے میں سلسلہ مطابق ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئی۔

سمبھراجی - سیواجی ہوسلار کا بیٹا تھا۔ جس وقت اس کا باپ مراد پورہ مقام پر لائے میں تھا۔ لوگوں نے راجہ رام کو جو سیواجی کی دوسری بی بی سے تھا تخت نشین کرنا چاہا لیکن زیادہ جماعت نے اس کا ساتھ دیا۔ اپریل ۱۸۱۸ء میں اپنے باپ کی جگہ ستارے کا راجہ ہوا۔ تخت نشین ہو کر اپنے سوتیلے بھائی راجہ رام کو قید کر لیا اور دیگر غافلین کے ساتھ ریٹریس آیا۔ نو برس حکومت کی اس نے اپنا زیادہ وقت عیش و عشرت میں صرف کیا حکومت کے ناقابل اور خود میں تھا۔ کل اختیار سلطنت ایک برہمن کبکالاں نامی کو دیدیے تھے۔ جس کے ذریعے وہ حرکات اس سے سرزد ہوئیں کہ لوگ متحیر ہو گئے۔ مقرب خاں نے شہنشاہ عالمگیر کے حکم سے اس کو اس کے ہمدم وزیر کبکالاں اور اس کے خور و سال پسر ساہو اور اس کی دو بیویوں کو اگست ۱۸۱۸ء مطابق سن ۱۸۱۸ء میں گرفتار کر کے ہادشاہ کے سامنے حاضر کیا۔ بادشاہ کے حکم سے اول سمبھا اور کبکالاں کی زبانیں نکال لی گئیں۔ اور پھر ان کی آنکھیں جلیے ہوئے ٹوہے سے بے نور کر دی گئیں۔ اس کے بعد دونوں کو قتل کر ڈالا۔ ان کے پوست میں عیس بھر کر دکن کی مشہور گیلوں میں گشت کر لیا گیا۔ مادہ "تاریخ" کا فریچر جمعی رفت لکھا گیا۔

سمبھو سنگھ - اوڑے پور اور میواڑ کا رانا تھا۔ اس کو ۱۸۱۸ء میں جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب سرکار انگریزی کی طرف سے عطا ہوا۔ ۱۸۷۰ء

میں ۱۶ سال کی عمر میں فوت ہوا بحیثیت منشی
 لڑکے کے سلسلہ میں سند نشین ہوا تھا۔
 سمرات: گجرات ایک رہن تھا۔ اس نے بے پودے
 راجہ سواہی سنگھ کے حکم سے اقلیدس کا سنگت
 میں ترجمہ کیا اس کا نام ابھی گنتار لکھا۔
 سمٹانی: ایک باغدادی تھے۔ سلسلہ مطابقت
 سے یہ میں خواجہ کرانی سے چھ سال پہلے
 فوت ہوئے۔
 سمیر سنگھ: جو دھوراجہ راجہ۔ راجپوتانہ کی یہ سب سے
 بڑی ریاست ہے یہاں کے راجہ سنا راجپوت
 ہیں جو اپنی نسل کا سلسلہ راجہ راجندر سے
 ملاتے ہیں سلسلہ سے سلطنت انگریزوں کی
 خلافت میں آئی۔ سلسلہ میں اپنے باپ
 کی جگہ موجودہ ہمارا تخت نشین ہوا۔ گورنمنٹ
 بنگالہ عظیم میں نوجوان ہمارا نے بجانب سرکار
 انگریزی اپنی ذاتی خدمات میں تین اور اس صلے
 میں برٹش فوج میں لکھی کا عہدہ دیا گیا۔ ۱۹۱۱ء
 میں ہمارا کا انتقال ہوا اور ہمارے بیٹے
 کو ہمارا کے بھٹے بھائی ہمارا راجہ رنجیر سنگھ
 مندر نشین ہوئے۔ اس ریاست کی آمدنی آٹھ
 لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔

سمیع اللہ خاں: سی ایم جی مولوی۔ دہلی کے
 رہنے والے حضرت علی کی اولاد سے علوی شیخ
 تھے۔ پیدائش سلسلہ مفتی صدر الدین خاں سے
 متوال کی انتہائی گناہیں پڑھیں۔ عالم ہونے
 کے علاوہ خوشنویس بھی تھے خوشنویسی میں ہندوستان
 کے مشہور خوشنویس میں پوجہ کش کے شاگرد تھے۔
 ۱۰-۱۱۔ برس کی عمر میں فاریغ تحصیل ہوئے۔ طلبہ کو
 درس دینا شروع کیا۔ کبھی کبھی شری کہتے تھے

گراں طرف زیادہ توجہ دینی تصنیف و تالیف کا
 شوق بھی ابتدا ہی سے تھا۔ مختصر معانی میں تلخیص
 حاشیہ لکھا جو چھپ چکا ہے۔ فلسفے کی اکثر کتابوں
 پر حاشیہ لکھا۔ لیکن ان کے مسودے ہی رہے۔
 میں براد ہوئے۔ فارسی کے مشہور قصہ ممتاز کا
 اردو ترجمہ سب سے پہلے آپ نے کیا تھا۔
 لیکن وہ بھی غریب ضائع ہو گیا۔ تاج الدین
 دیکر وکانت کی سند حاصل کی۔ سلسلہ میں نصف
 متر ہوئے۔ چار برس مصی کرنے کے بعد
 آگرہ اور الہ آباد میں گزارا سال تک نہایت
 کامیابی کے ساتھ باقی گورٹ کی وکالت کرتے
 رہے۔ ۱۹۱۱ء صدر ہندو متقرر ہوئے
 علی گڑھ۔ الہ آباد۔ مراد آباد فتح گڑھ میں اس
 عہدے پر مقرر رہے۔ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۷ء
 تک علی گڑھ میں سب جج رہے۔ وہ زمانہ تھا
 جب کہ سرسید نے علی گڑھ کالج کی بنیاد ڈالی تھی
 علی گڑھ کالج کے قیام کی کوششوں میں سرسید کا
 دست راست تھے اور آخر دم تک کالج کے محرم
 معاون رہے۔ ۱۹۱۷ء میں میونسپل کالج الہ آباد
 کی صدارت کی۔ ۱۹۱۸ء میں میونسپل کالج الہ آباد
 کے تعلق میں بورڈنگ ہاؤس مسلمان طلبہ کے
 قیام اور ترتیب کی غرض سے قائم کیا جو اس
 قسم کے بورڈنگ ہاؤس کی پہلی مثال تھی۔ اس قبل
 کے جو بورڈنگ ہاؤس بند کوا قائم ہوئے وہ
 اسی کے نمونے پر ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں یورپ کا سفر
 کیا اور ایک بیٹے سفر نامہ لکھا جس کا انگریزی
 ترجمہ کنویرج لاپر شاد صاحب سی۔ ایس نے
 ۱۹۲۰ء میں کیا تھا۔ یہ سفر نامہ کئی دفعہ چھپ چکا
 نومبر ۱۹۲۰ء میں جی کے عہدے پر پہلی فٹن کی

دورانِ لازمیت میں کا نخاص پرستش ۶ میں مصر
نیچے گئے۔ یاں سب سے بڑی خدمت۔ انجام
دی کہ وہاں کے مسلمان انگریزی حکومت کے
مطلق جوہر گمانیاں رکھتے تھے وہ رخ کر دیں مصر
کی خدمات کے صلے میں۔ سی۔ ایلم۔ جی کا خطاب
۱۸۰۱ء میں سفرِ حج کیا اور حج ادا کیا۔ قیام
مکہ معظمہ کے زمانے میں شیخ الدلال مولانا عبدالحق
صاحب سے سند دلائلِ انجرات حاصل کی اور
شیخ ممدوح سے اُن کو دلائلِ انجرات کا صحیح نسخہ
آیا جس کو انھوں نے ہندوستان واپس آکر مع
منید جواٹھی کے چھپوا دیا۔ آخر دہلے میں علیگڑھ
میں قیام اختیار کر لیا۔ تھا۔ وہیں ۷۔ اپریل ۱۸۷۰ء
مطابق ۵۔ ربیع الاول ۱۲۹۰ء کو انتقال ہوا۔
وصیت کے مطابق لاش دہلی پہنچائی گئی اور وہاں
بیرون دہلی دروازہ آبائی گورستان میں دفن ہوئے۔
آپ کے صاحبزادے الحاج نواب سرحد جنگ
بہادر حمید اللہ خاں ہیں جو ۱۸۰۱ء میں ۱۴۔ اپریل ۱۲۹۰ء کو
مقام آگرہ پیدا ہوئے۔ ۱۲۹۰ء میں بانی کورٹ
حیدر آباد میں جج و چیف جسٹس رہے۔ اب الٰہ آباد
میں پیرٹری کر رہے ہیں۔ سات سال تک سردار
"الو آباد ریویو" کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں۔

سمیع اللہ شیخ - سلطان بھول لودی کے عہد میں
کر رہے ہیں۔ شیخ احسان کے بھائی تھے۔

سعودیہ مطابق ۱۲۹۰ء میں وفات پائی۔
مزار شریف دہلی میں حوضِ نمکی کے کنارے پر

واقعی ہے۔
سانی شیخ - حکم سانی بھی مشہور ہے۔ غزنی کا ایک شہ
شاعر تھا۔ ہرام شاہ بن مسعود شاہ غزنوی کے
زمانے میں گزرا ہے۔ اس کی مشہور تصنیف جو اس

ہرام شاہ کے مسننے پیش کی اُس کا نام حدیقہ
یا حدیقۃ التھانی تھا۔ اس میں خدا کی وحدانیت
اور دیگر مذہبی باتوں کا ذکر اور اذیتیں ہزار
ہیت ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۹۰ء مطابق ۱۲۹۰ء
میں ختم ہوئی اور اسی سال میں مصنف کا
انتقال ہو گیا۔ عمر ۶۶ سال کی پائی۔ اور
رموز الانبیاء و کنز الالویا اور ایک دیوان
بھی اس کی تصانیف ہیں۔

نجر سلطان - سلطان ملک شاہ سلوٹی کا تیسرا
بیٹا تھا۔ ۱۲۹۰ء میں اپنے باپ کی وفات
کے بعد خراسان پر قابض ہوا۔ پھر اپنے
بھائی سلطان محمد کے مرنے کے بعد وہ نکل
نارس کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ اس نے غزنوی
خاندان کے بادشاہ ہرام شاہ کو جس کا
دار السلطنت لاہور تھا اپنا خراج گزار
بنایا۔ علاء الدین بادشاہ غور نے ہرام شاہ
کو شکست دی اور غزنی لے لیا۔ بعد کو
علاء الدین بھی سمرکند میں ہوا۔ لیکن سمرکند
بھی طویل حکومت اور کامیابیوں کے بعد
انقلابِ زمانہ دیکھنا پڑا۔ ۱۲۹۰ء مطابق
۱۲۹۰ء میں تاتاریوں کے ملک میں گھس کر
اُس نے غزنیوں پر حملہ کیا اور شکست
کھائی۔ اس حملے میں تمام فوج اُس کی
تباہ ہو گئی اور اہل و عیال قید ہو گئے
مال و اسباب لٹ گیا۔ ۱۲۹۰ء مطابق
۱۲۹۰ء میں اُس نے ترکوں پر چنوں
نے خراج دینا بند کر دیا تھا۔ حملہ کیا اس
میں بھی وہ ناکامیاب رہا اور قید کر لیا گیا
چار برس کامل قید میں رہا۔ اُس کی غیر حاضری

میں اس کی جو یہ سلطانہ خاتون ترکان حکومت کرتی
ہی جو سلطانہ مطابق سلطانہ میں فوت ہو گئی۔
اس کے فوت ہونے پر سونے قید سے آزاد ہو کر
آزادی حاصل کی لیکن اس آزادی کے بعد وہ
حکومت کا زیادہ لطف نہ اٹھا سکا اور اللہ ربیع ثانی
۹۷۷ھ مطابق ۱۵۷۱ء کو تترہوس کی
عمر میں قضا کر گیا۔ مرو میں دفن ہوا۔ اس کے مرنے
سے خراسان میں خاندان سلجوقی کا خاتمہ ہو گیا۔
اس کے دربار کے شاعر ادیب حایر۔ امشید۔
طوطا۔ عبدالواسع۔ جلی۔ فرید کا تب۔ انوری۔
ملک عماد۔ شیعین غزنوی تھے۔

سنجر شاہ۔ مظان شاہ ثانی کا بیٹا نکش خاں کا ہم عصر
تھا۔ نکش خاں نے اس کی بوجہ ماں سے شادی
کی اور اس کو متنی کر لیا۔ سنجر نکش سے باغی ہو گیا
تھا۔ اس وجہ سے نکش نے اس کو اندھا کر دیا۔

سنجر میر۔ شاہ سنجر بجا پوری بھی کہلاتا ہے۔ میر حیدر
کاشی کا لڑکا۔ سلطان ابراہیم عادل بیجا پور کے
زمانے میں ایک نامی شاعر تھا۔ سلطانہ مطابق
۸۷۱ھ میں مر گیا۔ ایک دیوان یا دگار ہے۔

سند باد حکیم۔ صاحب دیوان شاعر گڑ راہی۔

سند باد۔ مطابق ۸۷۱ھ میں اس نے اس
دیوان کو شاہ محمود بھمنی کے نام پر سنون کیا تھا
سند رلال کول ولد نوبت رائے۔ مقرر کا باشندہ

دفتر خاصہ میں میر منشی تھا۔ ۸۷۱ھ مطابق
۹۷۱ھ میں اس نے گل بیخراں لکھی چو چاروں باب
پر منقسم ہے۔ پہلے باب میں دہلی مقرر اور بندہ راجہ کے
حالات ہیں اور چوتھے باب میں افسانہ ہے۔

سندھال دیو۔ امیر لاجپور کا راجہ تھا۔ اس کے
بہنوگل یا کنھل یہاں کا راجہ ہوا۔ اسکی وفات پر

پونہ دیو یا پوجی شہلے میں راجہ ہوا۔ اس
پر مٹی راج کی لڑکی سے شادی کی اس کے بعد
اور بعد کیے با دیگے ذیل کے راجہ
مگر اس ہونے پہنچی۔ راج دیو دیو راج دیو کو
عمود ثانی نے سلطانہ میں شکست دی کہیں
کشتل (جس نے امیر کا شہر بسایا)۔
ادوے کرن۔
نرسنگھ۔

بن ہیر

ادوے رائے۔

چندر رین۔

پر مٹی راج دیویم کا باپ تھا اور میمن نے اس کو
قتل کیا تھا

اسکرن بھارل (جس کو پورن مل بھی کہتے ہیں
سندھا (ماخذ ہوا راناستھا)

سنگر۔ دودھ بن آتابک فرس فارسی کا لڑکا تھا جو
آتابک خضر الدین کام سے مشہور ہے۔ سلفر بائی

خاندان آتابک کا پر پوتا ہے۔ اس خاندان کے

آخری حاکم فرس بوراہ کا جانشین ہوا اور ۸۷۱ھ

مطابق ۸۷۱ھ میں خود مختار ہو گیا۔ اور بلوچی

سلاطین کے اثر سے آزادی حاصل کر لی اپنا دار السلطنہ

خیبر مزبور کیا جو عرصہ تک اس کے خاندان کا پایہ

رہا۔ ۸۷۱ھ مطابق ۸۷۱ھ میں فوت ہو گیا۔

اس کا بھائی جانشین ہوا۔ اس خاندان کے

بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

مظفر الدین زلیخا وہ سال تک باہمن حکومت کرنے

کے بعد ۸۷۱ھ مطابق ۸۷۱ھ میں فوت ہوا

اس کا بیٹا حکم جانشین ہوا۔

ننگلے نے خواجہ امیر الدین گورانی کو اپنا وزیر

کیا اور جس سال حکومت کی۔ اس کی وفات کے بعد جو ۶۷۵ مطابق ۱۲۷۵ء میں واقع ہوئی۔ فارس کی حکومت اس کے بھائی سعد بن زنگی کے ہاتھ میں پہنچی۔

اتابک سعد بن زنگی۔ اس کے وقت میں اصفہان پر حملہ ہوا۔ شیراز کی شہرینہاہ قیسر ہوئی اور جامع مسجد بھی اسی کے وقت کی یادگار ہوئی۔ تیس سال حکومت کرنے کے ۶۸۲ مطابق ۱۲۸۲ء میں فوت ہوا۔ اتابک ابوبکر اس کا بیٹا سانشین ہوا۔ سعد بن زنگی کی یاد اب تک اہل شیراز کو عزیز اور محترم ہے۔ اتابک ابوبکر ابو نصر بھی کہلاتا ہے۔ اپنے باپ کا خلف ہوا تھا۔ چنگیز خاں سے اتحاد پیدا کیا اور اپنا سفیر اور تحائف بھیجے۔ چنگیز خاں نے اس کی اس تقدیم کو نظیر قبول سے سرور کیا اور قتل خان کا ترکی نظاب عطا کیا اس تہ پر نے فارس کو اس روز سے بچا دیا جو چنگیز خاں کے ہاتھوں سے قرب و جاہ کے دوسرے صوبوں کو دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ سعدی شیرازی کی نگشت اس کے عہد میں لکھی گئی۔ اور اسی کے نام پر مضمون ہے۔ شیراز میں ۶۸۲ مطابق ۱۲۸۲ء جمادی الثانی ۶۸۲ میں انتقال کیا۔ ۴۴ سال کا عہد حکومت پایا اور اس کا زمانہ بہت خوش حالی اور کامیابی کا دور تھا۔ چاہے۔ دولت شاہ مورخ تاریخ و قت ۶۸۲ لکھتا ہے۔ اتابک سعد ثانی اپنے باپ ابوبکر کے انتقال کے وقت ہلاکو خاں کی فوج میں داخل تھا جس وقت خبر انتقال اس کے کان تک پہنچی فوراً تخت پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے شیراز کو روانہ ہوا۔ لیکن پہنچنے سے پہلے چار ہزار اور راستہ ہی میں رہے ملاک بھاگ گیا۔

اتابک محمد اس کا شیر خوار بچہ دادا کی جگہ بادشاہ

بنایا گیا۔ علی طور پر محمد کی ماں ترکان خاتون کا روتا۔ سلطنت انجام دی تھی۔ لیکن اس حالت کو ابھی ڈھائی برس نہ ہونے تھے کہ یہ بچہ بالاختار سے گر کر ۶۸۲ مطابق ۱۲۸۲ء میں مر گیا۔

بجہر شاہ جو خاندان سلطنت کا ایک سردار تھا بادشاہ ہوا۔ مگر خاتون ترکان نے اس کے طرز عمل سے ۸ ماہ کے بعد ناخوش ہو کر گرفتار کر لیا۔ اور ہلاکو خاں کے پاس قیدی بنا کر بھیجا۔ اور اپنے دست کے بھائی بلوق شاہ کو حکومت تفویض کر دی۔ بلوق شاہ نے اپنی قوت مضبوط کرنے کے خیال سے خاتون ترکان سے شادی کر لی۔ مگر ایک دن دشمنی کی حالت میں خاتون کا سر قلم کر دیا۔ ہلاکو خاں کے صحن فہر جو حاضر تھے اس ظلم سے بہت متاثر ہوئے۔ اس ہمدردی کے جرم میں وہ بھی فوراً موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ جب ہلاکو خاں کو ان معاملات کی خبر ہوئی تو اس نے فوراً بلوق کے بھائی محمد کو قتل کر دیا۔ بلوق خود چنگیز کے ڈر سے کار و نوا فوراً ہو گیا مگر گرفتار ہوا۔ اور ۶۸۲ مطابق ۱۲۸۲ء میں قتل کیا گیا۔

ایش اتابک سعد کی لڑکی تھی جو ایک سال حکمران رہی۔ منگو تیور کے ساتھ شادی ہوئی جو ہلاکو کا بیٹا تھا اور اسی پر اس خاندان کی جس کی ۱۲۰ سال حکومت رہی خاتم ہو گیا۔

سند کا را۔ ۶۸۲ء میں پیدا ہوا۔ بہت بڑا فلسفی تھا۔ بودہ مذہب کے زوال اور برہم سماج کے عروج میں اس کی کوششوں کا کافی جھٹکا ہے۔ توہم عالم اور غریب ہستی کے مسئلے پر اس نے پوری وجہیت کے ساتھ بحث کی ہے۔

سنکر ام شاہ ۵۔ جنوبی بار میں مکرگ پور کا راجہ تھا

اکبر کے زمانے میں محل فوجوں سے بڑھ چڑھ ہوئی۔
اور اس میں راجہ کام آیا۔ اس کا بیٹا جانشین مسلمان
ہو گیا۔
سنگم لال۔ ایک ہندو شاعر تھا۔ جس کا تخلص عزت تھا
مرزا جاجاناں شہر کا شاگرد تھا۔ اور آگرے میں
سلسلہ مطابقت سلسلہ میں رہتا تھا۔

سوامی بھوپت رائے۔ قوم کا کھتری تھا۔ ملک
پنجاب میں جوں کے قریب شہر میں رہتا تھا
اس نے سنسکرت سے فارسی زبان میں پروردہ
چند نامک کا ترجمہ کیا۔ جو انیسویں کی ایک عجیب
کتاب ہو۔ اس کا ترجمہ نے نرائن چند کے نام سے
منون کیا ہے۔

سوامی سکرانند۔ انگریزی زبان کا فاضل مسلمان
میں ہندو دور ویشاداس میں ڈبرن جوڑی
افریقہ میں پہنچا۔ اور انگریزی زبان میں آریہ دھرم کی
تائیدیں لکھ دیے۔

سوا۔ مرزا محمد رفیع نام۔ سودا گلیں۔ اس کے
باپ مرزا محمد شفیع مرزا زبان کا دل سے تھے بلوچ
تجارت ہندوستان آئے اور دہلی میں سکونت
اختیار کی باپ کی سوداگری اس تخلص کا سبب
ہوئی۔ اردو کی قصیدہ گوئی میں سب سے پہلا شا
ہو اور ہجو کہنے میں بھی اس کو کمال حاصل تھا۔

مرزا الدین علی خاں آرزو کا شاگرد اور میر کا جبر
تھا۔ سلسلہ مطابقت سلسلہ میں پیدا ہوا۔

نواب آصف الدولہ کے وقت میں لکھنؤ رہا۔ چھ
ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر ہو گیا۔ ملک الشعراء
کا خطاب پایا۔ سلسلہ مطابقت سوا میں انتقال
کیا۔ کلیات سودا ایک مقبول و مشہور کتاب ہے
سودانی بابا ایوہودی۔ ایک شاعر تھا جس کا

پہلے تخلص خاوری تھا۔ چونکہ یہ ننگے سر اور ننگے
پاؤں گیہوں میں پھرتا تھا۔ لوگوں نے اس کو سوانی
مشہور کر دیا۔ اور پھر یہی تخلص ہو گیا۔ یہ شاہ رخ
مرزا کے زمانہ میں تھا۔ سلسلہ مطابقت میں۔ ۸۰ برس
کی عمر میں مر گیا۔

سودو۔ زمخشری قیس کی لڑکی خاندان مامربن لوی
قیس۔ پہلے ان کی شادی سکران سے ہوئی
تھی۔ سکران کے اسلام لانے پر لگا ران کو بہت
تنگ کرتے تھے ان کے مطالعے سے دق ہو کر وہ
جستہ چلے گئے تھے وہیں ان کا انتقال ہو گیا
حضرت سودو بحالست ہو کر جب وہاں تکلیف
اور مصیبت میں رہتے لگیں تو ناچار کے کو
واپس چلی آئیں اس وقت بی بی خدیجہ کا انتقال
ہو چکا تھا۔ چونکہ سودا اور ان کے شوہر نے

اسلام کی خاطر سخت سے سخت مصیبتیں جھیلی
تھیں اس لیے ان کی بیگم پر نگاہ کر کے ابام اللہ
گزر جانے کے بعد ان حضرت علی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو شرف زوجیت بخشا اور وہ حضور
نبی اکرم صلی علیہ وسلم کی دوسری بی بی ہوئیں آنحضرت صلی
کی وفات کے بعد ۳۴ سال تک زندہ رہیں۔
سلسلہ مطابقت سلسلہ میں وفات پائی۔

سودوی۔ ایک ترکی شاعر تھا اس نے دیوان حافظ
کی شرح ترکی زبان میں لکھی۔ سوری سید علی لمعی
سودوی اور نعمی نے بھی دیوان حافظ کی شرحیں لکھی
ہیں۔ لیکن سودوی کی شرح ان سب سے بہترین
خیال کی جاتی ہے۔

سورج سنگھ راجہ۔ اودے سنگھ راجہ کا لڑکا
اور رائے مال دیو کا پوتا تھا باپ کے مرنے کے
بعد سلسلہ مطابقت سلسلہ میں اکبر نے منصب

ہزار پر ممتاز کیا اور شاہزادہ مراد اور وہ کمال
کی ہمراہی میں مہلات گجرات اور دکن میں تھیں با
جائیکے کے عہد میں بھی مختلف خدمات انجام دیں
اور بیچ ہزار میں منصب پایا۔ دکن میں سلطان
مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا جگ
جانشین ہوا۔

سورج مل جاٹ۔ ہجرت پور کا راجہ تھا۔ باپ کا
نام بدن سنگھ تھا۔ سلسلہ مطابق سلسلہ
سے کچھ سال پہلے باپ کی گدی پر بیٹا۔ ہندوستان
سے احمد شاہ ابدالی کی روانگی کے بعد سورج مل
نے سلطنت غلیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر
ان تمام مغربوں سے پر جو آگرے کے ماتحت تھے
قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ خاص آگرہ بھی لے لیا
مگر آخر کار نجیب الدولہ و ہیلہ سردار کے ہاتھ
سے دسمبر ۱۷۷۷ء مطابق سلسلہ میں دیہوں
کی روانگی میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا جو ابھر سنگھ
گدی نشین ہوا۔

سور داس۔ سار سوت برہمن راجہ اس کا بیٹا موضع
سیھی قریب دہلی میں ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوا
سوامی بلیمہ اچاچ کا چیلہ تھا۔ بعض کا قول ہے کہ
اس نے اپنی آنکھوں کے مشاہدات ناجائز کے
ظہاروں سے متاثر ہو کر دونوں آنکھوں کی
پتلیاں خود کال ڈالیں۔ اس نے بند رہاں میں
دریائے گندک کے کنارے غرق و قناعت کی
زندگی بسر کی۔ متحرا بھی رہتا تھا۔ اس کی شاعری
بالکل سادہ اور نچرل ہے جس میں بہت زیادہ
دوبے کرکشن کی تعریف میں پائے جاتے ہیں
اور زباں زود خاص و عام ہیں۔ تان سین
در بار کبریٰ کا مشہور موسیقی والوں اسی کے زبانی

میں تھا اور اکثر اس سے ملنے آتا تھا۔ غالباً
۱۷۷۷ء میں انتقال کیا۔ فن موسیقی کا ماہر تھا
چنانچہ اس فن میں سور گراں کی مشہور
تصنیف ہے۔
سور۔ سید محمد کا تخلص ہے۔ شہنشاہ عالم کے عہد
میں اردو دشا کرتھا۔ اس کا ایک مختصر دیوان
موجود ہے۔ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ۱۷ سال
کی عمر پائی۔ سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت
ہوا۔ بقول صاحب مرآت النیال اس تخلص کا
ایک دوسرا شاعر بھی جو فارسی زبان میں شعر
کتا تھا۔ عالمگیر کے عہد میں گڑراہی جو بخارا کا
رہنے والا تھا۔

سوزاں۔ قواب احمد علی خاں شوکت جنگ کا
تخلص ہے جو قواب افتخار الدولہ مرزا علی خاں کا
بیٹا اور قواب سالار جنگ کا بیٹا تھا۔ لکھنؤ
میں آصف الدولہ کے زمانے میں اردو کا
ابھاشاعر گڑراہی۔

سوزنی حکیم۔ شمس الدین محمد عمر قندی کا تخلص ہے
بعض موضع اس کو خوشب کا رہنے والا بتاتے
ہیں۔ اس کا سلسلہ نسب حضرت سلمان فارسی
سے ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جبکہ زمانہ طالب علمی وہ
بخارا میں رہتا تھا۔ ایک سوزن ساز سے
اس کو محبت ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے اس نے
اپنا تخلص سوزنی رکھا۔ وہ فارسی میں نہایت
عہدہ شکر کرتا تھا۔ اس کے اشعار لطافت کی
چاشنی کے لیے خاص طور پر مشہور ہیں قصائد
سوزنی جس میں ہزار اشعار ہیں۔ اب بھی
وقت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس نے
سلسلہ مطابق سلسلہ میں بمقام عمر قندی

۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سویدین صامست۔ مدینے کا رہنے والا تھا
خاندان انصار سے تھا۔ شاعری اور جنگ آوری
میں کمال رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب اس کو
کامل کے لقب سے پکارتے تھے۔ کتاب سنی
امثال لقمان اس کے ہاتھ آگئی تھی جس کو وہ
آسانی کتاب سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ حج کی
عزم سے مکہ میں آیا۔ آنحضرت صلیم نے
اس وقت تک ہجرت نہیں فرمائی تھی آپ
اس کے کمال کی شہرت سن کر اس سے ملنے
کو تشریف لے گئے سویدین نے امثال لقمان کا
کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ آنحضرت صلیم نے فرمایا میرے
پاس اس سے بہتر چیز یاد دیر کہہ کر قرآن مجید
کی چند آیتیں پڑھیں۔ سویدین نے بہت تعریف کی
اگرچہ باقاعدہ اسلام قبول نہیں کیا۔ لیکن اپنے
دہس جا کر جب تک زندہ رہا اس کا میلان
اسلام کی طرف باقی رہا۔ جنگ بھاشا دوس
خزینہ میں جو غنائم جنگیاں مدینے میں ہوئی تھیں
ان کی سب سے آخری لڑائی اسی نام سے
مشہور ہے، میں ہجرت سے قبل مارا گیا۔

سیلی خراسانی۔ اس کا پورا نام شیخ امیر حسد
سیلی تھا۔ سلطان حسین مرزا بادشاہ ہرات کا
مہر بردار تھا۔ اس نے ایک دیوان چھوڑا ہے
سلسلہ مطابق مشفقہ میں وفات پائی
سیاحی راؤ سوم گیکو اور دوسرا ہوائی نس مشفقہ
میں بڑودھ کی ریاست پر مسند نشین ہوئے
اس ریاست کے حکمران تاریخ میں گیکو کے نام
سے پکارے جاتے ہیں ریاست کے تاریخی
حال کے لیے (ملاحظہ ہو پیلا جی) راہہ کا خانہ

لقب سینا خاص غیل تشریہا وری مشفقہ کے
دربار میں فرزند خاص دولت انگلیش کا خطاب
عطا ہوا۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطاب سے
ممتاز ہیں۔ اکیس توپیں سلامی کی مقرر ہیں۔
سلسلہ میں ذی اختیار ہوئی۔ اس ریاست
میں بہت سی اصلاحات موجود و حکمران کے
عہد میں غل میں آئی۔ پنجابیت دیہی کا تادمہ جاری
ہوا۔ واعضاں قانون کی کوٹل بنائی گئی۔ دیہاتی
وزراحتی تک قائم ہوئے مدارس کو ترقی ہوئی
اس وقت کل ریاست میں دو ہزار سات سو
انیس مدرسے ہیں۔ جن میں سے چند ہائی اسکول
ہیں۔ ایک کنگری رہا یا کو ابتدائی تعلیمت اور
چریہ دیہاتی ہے۔ تعلیم کا کل صرف میں لاکھ ہے۔
گشتی کتب خانے جاری ہیں۔ جو گانوں گانوں
گشت لگاتے رہتے ہیں۔ اس ریاست کی کل
فوج باقاعدہ پانچ ہزار چھیاسی ہے اور بے قاعدہ
تین ہزار آٹھ سو چھ ہے۔ مردم شماری میں لاکھ
۳۰ ہزار سات سو اٹھانوے۔ آمدنی ایک کروڑ
بانوے لاکھ ساٹھ ہزار دو سو نو سو ہے۔

سیامک قیوس کاٹیا۔ ہوشنگ کا باپ خاندان مشفقہ
فارس کا دوسرا بادشاہ تھا۔

سیاوت۔ میر جمال الدین محدث کا بیٹا تھا۔ سنہ
مطابق سلسلہ میں حیات تھا۔ اور ایک یوب
اس کی تصنیف ہے۔

سیتل چند۔ (لال) آگرے میں رہتا تھا۔ غدر سے
پہلے مدرسہ آگرہ میں مدرس تھا۔ اس نے
تعریف العمارات کے نام سے نہایت محنت
وکاوش اور تحقیق سے اکبر آباد آگرہ کی ایک
ایک عمارت کا حال لکھا اور اس کے نقشہ شامل

کے یہ کتاب نہایت مفید اور پر از مفید ملوث
ہی۔ خد سے پہلے مدرسہ انگریز میں مدرس تھا۔
سید احمد مشہور سید جلال بخاری کا بھائی
ہی۔ دارالاشکوہ نے ۱۲۹۵ھ میں اس کو بھارت
کی حکومت پر چھوڑا۔ اس کے بڑے بھائی کا
نام سید جعفر خاں تھا۔ اس کو مقبرہ تاج گنج اگروہ
کے پاس ہی۔

سید احمد (مولوی) وطن دہلی ان کے
آباد اجداد عرب سے بخار کی راہ ہندوستان
آئے۔ مشرقی علوم میں اچھی دستگاہ تھی انھوں نے
اردو زبان کی خاص طور پر خدمت کی۔ نظام
حیدر آباد کے یہاں سے ۵۰ روپیہ ماہوار وظیفہ
منفرد تھا۔ ایک ضخیم کتاب فرہنگ اصغیر نے صفت
ہیں کہ کتاب زبان اردو کا تنہا جامع لغت ہی جو
اس کی یادگار ہو۔ ۱۰ مئی ۱۲۹۵ء کو بمقام دہلی
انتقال ہوا۔

سید احمد بریلوی۔ سید محمد عرفان کے بیٹے تھے۔
ان کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن نمک پختا
ہی۔ پیدائش یکم مئی ۱۲۸۵ء بمقام رائے بریلی
ہوئی۔ ایام طفولیت ہی سے جامہ کاشوق تھا
بچپن میں اسی کا جھیل کھیلے تھے۔ بالغ ہو کر سکین
و قضا میں کی اعانت و خدمت شروع کر دی۔
دہلی جا کر شاہ عبدالعزیز صاحب کے مرید ہوئے
اور رفتہ رفتہ آپ پر خود امور اتالی ظاہر
ہونے لگے۔ سرکار انگریزی اور امیر خاں نواب
نواب ٹونک کی لڑائی میں آپ نے صلح کرادی
پھر دہلی تشریف لے گئے وہاں بھی سلسلہ میں جاری
راہ مولینا عبدالحی اور مولینا اسماعیل نے ان سے
استیفاء حاصل کیا۔ منفرد گرو۔ سہارنپور۔ رامپور

بریلی۔ شاہجہان پور وغیرہ میں وعظ و پند کر کے
عالمہ خلافت کو راہ راست پر لائے اور متبعینت
نبوی بنالیا۔ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۸۵ھ میں
چار سو سالہ میوں کے لہر آباد۔ بنارس پہنچے ہوتے
ہوئے کلکتہ پہنچے اور وہاں تین ماہ قیام کر کے
بذریعہ جہاز ۱۲۸۵ھ کو حرم محرم میں داخل ہوئے
حج کے بعد مکہ معظمہ قیام کرتے ہوئے ۱۲۸۵ھ
مطابق ۱۲۸۵ھ میں وطن واپس آئے۔ اسی
ضمن میں اہل عرب و روم۔ مصر شام اور بخارا
وغیرہ آپ سے بہت کچھ نصیبا ہوئے۔ ایک دفعہ
رامپور میں چند افغانیوں کی زبان میں شکوکوں نے
مسلمان عورتوں کو بھرا سکھ بنا کر ان پر تصرف
کر لیا ہی۔ اس پر سید صاحب نے جہاد کا ارادہ
کیا اور یہ دیکھ کر کہ سکھ اسلامی آزادی میں خل
ہیں تمام ملک میں وعظ و پند کرکے جوش پیدا کیا۔

ہمت سے آدمی آپ کے شریک ہو گئے چنانچہ
ایک طولانی سفر کے بعد آپ مع دس گیارہ ہزار
ہندوستانی جاں نثاروں کے پشاور پہنچے
اور وہاں سے ہشت گرو جا کر ایک تحریری اعلام
حسب قاعدہ شرعی دربار لاہور میں بھیجا کہ با تم
مسلمان جو جاؤ یا قطع ہو کر جزہ دو در نہ جنگ
کی تیاری کرو۔ دربار لاہور سے اس کا کچھ جواب
نہ ملا بدھ سنگھ راجہ نے ان کے قاصد کو دربار سے
بھگا دیا اور دس ہزار لشکر کے ساتھ قتلے پر آگیا
سید صاحب بھی اپنی ہماپیوں کو لیکر نوشہرہ
آئے۔ دونوں فوجیں دریسے گندہ کے دووں
کناروں پر تھیں۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ
مطابق ۱۲۸۵ھ دسمبر ۱۲۸۵ھ بہت بڑی لڑائی ہوئی
اور نہایت کشت و خون ہونے کے بعد سکھوں کو

ہزیمت ہوئی اور ان کے سات سو آدمی قتل اور اسی قدر غریب ہوئے اس کے بعد دوروز کے خادی خان سردار قلعہ ہندسید صاحب کا مرید ہو گیا۔ اور اس نے ۶۴۰ھ افغانوں کی جمعیت میں یہاں کے خضر و نامی بازار کو جو سکھوں کا مقبوضہ تھا لوٹ لیا۔ اسی لڑائی میں وہ شہید ہوئے۔

سید احمد خاں (س) والد کا نام محمد متقی خاں۔

سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے آنحضرت معلوم تک پہنچتا ہے۔ امام محمد تقی ابن امام موسیٰ رضا علیہ السلام ان کے اجداد میں داخل ہیں اس لیے وہ اپنے کو تقویٰ سید کہتے تھے۔ سرسید کے مورث بنی امیہ کے زمانے میں عرب سے دامغان (ایران) آئے اور وہاں سے ہرات میں آکر مستقل سکونت اختیار کی شاہجہاں کے عہد میں یہ خاندان ہندوستان آیا۔ اس وقت سے لیکر اکبر شاہ ثانی کے عہد تک یہ خاندان برابر شاہان مغلیہ کے دربار میں موز و منتظر رہا۔ دذی الحجہ ۱۱۳۳ھ مطابق ۱۷۲۰ء کو برصغیر کو سرسید دہلی میں پیدا ہوئے۔ سرسید کی تعلیم اسی پرانے طریقے سے ہوئی جو اس وقت کے مسلمان شرفاء میں رائج تھا پہلے قرآن مجید پڑھا۔ پھر فارسی عربی کی عمومی درسی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ریاضی، ہیئت اور طب کا شوق ہوا۔ چند ماہ تک منصب بھی کیا۔ ۱۸-۱۹ برس کی عمر میں پرمنا چھوڑ کر لازمت شروع کی۔ لیکن بکالت طاعت بھی ان کی طالب علمانہ زندگی برابر جاری رہی سب سے پہلے صدر ابن دہلی کے سرشتہ داور تھے ہوئے معاشاء میں کشری آگرہ کے نائب منشی

ہوئے انھیں دنوں میں ایک دستور العمل ترتیب دفتر کا بنا لیا۔ ایک تاجی جدول بھی اسی زمانے میں مرتب کی جس میں ۳۴ بادشاہوں کا مختصر حال، خانوں میں لکھا گیا ہے یہ فرستہ شدہ میں پھیرا "جام جم" کے نام سے شائع ہوئی۔ قوانین دیوانی کا ایک خلاصہ امپروار ان امتحان منصبی کے لیے تیار کیا جس کو گورنمنٹ نے پسند کیا اور اس کے صلے میں وہ سلسلہ میں بین پوری کے منصف مقرر کر دیے گئے۔ یہ خلاصہ انتخاب الاخین کے نام سے شائع ہوا تھا۔ منصبی کے زمانے میں نہ صرف تالیف تصنیف بلکہ تحصیل علوم کا شغل بھی جاری رہا۔ خدرشتہ کے زمانے میں سرسید بخجور کے منصب تھے۔ اس زمانے میں انھوں نے غایت درجے کی دلیری اور وفاداری کا اظہار کیا۔ خدر کی درخواست میں ایک باغی مسلمان جس کا بڑا علاقہ ان کو دیا جاتا تھا لیکن انھوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ مگر گورنمنٹ نے ان کی خدمات کا اعتراف ایک خلعت قیمتی ایک ہزار اور دو سو روپیہ ہوا کی پولیٹکل پنشن دینے سے کیا جو اس وقت تک ان کے خاندان میں جاری ہو۔ خدر کے بعد سرسید کی ترقی مراد آباد کی صدر الصدوری پر ہوئی اور کمیشن تحقیقات جائداد منضبط باغیان کے مقرر ہوئے۔ رسالہ اسباب بغاوت ہند لکھ کر گورنمنٹ پر یہ ثابت کیا کہ علیائے ہندوستان اور خاص کر مسلمانوں پر خدر کا الزام قائم نہیں ہوتا انھوں نے نہایت دلیری سے ظاہر کیا کہ اس کا الزام خود گورنمنٹ پر قائم ہوتا ہے۔ سرسید کی یہ کتاب جب ترجمہ ہو کر پارلیمنٹ میں پیش ہوئی

تو ایک ممبر پارلیمنٹ نے اس کو باغیانہ قرار دیا۔ لیکن آخر میں گورنمنٹ نے ان شکایات کا جن کو سرسید نے بنا دیا اس کا سبب قرار دیا تھا اسناد کرنا شروع کیا۔ اسی زمانے میں سرسید نے ایک مجموعہ ان مسلمان اشخاص کے حالات کا شائع کیا جنہوں نے ہند میں خیر خواہی کی تھی یہ رسالہ "لائل محمد بن آت" انڈیا کے نام سے شائع ہوا۔ ہند کے بعد انھیں یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی ترقی صرف اس طریقے سے ہو سکتی ہو کہ وہ اپنے علوم مذہبی کے ساتھ ساتھ علوم مغربی بھی حاصل کریں۔ چنانچہ انھوں نے حالت ملازمت ہی میں مراد آباد اور غازی پور میں مدرسے قائم کیے۔ اس کے بعد مسلمانوں میں انگریزوں کی تعلیمی حالت بہتر ہو گئی۔ نیز سرمدیہ کی کتاب "لائل آت محمد" کا جواب لکھنے کی غرض سے ولایت کا سفر اختیار کیا اور وہاں خطاب احمدیہ جو آپ کی مشہور کتاب ہو انگریزی میں جمع ہوئی جس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔ مسلمانوں میں مدستہ العلوم مسلمانوں علی گڑھ میں قائم کیا۔ مسلمانوں میں مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کی غرض سے عثمانیہ ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ مغربی علوم کے شیوع سے جو مفتر نتائج پیدا ہوتے تھے ان کے اسناد کے لیے تہذیب الاخلاق جاری کیا اور علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ کزنٹ کی بھی مدتوں ریڈیٹری کی۔

مسلمانوں میں سرسید سب جہی سے نیشنل باب ہو کر علی گڑھ میں قیام پذیر ہوئے اور مسلمانوں کی تعلیمی اور پولیٹیکل خدمت آخر دم تک کرتے رہے۔ مسلمانوں میں ناسٹ کمانڈر دلیقہ علی

تارہ ہند کا خطاب ملا۔ مسلمانوں میں کتب کی مشہور ہوئی اور سٹی نے۔ ایل۔ ایل۔ جی کی ڈگری عطا کی۔ مہاراجہ سرفراز علی گڑھ میں انتقال ہوا۔ دین کلچر کی مسجد میں دفن ہوئے اپنے ملاوہ دیگر قومی و ملی خدمات کے تصانیف بھی بکثرت چھوڑیں جو تین حصوں پر تقسیم ہو سکتی ہیں۔ مذہبی۔ تاریخی۔ علمی۔ زیادہ حصہ مذہبی ہے۔ جس میں خطبات احمدیہ۔ تفسیر القرآن جو مکمل ہو سکی۔ اور تاریخی تصانیف میں آثار الضادید۔ اسباب بغاوت ہند سلسلہ الملوک وغیرہ مشہور ہیں۔ علمی تصانیف میں تہذیب جرائعہ۔ فوائد الکافی۔ اعمال الخیر وغیرہ یادگار ہیں۔ سرسید کی لائف انگریزی میں لکھت کرل گریس نے لکھی تھی جو مسلمانوں میں ان کی زندگی میں شائع ہو گئی تھی۔ ان کے انتقال پر چند فقہر سوانح عمریوں کے علاوہ مولانا حالی کی مولدہ حیات جاوید سلسلہ ۶ میں زبان اردو شائع ہوئی۔

سید احمد کسیر سید جلال بخاری کے دادا تھے۔ اولیاء کرام میں سے ہیں بمقام دہلی شاہ محمد خیالی کے مقبرے کے پاس مزار ہے سید حسن (دہلوی) بلگرام کے خاندان ساہت کے ایک قابل رہن تھے۔ انھوں نے ڈاکٹر کے میں۔ آئی۔ ایم۔ ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد فوجی ملازمت اختیار کی اور پھر کے دوج تک ترقی پائی۔ تقریباً سولہ سال فوج میں رہے پھر بہت عرصے تک لندن میں سکونت پذیر رہے۔ انتقال سے تین سال قبل اپنی زندگی قومی خدمات کے لیے وقف کر دی۔ اور

سب سے پہلے موقع پر تعلیمی کا نفرض لکھنؤ کے
جلے میں صدر انجمن بنکر ایک پر زور تقریر کی
پھر علی گڑھ میں تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے
۳۰ مئی ۱۹۱۷ء کی شب کو شے میں انتقال کیا
اور علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

سید حسین خٹک سوار۔ شہاب الدین غوری
کے ساتھ ہندوستان آئے۔ جس نے سلاطین
مطابق مشہور ہیں انھیں فتوحات کے بعد
ان کو ناظم اجیر مقرر کیا۔ چند سال کے بعد
انتقال ہو گیا اور اُس پہاڑی پر اُن کا مزار
ہی۔ جہاں پہلے قلعہ اجیر تھا جو زیارت گاہ
خاص و عام ہے خٹک سوار اس وجہ سے
مشہور ہیں کہ ہمیشہ سفید گھوڑا سوار ہی رہتے
خٹک فارسی میں ایسے سفید گھوڑے کو کہتے ہیں
جس کا رنگ سیاہی و سبزی کو لیے ہوئے سپید
سید حسین غنی کا رہنے والا۔ بمقام ہرات ماہ
دسمبر ۱۳۱۷ء مطابق شوال ۱۳۱۷ء میں ۱۱ سال
کی عمر میں فوت ہو گیا۔ نرہست الارواح اور
کنز الرموز اس کی تصانیف ہیں۔

سید حسین شہید امیر ایک بزرگ تھے جو ۹ مئی
۱۳۳۷ء مطابق فروری ۱۳۳۷ء میں ہاپوں
کے زمانے میں شہید ہوئے۔ اور آگرے میں
نانی کی منڈی کے قریب دفن ہوئے۔ ان کا
مزار اب تک موجود ہے۔

سید حسین خدوم سلطان نظام الدین اولیا کے
ہم عصر تھے اور سیر الاولیاء ان کی تصنیف ہے
سید سلیمان (ہندوی) والد کا نام حکیم سید ابوالحسن
دستہ صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں ۱۳۱۷ء
مطابق ۱۳۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ نسباً رضوی

سادات ہیں۔ ۱۹۱۷ء لغایت ۱۹۱۹ء مولانا
شبلی مرحوم کے زیر تربیت رہے ۱۹۱۷ء میں
دستار بندی ہوئی اور اُس وقت سے سلاطین
تک "الندوہ" کی ایڈیٹری کے فرائض انجام
دیئے۔ سلاطین میں مشہور اخبار "الہلال" کے
ایڈیٹر اور اسٹاف میں داخل ہوئے جو ری
سلاطین میں دکن کا چوہانہ کے عربی و فارسی
کے اسٹنڈٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ فوٹو سلاطین
میں مولانا شبلی کی وفات پر کالج سے قطع تعلیق
کر کے دارالمصنفین اعظم گڑھ کی بنیاد ڈالی اور
"معارف" جاری کیا۔ سلاطین میں انجمن ترقی
اردو کا نفرض چوہانہ کی صدارت کی۔ بمبئی اینٹ
سوسائٹی کے نمبر ہونے اب سیرۂ نبوی کی ترتیب
اور تکمیل میں مصروف ہیں۔ ارض القدس۔
لغات جدیدہ۔ دروس الادب۔ حیات مالک
وغیرہ کے مصنف اور مولف ہونے کا فخر حاصل ہے
سید شریف جرجانی۔ دیکھو شریف

جرجانی

سید علی ہمدانی۔ ہمدان کے رہنے والے
سادات عظام میں سے تھے۔ امیر تہذیب کی
ناراضی کی وجہ سے ترک وطن کر کے سلطان۔
قطب الدین کے زمانے میں کشمیر کے سات
سومریوں کی جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ یہ
۱۳۱۷ء مطابق ۱۳۱۷ء کا زمانہ تھا چھ برس
تک کشمیر رہے۔ اس جگہ کو وہ باغ سلیمان کہتے
تھے۔ جب فارس واپس جا رہے تھے راستہ
میں بمقام بکلی انتقال کیا۔ اُن کے صاحبزائے
بیر محمد ہمدانی بھی اُن کے بعد تین سو سیدوں
کے ساتھ کشمیر آ کر آباد ہوئے۔ اور بارہ

برس تک وہاں رہے۔ انھوں نے جا بجا کشمیر میں حجرے بنوا دیے تھے جو کہ امتاعتِ اسلام کا مرکز سمجھے جاتے تھے ان کی تبلیغ سے ہزار ہا آدمی مسلمان ہو گئے۔ کشمیری سادات اب تک وہاں موجود ہیں۔

سید علی بن شہاب الدین ہمدانی تذکرۃ الملوک اس کی تصنیف ہے۔ اس میں مذہبِ اصول دین اور بادشاہوں کے فرائض کا بیان ہے۔

سید محمد۔ ایک شاعر تھا جس کا تخلص زہد ہے (دیکھو) **سید محمد**۔ امرا و عظماء زبانِ عربی اسی کی تصنیف ہے **سید محمد (آزاد)** مشرقی بنگال کے ایک مشہور و متول خاندان سے تھے۔ پیدائش ۱۲۵۷ء بمقام ڈھاکہ۔ فارسی و اردو میں آغا احمد علی اصفہانی مصنف مؤید بہان کے شاگرد و شید تھے انگریزی میں بھی معمولی قابلیت رکھتے تھے۔ ابتداً سب رجسٹرار ہو کر کلکتہ کے پریسید فی جیسٹریٹ اور بالآخر ایسٹک جنرل آف رجسٹریٹ ہو گئے دو مرتبہ بنگال کی کونسل کا ممبر پنجاب گورنمنٹ متقرر ہوئے ۱۸۷۱ء میں فینلے لی اول اول دو برس فارسی اخبار میں مضمون لکھے۔ پھر مشاعرے اور پنج لکھنؤ کی جس کی شہرت کے ساتھ خود بھی بہت مشہور ہوئے نامہ نگاری کی ان کی پرندان تحریروں میں دشمنی مذہب۔ نامہ و پیام سوانح عمری مولانا آزاد۔ مشہور تصانیف ہیں علاوہ برس ان کے مضامین کا مجموعہ "خیالات آزاد" کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوا ہے۔

سید مولانا۔ ایک فقیر مجاہد تھے۔ جرجان کے رہنے والے۔ ہندوستان میں حضرت بابا گنج

فرید کی شوق قدوسی میں آئے۔ کچھ دنوں بابا صاحب کی خدمت میں اجمود میں قیام کر کے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد میں دہلی پہنچے یہاں ایک عظیم الشان خانقاہ بنوائی۔ فقیر اور مسافر اس خانقاہ میں فروکش ہوتے تھے۔ سید مولانا کو پر تکلف کھانے کھلاتے تھے لیکن خود چاول کی روٹی پر گزر کرتے تھے۔ پوشاک میں صرف ایک چادر اور ہٹا کھچا تھی نوڈی۔ غلام خدرت گار کوئی نہ رکھتے تھے۔ بی بی بیچے بھی نہیں تھے۔ دن رات ریاضت میں گزارتی تھی۔ زہد زانہ بھی کسی کا قبول نہ کرتے لیکن باوجود اس حالت کے باورچی خانے کا خرچ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ یہ آمدنی کہاں سے آتی ہے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو کیمیا گر کہتے تھے۔ ان کے باورچی خانے میں ہزار من مسیدہ پانسومن گوشت دو تین سو من شکر اور کئی من مٹی وغیرہ روزانہ صرف ہوتا تھا ان کا قاعدہ تھا کہ جب انھیں کسی شخص کو کوئی چیز عطا کرنا یا کسی سے کوئی چیز خریدنا ہوتی تو یہ کہہ دیتے کہ اس بوریے کے نیچے فلاں مقام ہے اس قدر رقم رکھی ہے چنانچہ بوریہ اٹھا کر لینے والے کو اسی قدر رقم مل جاتی۔ قاضی جلال الدین بخاری بہت زیادہ معتقد ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنی خصوصیت کی ذہنیت یہاں تک پہنچائی کہ سید کو سلطنت کی ترغیب دینے لگے اور خانقاہ میں دربار داری کی بہت داد ہو چلی مریدوں کو خطاب ویسے جانے لگے۔ بادشاہ کے قتل کے منصوبے باندھے گئے

بالآخر جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی بادشاہ نے
اُن کو ۱۲۹۱ء مطابق ۱۱۹۹ھ میں ہاتھی کے
پیرے پکڑوا کر مروا دالا۔

سیدہ نقیہ - حضرت امام جن کے بیٹے زید کی
پوتی تھیں۔ اُن کی پیدائش ۱۱۳۳ھ میں مدینہ
شریف میں ہوئی حافظ قرآن علم تفسیر حدیث
اور فقہ میں کامل تھیں ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۱۹۳ء
میں جب خلیفہ منصور نے اُن کے والد جن کو
قید کر لیا۔ تو وہ مکہ سے مصر کو چلی گئیں اور آخر
دمک گاہیں وہیں ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۲۱۳ء
میں ۱۵ ماہ رمضان بحالت صوم بمرہ ۷۲ سال
وفات پائی اُن کا مزار آج تک زیارت گاہ
خاص و عام ہے۔ یہ موقع مصر قدیم اور قاہرہ
کے درمیان واقع ہے۔

سیدی علی گیدان - سلطان سلیمان اول شہشاہ
قسطنطنیہ کے بحری بیڑے کا کپتان تھا۔ سال
۱۵۱۷ء الحاکم اس کی تصنیف ہے۔ مصنف نے
اس کتاب میں ہندوستان سے قسطنطنیہ تک
کے سفر کا حال لکھا۔ دوسری تصنیف محیط ہے۔
اس کتاب میں ہر زبان ترکی بحر ہند کی جازرہ
کا حال ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے دیکھ کر
مطابق محرم ۱۰۰۰ھ میں احمد آباد۔ گجرات
میں ختم کیا۔ اس کا ترجمہ بیرن جو زنت و ان سیر
Barn Joseph Van Hammer

پر وفسر زبان ہائے مشرقی (دواینے) نے کیا اور
جزلہ لٹریچر سوسائٹی بنگال نے ۱۸۸۵ء
میں اس کو شائع کیا

سیرتی - ایک ایرانی شاعر تھا جس کو قصیدہ گوئی
میں خاص شہرت حاصل تھی۔ اس نے صادق

اور اُس کے بیٹے جعفر خاں رازی بادشاہی فارس
کی مدح میں چند قصیدے لکھے جعفر خاں رازی
۱۱۹۵ء مطابق ۱۱۹۹ھ میں فوت ہو گیا۔

سیف الدولہ - بہاؤ شاہزادہ تھا جس نے
۱۱۹۶ء مطابق ۱۲۰۴ھ میں حکومت کی۔

سیف الدولہ - اس کا اصلی نام میر خاں علی خاں
تھا۔ میر جعفر علی خاں حاکم بنگال اور اڑیسہ کا سپہ
دوم تھا۔ بجائے اپنے بھائی غم الدولہ کے
جانشین ہوا۔ بھائی جیجک مئی ۱۱۹۷ء مطابق
ذی الحجہ ۱۱۹۷ھ میں فوت ہو گیا۔ تخت نشین
ہو کر سیف الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ انگریزوں
نے اس کا وظیفہ مقرر کر کے اس کو ناظم بنا دیا۔

نظامت کا کام اس کا ایک نائب انجام دیتا تھا
اس واقعہ کے بعد وہ تین سال دس ماہ زندہ رہا
اور ۱۰۰۰ء مارچ ۱۱۹۷ء مطابق ۸ ذی قعدہ ۱۱۹۷ھ
کو فوت ہوا۔ اس کا چھوٹا بھائی مبارک الدولہ
جانشین ہوا۔

سیف الدولہ - یہ پیشتر بیکانیر کا ہندو راجپوت
تھا۔ الہ آباد میں مرزا حسن نذر محمد قلی خاں گورنر
الہ آباد کی ملازمت میں تھا۔ ۱۱۹۷ھ میں مسلمان
ہو گیا اور چند ضلعوں کا جن کی سالانہ مالکداری
میں لکھے کے قریب قلی ناظم بنایا گیا سیف الدولہ
کا خطاب پایا۔

سیف الدولہ ملا الدین حسن خوری کا بیٹا تھا۔
جس کی بجائے وہ ۱۱۹۷ء مطابق ۱۲۰۵ھ
میں خور اور غزنی کی بادشاہت پر جانشین ہوا
اور غزنی کا صوبہ اپنے چاچا زاد بھائی غیاث الدین
محمد بن سام کو والہ کر دیا۔ غزنی ترکمانوں سے
لڑائی لڑ کر فتح پایا ہوا۔ ۱۱۹۷ء مطابق

سفر میں سات سال حکومت کرنے کے
بھر مارا گیا۔ سید غیاث الدین اُس کا چچا اور بھائی
نخست نشین ہوا۔

سیف الدین اسفر قاطی - اسفر قاطی (داور اللہ)
کا ایک شہر، وہاں کا باشندہ تھا۔ اور شاعر بھی
الپ ارسلان بادشاہ غارزم کے عہد میں جو
سلسلہ مطابق سلسلہ میں فوت ہوا اور گرا
ہو اس سے دیوان فارسی یادگار رہی جس میں
بارہ ہزار شعر ہیں۔

سیف الدین لاجپن امیر - قبیلہ لاجپن کا
ایک ترک تھا سلسلہ مطابق سلسلہ میں
ہندوستان آیا اور چند شاہان دہلی کی حکومت
میں رہا۔ اُس کے بیٹے اسرار الدین علی شاہ حسام الدین
احمد اور ابوالحسن تھے۔ یہ ابوالحسن وہی ہیں جو امیر
خسر و کلاتے ہیں۔

سیف النفر نو بہاری مصنف دُرّ المجاس
جس میں ابو سعید ابو الجحر کے زمانے تک جو شخص
مطابق سلسلہ میں فوت ہوا۔ مختلف اشخاص
کی کہانیاں درج ہیں اور جنت اور دوزخ کا
بیان ہے۔

سیف خاں بن ابراہیم خاں - ابراہیم خاں
فتح جنگ حاکم بھل کا لڑکا نور جہاں کی بہن ملکہ
بانو بیگم کے بطن سے تھا۔ اس کی خالہ نور جہاں
نے بوجہ لاولد ہونے کے اسے محل شاہی میں
پرورش کیا غرض شہنشاہ جہانگیر نے اس کے جوان
ہونے پر اس کو حاکم بر دوان مقرر کر دیا۔ شہنشاہ
جہانگیر کی مدد گسٹری کی جو شاہیں مشہور ہیں
مُن میں سے ایک اس کی ہلاکت سے تعلق
رکھتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اس کے ہاتھی

کے پیر کے بیچے ایک بچہ دیکر مر گیا۔ بچے کے
والدین نے فیہاں کو شالی سزا دلانا چاہی
لیکن سیف خاں نے اُن کی درخواست
منظور نہیں کی۔ جب یہ خبر شہنشاہ جہانگیر
کے گوش زد ہوئی۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ
متوفی بچے کے والدین کو بیش قرار رقم بطور
خون بہا کے دیکر رضا مند کرے۔ لیکن شہنشاہی
حکم کی تعمیل کرنے کے بجائے اُس نے مرغ بیل
کو قید کر دیا۔ اس کی اطلاع شدہ شدہ جہانگیر
کو ہوئی اُس نے سیف خاں کو لاہور طلب کیا
اور اس نا فرمانی کی پاداش میں متوفی بچے
کے والدین کے سامنے اُسے ہاتھی کے پیروں
کے بیچے چلو کر مر وا ڈالا۔

سیف خاں کوکہ - زین خاں کوکہ کا سب سے
بڑا بیٹا تھا۔ جس کو اکبر نے چار ہزار سی ہندسہ
بنا دیا تھا سلسلہ مطابق سلسلہ میں وہ
احمد آباد گجرات کے مقام پر محمد حسین مرزا کے
ساتھ لڑائی میں مارا گیا۔

سیکو نہ بانی - ستارا کی رانی تھی۔ ہمارا جہ چتری
آپا صاحب راجستھان کی بیوہ تھی۔ آپا
صاحب سلسلہ میں فوت ہوا تھا۔

سیسی نیشاپوری - نیشاپور کا مشہور شاعر تھا
ہرات دکن میں تین ہزار اشعار روزانہ
تصنیف کر لیتا تھا۔ شہزادہ علاء الدولہ کے عہد
میں جو سلسلہ میں گجرات کا بادشاہ تھا گجرات
سیوہاجی - بھونسلہ خاندان کا مشہور سردار دکن
میں مرہٹہ ریاستوں کا بانی تھا۔ ممی سلسلہ
میں پٹاری قلعہ شیو پری میں پیدا ہوا۔ اسی
سُن میں تین مسلمان لائق بادشاہ مرچکے تھے

اور اُن کے تحت نازک حالت میں تھے۔
 یہ ساہجی کا لڑکا تھا۔ ساہجی ابراہیم عادل شاہ
 بادشاہ بیجا پور کی ملازمت میں تھا۔ بادشاہ
 نے شاہجی کو گاہک میں ایک جاگیر اور دس
 ہزار کا منصب عطا کیا تھا۔ اس کا باپ تین
 سلطنتوں کے معاملات صلح و جنگ میں شریک
 تھا اور اُن سے مغلوب ہو چکا تھا۔ ساہجی
 کی ماں بھی جو چاندھور اور مہار کی لڑکی تھی۔
 اُن راجپوتوں کی نسل سے تھی جن کی رہائش
 مسلمانوں کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکی
 تھیں۔ ساہجی اپنی بی بی سے ناراض تھا۔
 اس لیے وہ اُس کو مح اپنے شیرخوار بچے
 سیوا جی کے اپنے سے جدا پوتا میں رکھنا تھا
 (سیوا جی جب تعلیم کے قابل ہوا تو اُس کی
 ماں نے اُسے ایک برہمن دادا جی کند پو کو جو
 اُس وقت پرانا کی جاگیر کا ناظم بھی تھا۔ سپرد
 کر دیا۔ اُس نے اس استاد سے شمسواری
 شمشیر زنی۔ نیزہ بازی تیر اندازی۔ تیراکی
 پہاڑوں کی چڑھائی کی عشق۔ شیر کا شکار
 غرض تمام سپاہیانہ ہنر سترہ برس کی عمر تک
 ہونے سے پہلے سیکھ لیے۔ لیکن لکھنے پڑھنے
 کے اعتبار سے گورا رہا۔ اُس کو اپنا نام لکھنا
 بھی نہ آتا تھا۔ اس برہمن کی صحبت میں
 دیوتاؤں کی لڑائیاں۔ سوراؤں کی کمایاں
 سننے کا اُسے اکثر موقع ملتا تھا۔ اور مسلمانوں
 کی طرف سے اُس کو نفرت دلائی جاتی تھی۔
 جس کی وجہ سے وہ ایک متعصب ہندو
 ہو گیا تھا اور اُس کی طبیعت میں لوٹ مار
 کا دلور جو مرہٹوں کا خاصہ ہی شروع ہی سے

پیدا ہو گیا تھا۔ سیوا جی نے اپنے ارادے
 پورے کرنے کے لیے پونا کے مغربی جھٹے
 کے مرہٹوں کو جو اُس دامن کوہ میں آباد
 تھے جس کا نام ماول تھا اپنا ساتھی بنایا۔
 بیجا پور کی پیارٹی قتلوں پر جہاں دار السلطنت
 کے دور ہونے کی وجہ سے اور آب و ہوا
 اچھی نہ ہونے کی باعث زیادہ فوج نہ رہتی
 تھی۔ سیوا جی نے بادشاہ کی اجازت سے
 قبضہ کر لیا۔ قلعہ توڑنا میں اتفاق سے اُس کو
 خزانہ ہاتھ لگا جس کے ذریعے اُس نے قلعہ کو
 اور سپاہ کو مضبوط کیا۔ اس کے بعد پونا کی آبائی
 جاگیر پر قبضہ کیا۔ اُس کو وسعت دی۔ بعدہ
 بیجا پور کی سلطنت سے حکم ملنا بغاوت اختیار
 کی۔ اُس وقت تک سیوا جی مغلوں کی سلطنت
 کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُن کی سرحد پر قدم
 نہ رکھتا تھا۔ بلکہ شاہی ملازمت کو اپنی عزت
 سمجھتا تھا۔ سیوا جی نے کچھ دنوں کے لیے بادشاہ
 اور تانگ زیب کی ملازمت کی اور اُس کے
 توسط سے اپنے مقبوضہ ملک کے لیے
 بادشاہی سند حاصل کی۔ لیکن تھوڑے
 ہی دنوں بعد اُس نے شاہی مقبوضات
 پر بھی لوٹ مار شروع کر دی۔ بیجا پور کے
 نئے بادشاہ نے عادل شاہ کے مرنے پر
 سیوا جی کی سرکوبی کے لیے بارہ ہزار فوج
 افضل خاں نامی سپہ سالار کی سرکردگی
 میں روانہ کی۔ لیکن لڑائی شروع ہونے سے
 پہلے یہ یقین دلا کر کہ وہ اب مقابلہ نہیں
 لاسکتا۔ سیوا جی نے افضل خاں کو قلعہ پرتا بگڑہ
 میں ہمار دھوکہ دیکر معافہ کرنے ہوئے خیر

ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ ہوتے ہی بغیر نواز نے
 فوج کی بغیری بجادی۔ جس کی آواز سن کر
 سیوا جی کی فوج جیسا کہ پہلے طرہ ہو چکا تھا
 دانت کو دسے باہر نکل آئی اور افضل خاں
 کے لشکر پر ایک حملہ کر دیا۔ لیکن اپنی چالاکی
 کو کام میں لاکر اس نے فوراً لڑائی روک
 دی اور افضل خاں کی فوج کو اپنا نوکر بنالیا
 اور اس کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا
 اس فتح سے اس نے ایک زبردست بادشاہ
 کا مرتبہ حاصل کر لیا اور وہ دروز پر وزغافو
 ہونا گیا۔ سنے سنے قلعے بنائے اور مستقل
 لوٹ مار دکن میں جاری کر دی۔ جب اس کے
 غلبہ کا حال تہشاہ عالمگیر کے کان تک پہنچا
 تو عالمگیر نے امیر الامرا سے یہ دار دکن کو حکم
 دیا کہ سیوا جی کا استیصال کرے۔ چنانچہ قلعہ
 چاکنا پر مقابلہ ہوا۔ سخت جنگ کے بعد
 امیر الامرا نے اس کو فتح کر کے اسلام آباد
 نام رکھا۔ سیوا جی نے مستلیمہ مطابق مسئلہ
 میں دغا اور فریب کے ساتھ شایبہ خاں کو
 رات کے وقت پوتا میں زخمی کر دیا۔ یہ معرکہ
 سیوا جی کا بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ مستلیمہ
 مطابق مسئلہ ۱۶ میں سیوا جی نے ہاسک کے
 مندر کو جاترا کے لیے جانے کا بہانہ کر کے سرت
 کے شہر کو چھ روز تک لوٹا۔ اور بہت سی
 دولت ہاتھ آئی۔ اسی سال میں بادشاہ نے
 راجہ جی سنگھ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ
 سیوا جی کی گوشمالی کو روانہ کیا۔ راجہ جی سنگھ
 کے ساتھ دیر خاں سپہ سالار بھی تھا۔ مگر
 مصالحت چند غراناٹہ کے ساتھ سیوا جی نے

صلح کر لی۔ دوران صلح میں بادشاہی فوج
 کے ساتھ سیوا جی کی فوج نے ہم دکن میں
 ایسی جاں نثاری دکھائی کہ بادشاہ نے
 دو دفعہ اس کے پاس خوشنودی کا فرمان
 بھیجا۔ بادشاہ کے بلانے پر راجہ جی سنگھ مطابق
 مسئلہ ۱۷ میں دہلی کو روانہ ہوا۔ پانسو منتخب
 سوار اور ایک ہزار پیدل اس کے ساتھ تھے
 جب وہ شہر دہلی کے اندر داخل ہونے کے
 قریب ہوا۔ رام سنگھ پسر راجہ جی سنگھ اور
 مخلص خاں سردار نے بادشاہ کی طرف سے
 استقبال کیا۔ سیوا جی نے اس استقبال کو
 اپنے درجے سے گرا ہوا سمجھا۔ لیکن اس
 انگواری کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ بادشاہ کے
 حضور میں پندرہ سو اشرافی اور چھ ہزار رومیہ
 نذر گزارنا پنج ہزاری منصب داروں میں
 بیٹھنے کی اجازت ملی اس نے اس منصب کو
 بھی اپنے مرتبہ سے کم سمجھا۔ کیونکہ وہ ہفت ہزاری
 سے کم مرتبہ کا متوقع نہ تھا۔ بادشاہ نے
 اس کو شہر سے باہر رہنے کا حکم دیا اور اس
 کے جائے قیام پر پیرا بٹھا دیا۔ اور راجہ جی سنگھ
 سے اس کے عہد و پیمان کے متعلق استفسار
 حال کیا۔ جواب آنے پر پیرا بٹھا دیا۔ لیکن
 سیوا جی ایسا خوف زدہ تھا کہ ۲۷ صفر
 مستلیمہ مطابق مسئلہ ۱۸ کو بھیس بد لکر
 فرار ہو گیا اور فقیرانہ بھیس میں چند ہراہیوں
 کے ساتھ چل دیا۔ شہر بنارس بہار و پٹنہ و
 چاند اہوتا ہوا۔ حیدر آباد پہنچا۔ یہاں عبداللہ
 قطب الملک کی طرف سے چند قلعے فتح
 کیے پھر قلعہ راج گڑھ کو اپنا مستقر قرار دیا۔

سال یکایک تجاویز مبتلا ہو جانے سے سیواجی فوت ہو گیا۔

سیواجی - مشہور راجہ تونج راجہ جی چند کا پوتا تھا۔ سلطنت میں تونج سے ترک وطن کر کے مع اپنے خدم و حشم کے بار و اڑ میں آ کر راٹھوروں کی حکومت قائم کی۔

سیوطی - (ملاحظہ ہو جلال الدین سیوطی)

اور علم بغاوت نہ بلکہ کیا لیکن بادشاہ سے صلح ہو گئی۔ اس کے بعد پھر یہ عہدہ کی اور دکن میں فساد برپا کیا۔ تب بادشاہ نے مہاراجاں کو آغواں کے ساتھ دکن کو بھیجا۔ آخر کو بیجا پور کے محاصرے میں سیواجی نے بادشاہ بیجا پور کا ساتھ دیا۔ بادشاہ بیجا پور نے سیواجی کو اس رخصت کے بدلے میں اعلان گوالپال اور بلاری دیدیے۔ ۱۴ اپریل ۱۸۵۷ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ میں بمبارہ

جلد اول تمام ہوئی

(مطبوعہ نظامی پریس برابوں یوپی)

اطلاع

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق نظامی پریس برابوں محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب اس کی نقل یا ترجمہ وغیرہ بغیر اجازت نہ طبع کرائیں۔

ٹانکسا ولف

نظامی پریس کی مندرجہ ذیل مطبوعات کتاب خانوں کی نسبت کاباعت ہیں

کیونکہ صحت - خوشحالی - کاغذ - چھپائی اور جلد کی خوبصورتی کی وجہ سے خاص طور پر مقبول ہیں

دیوان غالب مرزا غالب کا کبھی نہ پرانا ہونے والا کلام - اعلیٰ ترین مع شرح نظامی جلد نہایت خوبصورت پاکٹ ایڈیشن قیمت دور و پیسے آٹھ آنے اس دیوان کا لائبریری ایڈیشن بھی تیار ہے۔ جلی قلم سائز ۱۱ جس کے آخر میں غالبی محاورات اور مشکل الفاظ کی فرہنگ دی گئی ہے قیمت دور و پیسے آٹھ آنے جلد - دو نوں قسم کے دیوانوں میں مرزا صاحب کی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔

شکاکت غالب مرزا سدا مد خاں غالب کی خود نوشتہ سوانح عمری - تصوف - اخلاق اور ادب کے متعلق مفید معلومات اور لطافت مع قول مرزا غالب جلد ۱۰

مراثی انیس جلد اول بہر انیس لکھنؤ کے آخر عمر کا مشافہ کلام مع ایک پر لطف دیباچہ کے جس میں میر صاحب کے کلام پر تنقید کی گئی ہے۔ میر صاحب کا مستند فوٹو بھی شامل ہے مع رازد

۱۰ صفحہ جلد سنہری اعلیٰ قسم کا جلد معمولی سید۔
مراثی انیس جلد دوم جس میں میر صاحب کی متوسط کلام درج ہے۔ آخر میں مولانا طباطبائی صاحب مرتب نے میر صاحب کے کلام پر دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔ قیمت آٹھ پیر قیمت اول

بلا جلد سے جلد مثلاً کاغذ معمولی سید بلا جلد للہ جلد ۱۰
خطوط سرسید انجیل سرسید احمد خاں صاحب کے خطوط کا پیش ہوا مجموعہ جس میں معاشرتی مذہبی اور تعلیمی مسائل کا حل ملتا ہے مرتبہ سید اس مسعود صاحب اعلیٰ تعلیمات سرکار آصفیہ قسم اول سے

قیمت دویم ۱۰ بلا جلد۔
انتخاب دریں مرتبہ سید اس مسعود صاحب ایک سو شعرا ماضی اور حال کا مختصر حال مع سنہ ولادت اور وفات کے اور ان کے کلام کے نمونے درج۔ جلد نہایت خوبصورت پاکٹ ایڈیشن قیمت ۱۰
دیوان جان صاحب لکھنؤ کے مشہور شاعر کا بیکانی کلام و اجد علی شاہ کے زمانے کی معاشرت کا نقشہ آغا حدر رحمن صاحب دہلوی کا لکھا ہوا دیباچہ جس میں دہلی کی زبان کا خاص لطف ملتا ہے مع فرہنگ جلد ۱۰
دیوان رنگین افشاں خواب سوانت یا رتخاں رنگیں اور سید اشاکے یہ نعتی دیوان یکجا چھاپے گئے ہیں ان میں کی خود اپنی لکھی ہوئی فرہنگ بھی شامل ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

منصل فرست کتب نظامی پریس دہلی سے منگائیے ملنے کا پتہ - نجر نظامی پریس دہلی - یو پی



احمد الدین لیتھوگرافر سند یافتہ لندن

پریس کی نمونہ میں مطبع نظامی ہمایوں میں طبع ہوئی

نظام الدین حسین طابع و اشتر

